ماہنامہ
جوابِ عرض
ستمبر 2014
بدلتے رشتے نمبر
RS:90

CPL No.220

جلد نمبر۔40 شمارہ نمبر۔4
بدلتے رشتے نمبر
ماہ ستمبر 2014
قیمت۔ 90روپے

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ جواب عرض لاہور

پوسٹ بکس نمبر 3202، غالب مارکیٹ، گلبرگ لاہور

ماہنامہ جواب عرض ستمبر 2014 کے شمارے بدلتے رشتے نمبر کی جھلکیاں
بدلتے رشتے
ذیشان حیدر
۲۰
شہزادہ عالمگیر ایک عظیم انسان
تھے۔ عرفان ملک
۷۴
اپنے پیاروں
کے نام اشعار
اظہار نہ کر پائے
حسنین کاظمی
۳۲
سوہنی کچے گھڑے دی
اشرف زخمی دل
۷۸
شکوہ
محبت ایک دھوکہ
غزالہ شبنم
۵۲
ہم بچھڑے بہاروں میں
حسن رضا۔ رکن
۴۲
قیمت۔90روپے
محبت کی ادھوری
داستان۔ تمنا
۵۶
فریب یا پیار
شاہد رفیق
۱۰۴
بدلتے رشتے نمبر
محبت امر رہے گی
دوست محمد خان وٹو
۶۲
تجھے میرا اسلام
محمد ندیم زنگلانی
۱۰۰

اسلامی صفحہ

آپ ﷺ کا خاندان مبارک

ازواج مطہرات

کل تعداد(12)نام (1حضرت خدیجہؓ) (2حضرت سودہؓ)(3حضرت عائشہ صدیقہؓ)(4حفصہؓ)(5حضرت زینب بنت خزیمہؓ)(6حضرت ام سلمہؓ)(7حضرت زینب بنت جحش)(8حضرت جویریہؓ)(9حضرت ام حبیبہؓ)(10حضرت صفیہؓ)(11حضرت میمونہؓ)(12حضرت ماریہ قبطیہؓ)

صاحبزادے۔کل تعداد(3)نام۔(1حضرت قاسم)(2حضرت ابراہیم)(3حضرت عبداللہ)دادی کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عائذ۔نانی کا نام۔برہ بنت عبدالعزیٰ۔پرنانی کا نام۔ام حبیبہ بنت اسد۔صاحبزادیاں۔کل تعداد چار۔1حضرت زینبؓ 2حضرت رقیہؓ۔3حضرت ام کلثومؓ۔4حضرت فاطمۃ الزہرہؓ۔پھوپھیاں کل تعداد6نام۔1صفیہؓ۔2ام حکیم البیضاء۔3عاتکہ۔4امیمہ۔5اروی۔6برہ۔

چچا۔کل تعداد11نام۔1عبدالعزیٰ2ابوطالب۔3عبدالحارث۔4عبدالشمس5عبداللات۔6نوفل 7کراحہ۔8حارث۔۔9حضرت حمزہؓ۔10حضرت عباسؓ۔11ربیعہ۔

داماد۔کل تعداد 3۔نام۔ 1حضرت عثمان غنیؓ۔2حضرت علیؓ۔3حضرت ابوالعاص۔

محمد ندیم عباس میوانی پتوکی

نمک کی برکت کے بارے میں حضرت علیؓ کا ارشاد

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جتنی بھی بڑی مشکل ہو گھر سے نکلتے وقت تھوڑا سا نمک روٹی کے نوالے میں رکھ کر کھالیا کرو ایسا ممکن ہی نہیں کہ گھر مایوس لوٹو گے،

ارشاد نبوی ﷺ۔ایک دن حضرت عزرائیل سے حضور ﷺ نے پوچھا کہ جب تم جسم سے روح نکالتے ہو تو کیسے نکالتے ہو۔حضرت عزرائیل نے بولے جیسے کسی کے باریک کپڑے کو کانٹوں پر ڈال کر کھینچا جائے تو تو جتنی مشکل سے وہ پھٹتا ہے اس سے بھی زیادہ تکلیف سے میں روح نکالتا ہوں۔حضور ﷺ نے روتے ہوئے فرمایا اے عزرائیل تم ساری جانوں کی تکلیف مجھے دے دو مگر میری امت کو چھوڑ دینا ایسے پیارے نبی ﷺ پر درود پاک پڑھو ہمارے پیارے نبی ﷺ ہمارے لیے کتنی مصیبتوں کو سامنا کرتے تھے لیکن ہم امتی ان پر درود بھی نہیں بھیج سکتے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اقصد علی فراز گاؤں پانڈوال

غزل

اک سونا چاند میرے فسانے میں رہے گیا
میں دوسروں کی شمعیں جلانے میں رہے گیا
وہ آ کے میرے گاؤں سے واپس بھی جا چکا
میں تھا کہ اپنے گھر کو سجانے میں رہے گیا
واپس ہوا گھر میرا شعلوں کی زد میں تھا
میں مزاروں کے دیئے جلانے میں رہ گیا
ہر پل فریب کھائے اور مسکرا دیا
یہ رواج صرف میرے گھرانے میں رہے گیا
دنیا سے ساری عمر تعارف نہ ہو سکا
اب تک میں خود کو خود سے ملانے میں رہ گیا

(نرگس ناز، سکھر)

غزل آف وصی شاہ

کبھی ہم ان سے کبھی وہ ہم سے روٹھ جاتے ہیں
ہوا کچھ چلتی ہے اسی کنارے چھوٹ جاتے ہیں
سمندر کی گہرائی سے بھی ہوتے ہیں جو گہرے
پل بھر میں کیوں وہ رشتے ٹوٹ جاتے ہیں
جن پہ ہوتا ہے بھروسہ اپنے آپ سے بڑھ کے
وہ لوگ دل کی دنیا سے کیوں لوٹ جاتے ہیں
تیر چلتے ہیں جب نفرت کے ان کی آنکھوں سے
دل کانچ کے ہوتے ہیں اکثر ٹوٹ جاتے ہیں
بڑا ناز ہے مجھے ان کی وفاؤں پر وصی
ذرا ذرا بات پر جو اکثر روٹھ جاتے ہیں

(لیسین احمد، میانوالی)

زخمی دل کی صدا

بزمیں چھین کر مجھ سے تنہائیاں مت دینا
بنی بنائی عزتیں چھین کر رسوائیاں مت دینا
اول تو میں تمہیں کسی اور کا ہونے نہیں دوں گا
اگر کسی کے ہو جانا تو صفائی مت دینا
یہ نہ ہو قوت برداشت میری ختم ہو جائے
حد سے بڑھی ہوئی مجھے تباہیاں مت دینا
تم روٹھتے ہو میں مناتا رہوں گا جانم
لیکن مجھے عمر بھر کی جدائیاں مت دینا
مجھے چھوڑ کر جس کے بھی ہو جانا سانول
میری طرح اسے تو بے وفائیاں مت دینا

(آصف سانول، بہاولنگر)

کیوں یاد آئے

پھر ایک شام کیوں یاد آئے ہو
میری بربادیوں کے دیئے
تو خوب جلائے تھے
اب ذرا سی آہٹ پہ
چونک اٹھتا ہے دل
قسمیں جو کھائیں تھیں
وعدے جو کیے تھے

وہ کیوں بھلائے تھے
تیری خاموشی بھی......
تیرا خلوص سمجھا ......
میرے دامن سے ......
کانٹے کیوں اٹھائے تھے
میری محبت کو کیا خوب
نام دیا آوارگی ......
میرے آنگن میں ......
کیوں پھول سجائے تھے
پھر ایک شام......
کیوں یاد آئے ......
(منیر رضا، ساہیوال)

ہر شام

تجھے یاد رکھا تب بھی نہیں چین پایا ہم
نے
تجھے بھول کر بھی ظالم رونا پڑا
خواب اشکوں سے بہہ گئے پلکوں سے
آنسوؤں سے پھر ایک دیپ جلانا پڑا
ہم قابل تو نہیں تھے تیری بزم کے
سر جھکائے ہم کو پھر بھی آنا پڑا
چاہتے تو بے پردہ کر دیتے سر محفل
پھر بھی تیری بیوفائی کو چھپانا پڑا
ہم نے اپنے آنسوؤں کو گلاب لکھا جو
دیئے
تیری وفا کا قصہ ہر بشر کو سنانا پڑا
آگ لگائی جو میرے دل کے آنگن
میں
اپنے ہی اشکوں سے اسے بجھانا پڑا
وہ مسکراتا رہا جلا کے میری بربادی کا دیا
رضا اس عنایت کو بھی پلکوں پہ اٹھانا پڑا
(منیر رضا، ساہیوال)

ریاض احمد لاہور کے نام

دل آج بھی ان کی یاد پہ پکار اٹھتا ہے
آنسوؤں کا لیے چراغ بار بار اٹھتا ہے
شاید لوٹ کر نہ آئیں جانے والے
ہر گھڑی دل میں ان کا انتظار اٹھتا ہے
دل کے موسم تو کب کے مرجھا گئے
وگرنہ ہر روز ایک موسم خوشگوار اٹھتا ہے
کمی تو پوری نہیں ہوتی جانے والوں کی
وہ گلیاں وہ راہیں زمانہ بھی بے قرار
اٹھتا ہے
جلائے میرے دل کے آنگن کو وہ
مسکرایا
اسے کہنا دھواں وہاں سے اب بھی
بے شمار اٹھتا ہے
تیری وفا کا چرچہ جب کوئی کرے
میرے سامنے
دل ذرا سی آہٹ پہ بھی پکار اٹھتا ہے
لوگ ہم کو ریاض جینے نہیں دیتے
رضا کی زندگی میں ہر لمحہ نشیب و فراز
اٹھتا ہے
(منیر رضا، ساہیوال)

غزل

وفا کی راہ بڑی پر خار سی لگتی ہے
زیست آنسوؤں کی دیوار سی لگتی ہے
میں نے چاہا نہیں تھا پھر سے کسی کو
ہر سوچ اپنی غمگسار سی لگتی ہے
زندگی ڈھل گئی پھر غم کے سانچے میں
تیری ہر خوشی ہمیں یادگار سی لگتی ہے
جا کے کوئی نہیں آتا پھر زمانے میں
تیری یاد بھی اب تو پرنور سی لگتی ہے
کسی سے جب ملاقات ہوئی ہے
جاوید
اس کی ہر بات پھر ہمیں تلوار سی لگتی ہے
(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

وہ اپنی چال بدلتا نہیں کبھی
پھول سائے کے ساتھ چلتا نہیں کبھی
دے کے داغ جدائیوں کے ہمیں
میرے غم میں تیرا پیار ڈھلتا نہیں کبھی
تیری سوچوں کے گہرے سمندر میں
یہ دل میرا پھر سے ڈوبتا نہیں کبھی
فضا بھی صاف ہے تیرے پیار کی
طرح
کوئی کسی کے غم میں جلتا نہیں کبھی
ہم کیوں نہ بدل لیں راہیں اپنی جاوید
یہ دل کسی کی یاد میں دھڑکتا نہیں کبھی
(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

اجڑے ہوئے لوگ بھی عجیب ہوتے
ہیں

تمہ تیرے ہنسا اور ہنساتے رہنا سب کو
اب ہنسی تو کیا آنسو ہی بہتے ہیں جب
بیتے لمحے یاد آتے ہیں
ادایاں چھا گئیں میری زندگی میں اب تو
برسات ہوتی ہے آنکھوں میں جب
بیتے لمحے یاد آتے ہیں
چھوڑ دیا اشکوں کو بہانا ہم نے محفل میں
تنہائی میں بہتے ہیں جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
جدائی تو تھی قسمت میں ہماری
چھوڑنے کا سبب تو بتا دیتے
یہی سوچتے ہیں ہم تو جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
تیرے بغیر جینے کا تصور بھی نہ ممکن تھا میرے لیے
اب جیتے ہیں اور روتے ہیں جب
بیتے لمحے یاد آتے ہیں
تجھے دیکھنا اور دیکھتے ہی رہنا بغیر کسی کے پروا
اب ڈھونڈتے ہیں خیالوں میں جب
بیتے لمحے یاد آتے ہیں
نہ تھی محبت ہم سے یا تھی کوئی مجبوری یہ تو بتا دیا ہوتا
یہی سوچتے ہم کو جب بیتے لمحے یاد آتے ہیں
پڑھ نہ لے اشکوں میں کوئی نام تیرا میرے چاند
اس لیے تو تنہائی میں روتے ہیں جب
بیتے لمحے یاد آتے ہیں

(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

غزل

تیری اک اک بات یاد ہے مجھے آج تک
تیرے ہونٹوں سے نکلا ہر لفظ یاد ہے مجھے آج تک
تو نہ تھا تو تھے ہم بچپن کی ہر خوشی میں
تیرے سنگ ملے جو غم ہر غم یاد ہے مجھے آج تک
تیرے ساتھ چلے تھے جب ہم اور
کیسے جدا ہوئے راستے یاد ہے مجھے آج تک
تیرا اٹھکیلیوں سے چلنا، کبھی ہنس کے کبھی غصے میں گزرنا
تیری اک اک ادا یاد ہے مجھے آج تک
کیا دن تھے کہ تیری طرف دیکھتے ہوئے پروانہ تھی کسی کی
اور وہ بے پرواہی کا عالم یاد ہے مجھے آج تک
تیری آمد کی خبر پر خوشی سے جھومنا اور چلانا
وہ بے خودی کا عالم یاد ہے مجھے آج تک
تیرے سامنے آتے ہی مجھے ہر بات بھول جانا
بے خودی میں تجھے تکنے کا عالم یاد ہے مجھے آج تک
تیرے آنے کی دعائیں کرنے تجھے مانگنا ہے دعاؤں میں
اپنے ملن کیلئے ہاتھوں کا اٹھنا یاد ہے مجھے آج تک
جدائی تو لکھی تھی ہاتھوں کی لکیروں پہ چاند
آخری دن تیرا یوں تکنا یاد ہے مجھے آج تک

(انعم نذیر چاند، وہاڑی)

یہ دل

دھڑکتا ہے یہ دل میرا تڑپتا ہے یہ من میرا
بنا تیرے چین نہیں آتا
یہ دل کہیں بھی نہیں لگتا
تیری یاد ہم کو ستاتی ہے
آنکھیں بھی روتی ہیں
نہ جگتی ہیں نہ سوتی ہیں
پل پل تنہائی ڈستی ہے
نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
سنو تم سے یہ کہتے ہیں
ہمیں اپنا بنا لو تم

ہر شخص کے اپنے اپنے نصیب ہوتے
ہیں
کوئی جا کے جہاں میں نہیں ہے آتا
خوف کے سائے کتنے مہیب ہوتے
ہیں
خیالوں میں آتے ہیں جو مٹتے نہیں کبھی
وہ کتنے پیارے میرے حبیب ہوتے
ہیں
تھک ہار کے سو جاتا ہوں میں آخر کار
جذبے زندگی کے کتنے قریب ہوتے
ہیں
جب بھی آئے گا گزرے دنوں کا
خیال جاوید
زاویے حسن کے بھی پھر کتنے قریب
ہوتے ہیں
(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

یہ دل کبھی تیری یاد سے غافل نہیں رہا
مجھے شکوہ ہے کہ تو پھر بھی میرا حاصل
نہیں رہا
میری نظروں کے سامنے سب ہی پار
اترتے رہیں
جب میری باری آئی تو ساحل نہیں رہا
میں انجان تھی وہ پاگل تھا میری ہر ادا
کے واسطے
بنا کے مجھے پاگل وہ اب پاگل نہیں رہا
کتنے ہی کٹھن دور آئے گزر گئے
کوئی بھی درد اتنا مسلسل نہیں رہا
منظروں سے دور ہوا تو دل سے بھی اتر
گیا
حد یہ ہے کہ اب دعا میں بھی شامل نہیں
رہا
اسے ٹوٹ کے چاہا ہے کس قدر آمنہ
جو شخص تیری نفرت کے بھی قابل نہیں
رہا
(آمنہ، راولپنڈی)

غزل

یہاں پل پل جلنا پڑتا ہے
ہر رنگ میں ڈھلنا پڑتا ہے
ہر موڑ پہ ٹھوکر لگتی ہے
ہر حال میں چلنا پڑتا ہے
ہر دل کو سمجھنے کے لیے
خود سے لڑنا پڑتا ہے
کبھی کبھی خود کو کھونا پڑتا ہے
کبھی چھپ چھپ کے رونا پڑتا ہے
کبھی نیند نہ آئے پھولوں پہ
کبھی کانٹوں پہ سونا پڑتا ہے
کبھی مر کے جینا پڑتا ہے
کبھی جی کے مرنا پڑتا ہے
کبھی تو خوشیاں لوٹ کے آئیں گی
اس آس پہ جینا پڑتا ہے
(آمنہ، راولپنڈی)

غزل

نہیں ممکن اندھیروں میں چراغوں کا
بجھا دینا
بہت مشکل ہے میری جان تمہیں دل
سے بھلا دینا
تمہیں اک دن ستائیں گے میری
چاہت کے سب جذبے
میری غزلیں میری نظریں میرے خط
بھی جلا دینا
کبھی جو یاد میں آؤں تمہیں فرصت
کے لمحوں میں
حسین ہاتھوں سے کاغذ پر مجھے لکھنا مٹا
دینا
(آمنہ، راولپنڈی)

کوئی غزل تیرے نام نہ ہو جائے
آج لکھتے لکھتے شام نہ ہو جائے
کر رہی ہوں انتظار تیرے اظہار محبت
کا
اس انتظار میں زندگی تمام نہ ہو جائے
نہیں لیتی تیرا نام سر عام اس ڈر سے
کہیں تیرا نام بدنام نہ ہو جائے
مانگتی ہوں جب بھی دعا تو یاد آتا ہے
کہ جدائی میرے پیار کا انجام نہ ہو
جائے
سوچتی ہوں ڈرتی ہوں اکثر تنہائی میں
آمنہ
اس کے دل میں کسی اور کا مقام نہ ہو
جائے

(آمنہ راولپنڈی)

تیرے شہر تیری سوچ سے نکل جاؤں
گی
کسی اداس شام میں ڈھل جاؤں گی
تو جو مکر گیا ہے ہر بات سے اپنی
دیکھ لینا اک دن میں بھی بدل جاؤں
گی
مت دکھا مجھ کو اپنا پشیمان چہرہ
جب کہ تو جانتا ہے میں پگھل جاؤں گی
چاہے لاکھ تڑپوں تیرے انتظار میں
مت لوٹ کے آنا میں سنبھل جاؤں گی
تیرا ہونا اتنا ضروری تو نہیں ہے
میں تو یادوں کے کھلونے سے بہل
جاؤں گی
(آمنہ، راولپنڈی)

ملاقات صنم

کبھی تم سارے پردے ہٹاؤ صنم
میری مدتوں کی پیاس بجھاؤ صنم
آؤ آؤ میری بانہوں میں آؤ
میرے خوابوں کو حقیقت بناؤ صنم
میرے بے چین دل کو قرار ملے
مجھے ایسے سینے سے لگاؤ صنم
میری سانسوں کو تیز روانی ملے
میرے ہاتھوں کو اپنے ہونٹوں پہ لگاؤ
صنم
رہے نہ مجھے دنیا کی کوئی خبر
میرے ایسے ہوش اڑاؤ صنم
کہیں ترستے ترستے مر نہ جائے راشد
مجھے اپنے ہونٹوں کا جام پلاؤ صنم
(راشد لطیف، صبرے والا ملتان)

غزل

آج قتل ہو گا میرے پیار کا یارو
خوب سجے گا چہرہ میرے یار کا یارو
کیا تھا اس نے وعدہ میں تیرا ہوں
آج ٹوٹے گا رشتہ اعتبار کا یارو
سوچا تھا تو آئے گا میری زندگی میں
کیا بنے گا میرے انتظار کا یارو
اب تو بچنے کی کوئی امید نہیں ہے
پوچھو نہ حال دل بیمار کا یارو
ادھر نکلے گی ڈولی میرے یار کی یارو
ادھر نکلے گا جنازہ میرے پیار کا یارو
خوب سجے گی ان کے ہاتھوں میں
مہندی میرے خون کی
کیا مزہ ہو گا اس کے سنگھار کا یارو
آخری دعا ہے اس کو یہ میری راشد
بسا رہے ہمیشہ گھر میرے یار کا یارو
(راشد لطیف، صبرے والا، ملتان)

میں بھی انسان ہوں

کسی نے وقت گزارا کسی نے مجھ کو
بیکار کر دیا
کسی نے مذاق میں مجھ سے محبت کا
اظہار کر دیا
کسی نے دیکھ کر میری غربت کو دل
دینے سے انکار کر دیا
کسی نے دیکھا کر حسین چہرہ مجھے بے
قرار کر دیا
کسی نے اپنی زلفوں کے جال میں
شکار کر دیا
کسی نے پاگل سمجھ کر پتھروں کا وار کر
دیا
کسی نے مطلب کی خاطر مجھ کو پیار کر
دیا
کسی نے کسی کی خاطر مجھ کو بے کار کر
دیا
کسی نے چین دیا کسی نے مجھ کو بے
قرار کر دیا
کسی نے پیار کر کے پھر انکار کر دیا
کسی نے میرا جینا دشوار کر دیا
میں خود تو راشد غموں کی نگری میں رہتا
ہوں
پر تیری زندگی میں تو موسم بہار کر دیا
(راشد لطیف، صبرے والا ملتان)

غزل

اداس شاموں میں جب بیتے لمحے یاد
آتے ہیں
بہت یہ دل تڑپتا ہے اور آنسو بھی بہتے
ہیں
تنہا پنچھی کوئی اڑتا ہو جیسے ساحل پہ
ایسی حالت ہوتی ہے بیتے پل مجھے
جب یاد آتے ہیں

دل میں اپنے بسا لو تم
ہمی کو ہم کو سے چرالو تم سے دور اب
نہ رہ پائیں
یہ درد جدائی نہ سہہ پائیں
اس قدر ٹوٹ کر چاہیں تمہیں
کہ دل و جان بھی تیرے کر جائیں
سنو تم اپنا بنا لو ہمیں
(گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی)

ماں کے نام گیت

ماں میری ماں تجھے ڈھونڈوں کہاں
توں جو سنگ ہے میرے دنیا کی پرواہ
نہیں
مجھے
میری ہر خوشی ہے توں
میرے دونوں جہاں تم سے ہیں
توں ہے جنت میری تو ہے ایمان میرا
ماں میری ماں تجھے ڈھونڈو کہاں
جس پہ ہو ماں کا سایہ
اس پہ نہیں ہے غموں کا چھایا
ماں میری ماں تجھے ڈھونڈو کہاں
ماں دھرتی پہ کھلا جنت کا وہ پھول ہے
جس کی خوشبو سے مہکے سارا جہاں
ماں میری ماں تجھے ڈھونڈو کہاں
(گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی)

سنگ دل صنم

بھلانا تمہیں تو ہمارے بس میں نہیں
یہ جان کر بھی کہ تو سنگ دل صنم ہے
پھر بھی دل کی دنیا تیرے نام کی

ہم ہیں بے وفا یہ کبھی سوچنا بھی مت
ہم نے تو یہ وفا یہ محبت یہ چاہت
تیرے نام کی
اب تو یوں لگتا ہے کہ مرجائیں گے
یہ درد جدائی اب نہ سہہ پائیں گے ہم
یوں تو بھلا یاد سب کو مگر
اک تیری ہی ذات کو نہ بھول پائیں
گے
(گلشن ناز، ٹھٹھہ قریشی)

غزل

وہ یوں ملے ہیں مجھ کو ہزاروں کے
درمیاں
چمکا ہو جیسے چاند ستاروں کے درمیاں
اس دل کی کیفیت کا کا بھی عالم نہ
پوچھیے
جیسے سلگ رہا ہو شراروں کے درمیاں
اہل چمن کو دکھ بھرے کانٹوں کی کیا خبر
رہتے ہیں کس گھٹن سے بہاروں کے
درمیاں
وہ بام پر ہیں اور سر طور ان کا عکس
پتھرا گئی ہے آنکھ نظاروں کے درمیان
آنکھوں میں آنسوؤں کی تڑپ دیکھ
نائلہ
دریا امڈ پڑا ہے کناروں کے درمیان
(نائلہ طارق، لیہ)

غزل

اشک آنکھوں سے گرائے اپنے
دیئے ہاتھوں سے بجھائے اپنے
اب کس پیڑ کی چھاؤں ڈھونڈیں
زلف اپنی ہے نہ سائے اپنے
کس کے ہونٹوں کی ادا یاد آئی
گل ہنسا زخم بھر آئے اپنے
رو کے شبنم نے یہ کیا خوب کہا
کوئی دکھڑے نہ سنائے اپنے
خوش رہے ترک تعلق کر کے
بن گئے لوگ پرائے اپنے
وقت پڑنے پر یہ محسوس ہوا
دور ہٹتے گئے سائے اپنے
(نائلہ طارق، لیہ)

فون کال

ایک دن فون پہ وہ بولا
میں جلد ہی تجھے بلاؤں گا جاناں
گھر والے کسی کی شادی پر جا رہے
ہیں
میری طبیعت بے حد خراب ہے
یہی بہانہ بنا کر گھر پر رہوں گا
پھر تجھ کو بلاؤں گا
سنو آنا ضرور
میں کوئی بہانہ نہ سنوں گا
اپنے ہاتھوں کی بنی چائے بھی پلاؤں گا
جب شرارت سے انگلی چائے میں ڈبو
دوں گا
تم بے اختیار چیخ پڑو گی
میری انگلی کو پکڑ کر چوم لو گی

اور پھر جانا جب میں کوئی شرارت کروں گا
تم شرم سے مجھ سے لڑو گی
مجھ سے روٹھو گی اور پھر مان جاؤ گی
پھر ہم خوب باتیں کریں گے
فلموں کی......ڈراموں کی
سیاست کی......تجارت کی
اور پھر اپنی......
میری بہت سی باتوں پر تم سمٹ جاؤ گی
ہائے اللہ یوں نہ کہو، شرم آتی ہے
بہت سی ایسی باتیں کہو گی
اور پھر میرے سینے پر سر رکھ کر سو جاؤ گی
سنو آنا ضرور......
میں تمہیں فون کروں گا
تب سے لیکر اب تک
فون کی ہر گھنٹی پر بھاگتی ہوں
اپنے پرائے پاگل کہتے ہیں
فون دکھا کر گھائل کرتے ہیں
سینے پہ سر رکھ کے سونے کی آس میں
زمین پر سر رکھ کے سو جاتی ہوں
اپنے سفید بالوں کو دیکھ کے روتی ہوں
اب بھی انتظار کرتی ہوں
شاید اس کا فون آجائے
اور وہ کہہ دے
جاناں،
میری بیوی اور بچے کسی شادی پر گئے ہیں
آج میں گھر پہ اکیلا ہوں
تم آ جاؤ......

(نائلہ طارق، لیہ)

پیارے سجن

تم تو دعوے دار تھے ہماری محبت کے
کہتے تھے ہم سے کہ کبھی نہ چھوڑ کے جائیں گے
میرے میٹھے سے جان سے پیار سجن
اپنی چاہت تیرے نام کر کے
تیری ذات کو اپنائیں گے
چھوڑ دیں گے ہر اس شخص کو جو
آنکھوں میں تیری آنسو لائیں گے
تیری ہستی کی خاطر مٹ جائیں گے ہم
تم ہو ہمارے جاناں ساری دنیا کو بتلائیں گے
چھوڑ نہ جانا کبھی ساتھ ہمارا
مر جائیں گے کھا کر قسم تمہاری
اور زندگی بھر نہ لوٹ کر آئیں گے
بھول گئے وہ ساری قسمیں
چھوڑنے سے پہلے کچھ تو کہہ جاتے
کہ کب تک جئیں ہم بن تمہارے
جو قصور تھا ہمارا
تو پھر سزا بھی سنا کر جاتے
بنا کچھ کہے یوں منہ موڑ جاؤ گے
کبھی وہم وگماں میں بھی نہ تھا ہمارے
مایوس نہیں ہوئے اپنی قسمت سے ہم
جو کہتے ہیں وہ کر بھی جاتے ہیں
چھوڑ کے دنیا بس تم کو اپنائیں گے

(گلشن ناز، لیہ)

تیرا ذرا سا اشارہ

تیرے لبوں پر مچلنے والے تبسم کی قسم
تیری جھکی جھکی پلکوں کے حصار
تیری آنکھوں کی اُمڈنے والے سات سروں کی قسم
تیرے پھول چہرے پر بکھرنے والے
دھنک کے رنگوں کی قسم
اگر یہ ممکن ہوتا
تیرے قدموں تلے آنے والی ریت
کے ذرات کو بھر لینا اپنی مٹھی میں ہمیشہ کیلئے
تیرے قدموں کو چھو کر آنے والی ہر لہر کو
چوم لیتا میں اپنے ہونٹوں سے
دور، دور تک پھیلے نیلے سمندر کی شور کرتی لہروں کی قسم
جو مجھے میری جیت پر مبارک باد دے رہی ہو جیسے
میرے وجود کو چھو کر اڑ رہی ہے جو تیرا آنچل
اگر یہ ممکن ہوتا
تم سن سکتی اس باد صبا کی صدائیں
تم سن سکتی ان لہروں کی صدائیں
تو ان کے ہاتھ تمہیں یہ پیغام بھیجتا
میری جان
اگر ہو تیرا ذرا سا اشارہ

(اے آر راحیلہ منظر، جھمرہ ٹی)

ہر شخص کا ہو جانا

ہر درد پہن لینا ہر خواب میں کھو جانا......
کیا اپنی طبیعت ہے ہر شخص کا ہو جانا......
اک شہر بسا لینا بچھڑے ہوئے لوگوں کا
......پھر شب کے جزیروں پر...... دل
تھام کے سو جانا موقع سخن کچھ ہوتا دیر
اسے تکنا......ہر لفظ پہ رک جانا ہر بات پہ
کھو جانا......کیا اپنی طبیعت ہے ہر شخص کا
ہو جانا......آنا تو بکھر جانا سانسوں میں
مہک بن کر......جانا تو کلیجے میں کانٹے
سے چبھو جانا......جاتے ہوئے چپ
رہنا...... ان...... بولتی آنکھوں کے
خاموش تکلم سے پلکوں......کو بھگو بھگو
جانا......کیا اپنی طبیعت ہے ہر شخص کا ہو
جانا

☆ ....عبدالوحید بندیال

شہزادہ عالمگیر کی یاد میں

روز محشر تک یہ دنیا تیرے گیت گائے گی
تیرے دیوانوں کو ایک پل بھی نیند نہیں آئے گی
یہ دیوانے کس کو حال دل سنائیں گے
ہمدرد نہ ملا تو سبھی کو تیری یاد ستائے گی
آپ کے احسانات ہم کبھی بھی نہیں بھولیں گے
جب فرمائشیں پوری نہ ہوئیں تو آپ کی یاد آئے گی
اندھیری راتوں ساون کی برساتوں میں اکثر
تیرے دیوانوں کو تیری یاد تڑپائے گی
اے خدا ہمارے محسن کی قبر گلزار کرنا
سب کی زباں یہی لفظ دہرائے گی
بھری محفل میں بھی آپ کی یاد آ گئی عالمگیر
تو خدا کی قسم اسی وقت آنکھ بھر آئے گی

☆ ....آصف سانول-بہاولنگر

پیار کی بازی

یہی پیار کا صلہ دو تو کوئی بات نہیں
یہ درد اس نے دیا ہے تو کوئی بات نہیں
اتنا بہت ہے کہ اس نے تھوڑی قدر کی
اب اس نے ٹھکرا دیا ہے تو کوئی بات نہیں
کس کی مجال ہے جو مجھے بے وفا کہے
اگر یہ آپ نے کہا ہے تو کوئی بات نہیں
یہ میرے بس میں کہاں تجھے چھوڑ سکوں بھلا
تو اگر مجھے چھوڑنا چاہتا ہے تو کوئی بات نہیں
تنہا تو مجھے ہونا تھا اس کے جانے کے بعد
لے دے کے ہم کو تو اس کے ہی سہارے تھے
ان کے سنگ جو گزری خوب گزری شانی
وہ بھی جیت سکے نہ بازی، ہم ہی پیار میں ہارے تھے

☆ انتخاب: فاروق احمد شانی - چکوال

تیری جدائی

چھوڑ دی تیری دنیا تیری خوشی کے لئے
جی سکیں گے نہ اب ہم کسی کے لئے
تیرا ملنا اور بچھڑنا اک خواب تھا
تیری چاہت تو تھی دل لگی کے لئے
میرے آنگن میں ہر سو اندھیرا رہا
چراغ ڈھونڈا بہت روشنی کے لئے
اپنی قسمت میں اشکوں کی سوغات تھی
ہم ترستے رہے اک ہنسی کے لئے
تیری جدائی سے بڑھ کر اور کیا غم ہو گا
زخم کافی ہیں یہی زندگی کے لئے

☆ ....ایم شفیع تنہا-امرہ خورد

غزل

سراپا عشق ہوں میں اب بکھر جاؤں تو بہتر ہے
جدھر جاتے ہیں یہ بادل اُدھر جاؤں تو بہتر ہے
ٹھہر جاؤں یہ دل کہتا ہے تیرے شہر میں کچھ دن
مگر حالات کہتے ہیں کہ گھر جاؤں تو بہتر ہے
دلوں میں فرق آئیں گے تعلق ٹوٹ جائیں گے
جو دیکھا جو سنا اس سے مکر جاؤں تو بہتر ہے
یہاں ہے کون میرا جو مجھے سمجھے گا اے فراز
میں کوشش کر کے اب خود ہی سنور جاؤں تو بہتر ہے

☆ زیب ظہور احمد بلوچ - ڈیرہ مراد جمالی

محبت کیسی ہوتی ہے

ہاں دیکھ لیا میں نے محبت کیسی ہوتی ہے
آنکھوں میں شرارے رکھتی ہے پر اندھوں جیسی ہوتی ہے
دکھ میں اکثر ہمدم سی زخموں پر جیسے مرہم سی
پیار میں اکثر پیار سی اور کچھ نفرت جیسی ہوتی ہے
ہاں دیکھ لیا میں نے محبت کیسی ہوتی ہے
دل میں ارادوں جیسی بھی ہاتھوں میں وعدوں جیسی بھی
دل دریاؤں کے رکھتی ہے پر حرارت جیسی ہوتی ہے
ہاں دیکھ لیا میں نے دیکھ لیا محبت کیسی ہوتی ہے
کافر کی اداؤں والی بھی تبرک کی جیسے گالی بھی
بلو جا اک من داس کی پر کہتے ہیں عبادت ہوتی ہے
ہاں دیکھ لیا میں نے دیکھ لیا محبت کیسی ہوتی ہے
چاند کے پہلو جیسی بھی اور خوشبو کے رشتوں ناطوں سی
آنکھوں میں اشکوں جیسی بھی اور شرارت جیسی ہوتی ہے
ہاں دیکھ لیا میں نے دیکھ لیا محبت کیسی ہوتی ہے
سوچوں میں ہے پرندوں سی قفس میں شاید درندوں سی
انسانوں سے بھی کھلتی ہے پھر بھی شرافت جیسی ہوتی ہے
ہاں دیکھ لیا میں نے دیکھ لیا محبت کیسی ہوتی ہے
فضول سی بس یہ ہوتی ہے بس ایسی ویسی ہوتی ہے

☆ ....یاسر ساقی - مانسہرہ

محبت

کبھی زندگی کا نام ہے محبت
کبھی موت کا پیغام ہے محبت
کبھی محبت سے ملتی ہے خوشی
کبھی غم کی شام ہے محبت
کبھی محبت آنسو کی بارش ہے
کبھی ہنسی کا جام ہے محبت

کبھی محبت دل کی جلن
کبھی دل کا آرام ہے محبت
کبھی محبت ہے بے نام زندگی
کبھی زندگی کہتی ہے میرا نام ہے محبت
☆ انتخاب: سید عبادت علی-ڈی آئی خان

غزل

رسم سجدہ بھی اٹھا دی ہم نے
عظمت عشق بڑھا دی ہم نے
جب کوئی تازہ شگوفہ پھوٹا
کی گلستان میں منادی ہم نے
جب چمن میں نہ کہیں چین ملا
درِ زندان پہ صدا دی ہم نے
آنچ صیاد کے گھر تک پہنچی
اتنی شعلوں کو ہوا دی ہم نے
خون دل سے درِ میخانہ پہ
تیری تصویر بنا دی ہم نے
دل کو آنے لگا بسنے کا خیال شاد
آگ جب گھر کو لگا دی ہم نے
☆ . محمد آفتاب شاد-کوٹ ملک دوکوٹہ

غزل

بہاروں کی مستی کا اکثر اچھا نہیں ہوتا
شجر سوکھا ہوا ہو تو ثمر اچھا نہیں ہوتا
جو ممکن ہو تو راستے سے کوئی جگنو پکڑ لینا
اندھیری رات کا تنہا سفر اچھا نہیں ہوتا
ملو کچھ اس طرح کہ دل آپس میں مل جائیں
تعارف دوستوں سے مختصر اچھا نہیں ہوتا
وہیں بیٹھو جہاں سایہ ملے اپنے درختوں کا
کسی کے گھر کے آنگن کا شجر اچھا نہیں ہوتا
اچھا ہوا ہم دہلیز ہی سے پلٹ آئے عباس
جہاں اپنے نہ بستے ہوں وہ گھر اچھا نہیں ہوتا
☆ ... غلام عباس جتوئی-محمد پور دیوان

بے قرار نہ کر

سامنے آ کر مجھے اور بے قرار نہ کر
ماضی کی یادوں کو اور تازہ نہ کر
کیوں خوش ہو مجھے جلتا دیکھ کر
میرے ان زخموں کو اور تازہ نہ کر
رنج و الم وابستہ ہیں ساتھ میرے
منہ پہ پھیکی مسکراہٹ لایا نہ کر
نشہ ہو جاتا ہے دیکھتے ہی تجھے
اور ہمیں مزید جام پلایا نہ کر
اب تو تمنا نہیں رہی دل میں میرے
اتنی پیاری یادیں دل میں بسایا نہ کر
مرنے کے بعد تیری روح کو چین نہ ہوگا
بار بار کہنا ہے مجھ کو ستایا نہ کر
☆ .... حسن رضا-رکن سٹی

تو کہاں نہیں ہے

آنکھوں کی تختیوں پہ کیا کیا بیاں نہیں ہے
یہ جب تلک ہوں زندہ دل بے زباں نہیں ہے
تم بہہ رہے ہو میرے احساس کی رگوں میں
کوئی فاصلہ ہمارے اب درمیاں نہیں ہے
رنج والم کے جالے پڑ جائیں جن دلوں میں
اُن سے بڑا کوئی بھی اجڑا مکاں نہیں ہے
میری روح کی بقا ہے تیرے تصوروں میں
تمہیں موت بھی بھلا دے تو وہ گماں نہیں ہے
تقدیر کو نہ جانے تھا کیا عناد ہم سے
ہر سانس یوں لگا کہ یہ مہرباں نہیں ہے
بے ذوق سے جہاں میں میرا فن بھٹک رہا ہے
جو اس کو جان پاتا وہ قدرداں نہیں ہے
لفظوں کی دھڑکن میں سوچوں کی آنکھوں میں
تو ہی بتا جاناں کہ تو کہاں نہیں ہے
جھڑنا نشاط گل کا کریم کی ٹہنیوں سے
اب گلستانِ لب میں ایسا سماں نہیں ہے

☆ .... کریم بگٹی-سوئی گیس فیلڈ

بارش برستی ہے

ہر روز جب شام ڈھلتی ہے ...... تمام پرندے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں ...... جب رات کو آسمان پر چاند ستارے چمکتے ہیں ...... جب سورج کی کرنیں زمین پر روشنی بکھیرتی ہیں ...... جب بارش برستی ہے جب شمع ساری رات جلتی ہے ...... جب نیند نہیں آتی ...... جب محبت جاگتی اور زمانہ میٹھی نیند سوتا ہے ...... ان لمحوں میں مجھے صرف تم یاد آتی ہو

☆ .... ایم اشفاق بٹ-لالہ موسیٰ

غزل

شب بھر میرے دل کو جلایا نہ کرو
یوں تم میری آنکھوں کو رلایا نہ کرو
دے کر غم دنیا بھر کے میری جھولی میں
پھر کتنے ہو کہ یہ آنسو بہایا نہ کرو
کسی ٹوٹے ہوئے دل کی بددعا نہ لگ جائے
دل توڑ کر کسی کا تم مسکرایا نہ کرو
تم سمجھا کرو کسی کے آنسوؤں کی قدر
یوں کسی کی راہوں میں کانٹے بچھایا نہ کرو
بہت عجب ہوتے ہیں یہ دلوں کے رشتے
چند لمحے ساتھ رہ کر کسی کو بھلایا نہ کرو
فقط تم بھی انسان ہو ہمارے جیسے واصف
پھر یوں آسمانوں سے دل لگایا نہ کرو
☆ ..... واصف علی آرائیں-بھریا روڈ

غزل

میری داستان حسرت وہ سنا سنا کے روئے
میرے آزمانے والے مجھے آزما کے روئے
کوئی ایسا اہل دل ہو کہ افسانہ اے محبت

میں اسے سنا کے روؤں وہ مجھے سنا کے روئے
میری آرزو کی دنیا دل ناتواں کی حسرت
جسے کھو کے شادماں تھے آج اسے پا کے روئے
تیری کچھ اداؤں پر تیری بے وفائیوں پر
کبھی سر جھکا کے روئے کبھی منہ چھپا کے روئے
جو سنائے اپنے شب غم کی آپ بیتی
کئی رو کے مسکرائے کئی مسکرا کے روئے
☆ .... بوٹا دکھی - بہاولپور

غزل

مرنے کی دعائیں کیوں مانگوں جینے کی تمنا کون کرے
یہ دنیا ہو یا وہ دنیا اب خواہش دنیا کون کرے
جب کشتی ثابت و سالم تھی ساحل کی تمنا کس کو تھی
اب ایسی شکستہ کشتی پہ ساحل کی تمنا کون کرے
جو آگ لگائی تھی تم نے اس کو تو بجھایا اشکوں نے
جو اشکوں نے بھڑکائی ہے اس آگ کو ٹھنڈا کون کرے
دنیا نے ہمیں چھوڑا برسوں ہم چھوڑ نہ دیں کیوں دنیا کو
دنیا کو سمجھ کر بیٹھے ہیں اب دنیا دنیا کون کرے
☆ .... پرنس عبدالرحمٰن گجر - نین لانجھہ

غزل

رخصت ہوا تو میری بات مان کر گیا
جو اس کے پاس تھا وہ مجھے دان کر گیا
بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا
دلچسپ واقعہ ہے کہ کل اِک عزیز دوست
اپنے مفاد پر مجھے قربان کر گیا
کتنی سدھر گئی ہے جدائی میں زندگی
ہاں وہ جفا سے مجھ پہ احسان کر گیا
منیر میں بات بات پہ کہتا تھا جس کو جان
وہ شخص آخرش مجھے بے جان کر گیا
☆ انتخاب: محمد منیر تنہا - جلالپور پیروالہ

جانِ تمنا

جی تو چاہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور لکھوں ...... مگر پھر میں سوچتا ہوں ...... اگر میں کچھ لکھوں گا تو ...... اس تحریر میں لازمی ...... تیرا نام بھی آئے گا ...... مگر ...... میں اپنی تحریر میں تو ...... تیرا نام لانا نہیں چاہتا ...... اور ہاں ...... تیرے نام کے علاوہ ...... میں کوئی اپنی تحریر ...... تو میں لکھ نہیں سکتا ...... کیوں کہ ...... تم تو میری زندگی ہو ...... اور جان تمنا ہوں ...... اور کوئی اپنی جان کے بغیر ...... زندہ نہیں رہ سکتا
☆ ..... مسٹر ایم ارشد وفا - گوجرانوالہ

ٹوٹے دِل کی دعا

دو پل ساتھ چل کر چھوڑ دیا تم نے
وفا کی ڈوری کو توڑ دیا تم نے
ذرہ بھر بھی تم نے خیال کیا نہ ہمارا
میری روح کے تاروں کو جھنجھوڑ دیا تم نے
کہاں گئیں وہ قسمیں وہ تیرے وعدے
کیوں ہم سے مکھ موڑ لیا تم نے
خوش رہو ہمیشہ یہی ہے دعا میری
بیشک اس معصوم دِل کو توڑ دیا تم نے
☆ .... محمد محسن ساغر - عارف والہ

غزل

کسے کہوں اس جہاں میں اپنا
جو تھے اپنے وہ بیگانے بن گئے
دِل میں آباد تھے جو خوشیوں کے چمن
وہ چمن اب ویرانے بن گئے
بسائے تھے جو پھول دامن میں
وہ پھول اب کانٹے بن گئے
پیار کرنا سکھایا تھا جنہوں نے ہمیں
اب وہی پیار سے انجانے بن گئے
کسے کرے گا اب تو گلہ یاسر
آنسو تو تیرا مقدر بن گئے
☆ .... یاسر ساقی - مانسہرہ

غزل

وہ اس انداز کی مجھ سے محبت چاہتا ہے
مرے ہر خواب پر اپنی حکومت چاہتا ہے
مرے ہر لفظ میں جو مجھ سے بڑھ کر بولتا ہے
مرے ہر لفظ کی مجھ سے وضاحت چاہتا ہے
بہانہ چاہئے اس کو اب ترکِ وفا کا
میں خود اس سے کروں کوئی شکایت چاہتا ہے
اسے معلوم ہے میرے پروں میں دم نہیں ہے
مرا صیاد اب مجھ سے بغاوت چاہتا ہے
وہ کہتا ہے کہ میں اس کی ضرورت بن چکی ہوں
تو گویا وہ مجھے حسب ضرورت چاہتا ہے
کبھی اس کے سوالوں سے مجھے لگتا ہے ایسے
کہ جیسے وہ خدا ہے اور قیامت چاہتا ہے
اسے معلوم ہے میں نے سچ لکھا ہے
وہ پھر بھی جھوٹ کی مجھ سے حمایت چاہتا ہے
☆ .... جنید اقبال - اٹک

گمنام سپاہی

میں اس دھرتی کا اک گمنام سپاہی ہوں
میں نے اپنی جان اس دھرتی پر وار دی
میں نے اپنا آج تمہارے کل پر وار دیا
میں نے اپنے لہو سے اپنے پریم کی آبیاری کی
ہر سال میری فرضی قبر پر پھول چڑھائے جاتے ہیں
میری اصل قبر کہاں ہے یہ مجھے بھی معلوم نہیں
کیونکہ میں اس دھرتی کا اک گمنام سپاہی ہوں
میری گمنام قبر پر کوئی بلبل اپنی
میٹھی سی آواز میں کوئی بول بولتا ہے
کوئی جگنو اندھیری رات میں آ کر اس جگہ کو دیکھتا ہے
آنے والوں کو وہ منزل کا پتہ بتاتا
میری اصل منزل کہاں ہے یہ مجھے بھی معلوم نہیں

کیونکہ میں اس دھرتی کا اک گمنام سپاہی ہوں
☆ .... واصف مغل

کچھ نہیں

درد و غم کے سوا عشق میں کیا ملا کچھ نہیں
جو تھا کھو بیٹھے حاصل ہو کچھ نہیں
میں نے لکھ کے بھیجا تھا کیا لگتا ہوں تیرا
اس نے لکھ کے بھیجا کچھ نہیں
میں نے کہا رک جا میں جاگوں تیرے بن
وہ ایسے چل پڑا جیسے سنا اس نے کچھ نہیں
آج اک بزرگ کی آنکھیں بھر آئیں میری حالت دیکھ کر
پھر اس نے کہا تیری لکیروں میں لکھا کچھ نہیں
☆ ... ظہیر عباس انجم کمبوہ-حاصل پور

یاد

آج ہمدرد مجھے یاد پرانے آئے
پھر تصور میں وہی گزرے زمانے آئے
یاد آئی وہ سر شام کی محفل اپنی
یاد وہ رات کے کچھ خواب سہانے آئے
ایک مدت سے میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں
ایک منظر جو میرا چین چرانے آئے
وہ اگر مجھ سے خفا ہے تو کوئی بات نہیں
وہ کسی سے ملنے کے بہانے آئے
میری اتنی ہی تمنا ہے میرے ساتھ چلے
کب یہ کہتا ہوں کہ میرے ناز اٹھانے آئے
☆ .... راجہ عمر-تھوتھال

اچھا لگا

میری زندگی میں اس کا آنا
آ کر مسکرانا اچھا لگا
ارباب وفا کو چھوڑ کر
بے وفا سے دل لگانا اچھا لگا
خوشیوں سے بڑھ کر غم ملیں زندگی میں
لیکن پھر بھی غموں میں مسکرانا اچھا لگا
کشتی بھی تھی سمندر بھی تھا کنارہ بھی تھا عباس
لیکن پھر بھی اس پاگل دل کو ڈوب جانا اچھا لگا
☆ .... عباس علی گجر-چکسواری

غزل

بہت دلکش ہے تیری یہ تصویر
مگر تم ہو کسی اور کی تقدیر
میں اپنی محبت کو عنوان نہیں دے سکتا
اس جہاں میں نہیں ایسی کوئی تحریر
سارا جہاں مجھ سے لے لو جاناں
میری ہستی کو بنا لو اپنی جاگیر
میں تیرے اخلاق کا گرویدہ ہوں
میں اپنی گفتگو میں ہوں حقیر
تیرے کوچے میں کھائے ہیں کئی پتھر
لیکن میں تیرے ہی در کا ہوں فقیر
راہ میں پتھر اور پا میں کانٹے بچھا دو
رہوں گا میں اس منزل کا راہگیر
دامن میرا لہولہان ہوا ہے زیب
تیری چاہ میں کھائے ہیں کئی تیر
☆ ..... ڈاکٹر اورنگزیب بھٹی-گجرات

ہاتھوں کی لکیریں

اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو پڑھ کر دیکھا ساجن
جلتے ہوئے سورج کو تنہا دیکھا ساجن
ستاروں کی بارات میں چاند بھی اکیلا
روتے ہوئے تنہائی میں چاند کو دیکھا ساجن
نہ کرو ناز جوبن پہ اپنے کلیو!
ٹوٹی ہوئی شاخوں سے کلیوں کو دیکھا ساجن
سانسوں میں رم جھم [illegible] کی بارش
کسی کی یاد میں کسی کو روتے ہوئے دیکھا ساجن
ہاتھوں کی لکیروں کو کون مانتا ہے کنول
آج بغیر ہاتھوں کی تقدیر کو دیکھا ساجن
☆ ....، اے ڈی کنول-ڈھلیار

کبھی یاد کرو

وہ میری محبت کو خیال سمجھ کے بھول گئے
ماضی کا قصہ ماضی کا سال سمجھ کے بھول گئے
لکھے تھے اُن کے نام محبت کے ہزاروں خط
وہ ایک شکاری کا جال سمجھ کے بھول گئے
کیا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے دل و جاں سے
وہ کسی نصاب کا سوال سمجھ کے بھول گئے
لکھا تھا ایک تحفہ بھیجا ہے اُن کے نام
وہ اُسے ہجر کی شال سمجھ کے بھول گئے
اُسے کہا پھر آیا ہے موسم بہار کا
افسوس صد افسوس وہ سلسلہ وصال سمجھ کے بھول گئے
رضا وہ کیا جانے محبت کے مرحلوں کو
جو محبت کو ایک وبال سمجھ کے بھول گئے
☆ .... منیر رضا-ساہیوال

غزل

دل کی چوکھٹ پہ جو اک دیپ جلا رکھا ہے
تیرے لوٹ آنے کا امکان سجا رکھا ہے
سانس تک بھی نہیں لیتے ہیں تجھے سوچتے وقت
ہم نے اس کام کو بھی کل پہ اٹھا رکھا ہے
روٹھ جاتے ہو تو کچھ اور حسیں لگتے ہو
ہم نے یہ سوچ کے ہی تم کو خفا رکھا ہے
تم جسے روتے ہوئے چھوڑ گئے تھے اک دن
ہم نے اسی شام کو سینے سے لگا رکھا ہے
چین لینے نہیں دیتا کسی طور مجھے
تیری یادوں نے جو طوفان اٹھا رکھا ہے
جانے والے نے کہا تھا کہ وہ لوٹے گا ضرور
اک اسی آس پہ دروازہ کھلا رکھا ہے
مجھ کو کل شام سے وہ یاد بہت آنے لگا
دل نے مدت سے جو اک شخص بھلا رکھا ہے
☆ ..... خالد فاروق آسی-فیصل آباد

غزل

اک مدت تک میں اس کی ضرورت بنا رہا
پھر یوں ہوا کہ اس کی ضرورت بدل گئی
چلتا رہا ساتھ میرے وہ بہت دیر تک
پھر یوں ہوا کہ اس کی منزل بدل گئی
وہ اکثر کہتا تھا عادت ہے میری ٹوٹ کر پیار کرنا
پھر یوں ہوا کہ اک دن اس کی عادت بدل گئی
اس نے خوابوں میں تعبیر کیا تھا اک تاج محل
پھر یوں ہوا کہ اس کے خوابوں کی تعبیر بدل گئی
یاد آیا وہ آج بہت شدت سے
پھر یوں ہوا کہ میری زندگی کی شام بدل گئی

☆ .... نرگس ناز۔سکھر

غزل

آ میرے آنگن میں ذرا شام کے بعد
مل کے مانگیں گے محبت کی دعا شام کے بعد
جن کی تقدیر میں خواب نہیں نیند نہیں
اوڑھ لیتے ہیں ستاروں کی ردا شام کے بعد
آؤ مل بیٹھ کے کچھ وقت گزاریں جاناں
میں سناؤں تجھے، تو اپنی سنا شام کے بعد
تم مجھے چھوڑ گئے شام سے پہلے پہلے
یہ نہ پوچھو میرا کیا حال ہوا شام کے بعد
تم یہاں تھے تو ہر اک شام سجی رہتی تھی
اب تو لگتا ہے شام ہوتی نہیں شام کے بعد

☆ .... یٰسین احمد۔میانوالی

غزل

آنکھوں سے کہو پیار کا انداز نہ بدلیں
سانسوں سے کہو درد کا یہ ساز نہ بدلیں
آئے گا کبھی پیار کا موسم بھی کسی روز
دھڑکنوں سے کہو روح کا ہم راز نہ بدلیں
یوں سوچنا اور جاگنا قسمت میں ہے دن رات
یادوں سے کہو پیار کی پرواز نہ بدلیں
ملتے ہیں دور جا کر دریا کے دو کنارے
چاہت سے کہو سفر کا انداز نہ بدلیں
بنتے ہیں ہر آہٹ میں اس کے آنے کی آواز قتیل
پاؤں سے کہو چلنے کا انداز نہ بدلیں

انتخاب اعجاز احمد چدھڑ۔ننکانہ صاحب

غزل

غم کے مجرم خوشی کے مجرم ہیں
لوگ اب زندگی کے مجرم ہیں
اور کوئی گناہ ہے یا نہیں
سجدے بے خودی کے مجرم ہیں
استغاثہ ہے راہ و منزل میں
راہزن راہبری کے مجرم ہیں
میں کدے میں شور کس کا ہے
بادہ کش بندگی کے مجرم ہیں
ہم فقیروں کی زندگی پہ نہ جا
خدمت آدمی کے مجرم ہیں

☆ .... ماہ پارہ۔پتوکی

کسی سے باتیں کریں

روٹھ گئیں گلشن سے بہاریں کس سے بات کریں
کیسے منائیں کس کو پکاریں کس سے بات کریں
ہم نے خود ہی پیدا کی ہے ایک نئی تہذیب
آنکھ گل دل میں تلواریں کس سے بات کریں
روٹھ گئی گلشن سے بہاریں کس سے بات کریں
ہم کیسے شام گزاریں کس سے بات کریں
قاتل وقت ہوا ہے ہم سے کیوں اتنا ناراض
خود کو اور کہاں تک ماریں کس سے بات کریں
روٹھ گئی گلشن سے بہاریں کس سے بات کریں
آگ لگاتا ہے تو دل کو پیار کی آگ لگا
تو ہی بتا جلتی دیواریں کس سے بات کریں
روٹھ گئی گلشن سے بہاریں کس سے بات کریں

☆ .... محمد سعید احمد شیخ

تم یاد آئے

میرے دل کے اجڑے آنگن میں
کوئی پھول کھلا تم یاد آئے
تیرے شہر کے بسنے والوں میں
کوئی شخص ملا تم یاد آئے
وہ کہتا تھا کہ بعد میرے بس یاد مجھے تم کرنا
سچ پوچھو کسی کی آنکھوں سے
کوئی اشک گرا تم یاد آئے
دن بھر تو میں اس دنیا کے
کاموں میں ہی کھویا رہا
دن گزرا اور دیواروں سے
جب دھوپ ڈھلی تم یاد آئے
ہاں تم یاد آئے بہت یاد آئے سحر

☆ .... غلام شبیر سحر۔بھلوال

وہ جو ہمارے دل میں رہتا ہے

ہم ساری عمر...... اک معصوم سی خواہش ...... اپنے دل میں لئے پھرتے ہیں...... کسی کے دل میں گھر کرنے کی...... کسی کو اپنا بنانے کی...... ہم نہ جانے کیا کیا کرتے ہیں...... اس وقت ہم بھول جاتے ہیں...... اس ایک ذات کو...... جو ہمارے دل میں رہتا ہے...... جو ہم سے محبت کرتا ہے...... جو صرف ہماری اک توبہ سے معاف کر دیتا ہے...... ہماری ساری خطاؤں کو

☆ .... ایس امتیاز احمد۔کراچی

قطعہ

ہم پھول سمجھ کے جس کو ہونٹوں سے لگا بیٹھے
وہ پھول نہیں انگارہ تھا ہونٹوں کو جلا بیٹھے
پھول کے رنگ سا رنگ تھا اس کا
جمیل فدا خیرپوری دھوکہ کھا بیٹھے

☆ جمیل فدا خیرپوری۔خیرپور میرس

بات سچی زباں پہ لاؤں میں
جھوٹی قسمیں کبھی نہ کھاؤں میں
کہنا اپنے بڑوں کا مانوں میں
اور اسی میں بھلائی جانوں میں
اپنے اعمال پر ہوں شرمندہ
ہوں کرم کی امید پر زندہ
☆ --------- واصف علی آرائیں-بھریا روڈ

غزل

بے ربط سیع تحریر عبارت نہیں ہوتی
ہاتھوں کی لکیروں میں تو قسمت نہیں ہوتی
سجدے میں دکھاوا ہو تو سجدہ نہیں ہوتا
گردن کے جھکنے سے عبادت نہیں ہوتی
وہ شخص محبت سے ہمیشہ رہا محروم
اوروں کے لئے جس کے دل میں محبت نہیں ہوتی
چہرے کا سنگھار کبھی نہیں گیا نہ کم ہوا ہے
سیرت کے بنا کبھی صورت نہیں ہوتی
شہکار کی تکمیل میں شامل نہ ہوا ے گو فکر ہادی
تصویر تو بن جاتی ہے یہ مورت نہیں ہوتی
☆ ----- حماد ظفر ہادی-منڈی بہاؤالدین

غزل

میری ہر اک ادا میں چھپی تھی اس کی محبت
اس نے محسوس نہ کیا یہ اور بات ہے
میں نے ہر دم اس کے خواب دیکھے
مجھے تدبیر نہ ملی یہ اور بات ہے
میں نے جب بھی اس سے بات کرنا چاہی
مجھے الفاظ نہ ملے یہ اور بات ہے
میں اس کی محبت میں بہت دور تک گیا
مجھے ساحل نہ ملا یہ اور بات ہے
قدرت نے تو لکھا تھا اسے میری قسمت میں ہادی
لیکن ہم نہ تھے اس کی قسمت میں یہ اور بات ہے
☆ ------------ حماد ظفر ہادی-گوجرہ

غزل

تیرے بعد کیسی ہے حالت نہ پوچھو
اٹھانے پڑے کتنے ذلت نہ پوچھو
ہے ویران دنیا جہاں لٹ گیا ہے
کیسے ٹوٹی ہو پر قیامت نہ پوچھو
وہ رنگین راتیں وہ خوشبوں کے لمحے
ہووے چور کیسے وہ چاہت نہ پوچھو
تمہیں زندگی سے بڑھ کر زیب چاہا
تمہاری تھی کتنی ضرورت نہ پوچھو
☆ -- زیب ظہور احمد بلوچ-ڈیرہ مراد جمالی

غزل

تمہارے خط میں نیا اک سلام کس کا تھا
نہ تھا رقیب تو آخر وہ نام کس کا تھا
وہ قتل کر کے مجھے ہر کسی سے پوچھتے ہیں
یہ کام کس نے کیا ہے یہ کام کس کا تھا
وفا کریں گے نبھائیں گے بات مانیں گے
تمہیں بھی یاد ہے کچھ یہ کلام کس کا تھا
نہ پوچھ کچھ تھی کس کی وہاں نہ آؤ بھگت
تمہاری بزم میں کل اہتمام کس کا تھا
تمام بزم جسے سن کے رہ گئی مشتاق
کہو وہ تذکرۂ ناتمام کس کا تھا
ہمارے خط کے تو پرزے کئے پڑھا بھی نہیں
سنا جو تو نے بدل وہ پیام کس کا تھا
☆ -- زیب ظہور احمد بلوچ-ڈیرہ مراد جمالی

عدل

کسی سے بات کرنا بولنا اچھا نہیں لگتا
تجھے دیکھا ہے جب سے دوسرا اچھا نہیں لگتا
تیری آنکھوں میں جب سے میں نے اپنا عکس دیکھا
میرے کو کوئی آئینہ اچھا نہیں لگتا
تیرے بارے میں دن بھر سوچتا رہتا ہوں میں لیکن
تیرے بارے میں سب سے پوچھتا اچھا نہیں لگتا
میں یہاں اس عمر بھر برباد رہتے ہیں
یہ درد ہے ایسے کچا گھڑا اچھا نہیں لگتا
میں اب چاہت کی اس منزل پر آ پہنچا ہوں
تیری جانب کسی کا دیکھنا اچھا نہیں لگتا
میں تیرے ساتھ رہوں زندگی کی طرح
یہ اور بات ہے کہ زندگی وفا نہ کرے
☆ -- اعجاز اشرف ساگر جٹ-بورے والا

غزل

یہ پیار بھی راحت ہے دنیا نہیں سمجھے گی
دل والوں کی دولت ہے دنیا نہیں سمجھے
احساس کی خوشبو میں چاہت کی ہوا چھائی
اللہ کی عنایت ہے دنیا نہیں سمجھے گی
کیا چین ملے دل کو اب ہوش ہوش نہیں آ تا
اک ایسی قیامت ہے دنیا نہیں سمجھے گی
بدنام زمانے میں ہر دل کو یہ کرتی ہے
چاہت وہ شہرت ہے دنیا نہیں سمجھے گی
اے دوستو وفاؤں کی عظمت کو سمجھنے میں
اک دل کی ضرورت ہے دنیا نہیں سمجھے گی
☆ ------ مدد حسین بلوچ-چک واں دلاور

پرانی یادیں

میری محبت کو وہ خواب سمجھ کے بھول گئے
پرانی کتاب کا پرانا باب سمجھ کے بھول گئے
کل تک تو وہ مجھ میں تھا بڑا محو
آج مجھ کو قطرہ شراب سمجھ کے بھول گئے
ذرا سوچو تو ماضی کی یادوں میں ہم اور تم
خیالوں کی پرانی کتاب سمجھ کے بھول گئے
سرگوشیاں آج بھی بتائیں گی میری بیقراری کا عالم
وہ صفحۂ زیست کو عذاب سمجھ کے بھول گئے
مجھ میں کون میرے دن رات شمار کرتا ہے
وہ قصۂ سوال و جواب سمجھ کے بھول گئے
نئے پھولوں کے خریدار تھے وہ رضا
شاید ہماری دوستی نایاب سمجھ کے بھول گئے
☆ -------------- منیر رضا-ساہیوال

غزل

وہ گیا کہ ابھی تک لوٹ نہ سکا
لوٹ آنے کی بہت دعا کی ہم نے
دل آئینہ میں آج بھی ہے تیری تصویر
تیری یادوں سے بھی وفا کی ہم نے
کوئی اس طرح تنہا چھوڑ نہیں جاتا
کون سی ایسی خطا کی ہم نے
تمہیں ٹوٹ کے چاہا زمانے سے

تجھ پہ ہر پل جان فدا کی ہم نے
ہماری جان جانے سے تیری محفل کا تھا بھرم
تیرے لئے یہ قیمت بھی ادا کی ہم نے
کون اتنا اسے پیار دے گا رضا
اُس کی محبت میں ٹوٹ جانے کی انتہا کی ہم نے
☆ ------------ منیر رضا- ساہیوال

غزل

درد بڑھتا ہی رہے ایسی دوا دے جاؤ
کچھ نہ کچھ میری وفاؤں کا صلہ دے جاؤ
یوں نہ جاؤ کہ میں رو بھی نہ سکوں فرقت میں
میری راتوں کو ستاروں کی ضیاء دے جاؤ
اک بار آؤ کبھی اتنے اچانک پن سے
ناامیدی کو تحیر کی سزا دے جاؤ
دشمنی کا کوئی پیرایہ نادر ڈھونڈو
جب بھی آؤ ہمیں جینے کی دعا دے جاؤ
وہی اخلاص و مروت کی پرانی تہمت
دوستو کوئی تو الزام نیا دے جاؤ
کوئی صحرا اگر راہ میں آئے جانی
دل یہ کہتا ہے اک بار صدا دے جاؤ
☆ ------------ ایم جنید جانی- اکبر پورہ

غزل

دیکھ تو دل کہ جاں سے اٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے
گور کس دل جلے کی ہے یہ فلک
شعلہ اک صبح یاں سے اٹھتا ہے
بیٹھنے کون دے ہے پھر اس کو
جو تیرے آستاں سے اٹھتا ہے
تو اٹھے آہ اس گلی سے ہم
جیسے کوئی جہاں سے اٹھتا ہے
عشق اک جانی بھاری پتھر ہے
کب یہ تجھ ناتواں سے اٹھتا ہے
☆ ------------ محمد جنید جانی- اکبر پورہ

غزل

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے
میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے
جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے
یہ تیری پری چہرہ لوگ کیسے ہیں حسن
غمزہ و عشوہ ادا کیا ہے
☆ ------------ حسن رضا- رکن سٹی

غزل

ہم تم ہوں گے بادل ہو گا
رقص میں سارا جنگل ہو گا
وصل کی شب اور اتنی کالی
ان آنکھوں میں کاجل ہو گا
کس نے کیا مہمیز ہوا کو
شاید ان کا آنچل ہو گا
پیار کی راہ پہ چلنے والے فراز
رستہ سارا دلدل ہو گا
☆ ------------ حسن رضا- رکن سٹی

غزل

ملیں ہم کبھی تو ایسے کہ حجاب بھول جائے
میں سوال بھول جاؤں تو جواب بھول جائے
تو کسی خیال میں ہو اور اسی خیال ہی میں
کبھی میرے راستے میں تو گلاب بھول جائے
کبھی تو جو پڑھنے بیٹھے مجھے ہر حروف میں دیکھے
تیری آنکھیں بھیگ جائیں تو کتاب بھول جائیں
ترے ذہن پر ہو حاوی میری سوچ اس طرح سے
کہ تو اپنی زندگی کا یہ نصاب بھول جائے
تو جو دیکھے میری جانب تو بچوں کی طرح
تجھے دیکھ لوں تیری متوں نگاہوں کی طرف
تیری نگاہوں کا اتنا اثر کہ میں شراب بھول گیا
☆ ------------ آصف کنول- گونیاں

چاند ستارے

کٹ گئے مجھ سے مرے چاند ستارے لوگو!
کوئی تو شخص مجھے چھت سے پکارے لوگو!
اس نے سندور کسی اور کی چاہت کا بھرا
وہ مجھے چھوڑ گیا کس کے سہارے لوگو!
اس کی خوشبو میرے آنگن میں اتر آئی ہے
اب کوئی آ کے میری زلف سنوارے لوگو!
کتنا دشوار تھا وہ چند مہینوں کا سفر
کس طرح میں نے وہ دن رات گزارے لوگو!
مجھ کو یہ زخم اسے بھول کے جی لینا ہے
مجھ سے پورے نہ ہوئے اس کے خسارے لوگو
☆ ------------ ڈاکٹر رئیس اقبال شاد- جہلم

روکتا کیوں؟

اسے کیوں روکتا جانے سے پہلے
وہ خود ہی سوچتا جانے سے پہلے
کبھی توڑا نہ اس نے خامشی کو
وہ کچھ تو بولتا جانے سے پہلے
مجھے پہلے ہی اس نے کھو دیا تھا
وہ کس سے پوچھتا جانے سے پہلے
جو دل میں لوٹنے کی بات ہوتی
نہ آنچل بھیگتا جانے سے پہلے
اگر ملنا وفا کی شرط ہوتی
گھڑا کیوں ڈوبتا جانے سے پہلے
برا دل کا اگر ہوتا وہ رئیس
نہ مڑ کر دیکھتا جانے سے پہلے
☆ ------------ ڈاکٹر رئیس اقبال شاد- جہلم

غزل

تمہیں جب کبھی ملیں فرصتیں
میرے دل سے بوجھ اتار دو
میں بہت دنوں سے اداس ہوں
مجھے کوئی شام ادھار دو
مجھے اپنے روپ کی دھوپ دو
کہ چمک سکیں میرے خال و خد
مجھے اپنے رنگ میں رنگ دو
میرے سارے زنگ اتار دو
کسی اور کو میرے حال سے

نہ غرض ہے نہ کوئی واسطہ
میں بکھر گیا ہوں سمیٹ لو
میں بگڑ گیا ہوں سنوار دو
میری وحشتوں کو بڑھا دیا
تیری جدائیوں کے عذاب نے
میرے دل پہ ہاتھ رکھو
ذرا میری دھڑکنوں کو قرار دو
کوئی بات کرنی ہے چاند سے
کسی شاخسار کی اوٹ میں
مجھے راستے میں یہیں کہیں
کسی کنج گل میں اتار دو

☆ ---------- ایم مجاہد چاند۔فیصل آباد

غزل

شمع مزار تھی نہ کوئی سوگوار تھا
تم جس پہ رو رہے تھے یہ کس کا مزار تھا
تڑپوں گا عمر بھر دل مرحوم کے لئے
کم بخت نامراد لڑکپن کا یار تھا
سودائے عشق اور ہے وحشت کچھ اور شے
مجنوں آ کا کوئی دوست فسانہ نگار تھا
جادو ہے یا طلسم تمہاری زبان میں
تم جھوٹ کہہ رہے تھے مجھے اعتبار تھا
کیا کیا ہمارے سجدے کی رسوائیاں ہوئیں
نقش قدم کسی کا سرراہ گزر تھا
اس وقت تو وضع میں آیا نہیں فرق
تیرا کرم شریک جو پروردگار تھا

☆ ---------- آصف کنول۔گونیاں

کنگن

کاش میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا
تو بڑے پیار سے چاؤ سے بڑے مان کے ساتھ
اپنی نازک سی کلائی میں چڑھاتی مجھ کو
اور بے تابی سے فرقت کے خزاں لمحوں میں
تو کسی سوچ میں ڈوبی جو گھماتی مجھ کو
میں تیرے ہاتھ کی خوشبو سے مہک سا جاتا
جب کبھی موڈ میں آ کر مجھے چوما کرتی
تیرے ہونٹوں کی میں حدت سے دہک سا جاتا
کچھ نہیں تو یہی بے نام سا بندھن ہوتا
کاش میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا

☆ ---------- محمد عمران بٹ۔ڈھوک ڈل

غزل

دل میں یکطرفہ محبت کو چھپا رکھا ہے
تو نے جو مجھ سے نہ ملنے کی قسم کھائی ہے
ہم تمہیں پیار سے دیکھیں تو بگڑ جاتے ہو
تیری صورت پہ مجھے پیار بہت آتا ہے
تم کو آئے نہ کبھی شب کی تیرگی کا خیال
تیری رحمت سے میں مایوس نہیں ہوتا ہوں
دیکھنا ہے کہ وہ کس روز یہاں آتے ہیں
عین ممکن ہے کہ تیرے نام روانہ کر دوں
اس بہانے ہی تمہیں یاد میں کر لیتا ہوں
جی میں آتا ہے کہ کوئی ہم سے محبت کرتا
کون کرتا ہے یہاں ہم سے محبت جانی

☆ ---------- محمد جنید جانی۔پشاور

انگارے

کاش وہ میرے قریب ہوتے
اسے گلے سے لگا لگا کے روتے
تنہائی میں ہر وقت اسے دیکھتے
چپکے چپکے ہر دم وہ روتے
کاش وہ میرے قریب ہوتے
اس کی پلکوں سے ہم مچلتے
اس کو اپنا بنانے کا خواب دیکھتے
اور جب وہ مسکراتے ہر پل
وہ میرے ہوش اڑا کے لے جاتے
کیا تھی آنکھیں اس کی میری محبت میں
جیسے آتش سے نکلتے ہیں انگارے
اور اس کو صنم کے نام سے پکارتے
اس کو دل کی دھڑکن سے پکارتے
اور اس کو اپنے دل میں بساتے
کاش وہ میرے قریب ہوتے

☆ ---------- محمد جنید جانی۔پشاور

تم بن

تم بن وہ چشم پرنم ہے
اس دل میں بہت غم ہے
ہر سو اندھیرا ہے، ہر شخص نم
ہر شب اداس ہے، تجھ سے ملن کی آس ہے
کتنا دکھ ہے زندگانی میں، درد سمٹا ہے کہانی میں
رات بھی طوفانی ہے، موجوں میں روانی ہے
ساری زیست میں ویرانی ہے، بس یہی اپنی کہانی ہے

☆ ---------- عمران انجم راہی۔ستہ پانی

بہت اداس ہوں میں

دل میں کچھ درد ہے بہت اداس ہوں میں
رات بھی کچھ سرد ہے بہت اداس ہوں میں
اپنے خوابوں کے یوں بے وقت ٹوٹ جانے پر
پرنم آنکھوں میں جمی کچھ گرد ہے بہت اداس ہوں میں
اسے کھو کر نہ ہم رو سکے نہ شب بھر سو سکے
بس آنکھوں میں کچھ کرب ہے بہت اداس ہوں میں
وہ جس کا راج ہے دل و جان پہ میرے
اوروں کی نظر میں اک فرد ہے بہت اداس ہوں میں
کھو کر مجھے وہ بھی پشیمان رہتا ہے اکثر
عمران سنا ہے چہرہ اس کا زرد ہے بہت اداس ہوں میں

☆ ---------- عمران انجم راہی۔ستہ پانی

غزل

اور تو کوئی بس نہ چلے گا ہجر کے درد کے ماروں کا
صبح کا ہونا دوبھر کر دیں رستہ روک ستاروں کا
جھوٹے سکوں میں بھی اٹھا دیتے ہیں اکثر سچا مال
شکلیں دیکھ کے سودا کرنا کام ہے ان بنجاروں کا
اپنی زبان سے کچھ نہ کہیں گے چپ ہی رہیں گے عاشق لوگ
تم سے تو اتنا ہو سکتا ہے پوچھو حال بیچاروں کا
جس جیسی کا ذکر ہے تم سے دل کو اسی کی کھوج رہی
یوں تو ہمارے شہر میں اکثر میلا لگا ہے نگاروں کا
ایک ذرا سی بات تھی جس کا چرچا پہنچا گلی گلی
ہم گمناموں نے پھر بھی احسان مانا یاروں کا
درد کا کہنا چیخ اٹھو دل کا تقاضا وضع نبھاتا
سب کچھ سہنا چپ چپ رہنا کام ہے عزت داروں کا
انشاء اب انہیں اجنبیوں میں چین سے باقی عمر کٹے
جن کی خاطر بستی چھوڑی نام نہ لے ان پیاروں کا

☆ ---------- آصف کنول۔گونیاں

❖❖❖

بدلتے رشتے

۔۔تحریر۔ذیشان حیدر۔0346,2322556

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین جو کہانی میں آپ کی خدمت میں لے کر آیا ہوں یہ سب سچ ہے اور یہ میرے ایک دوست کی کہانی ہے جب اس نے اپنے دکھ مجھے سنائے تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں اس کو جواب عرض میں لکھوں تو دوستو امید ہے آپ سب کو پسند آئے گی دوسرا حصہ بعد میں بھیجوں گا اپنے رائے سے ضرور نوازنا میں نے اس کہانی کا نام۔بدلتے رشتے۔رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کردار ظفر۔نورین۔

آج میرے گھر والے بہت خوش تھے لیکن میں کچھ اداس تھا کیوں کہ آج میری منگنی ہونے والی تھی۔

اور میں نہیں چاہتا تھا کہ جن لوگوں سے میرا رشتہ ہونے والا ہے وہ پتہ نہیں کیسے ہوگ ہوں گے۔
وہ لڑکی کیسی ہوگی وغیرہ وغیرہ کیوں کہ میں نے اس لڑکی کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔
منگنی سے کچھ دن پہلے میں سکول جا رہا تھا تو راستے میں وہ لڑکی اس کی بہن اور دو دوست اور کچھ بچے آرہے تھے وہ لڑکی یعنی میری منگیتر اور اس کی بہن سکول میں ٹیچر تھیں۔
اس وقت ان کو بھی چھٹی ہوگئی تھی راستے میں بچوں نے میرا سائیکل روک لیا اور مجھ سے پوچھنے لگے تم ہی ہماری ٹیچر کے منگیتر ہو۔اور تمہارا نام ظفر ہے نا میں چپ کر کے اپنی نظریں جھکائے کھڑا رہا پھر ان میں سے ایک لڑکی بولی چھوڑ دو اس کو تو بچوں نے مجھے نہیں چھوڑا تھا جب اس لڑکی نے غصے میں کہا تو بچوں نے مجھے چھوڑ دیا پھر میں اپنے گھر چلا آیا
قارئین ان دنوں میں اپنے نانا کے گھر رہتا تھا اور پڑھنے کے لیے ان کی بستی سے گزر کر جاتا تھا اس وقت میں 9th میں پڑھتا تھا اور منگنی سے کچھ دن پہلے پیپر دیئے تھے اور میری منگنی میں ہم نے ان لوگوں کو بھی بلایا تھا جو ہمارے دشمن تھے میری منگنی پر چار کاریں اور کچھ موٹر سائیکلیں گئیں تھیں۔
جب ہم وہاں گئے تو میرے نانا جان والے وہاں پہلے ہی موجود تھے کیوں کہ یہ رشتہ میرے نانا جان والوں نے لے کر دیا تھا میرے نانا جان کا گھر ان کے گھر سے ایک کلو میٹر دور تھا وہ گاؤں میں رہتے ہیں اور ہم شہر میں رہتے ہیں ہمارا گھر ان کے گھر سے بارہ کلو میٹر دور تھا۔
پھر ہم کچھ دیر وہاں بیٹھے رہے پھر ہم جمعہ پڑھنے چلے گئے جمعہ پڑھنے کے بعد مولوی صاحب نے نکاح پڑھایا۔

اس کے بعد میرے نانا جان مجھے نورین یعنی میری منگیتر کے گھر لے گئے اور جا کر مجھے نورین کے ساتھ بٹھا دیا۔

پھر انہوں نے باری باری مجھے اور نورین کو مٹھائی کھلائی میرے پاس فلم بنانے والا کیمرہ بھی تھا جو میں نے فلم بنانے کے لیے اپنے کزن کو دیا ہوا تھا وہ ہماری فلم بنا رہا تھا۔

باقی رسمیں ادا کرنے کے بعد ہم واپس اپنے گھر آ گئے اس شام کو میری گرل فرینڈ کے بھائی کی بھی منگنی تھی جب میں ان کی بارات دیکھنے باہر گیا تو ثنا نے منہ پھیر لیا کیوں کہ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی تھی اور وہ چاہتی تھی کہ میری شادی اس کے ساتھ ہو لیکن میں اس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ہم بچپن سے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے سوموار کا دن تھا آج میرے نانا جان والوں کی خیریت تھی میں ایک دن پہلے ہی چلا گیا وہاں میں نے دیگیں وغیرہ بنوائی اور سب کو کھانا کھلایا کچھ دیر بعد نورین کی امی اور نورین بھی آ گئیں۔

پہلی بار نورین کو دیکھا تو بہت ہی خوبصورت تھی کسی نے آ کر بتایا کہ باہر تمہارے سسر بھی آئے ہیں تو میں باہر چلا گیا میں نے باہر جا کر دیکھا تو میرے سسر اور نورین کے نانا جان بھی آئے ہوئے تھے میں ان کو جا کر ملا اور کھانا کھلایا اور پھر جو جو آتے رہے سب کو کھانا کھلاتا رہا۔

جب سب عورتیں چلی گئیں تو میری خالہ نے بتایا کہ نورین تمہارا نمبر مانگ رہی ہے میں نے اپنا نمبر لکھ کر دے دیا کچھ دیر بعد نورین اور اس کے گھر والے چلے گئے اور میں دوسرے دن اپنے گھر واپس آ گیا شام کو نورین کا ایس ایم ایس آیا تو میں بہت خوش ہوا پھر ہمارا فون پر رابطہ شروع ہو گیا۔

میں نے نورین کو یہ بھی بتا دیا کہ میں ثنا سے بہت پیار، بہت محبت کرتا تھا اس نے بھی مجھے بتایا کہ میں بھی کسی سے بہت پیار کرتی تھی میں نے نورین سے کہا کہ اگر تمہارا دل چاہے تو اس لڑکے سے فون پر بات کر سکتی ہو کیوں کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کا دل ٹوٹے۔

جس دن سے میرا نکاح نورین سے ہوا تھا اس دن سے میں نے ثنا سے رابطہ کرنا چھوڑ دیا تھا کیوں کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میں نورین کو دھوکہ دوں کیوں کہ اب میرا سب کچھ نورین ہی تھی کیوں کہ اب مجھے ساری زندگی نورین کے ساتھ گزارنی تھی ویسے بھی ثنا سے میں بہت پیار کرتا تھا ثنا بھی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی وہ سارا دن مجھے چھت پر سے دیکھتی رہتی تھی ہمارا اور ثنا کا گھر ایک ساتھ تھا ایک ہی دیوار تھی ہمارے اور ان کے گھر کے درمیان میں لیکن میں اس کو لفٹ نہیں دیتا تھا۔

بدھ کا دن آج میری خالہ کی شادی تھی اسلیے میں دو دن پہلے ہی چلا گیا کیوں کہ میں نے وہاں جا کر تیاریاں کرنی تھیں وہاں نورین اور اس کے گھر والے بھی آئے ہوئے تھے۔

آج نورین بہت پیاری لگ رہی تھی دل کرتا تھا کہ میں ساری زندگی نورین کو ہی دیکھتا رہوں کیوں کہ وہ بہت خوبصورت تھی اس نے گلابی رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اس لیے وہ اور بھی خوبصورت لگ رہی تھی میں اس کو دیکھ رہا تھا اور وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔

پھر نورین نے میرے چھوٹے بھائی سے کہا کہ ظفر سے کہو کہ مجھے بوتل لے کر دے میں اور میرا بھائی موٹر سائیکل پر گئے اور میں ایک کوک کی بوتل لے آیا پھر اس نے ایک گلاس مجھے بھی دیا میں اس کو دیکھتا رہا وہ مجھے دیکھتی رہی شام کو وہ لوگ چلے گئے میں بھی دوسرے دن واپس آ گیا۔

اتوار کا دن تھا آج نورین اور اس کی بہن اور خالہ کسی کی شادی پر ہماری بستی میں آئے ہوئے تھے میں نے ان کو وہ ویڈیو بھی دکھائی جو ہم نے منگنی پر

بنائی تھی اس کے علاوہ جو تصویروں پر گانے لگائے تھے میں نے وہ بھی ان کو دکھائے پھر نورین نے کہا کہ میں تم کو گانے بتاؤں گی تم وہ گانے بھی تصویروں پر لگا دینا میں نے کہا ٹھیک ہے تم میسج کر کے بتا دینا۔

پھر وہ لوگ چلے گئے پھر رات کو اس نے ایس ایم ایس پر جو گانے بتائے کچھ وہ گانے اور کچھ اپنی پسند کے گانے لگا دیئے میں نے سو گانے تصویروں والے بنا دیئے میری اور نورین کی منگنی والی جو تصویریں تھی جو بدلتی رہتی تھیں اور گانا چلتا رہتا تھا۔

جمعہ کا دن تھا آج نورین کے گھر میں امام پاک کا ختم تھا میرے گھر والے بھی ان کے گھر جا رہے تھے میں نے سارے گانے میمری کارڈ میں کر کے بھائی کو دیئے کہ جا کر نورین کو دینا۔

پھر نورین نے رات کو ایس ایم ایس پر بتایا کہ گانے بہت ہی اچھے تھے یہ سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی سچ بتاؤں تو میں نورین سے بہت پیار کرتا تھا اس کی ہر خوشی کو اپنی خوشی سمجھتا تھا اور نورین بھی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی ہم روزانہ ایس ایم ایس پر بات کرتے تھے اور کال پر بھی بات ہوتی تھی۔

ایک دن اس کا ایس ایم ایس نہ آیا تو میں نے سوچا کہ اس کے گھر میں مہمان آئے ہوں گے اس لیے وہ رات کو بات کرے گی جب رات کو بھی اس کا جواب نہ آیا تو ساری رات میں اس نے جواب کا انتظار کرتا رہا دوسرے دن بھی اس کا جواب نہ آیا تو میں پریشان ہو گیا۔

اسی طرح چار دن اس نے مجھ سے رابطہ نہ کیا تو میں اس کے گھر چلا گیا وہ کمرے سے باہر ہی نہ نکلی یعنی اس نے مجھے اپنی شکل ہی نہ دکھائی تو میں نے سوچا کہ شاید گھر والوں نے اس کو روکا ہو گا کہ وہ میرے سامنے نہ آئے دوستو میرے گھر والوں کو بھی پتہ تھا کہ میں اور نورین ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے ہیں اور فون پر بات بھی کرتے ہیں۔

جب میں نے اپنے گھر والوں کو بتایا کہ نورین مجھ سے فون پر بات نہیں کرتی تو انہوں نے کہا کہ اس کی کوئی مجبوری ہو گی ورنہ وہ تم سے بات ضرور کرتی میرے گھر والے بھی نورین سے بہت پیار کرتے تھے اسی لیے میں نے بھی سوچا کہ اس کی کوئی مجبوری ہو گی اسی طرح کافی دن اس نے مجھ سے بات نہ کی۔

ایک دن مجھے ایک نمبر سے کال آئی تو اس نے کہا کہ ظفر تمہاری منگیتر تم سے اور تمہارے گھر والوں سے نفرت کرتی ہے وہ تم سب گھر والوں سے محبت کا جھوٹا ناٹک کر رہی ہے وہ صرف مجھ سے محبت کرتی ہے جو تم نے میمری میں گانے اور تصویریں کر کے دیئے تھے وہ اس نے کاٹ کر میری تصویریں سیو کر لیں ہیں۔

اور تمہارا نمبر بھی مجھے نورین نے ہی دیا ہے اور کہا ہے کہ ظفر کو ہمارے بارے میں سب کچھ بتا دو یہ سنتے ہی مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اس کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ دوسرے دن پھر اس نے کال کر کے مجھے کہا کہ کل میں تمہیں اس بات کا ثبوت دوں گا کہ نورین مجھ سے کتنا پیار کرتی ہے۔

پھر دوسرے دن اس نے مجھے ساری باتیں سنائیں جو شاید اس نے دوسرے موبائل میں ریکارڈ کر کے رکھیں تھیں نورین اور وہ لڑکا آپس میں گندی گندی باتیں کر رہے تھے۔

اس لڑکے نے مجھے یہ بھی بتایا کہ میرے پاس نورین کے سیکس فوٹو بھی ہیں یہ باتیں سنتے ہی میرا دماغ خراب ہو گیا۔

اب وہ لڑکا روزانہ مجھے کال کر کے نورین کی باتیں سناتا تھا اس لیے میری طبیعت خراب ہو گئی۔

کیوں کہ دوستو میں نورین سے بہت زیادہ پیار کرتا تھا گھر والوں سے چھپ کر اپنا علاج کروانا شروع کر دیا تھا۔

میں ہر وقت چپ چپ رہتا تھا پریشان تھا امی

نے میری پریشانی کی وجہ پوچھی تو میں نے رو کر سب کچھ امی کو بتا دیا۔ امی نے کہا کہ جب وہ لڑکا دوبارہ کال کرے تو مجھے نورین کی باتیں سنا میں نے کہا ٹھیک ہے امی جب اس لڑکے نے کال کی تو میں نے ساری باتیں امی کو سنائیں جو نورین دوسرے لڑکے سے کر رہی تھی امی بھی سب باتیں سن کر رونے لگیں امی نے مجھے کہا بیٹا صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے تم صبر سے کام لو دوستو اس لڑکے کو بھی میں جانتا تھا جو نورین کی باتیں مجھے سناتا تھا۔

میں صرف اس لیے چپ ہو جاتا کہ نورین اس سے بہت زیادہ پیار کرتی ہے اور نورین خود اس لڑکے سے بات کرتی تھی اگر میں اس کو روکتا تو بدنامی میری ہی ہوتی اگر وہ لڑکا کہہ دیتا کہ پہلے اپنی منگیتر کو تو سمجھاؤ وہ خود مجھ سے رابطہ کرتی ہے تو میری کیا عزت رہتی۔

یہ سوچ سوچ کر میرا دماغ پھٹنے لگتا تھا میرے سر میں بہت درد رہتا تھا یوں محسوس ہوتا تھا کہ میرا دماغ پھٹ جائے گا۔

وہ اس لیے کہ اب کیا کروں کیوں کہ میں اس سے بہت پیار کرتا ہوں اس کے بغیر میں ایک پل نہیں رہ سکتا تھا اور ہر وقت سوچتا تھا کہ اگر میں نورین کو پسند نہیں رھا تو اس نے میرے ساتھ نکاح کیوں کیا تھا اس نے میری زندگی خراب کیوں کی میں نے اس کا کیا بگاڑا تھا جو مجھ سے نفرت کرتی ہے اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی تھی یا میری محبت میں کوئی کمی رہ گئی تھی تو مجھے بتا دیتی تو میں ہر کمی کو پورا کر دیتا۔

جب میں یہ سب سوچتا تو میری آنکھوں سے آنسو نکل آتے تھے اور مجھے بہت تکلیف ہوتی تھی اس وجہ سے میں بیمار رہنے لگا تھا۔

ایک دن میں نے اپنے دل کے سارے دکھ درد ایک خط میں لکھ کر نورین کو دے دیئے۔

میری پیاری نورین میری جان۔

اسلام علیکم ۔کے بعد امین ہے کہ جان تم خیریت سے ہو گی لیکن میری جان میں خیریت سے نہیں ہوں ہزاروں کوششوں کے باوجود بھی میں یہ درد سہہ نہیں پایا اور آنسوؤں کا ایک نہ ختم ہونے والا سیلاب میری آنکھوں سے نکلا اور نا چاہتے ہوئے میں خود پر کنٹرول نہ کرنے میں ناکام رہا تھا اور اپنے دل کی باتیں خط میں لکھنا شروع کر دیں میں سوچتا ہوں کہ میری جان کوئی اتنی بھی محبت کرتا ہے کوئی میرے جتنا بھی بے بس ہے کوئی میری طرح بھی کسی کو چاہتا ہے جان تم نے تو کئی دنوں سے اپنی جان کی جان ہی نکال دی ہے۔غزل۔

مرجھا گیا پھول کھلنے سے پہلے
برباد ہوا دل ملنے سے پہلے
عجیب ہے اپنی قسمت زیڈ
جدائی ملی ہے ملنے سے پہلے
دو قدم ساتھ چل کو چھوڑ گئی میری جان
وعدہ تھا نہ بچھڑنے کا میرے مرنے سے پہلے
خود تو ابسی اپنے چاہنے والوں میں
اور مجھے بے موت مار گئی مرنے سے پہلے

جان اب تو زندگی بھی کڑوی لگنے لگی ہے تم نے زخم ہی ایسے دیئے ہیں کہ جان خط لکھتے لکھتے میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں اب تو دل بھی ٹوٹا ٹوٹا سے رہنے لگا ہے جیسے ایک لاعلاج ہو چکا ہوں نا جانے میرے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔

جان تم خود کو مجھ سے دور کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہو مگر تمہاری یہ کوشش ناکام ہو جاتی ہے جان تم نے کبھی غور بھی نہ کیا کہ بات بات پر آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں تمہارے بنا کچھ اچھا نہیں لگتا کوئی اپنا ہے ہی نہیں جس سے میں اپنے دکھ درد بانٹ سکوں۔غزل۔

اک درد جو مجھ سے چھپایا نہیں گیا
وہ شخص جو مجھ سے بھلایا نہیں گیا
جس کے لیے میں نے چھوڑ دی دنیا

اس شخص سے وعدہ نبھایا نہیں گیا

ہاتھ ہاتھوں میں دے کر چھڑا لیا اس نے

ہم سے پھر کسی اور سے ہاتھ ملایا نہیں گیا

بڑی بے دردی سے تصویریں جلا دیں میری

مجھے اس کا اک پل بھلایا نہیں گیا

میرا اس غم میں روتے روتے سال گزر گیا

اس سے آج تک اک آنسو بہایا نہیں گیا

شاید رب نے تمہیں میری زندگی میں انمول بنا کر بھیجا لیکن جان تم نے مجھے اس طرح ٹھکرا دیا کہ مجھے غم کے دریا میں دھکیل دیا تم نے مجھے اتنے دکھ دیئے میں سوچتا ہوں کہ میں پاگل تو نہیں ہو گیا تم ہی بتاؤ میں ایسی زندگی لے کر کیا کروں جس میں کبھی مسکرانا تو دور کی بات کبھی تمہارے درد نے مجھے اس سے نکلنے کی فرصت ہی نہ دی ہاں این جان میں وہی ہوں جو تمہارے غم نوازنے سے پہلے بھی مسکرایا کرتا تھا کبھی نہ ختم ہونے والی مسکراہٹ میرے چہرے پر ہمیشہ رہتی تھی اب تو ایسے لگتا ہے جان میں صدیوں سے مسکرایا ہی نہیں ہوں جان اگر تم نے اس طرح سے دل لگی کرنی تھی تو میرے ساتھ نکاح کیوں کیا تھا تم نے میری زندگی برباد کیوں کی اب کیوں دوسروں کے ساتھ ناطہ جوڑ کر مجھے تڑپاتی ہو جان یہ میری محبت کے کہ خود کو ایک ہجوم میں بھی تمہارے بنا تنہا محسوس کرتا ہوں۔ این تمہارے لیے۔

بے وفائی کا درد تڑپائے

بیتے لمحوں کی یاد کیوں آئے

تم نے میرے دل کو توڑا

تنہا تنہا مجھ کو چھوڑا

کیوں کیا ایسا ستم

ہم تمہارے ہیں تمہارے صنم

ہم تمہارے ہیں تمہارے صنم

ہر قسم کی قسم نہ جدا ہوں گے ہم

میرے آنسو تیرے لیے شاید قیمتی نہ ہوں گے

بھیگ سی جاتی ہیں میری آنکھیں سچ کہتے ہیں اگر تقدیر مہربان ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے قسمت کے ظلم و ستم اتنے ہیں کہ دل ٹوٹ کر رہ گیا ہے۔

بات بات پر دل بھر آتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں کچھ بھی اچھا نہیں لگتا بہت ہی زیادہ دکھ ہوتا ہے۔ غزل۔

اعتبار وقت پر بے اختیار ہو کر رو پڑے

کھو کر تم کو تو کبھی پا کر رو پڑے

خوشیاں ہمارے پاس کیا ہمیشہ رہیں ذیشان

باہر کبھی ہنسے تو گھر آ کر رو پڑے

گلہ تم سے نہیں جان انجام سر لیتے ہیں اپنے

این کے درد میں قید تھے آزاد ہو کر رو پڑے

ہمارا بھی عجیب حال ہے کسی حال میں خوش نہیں

این تم نے دکھ بھی ایسے دیئے کہ سکھ پا کر رو پڑے

سوچتے سوچتے رات گزر جاتی ہے اب شاید میری آنکھوں کو کوئی پڑھنے والا نہیں ہے ایک انجانی سے الجھن لگی رہتی ہے پہلے تو نیند آ جاتی تھی مگر اب لگتا ہے کہ نیند نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہے۔

ہر وقت رو پڑتی ہیں اب میری آنکھیں

اداس ہونے کا کوئی سبب نہیں ہوتا

میں اپنے دل کو یہ بات کیسے سمجھاؤں این

یہ دل جو اپنا ہے وہ اپنا ہی نہیں بنتا

کاش ایسا کچھ ہو جائے کہ ہم پھر سے مل جائیں میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ اگر جدائی ہی ڈالنی تھی ہم میں تو پھر اتنی محبت کیوں میرے دل میں ڈالی تھی اس کی میں اپنے رب سے سچے دل سے اپنی قسمت کا حصہ مانگوں گا۔ کہوں گا میرے رب میری زندگی میں کچھ پل تو خوشی کے لکھ دے تڑپ کی جگہ ملن لکھ دے پھر جدا نہ ہوں۔

میرے دل کا درد کس نے دیکھا ہے

ہمیں تو تڑپتا صرف رب نے دیکھا ہے

ہم تنہائی میں بیٹھ کر روتے ہیں این
لوگوں نے تو ہمیں ہنستے دیکھا ہے
جان میں نے کبھی اپنے رب سے شکوہ بھی نہیں کیا کہ شاید میرا امتحان لیا جا رہا ہو کاش میں اس امتحان میں پاس ہو جاؤں اور میرا رب مجھ پر خوش ہو جائے اور کہہ دے کہ زیڈ ہم نے این کو تمہارے نام کر دیا ہے۔

محبت بھی کیا چیز ہے اے رب تو بنائی
لوگ تیرے در پہ روتے ہیں کسی اور کے لیے
درد کی اوٹ میں محبت کی نئی دنیا تلاش کرنے میں غم کے موسم میں خوشیوں کی تمنا لیے اپنی امیدوں کا ماتم کرتے ہوئے دل میں ایک نیا زخم لگاتا ہوا بیتے ہوئے سارے دکھ جگاتا ہوا اپنے ہی دکھ اپنی آنکھوں میں سماتا ہوا زندگی کے چہرے دیکھ کر اپنے دکھ ابھارتا ہوا دل کو کانٹے لگاتا ہوا دل کے سارے گلاب ملنے کی تمنا لیے ہوئے زندگی کے چہرے پڑھنے لگ جاتا ہوں میں چاند سا مکھڑا دیکھنا چاہتا ہوں زلفوں کو لہراتا دیکھا چاہتا ہوں جب چاند نظر نہیں آتا تو میں حالات سے لڑتا چلا آتا ہوں اور تمہیں پکارنا شروع کر دیتا ہوں دل میں سوچوں کے انبار لگے ہوئے ہوتے ہیں اور دل کو ٹوٹا ہوا کھلونا یادوں کا ایک اجڑا ہوا گلشن محسوس کرتا ہوں۔

آ جاؤ کہ اب زخم سنبھالے نہیں گئے
یوں سنگ تو غیروں پہ بھی ڈالے نہیں گئے
اک روز تو تیری یادوں کے جنگل میں چلا گیا
دیکھ تو اب تک میرے پاؤں سے چھالے نہیں گئے

جان اگر تم میرے ساتھ زندگی نہیں گزارنا چاہتی تھی تو پہلے بتا دیتی جان تم نے مجھے ٹھکرا کر میری زندگی برباد کر دی میرے ارمانوں کو جلا دیا میں نے پتہ نہیں کیا کیا خواب دیکھے تھے تمہارے لیے لیکن تم نے مجھے اک پل میں بھلا دیا اور مجھے پوری دنیا میں اکیلا چھوڑ دیا اور مڑ کر کبھی مجھے دیکھا بھی نہیں ہے۔

جان تم نے وہ تصویریں جو میموری کارڈ میں نے سیو کر کے دیں تھیں وہ بھی ڈلیٹ کر دیں مجھے اس بات کا بہت افسوس ہے اور ساری زندگی بھی رہے گا۔

میرے خون کی مہندی لگائی تو نے
میری محبت کو ٹھوکر لگائی تو نے
میرے ارمانوں کو کر کے قتل
غیروں کی سیج سجائی تو نے
اک پل میں کر دیا مجھے بیگانہ
میری یاد اپنے دل سے بھلائی تو نے
کچھ نہ چھوڑا سب کر دیا خاک
میری تصویریں بھی جلائی تو نے
جان میں تو بس اتنا کہنا چاہوں گا
دیا دھوکہ تو نے اور کھائی ٹھوکر ہم نے

احساس کی دیوار بھی جان کتنی نازک ہوتی ہے جو اک لفظ کی ذرا سی بھی حرب برداشت نہیں کر سکتی زبان سے نکلا ہوا ایک چھوٹا سا لفظ بھی انسان کو چکنا چور کر دیتا ہے جب احساس اور انا کی دیوار ٹوٹتی ہے تو آنسوؤں کے سمندر میں ایک طوفان برپا ہو جاتا ہے انسان کے اندر کا سارا غبار ساری کرواہٹ اک پل میں دور ہو جاتی ہے یہی آنسو قطرہ قطرہ جمع ہو کر احساس کو جوڑ دیتے ہیں۔

احساس کے دامن میں آنسو گرا کر تو دیکھو
پیار کتنا سچا ہے آزما کر تو دیکھو
آپ کو بھول کر کیا ہو گی دل کی حالت
کسی آئینے پر پتھر گرا کر تو دیکھو

جان وہ جن سے ہماری زندگی وابستہ ہوتی ہے جن کے بغیر ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے جب اچانک وہ بیگانے ہو جائیں تو نگاہوں سے محبت کے بجائے نفرت جھلکنے لگے تو باتوں سے بغاوت کی بو آئے تو حالات کیسے دل میں خنجر اتار دیتے ہیں اور کسی رگ رگ میں تیر بن کر پیوست ہو جاتے ہیں ان کے

منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ روح کو اندر تک گھائل کر دیتا ہے جینا چاہو تو سانس اٹکنے لگتی ہے مرنے لگیں تو ساتھ نہیں دیتی ایسے میں کوئی ساتھی ساتھ نہیں دیتا ہر سو تنہائی ہوتی ہے محسوس ہوتا ہے کہ سارے درد سو گئے ہیں خاموشی بڑھ رہی ہے اور پلکوں کی شبنم بھی جیسے روٹھ چکی ہو لمحوں میں خالی پن کا جیسے احساس ہوتا ہے ایسا لگتا ہے کہ سینے میں دل ہی نہیں ہے۔ تو جان ایسے میں انسان کو کیا کرنا چاہئے۔

اداس تحریر پڑھ کر میری
میرے صنم مسکرا نہ دینا
یہ آخری خط میں لکھ رہا ہوں
خیال کرنا جلا نہ دینا
گزر رہی ہے تمہاری کیسے
بچھڑ کے ہم سے رلا نہ دینا
حقیقتوں کو ضرور لکھنا
انا کی خاطر چھپا نہ دینا
کوئی جو پوچھے کدھر گیا وہ
جو تیری محفل کا تھا سہارا
جو فرستوں کو سبب بنا تھا
کسی بشر کو بتا نہ دینا
میں مر بھی جاؤں تو مسکرانا
احساس غم کی نہ چوٹ کھانا
جو قرب و غم سے نگاہ پہنچے
رخ سے آنچل ہٹا نہ دینا
لبوں سے تحریر کر رہا ہوں
میں اپنی ساری یہ کہانی
جو پھاڑ بھی دو تو پاس رکھنا
ہوا میں اس کو اڑا نہ دینا
اداس تحریر پڑھ کے میری
میرے صنم مسکرا نہ دینا
یہ آخری خط لکھ رہا ہوں
خیال کرنا جلا نہ دینا

جان میرے دل میں جو کچھ بھی تھا سب میں نے اس خط میں لکھ ڈال ہے یہ سب کچھ میں نے دل سے لکھا ہے۔

وہ کون سے لفظ تھے جو ہم سے تحریر نہ ہو سکے
عمر بھر لکھتے رہیں پھر بھی کاغذ ادھورا رہے گا

جب نورین کو یہ خط دیا تو اس نے یہ پھاڑ کر جلا دیا تھا جب مجھے پتہ چلا کہ نورین نے میرا خط پھاڑ کر جلا دیا ہے تو مجھے اس پر بہت غصہ آیا کہ جس سے میں اتنی محبت کرتا ہوں جس کو میں اس دنیا میں سب سے زیادہ چاہتا ہوں اس کو خط میں اپنے سارے دکھ درد لکھ کر دیئے تو اس نے سب کچھ جلا دیا۔

یہ سوچ کر میں اور بھی زیادہ بیمار ہو گیا میری طبیعت اور بھی خراب ہو گئی میں ساری رات روتا رہتا تھا کہ نورین مجھ سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہے آخر میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے وہ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہے پتہ نہیں کیوں مجھے بھی آہستہ آہستہ اس سے نفرت ہونے لگی تھی اور مجھے اس پر بہت غصہ آنے لگا اسی طرح وقت گزرتا گیا۔

مجھے نورین سے بہت نفرت ہو گئی جب بھی وہ موبائل سے رابطہ کرتی تو میں اس سے غصے سے بات کرتا اس طرح دن گزرتے گئے آج میری چھوٹی خالہ کی شادی تھی اس لیے میری نانا جان نورین اور اس کی نانی کو لے آئیں اس رات میں نے اپنی دوسری خالہ کی بیٹی کو کہا کہ جاؤ نورین کو اس کمرے میں بلا کر لے آؤ مجھے اس سے بات کرنی ہے جب نورین کمرے میں آئی۔

میں نے نورین سے کہا پہلے میں تم سے بہت محبت کرتا تھا اب نفرت کرتا ہوں اور شادی بھی نہیں کرنا چاہتا پھر میں نے اس سے کہا کہ اب جاؤ تو وہ چلی گئی پھر میں نے شادی میں اس سے کوئی بھی بات نہ کی۔ اسی طرح دن گزرتے گئے۔

ایک دن نورین کا ماموں جو کہ دبئی میں رہتا تھا

وہ پاکستان آیا اور مجھے ملنے آیا وہ رات میرے پاس ہی رہا کیوں کہ اس دن ہمارے گاؤں میں میلہ تھا ہم نے بہت انجوائے کیا کیوں کہ یہ میلہ بہت بڑا ہے ہر سال لگتا ہے اس نے کہا یار میں نے ایک انگوٹھی خریدنی ہے کسی کو دینے کے لیے تو ہم ایک نیاری والے کے پاس گئے اس نے ایک انگوٹھی لی مجھے بھی ایک انگوٹھی پسند آ گئی میں نے بھی ایک انگوٹھی خرید لی تو اس نے پوچھا کہ یہ کس کو دینی ہے میں نے کہا کسی لڑکی کو اس نے کہا وہ لڑکی کون ہے

میں نے کہا اس لڑکی کا نام بتا دیا تو۔ اس نے کہا تمہاری کتنی لڑکیوں سے دوستی ہے۔

میں نے کہا سو سے بھی زیادہ پھنسائی ہوئی ہیں تو وہ چپ ہو گیا میں نے اس کے ساتھ مذاق کیا تھا ویسے اس نے اپنی چار گرل فرینڈ دکھائی تھیں جب وہ چلا گیا تو اس کے جانے کے بعد میرے سسر کا فون آیا انہوں نے میرے نانا جان کو کال کر کے کہا کہ آپ لوگ مر گئے ہو یا زندہ ہو تو میرے نانا جان نے کہا کیا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ آؤ گے تو بتاؤں گا۔

جب میرے نانا جان اور نانی ان کے گھر گئے تو نورین میرے نانا جان اور نانی جان کے گلے لگ کر بہت روئی میرے نانا نے کہا ہوا کیا ہے تو میرے سسر نے کہا کہ ظفر نے کہا ہے جب تک میں سو لڑکیاں پھنساؤں گا نہیں نورین سے شادی نہیں کروں گا۔

اور بھی بہت سی باتیں کیں اور کہا کہ ظفر نے گندی باتیں بھی کیں ہیں پھر میرے نانا جان نے ان سے معافی مانگی۔

پھر کچھ دن بعد انہوں نے مجھ پر الزام لگایا کہ مین اپنے سسرال والوں کو گندے گندے ایس ایم ایس بھیجتا ہوں مجھے اس بات کا پتہ نہیں تھا انہوں نے یہ بات میرے نانا جان والوں کو بتائی میرے نانا نے میرے گھر کال کر کے بتائی تو میرے گھر والوں نے میری بہت بے عزتی کی چاچو نے مجھے بہت مارا

دوسرے دن میرے نانا جان والے ہمارے گھر آ گئے انہوں نے بھی میری بہت بے عزتی کی پھر میں تیسرے دن ان کے گھر گیا کہ وہ کون سا نمبر ہے جس سے میں نے ایس ایم ایس کیے ہیں اور ایس ایم ایس کیا لکھا ہے۔

تو انہوں نے کہا کہ بہت غلط باتیں لکھیں ہیں میرے سسر نے میری بہت بے عزتی کی جب میرے سسر مجھے گالیاں دے رہے تھے تو میری ساس ان کو روک رہی تھی میں نے کہا کہ ان کو مت روکیں گالیاں دینے دیں انسان کو غصہ اس پر آتا ہے جس سے پیار ہو اس پر ان کو اور بھی غصہ آ گیا۔

اس نے کہا کہ پہلے میں تم سے محبت کرتا تھا اب نہیں دوستو یہ سچ ہے کہ میرے سسر مجھ سے بہت پیار کرتے تھے میرے سسر پڑھے لکھے نہیں ہیں مجھے لگتا ہے کہ نورین نے کہا ہوگا کہ ظفر نے گندے ایس ایم ایس بھیجے ہیں۔

پھر میں اپنے گھر آ گیا دو دن بعد میرے گھر والے نورین کے گھر گئے تو انہوں نے میرے گھر والوں کی بہت بے عزتی کی اور کہا کہ ہم یہ رشتہ نہیں دیں گے انہوں نے یہ بھی کہا کہ ظفر آیا تھا اس نے سسر کو گالیاں نکالیں ہیں انہوں نے پھر مجھ پر الزام لگا دیا انہوں نے یہ بھی کہا کہ ظفر نے نورین کو ایس ایم ایس کیا تھا کہ میں شادی تم سے کروں گا اور پیار تمہاری بہن سے انہوں نے یہ بھی کہا کہ ظفر کے ابو کے نمبر سے بھی میسج آیا تھا کہ اگر میرا بیٹا تمہاری دوسری بیٹی سے پیار کرے تو کرنے دینا۔

یہ بات سب کو پتہ تھی کہ یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں پھر میرے گھر والے واپس آ گئے گھر آ کر امی نے کہا اب جو مرضی ہو جائے اب تو ہم یہ رشتہ لے کر ہی چھوڑیں گے میں نے امی سے کہا کہ میں نورین سے شادی نہیں کروں گا مگر امی نے مجھے بہت سمجھایا میں نے امی کی بات مان لی اور کہا کہ میں

نورین سے شادی کروں گا ویسے میں نورین سے بہت نفرت کرتا تھا مگر گھر والوں کی مجبوری کی خاطر میں نے نورین سے شادی کی ہاں کہہ دی۔

میں نے امی سے کہا کہ مجھے تو نورین سے نفرت ہے میں اس سے شادی کیسے کرسکتا ہوں تو میرے امی ابو نے مجھے کہا کہ تم ہفتے میں ایک بار ضرور ان کے گھر جایا کرو تمہیں اس سے محبت ہوجائے گی پھر میں ہر جمعہ کو اس کے گھر جاتا تھا۔

پھر میرے نانا جان نے مجھے روک دیا تو میں نے ان کے گھر جانا چھوڑ دیا آج سے دو ماہ پہلے میرے نمبر پر گندے گندے میسج آنا شروع ہوگئے لکھا تھا کہ ظفر مجھے بھول گئے ہو میں نورین کا یار ہوں اور تیرا یہ نمبر بھی نورین نے مجھے دیا ہے۔

وہ میرے نمبر پر ایس ایم ایس کرکے نورین اور اس کے گھر والوں کے بارے میں گندی گندی باتیں کرنے لگا کہ یہ لوگ ٹھیک نہیں ہیں ان کی عادت ہے تین تین نکاح کرنا دیکھنا نورین اور اس کی بہن کے بھی تین تین نکاح ہی ہوں گے نورین کی ماں اور خالہ لالچی ہیں جن کے پاس دیکھتی ہیں دولت زیادہ ہے ان کے ساتھ دوستی کرلیتی ہیں یہ رنڈیاں ہیں نورین کی خالہ کراچی میں غلط کام کرتی تھی اور یہاں آکر بھی یہی کام کرتی ہے یہ بات تمہارے سسرال میں سب کو پتہ ہے۔

تمہاری ساس بھی ایسا ہی کرتی ہے یہ بات بھی تمہارے سسر کو پتہ ہے یہ نورین کی ماں اور خالہ غلط ہیں نورین اور اس کی بہن بھی غلط ہیں یہ بھی اپنی ماں اور خالہ کی طرح ہی ہیں ان کا سب سے بڑا دلال نورین کا نانا ہے اس کے بعد تمہارا سسر ہے۔

ان کے بعد نورین کا انکل جو ان کے گھر میں رہتا ہے ان سب سے چھوٹے رنڈیوں کے دلال تم ہو اس نے اور بھی بہت کچھ بتایا پھر میں نے ابو کو بتایا کہ یہ نمبر مجھے بہت زیادہ تنگ کررہا ہے۔

پھر میرے ابو مجھے گالیاں نکالنے لگے اور کہا کہ یہ تو تیرا ہی نمبر ہے جو تیرے سسرال والوں کو بھی تنگ کررہا ہے تو میں نے ابو کو کہا کہ میرے پاس تو ایک ہی موبائل ہے جس میں ایک سم ڈلتی ہے پہلے وہ لڑکا جو مجھے میسج کررہا تھا اس نے مجھے بتایا کہ ظفر میں تمہارا دوست عرفان ہوں عرفان میرے ساتھ پڑھتا تھا اس کا گھر نورین کے گھر کے سامنے تھا۔

اس نے مجھے دو نمبر سینڈ کئے تھے کہ ظفر یہ دو نمبر مجھے تنگ کررہے ہیں ان کو کال کرکے گالیاں نکالو تو یہ بات میں نے امی کو بتائی کہ عرفان مجھے میسج کررہا ہے کہ دو نمبر مجھے تنگ کررہے ہیں ان کو گالیاں دو امی نے یہ کام کرنے سے منع کردیا تو وہ رات کو مجھے بکواس کرنے لگا میرے سسرال والوں کے بارے میں جو میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں۔

دوسرے دن امی اور چھوٹا بھائی نورین کے گھر گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ نمبر تو ہمیں بھی تنگ کررہا ہے میں نے اپنا موبائل اپنے چھوٹے بھائی کو دیا تھا انہوں نے سارے میسج نورین کو پڑھائے تو اس نے کہا کہ یہ نمبر تو میرے شہریار کا ہے مجھے اس سے سو فیصد یقین ہے وہ ایسا نہیں کرسکتا اس کے گھر والے بہت پریشان ہوئے۔

پھر میرا بھائی اور امی واپس آگئے ہم نے آفس سے پتہ کروایا کہ یہ سم کس کے نام ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ سم کس کے نام ہے یہ بات میں نے نورین کے گھر والوں کو بھی بتادی انہوں نے کہا ہمیں مزید پتہ کرکے بتاؤ میں نے کہا کوشش کروں گا۔

میرا ایک دوست جو سوفٹ وئیر کمپنی میں کام کرتا ہے یعنی وہ کمپیوٹر سوفٹ وئیر ہے میں نے اس سے کہا کہ یار مجھے اس سم کا ڈیٹا معلوم کرکے بتاؤ اس نے پہلے تو انکار کردیا پھر کہتا کہ تم رات کو تین بجے کال کرنا میں تمہیں معلوم کرکے بتادوں گا۔

میں رات کے تین بجے تک جاگتا رہا پھر اس

نے مجھے کا ڈیٹا معلوم کر کے بتایا۔
دوسرے دن میری ساس اور خالہ ہمارے گھر آئیں میں نے ان کو سب کچھ بتادیا دودن بعد میرے دوست نے بتایا کہ اب وہ دوسرا نمبر یوز کر رہا ہے اس نے وہ نمبر بھی سینڈ کیا میں وہ نمبر لے کر ان کے گھر چلا گیا تو میری ساس اکھڑی سیدھی باتیں کرنے لگی تو میں چلا آیا۔
پھر اس لڑکے کے گھر گیا اس کو کہا کہ یہ نمبر تمہارے نام ہے اور تم ہمیں تنگ کر رہے ہو اس نے کہا یار میرے پاس تو ایک ہی سم ہے وہ بھی میرے نام ہے میں نے کہا کہ تم اپنا شناختی کارڈ دکھاؤ تو اس نے دیا تو میں نے اس کی سمیں چیک کیں تو اس شناختی کارڈ میں پانچ سمیں درج تھیں اس نے کہا یار میں تو پڑھا بھی نہیں ہوا تو ایس ایم ایس کیسے لکھ سکتا ہوں بستی والے اور بھی لڑکے آگئے انہوں نے کہا کہ یہ ایسا نہیں ہے۔
پھر اس لڑکے نے کہا صبح میں دفتر جا کر یہ سمیں بند کرواتا ہوں میں نے کہا یہ سم میں نے بند کروادی ہے پھر میں گھر آگیا دوسرے دن میرا ماموں نورین کے گھر کسی کام سے گیا تو میری ساس نے کہا کہ ظفر نے میسج کئے ہیں تو میرے ماموں کو غصہ آگیا میرے ماموں نے میری ساس کی بے عزتی کی تین دن بعد مجھے جب پتہ چلا کہ میرے سسرال والے مجھ پہ الزام لگا رہے ہیں تو مجھے غصہ آگیا میں نے اپنی ساس کو کال کر کے گالیاں نکالیں میں نے کہا جس طرح اپنی بہنوں کے تین نکاح کئے ہیں اسی طرح نورین کے کے تین نکاح کروگی میں تمہاری بیٹی سے شادی نہیں کرنا چاہتا پھر میری ساس نے موبائل بند کر دیا
میں نے ایس ایم ایس لکھ کر نورین کو سینڈ کر دیئے نورین میں پہلے تم سے بہت پیار کرتا تھا مگر اب تم سے بہت نفرت کرتا ہوں اور اب تم سے شادی بھی نہیں کرنا چاہتا صرف گھر والوں کی وجہ سے مجبور ہوں ورنہ کب کا تمہیں چھوڑ دیتا مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اور تمہارے گھر والے اتنے گھٹیا نکلو گے جو لڑکا ایس ایم ایس کرتا تھا اس نے تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے بارے میں جو کچھ بھی بتایا وہ سب کچھ سچ ہے مجھے نہیں بننا ہرنڈیوں کا دلال گھٹیا لوگوں کی سوچ بھی گھٹیا ہوتی ہے میں اور وہ بھی تم لوگوں یا اپنی منگیتر کے بارے میں ایسا سوچوں گا لعنت ہے تم لوگوں کی زندگی پر یہ سب کچھ میں نے ایس ایم ایس میں لکھ کر بھیجا تھا تین دن بعد میری امی نے میری ساس کو کال کی انہوں نے کہا کہ ظفر نے تو نورین کو طلاق سے دی ہے اب کس کو فون کیا ہے میری امی نے کہا کہ وہ کیسے اس نے کہا میسج سے تین بار لکھ کر بھیجا ہے میں نے نورین کو طلاق دیا اور بھی بہت سی باتیں کیں میری امی نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا نہیں امی جان میں نے یہ نہیں لکھا ہے تو امی نے کہا کہ یہ لوگ ہمیں رشتہ دینا نہیں چاہتے اگر دے بھی دیں تو مجھے امید نہیں ہے کہ نورین گھر بسائے گی یہ بھی اپنی ماں اور خالہ کی طرح ہی بنے گی تو امی نے کہا کہ تمہارے شادی نورین سے ہی ہوگی چاہے جو مرضی ہو جائے۔
میں نے کہا اب وہ لوگ ہمیں رشتہ نہیں دیں گے امی نے کہا وہ لوگ ضرور دیں گے تم صبر کرو میں نے کہا اچھا ٹھیک ہے دیکھ لیتے ہیں۔
پھر میں باہر چلا گیا شام کو گھر آکر یہ سب لکھنا شروع کر دیا۔
تو دوستو میں آپ کو سچ بتاؤں تو میں نورین کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتا کیوں کہ جس کو اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال نہیں ہے وہ میری کیا عزت کرے گی اور ویسے بھی مجھے لگتا ہی نہیں کہ نورین گھر بسائے گی کیوں کہ مجھے لگتا ہے کہ یہ سب نورین کی چال ہے کہ میری اور اس کی شادی نہ ہو۔
نورین اور اس لڑکے نے مل کر یہ پلان بنایا ہوگا کہ ایس ایم ایس ہم لکھ کر بھیجتے ہیں اور اس لڑکے نے

کہا تھا کہ اس نمبر پر گالیاں نکالو کیوں کہ وہ دونوں نمبر میرے سسرال والوں کے تھے اگر میں گالیاں نکالتا تو سب الزام مجھ پر آجاتا کہ ظفر ہمیں تنگ کر رہا ہے دیکھنے میں نورین کی شکل بہت معصوم ہے مگر اور بھولی بھالی لگتی ہے لیکن اس کا دماغ بہت تیز ہے یہ مجھے اب پتہ چلا کہ پہلے بھی وہ لڑکا اور نورین فون پر جو بھی بات کرتے تھے وہ لڑکا مجھے ریکارڈ کر کے سناتا تھا۔

اب بھی ان دونوں کی چال ہے کیوں کہ مجھے نورین پر یقین نہیں رہا میں نے اس سے نکاح کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے جس کو پتہ ہی نہیں ہے کہ جس مرد سے عورت کا نکاح ہو جائے اس کا درجہ اس کی ماں سے بھی تین درجے زیادہ ہو جاتا ہے جو ماں بچپن سے لے کر شادی تک اپنی بیٹی کی حفاظت کرتی ہے اس کی دیکھ بھال کرتی ہے اس کی ہر خواہش کو پورا کرتی ہے اس نے بے ائے کیا ہوا ہے لیکن ابھی تک اس کو ان چیزوں کا پتہ تک نہیں ہے وہ میرے گھر والوں کو بھی دھوکہ دے رہی ہے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس لیے میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا ویسے بھی وہ مجھ سے نو سال بڑی ہے

باقی آئندہ شمارے میں پڑھئے گا

اپنی ماں کے نام

برسوں سے میں نکلا تھا جنت کی تلاش

آخر تھک کر ماں کے قدموں میں آ گرا

انعام علی - جنڈ

سلمہ K.T.S.U کے نام

میری خوشی پہ طنز نہ کر، میری بے بسی کو سزا نہ دے

جس زندگی میں تو نہیں، مجھے اس زندگی کی دعا نہ دے

عامر شہزاد وفا - ہری پور

محمد مختار احمد قصور کے نام

ہر لفظ کتابوں میں ترا عکس لئے ہے

ایک پھول سا چہرہ ہے پڑھنے نہیں دیتا

غلام نبی نوری - کھڈیاں خاص

اشرف بھائی کے نام

ہمیشہ ان کے ہی قریب مت رہا کرو جو آپ کو خوش رکھتا ہو

کبھی ان کے بھی قریب رہا کرو جو آپ کے بنا خوش نہیں رہ سکتے

رفاقت علی - بھاگ نگر

انیلہ غزل، حافظ آباد کے نام

وہ بے پرواہ ہی سہی دوست تو اپنا ہے فراز

عادت کی بات اور ہے وہ دل کا برا نہیں

لعل شاہ رخ خان - کرک

اظہار نہ کر پائے

۔۔تحریر۔ حسنین کاظمی۔ رکن سٹی۔ 0346.4646629

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین بہت اچھی کہانی لے کر آپ کی خدمت میں آیا ہوں امید ہے کہ پسند آئے گی ک بے نام سی محبت دل میں لیے اپنی اور والدین کی بدنامی سے ڈرتے ہوئے اقراء کی محبت کو دل میں چھپائے ہوئے وہ اظہار محبت بھی نہیں کر پائے ایک طرفہ محبت کا جنون بھی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا میں نے اس کہانی کا نام۔ ظہار نہ کر پائے۔ رکھا ہے اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازئے گا۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

ایک ایک ایسے گھڑے میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس کی دیواریں صرف ذات سے پختہ کی گئی ہیں نہ غیر قوم سے تعلق نہ آنا جانا نہ خوشی نہ غمی نہ پیار نہ محبت کیوں ہم مسلمان نہیں ہمارے عقیدے ایک نہیں ہمارا کلمہ ایک نہیں ہماری حدیثیں ایک نہیں ہم میں پیار کا جذبہ نہیں ہمارے دین میں کوئی فرق ہے کوئی نہیں۔

صرف ہمارے سوچ غلط ہے جو دوسروں سے بات تک نہیں کرنے دیتے کہ غیر قوم ہیں یہ رشتہ دار نہیں ہمارا آنا جانا نہیں ہمارا کوئی تعلق نہیں ہماری خوشی غمی نہیں۔

آج میرا پیار صرف اور صرف ذات کی وجہ سے رہ گیا کبھی سوچتا ہوں اللہ تعالیٰ نے سب کو ایک جیسا بنایا پھر کیوں ذاتوں کا فرق بنا یا یہ مداری ہے یہ ترکھان ہے یہ گجر ہے یہ میلسی ہے یہ مہاجر ہے کیا یہ انسان نہیں ہیں کیا ان کو حق نہیں ہے کہ وہ کسی دوسری قوم میں شادی کر سکیں یا غیر قوم سے پیار کر سکیں کیوں کہ پیار کا جذبہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کسی انسان نے نہیں کیوں کہ پیار کی کوئی حد سرحدیں نہیں ہوتی پیار کا کوئی دین ایمان نہیں ہوتا یہ وہ جذبہ ہے جو خود پیدا ہوتا ہے اور دل میں خدا دیتا ہے۔

پیار کرنے والے کبھی موت سے نہیں ڈرتے اور دل محبت کرنے سے پہلے کسی کی اجازت نہیں لیتا یہ اور بات ہے کچھ دور کا دین کچھ اونچ اور نیچ کچھ ذات کی دیواریں کھڑی ہو جاتی ہیں جو صرف دل میں ہی پیار رہ جاتا ہے۔

میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے رکاوٹوں کے باوجود بھی اظہار نہ کر پایا شاید ماں باپ کے لاڈ پیار نے مجھے دھوکے میں رکھا،۔ نا جانے دنیا میں ایسی مجھ جیسی کتنی والدین کو پیار کرنے والی اولادیں ہوں گی شاید وہ والدین قسمت والے ہوں گے جو میری طرح سمجھدار اور لائق ہوں گے۔

اپنے والدین کی عزت کی خاطر اپنے پیار کو بھلا دیتے ہیں

انہیں صرف اور صرف اپنے والدین کی عزت شہرت اپنی زندگی اپنی خوشی سمجھتے ہیں اپنی خوشی والدین کی خوشی چاہتے ہیں۔

یہ تو اولاد کے لیے سب کچھ ہوتا ہے اک لائق اور شریف اولاد کے لیے جو اپنی محبت کو قربان کر دیتے ہیں یا میری طرح صدیوں کے بیت جانے کے بعد بھی خاموش ہی رہتے ہیں کہ کہیں ہماری وجہ سے ہمارے والدین کو کسی شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے کل کی اولاد کے لیے پورے علاقے میں سر جھکانا پڑے پورے شہر میں بدنام ہونا پڑے۔

والدین ہی تو سب کچھ ہوتے ہیں جن کے والدین زندہ حیات نہیں ذرا ان سے تو جا کر پوچھو کہ کیا اہمیت ہوتی ہے والدین کیلئے وہ باغ کیسے سرسبز شاداب ہوتے ہے ایک خدمت کرنے والے کیلئے کتنی دعاؤیں دیتے ہے والدین خدمت کرنے پر آج دنیا میں اتنی اولادیں ہیں جو اپنے پیار محبت کی خاطر اپنے والدین کو اکیلا چھوڑ جاتے ہیں اور وہ بھی اولاد ہوتی ہے جو اپنی بیوی کی خاطر اپنے والدین کو غلط رکھتے ہیں۔

میرا یہ مقصد میں کسی کے جذبات کو ٹھیس دینا لیکن سب کچھ سامنے ہے آئینہ بالکل صاف ہے ہر شخص اپنا چہرا دیکھ سکتا ہے۔

میں وہ حسنین کاظمی ہوں جو صرف ذات کی وجہ سے اپنی محبت کا بے جرم مجرم ہوں ہمارے درمیان صرف اور صرف ذات کی وجہ یعنی قوم ہے ہم کسی اور ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

آیئے آپ کو اپنی آپ بیتی کی طرف لے کر چلتا ہوں میں حسنین کاظمی سب سے بڑا ہوں مجھ سے چھوٹا ایک اور بھائی ہے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی میری پیدائش پر بہت جشن منایا گیا پورے علاقے کو دعوت پر بلایا گیا۔

پھر یونہی ہنسی خوشی وقت گزرتا رہا جب میں پانچ سال کا ہوا تو مجھے سکول میں داخل کروا دیا گیا جہاں لڑکے لڑکیاں اکھٹے پڑھتے تھے میرے ساتھ میرے کزن بھی پڑھتے تھے ایسے ہی ہنستے کھیلتے ہم نے پانچ جماعتیں پاس کر لیں۔

ہمارے ساتھ ایک نہیں بہت سی لڑکیاں بھی پڑھتی تھی جب میں تیسری جماعت میں تھا تو میرے دوست بھی تھے بہت زیادہ جن میں پیارا تھا حسن رضا تو بچپن سے مجھے ایک بیماری تھی پورے جسم پر جان پر ہاتھ پاؤں پر منہ پر یعنی دن تو گزر جاتا تھا رات اکثر راتوں کو جاگتا رہتا تھا نیند بھی نہیں آتی تھی۔

پھر چھوٹے چھوٹے دنوں کی وجہ سے سو بھی نہیں سکتا تھا وہ دانے پورے جسم پر نکلے ہوئے تھے رات کو بہت درد کرتے صدقے جاؤں اس ماں پر جو مجھ پہ جاگتی رہتی اور میری صحت کے لیے دعائیں مانگتی رہتی رب کے حضور گڑگڑا کو التجائیں کرتی اور مجھے تکلیف میں دیکھ کر ساری رات جاگتی۔

ماں میں تیرے احسان کیسے اتار پاؤں گا ماں قرض جھکا پاؤں گا ماں رب تیرے حسنین کی عمر بھی تجھے دے دے۔

جہاں ہم لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ سکول میں اکھٹے پڑھتے تھے لڑکیوں کا گروہ تھا ایک لڑکی ایسی تھی کہ سب سے معصوم الگ تھلگ دل کرتا تھا بس اس کو دیکھتا ہی رہوں اور کوئی کام نہ کروں سیدھی سادھی مور جیسی چال بھولی سی صورت ناگن جیسی ڈھال موٹی موٹی آنکھیں کمزور جسم کی ملکہ ریشمی بالوں سے ڈھکا چہرا مجھے روز روز مجبور کرتا تھا۔

اس کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ اس جہاں کی ہی نہیں ہے یہ تو کوئی اور مخلوق ہے بالکل حور پری روز بروز میری چاہت بڑھتی رہی ہر وقت میرا دل کرتا تھا کہ کیا حسن کا مجسمہ ہے اس ماہ جبیں نے مجھے کیا کر دیا ہے مجھے خود معلوم نہیں تھا۔

میری عمر اتنی زیادہ نہ تھی کیوں کہ جب کسی کو اظہار نہ کر پائے

پیار ہو جائے تو عمر کو کائی لین دین نہیں ہوتا بس ایک احساس سا ہوتا ہے کہ میرے سامنے بیٹھی رہے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ساری زندگی یوں ہی بیٹھے گزار دوں۔

صرف سکول آنے کا پتہ ہوتا تھا جانے کی گھنٹی بجتی تو بس دن رات اس کی یادیں اس کا تصور اس کا خیال اب نیند بھی کوسوں دور رہنے لگی نہ کھانے کا ہوش نہ پینے کا ہوش بس خیال یار اس کے سوا کیا ہوش خدا بس میرا دوست جس کا نام حسن رضا تھا جب اس کو حال دل سنایا تو پہلے خوب ہنسا پھر مان گیا کہ واقعی محبت ہو جاتی ہے یہ کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

ہم روزانہ اس کو یادوں میں یاد کرتے صبح ہوتی سکول جاتے پھر وہی حال حسرت بھری آنکھوں اس ماہ جبیں میرے دل کی ملکہ حسن کی پری اقراء پر ٹکی رہتی تھی اس کا نام اقراء تھا وہ میری خالہ کی پڑوسی تھی وہ کسی اور قوم کی تھی۔

ہمارے علاقے میں بہت بڑی دیوار ذات کی ہے ہم کسی اور ذات سے تعلق رکھتے تھے پھر بھی میں ساری رات اس کی یادوں میں کھویا رہتا تھا اسے سوچتے سوچتے اپنا بناتا رہتا تھا کہ کاش وہ بھی مجھے پیار کرتی ہوگی پھر میں نے بہت سوچا کہ اس سے کیسے اظہار کروں یسے دل کی کیفیت بتاؤں ہر رات نئے نئے پلان سوچتا پھر صبح ناکام ہو جاتا تھا۔

ہم پورے سکول میں بہت ذہین تھے اقراء تھی بہت ذہین تھی میں بھی کچھ کم نہ تھا۔

پھر ایک دن دل کے ہاتھوں مجبور ہوا دل کی دھڑکنوں پر قابو نہ پا سکا مجھے کیا سے کیا ہوتا جا رہا تھا صرف میرا دوست حسن رضا میرے پیار سے واقف تھا راتوں کی نیند اڑ چکی تھی دل کسی کام میں نہیں لگتا تھا ہر طرف اس کا خیال آتا اور اپنے پیار کے لیے دعائیں مانگتا ہر وقت پریشان رہتا کیا کروں کیا نہ کروں کیسے دل کا حال بتاؤں۔

پھر ایک لیٹر کا خیال آیا کہ اسے لیٹر کے ذریعے دل کا حال بتاتا ہوں یہی سوچ کر سو گیا پھر صبح ایک منحوس خبر ملی میرے ابو نے کہا کہ حسنین تمہارے انکل دوسرے سکول میں بطور ٹیچر ہیں اور میرے بہت اچھے دوست بھی ہیں تو میں اس سکول کو چھوڑ کر دوسرے سکول میں جانے لگا۔

سکول نیا تھا حسن رضا بھی میرے ساتھ اور ملک زاہد نذیر آف رکن اور ضمیر شاہ بھی میرے دوست بن گئے یہ بہت اچھے اور مخلص ہیں میرے ہر دکھ درد کو سمجھتے ہیں اور ہمارے ساتھ بہت ہنسی خوشی بھائیوں کی طرح رہتے ہیں۔

اور میرے چھوٹے ماموں میرے ہم راز تھے انہیں سب معلوم تھا وہ میرے بیسٹ فرینڈ بھی تھے اقراء کا گھر میرے ماموں کے گھر کے سامنے تھا میں اکثر جب اس کی یاد ستاتی تو اسے دیکھنے اپنے ماموں کے پاس چلا جاتا تھا میری خالہ بھی تھی پھر میں جاتا تو کبھی وہ مجھے نظر آتی کبھی نہ آتی۔

وہ سکول تھا جہاں میں پہلے جاتا تھا اور وہاں اکھیوں کی پیاس بجھا لیتا تھا میرے بے قرار دل کو قرار آ جاتا تھا۔

ایک دن اس کی یاد ستا رہی تھی میں اور میرا کزن سید سے خالہ کے گھر گئے سلام دعا کے بعد میں چھت پر چڑھ گیا وہاں سے وہ آسانی سے نظر آتی تھی میرا کزن بھی چھت پر آ گیا اس نے ایک جوتا پھینکا اقراء کے گھر وہ جلدی سے اوپر آ گئی اور سخت غصے کا اظہار کیا میں تو بہت کچھ بولتا تھا اپنے دل کا حال سناتا تھا مگر میرے بولنے کی صلاحیت ختم ہو گئی تھی۔

جب وہ سامنے آئی دل میں کتنے دنوں کے طوفان روک رکھے تھے مگر آج بھی ناکام ہو گیا۔

پھر اسی طرح وقت اپنی محیط پر رواں دواں رہا اس کی یادیں مجھے پل پل زخم دیتی رہیں پھر میں ایک دن خالہ کے گھر گیا میرے ساتھ میرے ہم راز

ماموں بھی تھے میرے پاس میری ڈائری بھی تھی پھر وہ ڈائری میری خالہ کے ہاتھ لگ گئی جس میں کچھ شعر اور اقراء کے نام کی غزلیں اور کچھ باتیں تھی۔

میں بہت پریشان ہو گیا اب خالہ جان نے میرے امی ابو کو بتا دیا تو خیریت نہیں ہو گی کیوں کہ میں والدین سے بہت پیار کرتا تھا ان کا غصہ میرے لیے نا قابل برداشت ہے میری جان میرے والدین ہیں میری تو دنیا ہی میرے والدین ہیں میں اپنے والدین کی بہت عزت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے زندگی دی تو ہمیشہ کرتا رہوں گا۔

پھر خالہ جان نے مجھے کچھ نہیں کہا اور اپنی نصیحتیں کر کے کمرے میں چلی گئیں میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ بچو آج تو بچ گیا ہے آگے اللہ مالک ہے تیرا میرا سب کا میں اگلی صبح تیار ہو کر سکول جانے لگا تو مجھے راستے میں اقراء نظر آ گئی میری تو اسی وقت دنیا ہی بدل گئی ایسا لگا کہ جیسے میری منزل مجھے مل گئی ہو دل نے کہا کہ حسنین ابھی موقع ہے اظہار محبت کر دے اور ہر رات کی ڈستی تنہائی کا قصہ سنا دے تڑپتی اکھیوں کا حال دیکھا دے اور ساری زندگی کیلیے اپنا جیون ساتھی بنا دے کاش وہ وقت تھم جاتا میں اسے جی بھر کے دیکھتا اپنے اوپر ہر رات کا ظلم ہوتا دیکھا ہوتا۔ شاید وہ میری سلگتی آنکھوں کا درد جان لیتی میرے بے قرار دل کو دھڑکن سن پاتی پھر اس کی یادوں میں یوں نہ تڑپتا وہ آج ایسی لگ رہی تھی کہ زمین پر آدم ذات نہیں کوئی آسمان کی پری ہے جو میری خاطر صرف اور صرف اتر کر آئی ہے کیا عجیب خیالات تھے کچھ امیدیں تھیں کچھ عہد کرنے تھے کسی کو اپنا حال بتانا تھا مگر وہ رہے بے خبر پھر میرے ہاتھوں سے کتابیں گر گئیں اس پری کی خوشبو میرے پورے جسم کو چھو کر پھر سے میری روح پر قابض ہو گئی اسے میری بے بسی لاچاری پر ترس نہ آیا وہ تو بے خبر تھا ہمیں تو خبر تھی کہ ہم کسی کے دیوانے ہیں کسی سے پر خلوص چاہت سے چاہتے ہیں پر بھی آج ہم سے اظہار نہ ہو پایا۔ میرے دل یں ایک ڈر سا بیٹھ گیا تھا جب اظہار کرنے کی ہمت کرتا تو وہی پتھر والی بات یاد آ جاتی وہ تو ایک پتھر تھا یہ اظہار محبت ہے اس میں اور اس میں بہت فرق تھا۔ اور ڈر جاتا کہ جب میں نے اظہار کیا تو یہ سیدھے میرے والدین کو بتا دیتی پھر میرے والدین کی عزت خاک میں مل جاتی جو میں ہر حال میں نہیں جانتا تھا میرے ساتھ جو ہوتا اس کا ڈر یا خوف نہ تھا ڈرتا تھا تو اس بات سے تھا کہ میرے والدین پورے علاقے میں بدنام ہو جاتے کہ حسنین نے ایک لڑکی کو چھیڑا اور ساتھ الزام آ جاتا کہ والدین ہی خراب ہیں اپنی اولاد کو اچھی تربیت نہیں دیتے اپنی اولاد پر کنٹرول نہیں کرتے اچھے برے کی تمیز نہیں سکھاتے پر ان کو پتہ نہ تھا کہ حسنین تو بہت ہی لائق اور سمجھدار لڑکا ہے اپنی جان دیدے گا مگر پانے والدین پر ایک حرف بھی نہیں آنے دے گا پھر اسی طرح وقت اپنی رفتار پر گزرتا رہا۔ مجھے خاموش محبت کیے ہوئے تین سال اور گزر گئے ہم مڈل میں آ گئے ہمارے امتحان ہو گئے تھے پھر اسی طرح چھٹیاں ہو گئیں آج کی اولادیں ایسی نہیں جو اپنی بیوی کی نظر آ گئی ہیں لیٹر پھینکنے لگا ہی تھا مجھے ڈر محسوس ہوا کہ کہیں اقراء محسوس نہ کرے وہ نادانی نہ ہو جائے اس حرکت پر پھر وہ لیٹر پھاڑ دیا جب یہ بات اپنے ہم راز ماموں اور حسن رضا کو بتائی تو پہلے خوب سینے پھر دنوں نے کہا کہ ہم اقرا کو سب کچھ کہہ دیتے ہیں پھر میں نے دونوں کو منع کر دیا کہ میں ایک بار پھر کوشش کرتا ہوں کچھ دن بعد چھٹیاں ختم ہونے الی تھیں ہم سب رزلٹ کا انتظار کر رہے تھے اور میں ساتھ ساتھ ٹیوشن بھی پڑھتا تھا وہاں میری میڈم بہت اچھی تھی وہ مجھ سے اپنی باتیں شیئر کرتی اور میں اور میں بھی اس سے اپنے دل کی باتیں شیئر کرتا تھا ایک دن میڈم نے کہا کہ تم اقرا سے اتنا پیار کرتے ہو دل وجان سے چاہتے ہو ساری روات اس کی یادوں میں

کھوئے رہتے ہو اور اکثر اداسی سے رہتے ہو گیا
حالت بنائی ہوئی ہے میں جا کر اقرا کو حال محبت سے
آگاہ کرتی ہوں تو میں نے میڈم کو کہا کہ آپ کچھ نہیں
کہیں گی اقرا کو میڈم ہر وقت کہتی کہ نہیں مجھے کہنے دو
اقرا کو میں بہت زیادہ پریشان ہوں اور مزید غم
برداشت نہیں کر سکتا پھر میڈم اچھی نصیحتیں کرتی
اور ڈھیر سارا پیار دیتی پھر کچھ دنوں کے گزر جانے کے
بعد ہم سب کے رزلٹ آ گئے پھر مجھے پتہ چلا کہ اقرا
کی رولنمبر سلپ بھی آ گئی ہو گی تصویر کے ساتھ نیٹ پر
میں بہت خوش ہوا میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں
معمول سے پہلے سکول سے چھٹی لے کر واپس گھر آیا
اور آتے ہی رزلٹ سلپ کے ساتھ تصویر ڈھونڈنے لگا
مسلسل چار گھنٹے کی تلاش کے باوجود مجھے اس کی تصویر
نہیں ملی اور لائٹ بھی چلی گئی پھر صبح سکول گیا
اور واپسی پر حسن رضا کو ساتھ لایا اور پھر سے دونوں
کوشش کرنے لگا نیٹ پر مگر ہماری ساری کوشش ناکام
ہی رہی اور اس کی تصویر نہ ملی پھر یہ بات میں نے میڈم کو
بتائی تو انہوں نے کہا کہ فکر نہ کرو میں لا کر آؤں گی اقرا
کی تصویر میں خوش ہو گیا۔

کیا معلوم کہ یہ صرف باتیں ہی کر رہی ہے یا
پھر لے کر آئے گی کچھ دن کے بعد میں نے میڈم
سے پوچھا کہ کیا کام ہوا تو وہ بات کو ٹال مٹول کر گئی
مجھے پتہ چل گیا کہ یہ کام نہیں کرے گی مجھے بہت دکھ
ہوا ایسی حرکت اسے جھوٹ پر ہے جھوٹ بولنے
والوں سے مجھے بہت نفرت ہے پھر وقت اپنی ڈگری پر
رواں دواں رہا دن ہفتوں میں ہفتے مہینوں میں
گزرتے رہے ہم نہم میں آ گئے پھر ایک دن سوچا کہ
دوبارہ لیٹر لکھتا ہوں جس کی تحریر پہلے جیسی تھی جب
میں لیٹر کے بارے میں سوچتا ہوں تو والدین سامنے
آ جاتے ہیں ان کی عزت شہرت میرے تمام جذبات
کو خاک کر دیتی ہے اکثر مجبور ہو جاتا ہوں اگر لیٹر
اقراء نے میرے والدین کو دے دیا تو میری خیر نہیں
ہے والدین کے سامنے ساری زندگی سر اٹھا کر جی نہیں
سکوں گا ان کی کیا عزت رہے گی کیوں کہ ایک تو میں
گھر میں بڑا ہوں ابو مجھے بہت عزیز ہیں میں ان سے
بہت پیار کرتا ہوں وہ بھی مجھ سے بہت پیار کرتے
ہیں اور ان کی شان و شوکت پر ایک دھبہ بھی برداشت
نہیں کر سکتا ان کی نظروں میں ہمیشہ پیار دیکھا ہے اور
پیار کو نفرت میں بدلنے نہیں دوں گا میں ہر وقت یہی
سوچتا ہوں کہ میں ایسا کام کروں کہ جس سے میرے
امی ابو مجھ پہ خوش رہیں اور میرے ابو ہمیشہ مجھ سے
کہتے ہیں کہ بیٹا زندگی میں کوئی ایسا کام نہ کرنا جس
سے میری عزت خاک میں مل جائے اور مجھے سر جھکا
کر چلنا پڑے ناں کسی موڑ پر مجھے شرمندہ ہونا پڑے
جب یہ باتیں میرے ذہن پر آڈیو پلئیر کی طرح
گردش کرتی ہیں تو خود ہی کہتا ہوں کہ اپنی خوشیاں اپنی
محبت اپنی زندگی کی رونق اپنے والدین کی خاطر قربان
کر دوں تو اسی وجہ سے اظہار محبت حال دل بیان
کرنے سے رک جاتا ہوں جب دل درد کرتا ہے
آنکھیں رو پڑتی ہیں بدن بوجھل ہو جاتا ہے نگاہ کرم
صرف اور صرف خط پر جاتی ہے پھر ایک دن میں خالہ
کے گھر گیا خط بھی ساتھ لے گیا حال احوال کے بعد
میں چھت پر چڑھ گیا میرا یوں برسوں سے آنا جانا
میری خالہ کی دیورانیاں جٹھانیاں مجھے اکثر بری
نظروں سے تکتی تھیں شاید یوں میری آنا جانا ان کو بھی
برا لگا ہو وہ بھی میرے اوپر نظر رکھتی ہوں ان کو بھی پتہ
چلا ہو جب میں چھت پر گیا تو اقراء میرے سامنے
بیٹھی ہوئی تھی میں نے تھوڑا سوچا پھر پھر میرے ذہن
مین عجیب عجیب خیال آ رہے تھے پہلے سوچا کہ اللہ
تعالیٰ کرم فرمائے گا خط دے دیتا ہوں پھر ابو کی باتیں
یاد آ گئیں تو اسی وقت خط پھاڑ دیا خط کے ٹکڑے ان
کے گھر نہ گرے دیئے میں والدین کی بہت عزت کرتا
ہوں اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو برسوں کی عزت
شہرت اپنے ہاتھوں سے اپنے والدین کو بدنام کر

دیتے ان کی جذبات ان کی امیدیں سب پر پانی پھیر دیتے میں آج پھر ناکام لوٹ آیا آنسوؤں کی لڑی آنکھوں میں بے قرار دل بوجھل جسم اپنے ساتھ لایا ایک طرف ماں باپ کی عزت اور دوسری طرف اقراء کی بے پناہ دل میں پیار محبت میں کچھ بھی سمجھ نہیں پارہا تھا پھر کچھ دنوں بعد میری امی خالہ کی طرف گئیں تو سب کام الٹ گیا میری خالہ کی دیورانی اور جٹھانی نے امی کو بتایا کہ حسنین یہاں اقراء سے پیار کرنے آتا ہے ہر دوسرے تیسرے روز کیا لینے آتا ہے سو سو باتیں کر دیں جب امی واپس آئیں تو مجھے بہت مارا اور کہا۔

آج کے بعد تم نے خالہ کے گھر نہیں جانا ابو نے بھی بہت غصہ نکالا مجھے کیا پتہ تھا کہ میں جس کو اپنا گھر سمجھتا تھا جو میرے اپنے تھے وہ ہی میرے ساتھ ایسا کریں گے میں واقعی اپنے ماں باپ کا مجرم تھا مجھے کیا خبر تھی کہ میرے اپنے ایسا کام کریں گے جسے بڑھ کر چاہا تھا اس سے دور ہو گیا ماں باپ کی مار نے بھی رسپانس دیا کہ زندگی بھر میں بھول پاؤں گا پھر وقت اپنی رفتار سے چلتا رہا کچھ سیکھتا رہا دکھ سہنے کا عادی بنتا رہا میں اور حسن رضا ایک دن جا رہے تھے کہ پیچھے سے کسی نے آواز دی

حسنین کیا حال ہے کیا بات ہے کیا خیال ہے

اس کا نام سائرہ تھا آتے جاتے اشارے دیتی لیکن میں نے کبھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی کچھ دنوں کے بعد میری اور سائرہ کی ملاقات ہوئی وہ ہمارے ہی محلے میں رہتی تھی تو سائرہ کہنے لگی

تم جس سے پیار کرتے ہو وہ میری کلاس فیلو ہے میری ہی کلاس میں پڑھتی ہے میں یہ سن کر بہت خوش ہوا کہ میں اس کا سہارا لے کر اظہار کروں گا اس کے ذریعے میری بات ہو جائے گی پھر اس نے کہا کہ میں آپ کا پیغام دے آؤں گی لیکن ایک شرط پر اور وعدہ بھی کرنا ہو گا پھر میں تم سے ہر شرط پر وعدہ پورا کروں گا سائرہ نے کہا

تم میرے ساتھ دوستی کرو اور وعدہ کرو کہ ہمیشہ ساتھ نبھاؤ گے

میں نے مجبوراً ہاں کر دی اور دل کو تھوڑا سا سکون ملا کہ میرا کام ہو جائے گا مجھے تو اپنے کام سے مطلب تھا پھر ہمیں بہت دن ہو گئے سائرہ اور میری بات نہیں ہوئی پھر سائرہ کسی سے میرا نمبر لے کر مجھے کال کی میں نے یس کر کے کہا

کون۔

اس نے کہا کہ زندگی بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا ہے اور بھول گئے ہو پھر میں نے کہا

سوری نیو نمبر تھا اس لیے پہنچان نہیں پایا تھا میں کیسے بھول سکتا ہوں تم ہی تو میرا واحد ذریعہ ہو

پھر کچھ دیر بات ہوئی پھر کال ڈراپ ہو گئی۔ اور میں ریاضی کا کام کرنے لگا پھر وہ ہمارے گھر اکثر آتی اور کچھ زیادہ ہی باتیں کرنے لگی کال پر ایک دن میں نے سائرہ سے پوچھا۔

تمہارے ذمے کام تھا کیا بنا اس کا تو اس نے جواب دیا کہ اقراء نے تو سائرہ کہنے لگی۔

کچھ دن اور صبر کرو تقریباً کچھ دن اور گزر گئے اس کی کال آئی اور حال احوال پوچھا بعد میں ایسی ایسی باتیں کرنے لگی جو میں جانتا تک نہ تھا۔ کہ ایسے کہنے لگی میں نے کہا۔

خیر تو ہے۔

کہنے لگی کہ مجھے تم سے پیار ہو گیا ہے آپ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں

میں نے کہا کہ تم پاگل ہو گئی تم سب کچھ جانتی ہو اس کے باوجود بھی یہ حرکت مجھے اچھی نہ لگی میں نے کال ڈراپ کر دی۔

کچھ دنوں بعد میرے گھر والے فوتگی پر گئے ہوئے تھے میں گھر میں اکیلا تھا سائرہ کے گھر والے بھی اس کی فوتگی پر گئے ہوئے تھے وہ بھی گھر میں

اٹھی تھی اس نے کال [illegible] کی اور کچھ باتیں ہوئیں میں کال ڈراپ کرنے والا تھا کہ سائرہ بولی۔

پلیز ایک بات کرنی ہے سن لو

میں نے کہا بولو۔

اس نے کہا میرے گھر آ جاؤ ایک ضروری بات کرنی ہے

میں نے صاف انکار کر دیا تو وہ کہنے لگی۔

اگر نہ آئے تو میں آ جاؤں گی پھر کال ڈراپ کردی پھر کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو سامنے سائرہ تھی وہ جلدی سے اندر آ گئی اور چائے بنانے گیا۔ دس منٹ کے بعد کچن سے واپس آیا ہم دونوں نے مل کر چائے پی اور سائرہ نے کہا۔

میری بات کا جواب نہیں دیا میری بات کا جواب دو

میں نے کہ میں تو اسی وقت جواب دیا تھا۔

میری ڈائری اس کے ہاتھ پڑی تھی پڑھنے لگی پھر مجھے ایسے کام کے لیے مجبور کرنے لگی کسی بھی عزت دار لڑکی کو کرنے یا کہنے سے شرم محسوس ہوتی ہے زمانہ ایسی عورتوں کو گندی نظر سے دیکھتا ہے عورت آج کے اس دور میں بری عادتوں کا شکار بنتی جا رہی ہیں اس لیے عورت پر ظلم کیا جاتا ہے آج تک عورت اپنا مقام پیدا نہیں کر سکی ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتی رہی ہے صرف اور صرف ایسی گھٹیا حرکت کرتے وقت عار بھی محسوس نہیں کرتیں سو سے چند ایسی لڑکیاں ہیں بے شرم بے حیا اپنی عزت خراب کرتی ہیں اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے اپنی عزت کو نیلام کرتی ہیں اپنے والدین کو بدنام کرتی ہیں ایسی لڑکیوں کو شرم کیوں نہیں آتی کیا ان کا ضمیر ایسا گھٹیا کام کرنے کی اجازت دیتا ہے کیا حوا کی اولاد سے نہیں ہوتی جو اپنی عزت اپنے ہی ہاتھوں سے لٹانے کیلیے کسی اور سے زبردستی کرتی اظہار نہ کر پائے میں پلیز سنبھل جائیں اپنا مقام پیدا کریں اس دنیا میں میری سب بہنوں سے التجا ہے پھر مجھے اس وقت نیند آ رہی تھی اور وہ جانے کا نام تک نہ لے رہی تھی میں کمرے سے باہر نکل گیا کچھ دیر بعد میں اندر گیا تو سائرہ مجھ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی

آئی لو یو حسنین میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اور تم کسی اور سے پیار کرتے ہو یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا

میں نے ایک تھپڑ اس کے گالوں پر دے مارا اور ساتھ دھکا دے دیا جس سے وہ زمین پر گر گئی وہ مجھ سے غلط کام کا ارادہ کرنے پر تلی تھی لیکن ناکام رہی مجھے اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم رکھا میں نے ایسا کوئی قدم نہ اٹھایا جس سے مجھے شرمندگی محسوس ہو پھر اسے کہا کہ تم جیسی لڑکیوں نے محبت جیسے لفظ کو بدل دیا ہے محبت میں ایسا ہرگز نہیں ہوتا یہ محبت نہیں ہوس ہے اگر کوئی دیکھ لے تو بدنامی الگ ماں باپ کی مار پیٹ الگ ایسے لوگ عزت دار نہیں ہوتے بے عزت بے حیا بدکردار ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے گولی ہو جو سینے سے اتار دیں ایسے لوگوں کو کیا پتہ کہ محبت کیا ہے محبت کو کچھ نہیں جانتے پھر وہ چلی گئی اور میں نے نماز ظہر ادا کی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مجھے ثابت قدم رکھا میرے دل کی کیفیت پہلے ہی ناساز تھی پھر بھی اور زیادہ خوف آتا رہا پہلے بھی ہزاروں غم تھے میرے نازک بدن پر محبت کا سایہ میرے معصوم دل پر لاکھوں گھاؤ تھے پھر کبھی کبھی اتنا روتا کہ خدا میری قسمت میں اقرا کا پیار کیا نہیں لکھا اگر میرے ہاتھوں میں اقرا کو پانے کی لکیر نہ تھی تو مجھے کیوں اقرا کے پیار میں پاگل کیا اس واقعہ کے بعد میری حالت خراب رہنے لگی میرا دل کسی کام میں نہیں لگتا کوئی چیز پسند نہ آتی میں اکثر اس کو بھولنے کی خاطر گانے سنتا رہتا ہر وقت رب پاک سے دعا کرتا اسے بھی پیار کے نام سے واقف کر پھر میں نے میڈم سے ٹیوشن پڑھنا چھوڑ دیا

پھر میرا ایک دوست تھا بہت گہرا اپنی جان سے زیادہ بھروسہ تھا دانش گلزار اس کی گرلز فرینڈ اقرا کی کلاس فیلو اور اچھی دوست تھی میں نے دانش کو کہا۔

تم اپنی فرینڈ سے کہو کہ میرا پیغام اقرا کو دے پہلے تو میڈم اور سائرہ کی طرح مان گیا جب انسان کی قسمت ساتھ نہیں دیتی جب انسان کا وقت بدل جاتا ہے قسمت کا ستارہ گردش میں ہوتا ہے تو دوست دوست نہیں رہتا۔ باپ بیٹے کا نہیں رہتا۔ بھائی بھائی کا نہیں رہتا۔ پھر کیا میڈم کیا سائرہ کیا دانش گلزار ساتھ دیتا۔ پھر یہ بھی صاحب نے انکار کر دیا۔ کہ میری فرینڈ ناراض ہو جائے گی میرا پیار ختم ہو جائے گا۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ کیا ایسے دوست ہوتے ہیں جن پر ہم اپنی جان سے بھی زیادہ اعتماد کرتے ہیں اس امید پر کہ کل ہم کو مشکل وقت میں دیکھ کر باقی لوگوں کی طرح منہ پھیر لیں گے تو یہ دوستی مرمٹ جانے کے لیے بے کار وعدے کیوں کرتے ہیں پر یہ دانش بھی منہ پھیر لیا بہت دکھ ہوا مجھے پھر میں نے دوسری جگہ ٹیوشن پڑھنا شروع کر دیا۔

ایک بہت ہی شریف قابل احترام جناب ارشد محمود سے پھر میٹرک کے پیپر ہونے لگے میں نے بہت خوب محنت کی پھر اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے ایگزیم ہو گئے پھر ہماری کلاس کے انچارج صفدر وسیم صاحب نے دو ہفتوں کی چھٹیاں دیں اور سائرہ جب بھی آتے جاتے راستے میں ملتی تو شرمندگی بہت ہوتی ہے اس لیے مجھے کم ملتی اور کم ہی نظر آتی ہے ایک دفعہ میرے کزن نے کہا۔

میں سائرہ سے بے پناہ محبت کرتی ہوں مجھے سائرہ سے ایک بار ملاؤ

میں نے کہا ٹھیک ہے تم فکر نہ کرو میں کچھ کرتا ہوں اور میں نے کہا۔ تم فکر نہ کرو جلد ہی ملاقات ہو گی میرے کزن کا نام بھی حسنین تھا میں نے سائرہ کو کال کی کہ مجھے تم سے بات کرنی ہے تو اس نے کہا۔

بتاؤ تو۔ میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔ کہ میرا کزن حسنین تم سے پیار کرتا ہے اور ملنا چاہتا ہے پتہ نہیں اس نے کیا سوچا پھر وہ جلد ہی راضی ہو گئی ملنے کے لیے پھر میں نے دونوں کو ملنے کی ترکیب بتائی ایک دن مقرر کیا پھر کزن کو کہا کہ آج تم میرے ساتھ رہو گے آج آپ کی اور سائرہ کی ملاقات ہو گی۔

ہم رات ساڑھے آٹھ بجے تک موی دیکھتے رہے پھر میں سائرہ کے گھر گیا اور اسے کہا کہ تم کوئی بہانہ بنا کر نکلو میرا کزن آیا ہوا ہے سائرہ نے کہا کہ ٹھیک ہے تم چلو میں آئی جانو۔

پھر کچھ دیر میں ارم اور سائرہ ہمارے گھر آ گئیں ارم سائرہ کی ہم راز بھی اور اچھی دوست بھی سائرہ ابھی تک میری راہ تکتی تھی اور میں اس کو دیکھتا تک نہ تھا کام کے ٹائم انسان مجبور ہو جاتا ہے۔

کس کس کے لیے کسی اپنے کے لیے حسنین تو میرا اپنا تھا میرا کزن تھا میرا ہم راز بھی تھا ارم کا گھر سائرہ کے گھر کے برابر تھا۔

سائرہ آ گئی تھی میری امی سے دعا سلام بانٹا اور حال احوال لے کر بیٹھ گئی میری امی نے پوچھا تم اتنی رات گئے نو بجے کیوں آئی ہو اس نے جھوٹ بولا کہ ہمیں آپ کی بہت یاد آ رہی تھی اس لیے ملنے چلی آئیں ہیں۔ سائرہ تو گھر سے جھوٹ بول کر آئی تھی اب میری امی سے بھی جھوٹ بول رہی تھی پھر ارم چائے بنانے چلی گئی سائرہ اور امی کے لیے کچھ دیر بعد سائرہ ہمیں چائے دینے آئی بیٹھک میں میں تو چائے پی کر باہر چلا گیا پھر سائرہ اور میرا کزن آپس میں پیار کی باتیں کرنے لگے۔ میری اور کزن کی کال لگی ہوئی تھی میں ان کی ساری باتیں سن رہا تھا پھر تقریباً ادھے گھنٹے تک باتیں ہوتی رہیں پھر پھر کال ڈراپ ہو گئی میں آیا بیٹھک کا دروازہ کھٹکھٹایا کزن نے دروازہ کھولا سائرہ چلی گئی میں نے کزن سے پوچھا کیا کیا باتیں ہوئیں ہیں تو اس نے کہا یار کام ہو گیا مکمل خوشی ہوئی

کوشش ہو کر کہنے لگا کہ بہت مزہ آیا وغیرہ وغیرہ یہ کام تھا جو سائرہ نے مجھے کچھ دن پہلے دعوت دی تھی میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار کر بھگا دیا تھا۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ میرا کزن اس طرح میرا سہارا لے کر یہ اتنا گھٹیا کام کرے گا تو میں انکار کر دیتا اس طرح ان کی ملاقات کبھی نہ کرواتا پتہ نہیں لوگ پیار کو کیوں ہوس کا نام دیتے ہیں پیار کو کیوں بدنام کرتے ہیں یہ محبت نہیں محبت کے نام پر ایک سیاہ دھبہ ہے جو کسی کے خان سے بھی صاف نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اسی طرح دن گزرتے گزرتے گزر گئے میرا اس بے خبر سے اظہار رہ گیا جو شاید کبھی نہ کر پاؤں گا آج محمد یعقوب حمدانی صاحب کی کہانی پڑھی پھر کال کی اور آہستہ آہستہ دوستی ہو گئی۔ میں بہت شکر گزار ہوں جناب کا کہ انہوں نے میری بہت مدد کی ہے اور مجھے حوصلہ دیا پھر اس بے خبر سے اظہار محبت کرنے کا طریقہ بتایا اپنا قیمتی وقت دیا مجھے میں بہت شکر گزار ہوں جو آج میں صرف اقراء کو اپنا حال دل اپنے دل کی کیفیت بتانا چاہتا ہوں۔

اس کہانی کے ذریعے مجھے معلوم ہوا کہ میں جتنی کوشش کروں اتنا ہی ناکام ہو جاتا ہوں یہ سب ہمت حوصلہ سب یعقوب صاحب کی مہربانی ہے جو اتنا سکھ پایا ہے اقراء مجھے معلوم تو نہیں ہے کہ تم بھی اتنا پیار کرتی ہو مجھ سے یا نہیں پر میں بہت پیار کرتا ہوں تم سے آج سے نہیں آج سے آٹھ سال پہلے سکول میں پہلی بار دیکھا تھا تب سے لے کر آج تک پیار ہی پیار بسا کے رکھا ہے۔ لیکن میری محبت ایک طرفہ ہے اگر قسمت میں پیار لکھا ہوتا تو تو آج میرے پاس ہوتی شاید میں یہ سب کر چکا ہوتا اگر ہمارے درمیان یہ ذات پات کی دیواریں نہ ہوتی تو شاید یہ میری قسمت ہے یا میرا امتحان جو آج تک حل نہیں کر پایا۔ مجھے پتہ ہے یہ زمانہ یہ زمانے کی دیواریں ہمیں کبھی ایک نہیں ہونے دیں گی۔ میں صرف اور صرف اقراء تم سے پیار کرتا ہوں میں ایک بار سننا چاہتا ہوں کہ تم کو بھی مجھ سے پیار ہے یا نہیں بیٹھے میں تیری یادیں جلتا ہوں چراغوں کی طرح نہ کسی سے بول سکتا ہوں نہ کچھ کہہ سکتا ہوں صرف آنسو ہی بہاتا رہتا ہوں اپنی حالت پر تم بھی یہ سب جانتی ہو میری حالت کو کہ میں کیسی زندگی بسر کر رہا ہوں۔ صرف ایک بار پھر جو ہوگا میری قسمت میں ہوگا اسے قدرت کا لکھا سمجھ کر چپ چاپ سہہ لوں گا صرف ایک بار اقراء میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا میں پہلے کی طرح تم سے آج بھی محبت کرتا ہوں جیسے سسی نے پنو سے کی تھی جیسے سوہنی نے مہیوال سے کی تھی اگر پھر بھی یقین نہ آئے تو آزما لینا۔ صرف ایک بار اپنی زندگی کی خوشیوں کی التجاء کرتا ہوں مجھے ایک موقع دو میری کچھ سنو کچھ اپنی سناؤ اگر پھر بھی دل نہ مانے تو کبھی تنہائی میں آ کر میرا حشر دیکھنا میں کیسے تیری یاد میں دن رات روتا ہوں۔ صرف تیری بدنامی سے ڈرتا ہوں اپنے والدین کے پیار کی وجہ سے آج آٹھ سال بعد بھی کچھ نہیں کہہ پایا۔ اب تم سے اپنی اقراء سے اظہار کرتا ہوں کہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں آ کر دیکھ لے کبھی تو روتے ہوئے مچلتے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کو سن لے اشکوں سے بھیگی پلکوں غم آنکھوں کی لالی ٹپکتے خون کے آنسوں کی روانی بے صبری میں سوگ مناتا جسم کو صرف اور صرف تیرا ہی انتظار ہے صرف اس لیے کہ میں تم سے اظہار نہیں کر پایا کہ تم ناراض نہ ہو جاؤ تیری ناراضگی میں برداشت نہ کر پاؤں گا اس لیے کوئی خط کوئی پیغام نہیں بھیجا۔ آج اس کہانی کا سہارا لے کر تم سے اظہار کا طریقہ سوچا ہے اگر تم اقراء کہیں پڑھ رہی ہو تو پلیز محبت کا جواب محبت سے دو تم ہمیشہ مجھے اپنا ہم سفر پاؤ گی یہ میرا وعدہ ہے تم سے میں آج بھی انتظار میں ہوں ۔قارئین سے درخواست ہے دعا کریں اس خبر سے اظہار رہ گیا تھا جو آج کر رہا ہوں ہمارے ملنے کی دعا کریں آخر میں سب دوستوں کو سلام

ہم بچھڑے بہاروں میں

۔۔تحریر۔حسن رضا۔رکن سٹی۔0345.4552134

شہزادہ بھائی ۔السلام وعلیکم ۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں ایک بار پھر ایک نئی داستاں لے کر حاضر ہوا ہوں جس کا نام ۔ہم بچھڑے بہاروں میں۔ رکھا ہے امید کرتا ہوں سب کو پسند آئے گی اور یہ بھی امید کرتا ہوں کہ قریبی شمارے میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں گے سب کو سلام اور ایس فرام جھنگ کو محبتوں بھرا اسلام۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

پیار عشق محبت بہت ہی حسین خوبصورت سا احساس ہے رشتے ہوتے ہی احساسات کے ہیں اگر احساس ہو تو پرائے بھی اپنے ہو جاتے ہیں ۔اگر خوبصورت اور پیارا سا رشتہ ہے جو کہ نہ تو دولت دیکھتا ہے امیری غریبی نہ ذات پات بس جب پیار کرنے والوں کی عجیب سی حالت ہوتی وہ بس ایسا لگتا ہے جیسے پاگل ہوں پیار کرنے والوں کو کسی کی کوئی خبر نہیں نہ کوئی آس پاس کی کوئی خبر ہوتی ہے کہ کیا ہو رہا ہے کیا نہیں وہ تو بس اپنے محبوب کی یادوں میں گم ہوتے ہر وقت چاہے وہ رات ہو یا دن ہو پیار میں راتوں کی نیندیں اڑ جاتی ہیں ان کو پل بھر بھی چین نہیں آتا بس پیار کرنے والوں کی اپنی ہی چھوٹی سی دنیا ہوتی ہے جس میں وہ بہت خوش ہوتے ہیں ان کو ہر چیز بہت خوبصورت لگتی ہے اگر تو پیار مل جائے پھر تو دنیا حسین ہو جاتی ہے اگر دو پیار کرنے والے بچھڑ جائیں تو چاہے باہر کی دنیا جتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو ان کی دنیا اجڑ جاتی ہے خوشیوں کی جگہ غم لے لیتے ہیں بہار کی جگہ خزاں موسم چاہیے جتنا اچھا ہو لیکن کچھ اچھا نہیں لگتا اپنی داستان کی طرف آتا ہوں۔

کچھ تو سوچتے مجھے بھلانے سے پہلے
دل پہ ہاتھ رکھتے مجھے رولانے سے پہلے
بسایا تھا تم کو اپنے دل میں
نکالا ہوتا دل مجھے جلانے سے پہلے
کیوں توڑا میرا پختہ یقین واعتماد
جام زہر پلاتے مجھے ٹھکرانے سے پہلے
انتہائے عشق بنایا چوم کر میرے بدن کو
نئے دوست بنالیے مجھے دفنانے سے پہلے
صلے اس کا مستحق نہ تھا تیرا حسن
سوچا ہوتا نظروں میں مجھے گرانے سے پہلے

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جون کا مہینہ تھا گرمی بہت زیادہ تھی آسمان سے کہیں سے بادل آ کر اکھٹے ہونے لگے۔آہستہ آہستہ بادلوں نے سورج کو چھپا دیا موسم بہت پیارا بن گیا تھا۔
میں انجوائے کرنے چھت پر آ گیا۔ آہستہ آہستہ آسمان برسنے لگا۔

ایسے لگ رہا تھا کہ آج پھر کوئی دو پیار کرنے والوں کے درمیان جدائی کا موڑ آ گیا ہو اور ان کے غم میں آسمان بھی رو رہا ہو خیر میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ میرے موبائل کی گھنٹی بجنے لگی میں نے کال رسیو کی تو دوسری طرف سے کسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔

آپ حسن رضا ہیں۔

جی آپ کون۔ میں نے پوچھا۔

جی میرا نام ایمان ہے۔ اور میرا شہر ملتان ہے میں نے آپکا نمبر جواب عرض سے لیا ہے میں آپکو اپنی زندگی کی داستان سنانا چاہتی ہوں کیا آپ میری داستان سنیں گے۔ اور اسے جواب عرض میں شائع کروائیں گے۔

جی ضرور لیکن میں ابھی تھوڑا بزی ہوں میں آپ سے تھوڑی دیر تک رابطہ کرتا ہوں۔

جی ٹھیک میں نے کال بند کر دی۔ بارش میں بیٹھا انجوائے کرر ہا تھا کہ پھر دوسرے دن تقریبا شام کے وقت پھر کال آئی ایمان کی تو مجھ کو یاد آیا کہ سٹوری لکھنی تھی

سوری ڈیئر مجھے یاد نہیں رہا تھا کل جی اب میں فارغ ہوں آپ مجھے اپنی داستان سنا سکتی ہیں۔

مجھے سمجھ نہیں آتی حسن میں اپنی داستان کہاں سے شروع کروں

ڈیئر ایمان آپ ہمت کریں اور میرے ساتھ آپ اپنا غم شیئر کر سکتی ہیں تو قارئین ایمان کی داستان اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام ایمان ہے میرا کوئی بھائی نہیں نہ کوئی بہن میں صرف ایک ہی بہن ہوں میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہوں جب میں چار سال کی تھی تو مجھے سکول میں داخل کروایا گیا خیر میں نے پہلے پرائمری پھر مڈل پاس کر لیا۔ اس طرح میں نے میٹرک کلیئر کر لیا مجھے آگے پڑھنے کا بہت شوق تھا لیکن نہیں پڑھ سکی کیونکہ گھر کے حالات کچھ اس طرح تھے میں نے ابو سے ز د کی کہ میں نے موبائل لینا ہے اس طرح ابو نے مجھے موبائل لے کر دیا۔ ایک دن میرے موبائل میں بیلنس نہیں تھا میں بیلنس کروانے قریبی شاپ پر گئی وہاں سے بیلنس کروایا اور گھر آ گئی دوسرے دن کی بات ہے میں کیچن میں کھانا بنا رہی تھی کہ میرے فون کی بیل بجنے لگی کوئی انجان سا نمبر تھا میں نہیں جانتی تھی کہ یہ کس کا نمبر ہے میں کال پک نہیں کی لیکن شاید یہ میری غلط فہمی تھی اب تو معمول سا بن گیا تھا وہی رونگ نمبر روزانہ کالیں اتنی کافی ساری ساتھ میسجز بھی آتے تھے پلیز کال پک کرو میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں پک اپ دی فون۔ ایک دن میں نے تنگ آ کر کال پک کر لی۔

ہیلو ایک دن میں نے تنگ آ کر کال پک کر لی۔

آپ کون ہو اور کیوں مجھے ذلیل کرر ہے ہو۔

جی میرا نام عزیز ہے اور میں آپ سے دوستی نہیں کر سکتی۔

بائے۔۔ میں نے کال اینڈ کر دی ہے لیکن میں پیچھا نہ چھڑا اسکی پھر کالیں آنے لگیں۔

اتنے سارے ایس ایم ایس اف یہ لڑکا یہ لڑکا یہ باز نہیں آئے گا۔

میں نے مجبور ہو کر کال پک کر لی جی فرمایئے آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔

پلیز مجھ سے فرینڈ شپ کر لو پلیز۔

نہیں میں نہیں کر سکتی اور سنو اب کال یا ایس ایم ایس نہ کرنا میں نے کال اینڈ کر دی۔

ایک دن خیریت سے گزر گیا دوسرے دن پھر ایس ایم ایس۔ میں نے کال کی اور خوب انسرٹ کی لیکن لڑکا اتنا ضدی تھا کہ پھر بھی باز نہ آیا۔

آخر کار مجھے ہی ہار ماننا پڑی میں نے کہا کہ ایک شرط پر کہ مجھے سچ سچ بتاؤ میرا نمبر کہاں سے لیا ہے۔

اچھا میں نے ایک دن جب آپ بیلنس کروانے آئی تھی تب میں بھی اس شاپ پر تھا اور وہ

میرے کزن کی شاپ تھی میں نے اپنے کزن سے کہا کہ لوڈ کرنے والا سیل فون دے دو پھر میں نے وہاں سے نمبر لیا۔

اور میں ساتھ والے گاؤں میں ہی رہتا ہوں اچھا ٹھیک ہی آج سے ہم دوست لیکن مجھے زیادہ تنگ نہیں کرنا جب میں کہوں تب آپ نے کال کرنی ہے اچھا ٹھیک ہے اپنا نام تو بتا دو۔۔

جی میرا نام ایمان ہے۔اس طرح عزیز سے میں کبھی کبھار بات کر لیتی تھی وہ ہمیشہ مجھ کو ہنسا تا رہتا تھا اتنا زیاہ کہ کبھی کبھی تو میرے پیٹ میں درد ہی ہونے لگتا تھا۔

اب میں کافی خوش رہنے لگی تھی اب میرا بھی دل کرتا تھا کہ میں عزیز سے زیادہ سے زیادہ بات کر سکوں۔

پہلے تو تھوڑی تھوڑی بات ہوتی تھی لیکن اب تو سارا سارا دن ہی موبائل پر پیار عشق محبت کیا چیز ہے ابھی تک میں اس جذبے سے ناواقف تھی لیکن آج کل میری کچھ عجیب سی فیلنگز تھی کہ میرا عزیز کے بنا دل نہیں لگتا تھا اور جب کبھی وہ مجھ سے ناراض ہو جاتا تو میری تو جان ہی نکل جاتی۔

میں ایک بات تو آپ کو بتانا بھول ہی گئی تھی کہ ہمارے ہاں عجیب سے رسومات تھیں ہمارے گاؤں میں ابھی ادھر بچے پیدا ہوئے تو اُدھر ان کا رشتہ طے ہو گیا اس طرح میری منگنی بھی اپنے کزن سے ہوئی تھی لیکن میں اسے اگنور ہی کرتی رہتی تھی۔

میں جب بھی کبھی کسی سے بات کرتی تو درمیان میں میرے کزن کی کالز آتی رہتی مجھے بہت برا لگتا تھا ایک دن میں نے کال پک کر کے اس کی خوب بے عزتی کی۔

ایک دن عزیز نے کہا ایمان آپ سے ایک بات کروں۔

جی کریں۔آپ ناراض تو نہیں ہوں گی۔نہیں عزیز آپ بولو۔لیکن عزیز نے کچھ بھی نہ بتایا۔

آج بھی عزیز کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن کچھ نہ کہہ پایا میری بھی عجیب سی حالت تھی نہ تو راتوں کو نیند آتی تھی نہ ہی چین پتہ نہیں کیوں میرا دل کرتا تھا کہ ہر وقت عزیز سے ہی بات کرتی رہوں اور جب رات ہوتی تو اکثر عزیز کے بارے میں ہی سوچتی رہتی میں بھی تو عزیز کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ہمت نہیں تھی اُف خدایہ کیسی سزا ہے۔

خیر اسی طرح دن گزرتے رہے ایک دن میں نے سوچ لیا کہ میں عزیز سے اپنی محبت کا اظہار کر دوں گی چاہے کچھ بھی ہو جائے لیکن مجھ کو ڈر تھا کہ کہیں عزیز ناراض نہ ہو جائے بس اس ڈر کی وجہ سے میں عزیز سے اظہار محبت نہ کر پائی۔

میں انہیں سوچوں میں گم تھی کہ عزیز کا ایس ایم ایس آیا جو کہ اس طرح تھا۔

اداس ہوں پر تجھ سے ناراض نہیں ہوں
تیرے دل میں ہوں پر تیرے پاس نہیں ہوں
جھوٹ کہوں تو سب کچھ ہے میرے پاس
سچ کہوں تو تیرے سوا کچھ بھی نہیں میرے پاس

ساتھ ہی عزیز کی کال آ گئی۔۔ایمان آئی مس یو سو مچ۔ایمان میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

عزیز کیوں نہیں کہوناں پلیز۔

ایمان میں آپ سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں میں آپ کے بنا نہیں رہ سکتا۔ہاں ایمان پر اظہار کرنے سے ڈرتا ہوں مجھ کو ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم مجھ سے ناراض نہ ہو جاؤ میں نے خود پر بہت کنٹرول کیا مگر آج نہ کر پایا میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو گیا تھا آئی لو یو ایمان سو مچ۔

عزیز آئی لو یو ٹو سو مچ۔میں بھی آپ سے بہت زیادہ پیار کرتی ہوں پر اظہار نہ کر پائی تھینکس آج میں بہت زیادہ خوش ہوں عزیز۔

تجھ پر لکھنا شروع کہاں سے کروں

ادا سے کروں یا وفا سے کروں
تو دل کا اتنا خوبصورت ہے جانی
ممکن بھی نہیں تیری تعریف زباں سے کروں

اس طرح ہماری محبت کا آغاز ہو گیا اب ہم بہت خوش تھے اسی طرح دن گزرتے گئے ہماری محبت اور بھی زیادہ ہوتی گئی اب تو ایک منٹ کے لیے بھی ہماری بات نہ ہوتی تو ہمارا جینا محال ہو جاتا۔

ایک دن عزیز کہتا کہ ایمان ایک بات کہوں مانو گی۔ میں نے کہاہاں عزیز آپ کی بات نہیں مانوں گی تو اور کس کی مانوں گی۔

ایمان میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں پلیز انکار مت کرنا میں اپنی جان کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری جان کیسی ہے اب مزید جدائی برداشت نہیں ہوتی عزیز گر میں خوبصورت نہ ہوئی تو پھر اگر میں آپ کو پسند نہ آئی تو پھر۔

نہیں ایمان ایسی کوئی بات نہیں میں نے پیار تمہاری شکل دیکھ کر نہیں کیا بلکہ تمہاری روح سے کیا ہے۔ ایمان تم جیسی بھی ہو بس میری زندگی ہو۔

اچھا عزیز ٹھیک ہے میری کزن کی شادی ہے ساتھ والے گاؤں میں تم ولیمہ والے دن وہاں آجانا اس جگہ پر ہی ملاقات ہوگی۔

ٹھیک ہے ایمان شکریہ میں آجاؤں گا۔

میری سانسوں کو عادت ہے تیری یادوں پہ چلنے کی
رک جائیں گی یہ سانسیں جس دن تم یاد نہ آؤ گے

آئی مس یو عزیز بہت زیادہ عزیز اگر تم نہ ملے تو میں مر جاؤں گی۔۔ ایمان ایسی باتیں نہیں کرتے پلیز خدا کے لیے ایسا مت بولو۔ عزیز میں ایسا کچھ نہیں کہوں گی مگر میری جان تم بھی ایسا کچھ نہ کہنا۔ ہاں جانی میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں اور ہمیشہ تمہارے ساتھ ہی رہوں گا۔

ایسا نہیں کہ تم سے محبت نہیں ہمیں
تم سے روز روز کہنے کی عادت نہیں ہمیں
ہر بار تیرے سامنے سر کو جھکا لیا ہم نے
پھر بھی دیکھ تجھ سے شکایت نہیں ہمیں
تو اعتبار کر کے تو دیکھ تجھے کتنا چاہتے ہیں ہم
تیرے سوا کسی کی بھی چاہت نہیں ہمیں
ہم جانتے ہیں تو بھی تنہا ہے ہمارے بن
اوروں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہمیں
کیسے رہیں بن تیرے یہ بات مان لے جانی
کیوں کہ تیرے بغیر رہنے کی عادت نہیں ہمیں

ہاں ایمان آئی لو یو سوچ اب تمہارے سوا کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے اب تم مجھے مت چھوڑنا ورنہ میں ۔۔بس کرو عزیز بس کرو میں کبھی بھی تمہیں نہیں چھوڑوں گی تم پاگلوں والی باتیں چھوڑو میں تمہارے ساتھ ہوں میری جان بھلا کوئی اپنی جان کو بھی چھوڑ سکتا ہے۔

ابھی تو ساتھ چلنا ہے سمندر کی مسافت پر
کنارے پر ہی دیکھیں گے کنارہ کون کرتا ہے

اسی طرح دن گزرتے گئے اور میری کزن کی شادی بھی آگئی جب ہم میرج ہال پہنچے تو میں ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی کہ میری جان کہاں ہے پر مجھے نظر نہیں آرہا تھا۔ اتنے میں عزیز کا ایس ایم ایس آیا کہ کہاں ہو جانی میں نے بلیک کلر کے قمیض شلوار پہنا ہوا ہے اور میں باہر پارک میں ہوں

ہاں جانی میں اندر ہال میں ہوں میں نے پنک کلر کا سوٹ پہنا ہوا ہے تم میرا ویٹ کرو میں آرہی ہوں میں بھی پارک میں چلی گئی دیکھا تو بس دیکھتی ہی رہ گئی میرا شہزادہ میرے دل کی دھڑکن میری جان میری زندگی میری سوچ سے بھی بڑھ کر نکلا

ہیلو میڈم کہاں گم ہو۔

اوہ سوری۔۔۔ ہیلو عزیز کیسے ہو۔

جی میں ٹھیک ہوں تم سناؤ کیسی ہو میری جان۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔

اسی طرح آج ہماری پہلی ملاقات تھی آج میں

بہت زیادہ خوش تھی کیوں کہ آج میں اپنی زندگی سے ملی تھی اپنی جان سے ملی تھی ہم نے ڈھیر ساری پیار بھری باتیں کیں۔

ایمان ۔۔۔جی عزیز ۔۔۔ایمان تم مجھے چھوڑو گی تو نہیں نا۔

نہیں پاگل میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گی بھلا تمہیں چھوڑ کر میں زندہ رہ سکتی ہوں تمہارے بنا ایک پل بھی مجھے چین نہیں آتا نہ دن کو سکون نہ رات کو چین میری تو راتوں کی نیندیں اڑ گئی ہیں۔ ہاں عزیز۔

مجھے اب نیند کی تلاش نہیں
راتوں تک جاگنا اچھا لگتا ہے
مجھے نہیں معلوم وہ میری قسمت میں ہے یا نہیں
مگر خدا سے اسے مانگنا اچھا لگتا ہے
اسے پیار کرنا بھی ہے یا نہیں
پر اس احسان میں جینا اچھا لگتا ہے
کبھی ہم ساتھ ہوں گے یا کہ نہیں
پر یہ خواب دیکھنا اچھا لگتا ہے
پتہ نہیں مجھے حق ہے یا نہیں
پر اس کی پرواہ کرنا اچھا لگتا ہے

غزل ایس کے نام۔

ہم چاہیں بھی تو تمہیں بھلا نہیں سکتے
تیری یادوں سے دامن چھڑا نہیں سکتے
اگرچہ تم میرے دل میں رہتے ہو
پھر بھی یہ فاصلہ مٹا نہیں سکتے
دل تو تجھے دے ہی دیا زندگی سمجھ کر
اب کسی اور سے دل لگا نہیں سکتے
نہیں ڈرتے ہم ظالم دنیا سے
مگر دیکھ تیری سادگی پر نظریں اٹھا نہیں سکتے
تیرے بن اک پل جینا ناممکن ہے
تجھے چاہتے ہیں اتنا کہ ہم تمہیں بتا نہیں سکتے

اسی طرح ہم نے ایک دوسرے کو الوداع کہا اور عزیز چلا گیا۔

ہم بچھڑے بہاروں میں

ایک دن میں عزیز سے بات ... میرے کزن کی کال آ گئی مجھے کہتا ہے ۔ تمہارا ہر ٹائم نمبر کہاں بزی رہتا ہے میں نے کہا ... کوئی ٹینشن۔ کہنے لگا میں آ کر خالہ کو بتاتا ہوں کہ تم کسی اور لڑکے سے محبت کرتی ہوں میں نے کہا ہاں بتا دو مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے دوسرے دن میرا کزن ہمارے گھر آیا اور آ کر امی کو بتا دیا کہ۔ امی نے مجھ سے پوچھا کہ یہ سچ بول رہا ہے میں چپ رہی امی نے مجھے زور سے تھپڑ مارا اور کہا کہ جو کہہ رہا سچ ہے۔

ہاں یہ سچ کہہ رہا ہے میں کسی اور محبت کرتی ہوں اور اس کا نام عزیز ہے اسی سے ہی شادی کروں گی میں اسے پسند نہیں کرتی اور نہ ہی اس سے شادی کروں گی اتنا کہہ کر میں روم میں چلی گئی۔

میرا کزن یہ کہہ کر چلا گیا کہ خالہ دیکھو میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن یہ اس طرح مجھے ٹھکرا رہی ہے وہ بہت رو رہا تھا بہت زیادہ لیکن مجھے اس کے رونے سے کوئی غرض نہ تھا وہ چلا گیا تو امی نے مجھ سے موبائل چھین لیا اور میرا باہر نکلنا بھی بند کر دیا میں نے امی کی بہت منتیں کیں مگر امی نہ مانیں امی نے مجھے موبائل نہ دیا اب ہر لمحہ اذیت میں گزر رہا تھا۔

اُف خدایا کہ کیا امتحان ہے مجھے عزیز کی بہت یاد آ رہی تھی مگر میں مجبور تھی پر میں کچھ نہ کر سکتی تھی کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ میں زندگی میں اتنی بے بس بھی ہو جاؤں گی۔

غزل ایس کے نام۔

بہت مدت سے ایسا ہے
کہ تم خاموش رہتے ہو
کوئی گہرا غم ہے شاید
جسے چپ چاپ سہتے ہو
یونہی چلتے ہوئے تنہا
دوران گفتگو یونہی
میں نظروں سے جب نظریں

تو باتیں بھول جاتے ہو
ایسی گم سم سی حالت میں
کوئی پوچھے کہ ایسا کیوں ہے
فقط اتنا ہی کہتے ہیں
اداس ہے وجہ سی ہے
بہت بوجھل طبیعت ہے
بھلا سچ کیوں نہیں کہتے
کسی کو یاد کرتے ہو
محبت تم بھی کرتے ہو

ایک دن میں نے امی سے کہا کہ امی مجھے موبائل دے دو ورنہ میں اپنے آپ کو ختم کر دوں گی امی نے مجھے بہت سمجھایا کہ اسے بھول جاؤ مگر میں کیسے بھول سکتی تھی۔

امی نے مجھے موبائل نہیں دیا تھا شاید میری قسمت ہی خراب تھی لیکن شاید قسمت کو مجھ پر رحم آ گیا ہوا امی کا کزن فوت ہو گیا امی ابو وہاں چلے گئے تو میں نے کافی سیل فون تلاش کیا مگر مجھے سیل نہیں ملا پھر میں ہمسائی کے گھر گئی وہ لڑکی میری کلاس فیلو رہ چکی تھی میں نے اسے ساری بات بتا دی اس نے مجھے سیل دے دیا۔

میں نے عزیز کو کال کی اس نے کال پک کر لی اور جب عزیز بولا تو مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ اتنی بدلی بدلی آواز اور پھر عزیز رو پڑا میں بھی بہت روئی ۔ایمان میری جان تم کہاں تھی اتنے دن تمہارا سیل بھی آف تھا میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

عزیز پلیز اب میں مزید جدائی برداشت نہیں کر سکتی تم اپنے گھر والوں کو رشتہ کے لیے بھیجو۔

ہاں ایمان میری جان میں بہت جلد بھیجوں گا امی ابو کو تم پریشان مت ہونا۔

اس طرح میری عزیز سے بات ہوئی تو مجھے کچھ سہارا سا ہوا امی جب گھر آئیں تو میں نے امی سے کہا کہ ایک بات میری دھیان سے سن لیں میں اگر شادی کروں گی تو عزیز سے امی نے ساری بات ابو کو بتا دی ابو نے میری بہت انسلٹ کر دی لیکن میں بھی اپنی بات پر قائم رہی ہمت نہ ہاری ابو نے کہا اچھا ٹھیک ہے پھر ابو نے خالہ کو بلا کر رشتہ سے انکار کر دیا خالہ غصہ ہو کر یہ کہہ کر چلی گئی کہ آج سے تمہارا اور میرا تعلق ختم ہے خالہ ہمیشہ کے لیے تعلق ختم کر کے چلی گئی ابو نے کہا کہ اب اسے کہو کہ اپنے گھر والوں کو رشتہ کے لیے بھیجے۔

میں بہت خوش ہوئی کہ اب تو رکاوٹ ختم ہو گئی ہے اب کوئی پریشانی نہیں ہے اب ہم ایک ہوں گے مگر مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ خوشی عارضی ہو گی۔

میں نے عزیز کو کال کی کہ اب ہم ایک ہو جائیں گے ساری رکاوٹیں ختم ہو گئی ہیں مگر عزیز خاموش رہا عزیز تمہیں خوشی نہیں ہوئی عزیز بولو پلیز کچھ تو بولو مگر اس کے اگلے الفاظ مجھ پر قیامت بن کر ٹوٹے ایمان میری جان یہ رشتہ نہیں ہو سکتا ہم کبھی نہیں مل سکتے کیوں کہ میں نے اپنے گھر والوں کو کہا ہے رشتہ کے لیے مگر ابو نے کہا کہ ان کی اور ہماری کاسٹ اور ہے ہم کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتے نہ یہ شادی ہو سکتی ہے ایمان میری جان مجھے معاف کر دینا یہ کہہ کر عزیز نے کال بند کر دی۔

ہوا تو کچھ بھی نہیں
بس تھوڑے سے مان ٹوٹے ہیں
تھوڑے سے خواب بکھرے ہیں
تھوڑے سے لوگ بچھڑے ہیں
ہوا تو کچھ بھی نہیں
تھوڑی سی نیندیں اڑ گئی ہیں
تھوڑی سی خوشیاں چھن گئی ہیں
تھوڑا سا چین گنوایا ہے
ہوا تو کچھ بھی نہیں
اپنا آپ گنوایا ہے
آنکھوں کو برسنا سکھایا ہے

محبتوں کا صلہ پایا ہے
ہوا تو کچھ بھی نہیں
کسی اپنے نے رلایا ہے

اُف قسمت نے بھی کیا خوب کھیل کھیلا ہے ادھر سے رشتہ ختم کیا ادھر عزیز بھی ۔۔۔نہیں عزیز تم ایسا نہیں کر سکتے پلیز مجھے مت چھوڑنا پلیز عزیز مجھے مت چھوڑنا اب تو ہر وقت ہی روتی رہتی تھی رونا میری قسمت میں لکھا جا چکا تھا امی اور ابو کے طعنے الگ سے سننے پڑ رہے تھے کہ اب ادھر سے بھی رشتہ ختم کر دیا اور وہ لوگ کیوں نہیں آ رہے۔

امی نے کہا میں نے تیرے لیے اپنی بہن کو چھوڑ دیا۔اُف اتنی باتیں میں تو پہلے ہی مر چکی تھی پھر میں مر کیوں نہیں گئی۔

اسے کہنا بچھڑنے سے محبت تو نہیں مرتی
بچھڑ جانا محبت کی صداقت کی علامت ہے
محبت میں فطرت ہے ہاں فطرت نہیں بدلتی
سو جب ہم دور ہو جائیں
نئے رستوں میں کھو جائیں
تو مت سوچ لینا تم محبت مر گئی ہو گی
نہیں ایسا نہیں ہو گا
میرے بارے میں سن کے
جب تمہاری آنکھیں بھر آئیں گیں
چھلک کر ایک آنسو بھی پلک پر جب اتر آئے
تو بس اتنا سمجھ لینا تم
جو میرے نام سے اتنی
تیرے دل کو عقیدت ہے
تیرے دل سے بچھڑ کر بھی
ابھی میری محبت ہے
محبت جو بکھر کر بھی جو آباد رہتی ہے
محبت ہو کسی سے تو
صدا آباد رہتی ہے

ایک دن ایسے ہی عزیز کی یاد میں میں رو رہی تھی کہ اس کی کال آ گئی۔

ہیلو ایمان کیسی ہو۔میں ٹھیک ہوں تم کیسے ہو۔

میں بھی ٹھیک ہوں میں اس کی کال دیکھ کر تو خوش ہوئی مگر مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ خوشی محض چند لمحوں کے لیے تھی۔

ایمان میں شادی کر رہا ہوں اور تمہیں بھی انوائٹ کروں گا تم آؤ گی نا۔۔

نہیں میں نہیں آ سکتی ۔۔کیوں ایمان تمہیں آنا ہو گا پلیز ایمان اگر تمہیں مجھ سے ذرا سی بھی محبت ہو تو تمہیں میری شادی میں ضرور آؤ گی اتنا کہہ کر عزیز نے کال اینڈ کر دی اب تو میرے جینے کا مقصد ہی ختم ہو گیا تھا۔

کسی کی چاہت کو سزا مت دینا
کسی کی محبت کو دغا مت دینا
جسے تمہارے بنا جینے کی عادت نہ ہو
اسے لمبی عمر کی دعا مت دینا

امی کو میں نے کہا امی خدا کے لیے مجھے شادی میں لے چلو نا۔امی نہیں مانی مگر میں نے منت سماجت کر کے امی کو منا ہی لیا۔

اسی طرح میری بربادی کا دن اور عزیز کی شادی کا دن میں نے کوئی خاص میک اپ نہیں کیا تھا بس بلیک کلر کا سوٹ پہنا تھا اور امی کے ساتھ عزیز کے گھر مہندی والے دن چلی گئی۔

میری تکمیل تیری ذات سے ہی ممکن ہے
تو الگ ہو تو میری ذات میں کیا رکھا ہے

عزیز کے گھر والوں نے بہت خوش دلی سے ہمارا استقبال کیا عزیز مجھے نظر تو آ گیا مگر وہ مجھ سے نظریں چرا رہا تھا جیسے میں نے اس کی کوئی چوری پکڑ لی ہو خیر میں دوسرے روم میں آ گئی وہاں عزیز کی کوئی کزن تھی جو تیار ہو رہی تھی مجھے بہت رونا آیا اتنا زیادہ کے کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا پہلے تو میں نے کافی کنٹرول کیا مگر اب کنٹرول سے باہر ہو گیا تھا اور رو دی

عزیز جلدی سے آیا پوچھا ایمان کیا ہوا ہے۔۔کچھ نہیں اس نے اپنی کزن سے پوچھا کہ تم نے تو نہیں کچھ کہا۔

نہیں تو۔۔پھر ایمان کو کیا ہوا ہے تو ہی اس روم میں اس کے ساتھ تھی اور تو کوئی تھا ہی نہیں عزیز نے اپنی کزن کو زور کا تھپڑ رسید کر دیا میں نے کہا تم پاگل تو نہیں ہو گئے اس نے مجھے کچھ نہیں کہا۔

پھر عزیز روم سے باہر چلا گیا کچھ دیر میں پھر آ گیا اور بولا آؤ ایمان دوسرے روم میں کھانا کھالو میں نے کہا مجھے بھوک نہیں ہے اس نے مجبور کیا تو میں دوسرے روم میں کھانا کھانے چلی گئی روٹی کیسے کھاتی بس ایک ہی لقمہ لیا تھا کہ مجھے پتہ نہیں کیا ہوا تھا چکر آنے لگے اس کے بعد کیا ہوا کچھ پتہ نہیں۔جب ہوش آیا تو میں چارپائی پر تھی پاس میرے امی اور عزیز تھے میں اٹھنے لگی تو عزیز نے مجھے پھر لٹا دیا۔کہنے لگا تم آرام کرو۔نہیں عزیز ہمیں گھر جانا چاہیے عزیز نے کافی روکا مگر میں نہیں رکی۔عزیز میں تمہاری خاطر آ گئی تھی اب مجھے گھر جانا ہے۔

غزل ایس کے نام

میں دل سے باتیں کرتا ہوں
دل مجھ سے باتیں کرتا ہے
میں اس کی سنتا رہتا ہوں
وہ میری سنتا رہتا ہے
ہم دونوں اپنی باتیں ہی بس
اک دوجے سے کرتے ہیں
اور اک دوجے کی باتوں پہ
ہم گھنٹوں ہنستے رہتے ہیں
میں دل کا دوست اچھا تھا
دل میرا دوست اچھا تھا
وہ میرا درد سمجھتا تھا
میں اس کا درد سمجھتا تھا
پھر دل نے مجھ سے چال چلی
وہ تیری راہ پہ چل نکلا
اب میں بھی تنہا رہتا ہوں
اور دل بھی تنہا رہتا ہے

میں نے امی سے کہا کہ امی چلو گھر چلیں اس طرح میں اور امی گھر واپس آ گئے آج سب مجھ سے روٹھ گئے تھے میری خوشیاں میری زندگی آج تو آسماں بھی میرے غم میں برابر کا شریک تھا وہ بھی سسک سسک کر رو رہا تھا شاید اسے بھی جدائی ملی ہوئی تھی اس کے بعد تو رونا میرے نصیب میں لکھا جا چکا تھا امی اکثر مجھے سمجھاتی رہتی ہے کہ بیٹا اب ضد چھوڑ دو اور شادی کر لو لیکن میں نے امی کی نہیں سنی۔

غزل ایس کے نام

کب درد کے ماروں کو سکون ہوتا ہے
جب عشق نہیں ہوتا جنون ہوتا ہے
نئے فقیروں سے نہیں پوچھتا ہوئی
کس طرح تمناؤں کا خون ہوتا ہے
یہ عشق جو اپنا ہمیں ہونے نہیں دیتا
یہ عشق بھی ہوتا ہے تو کیوں ہوتا ہے
ہر شام چراغوں کی طرح جلتی ہیں یہ آنکھیں
کیا کوئی چلا جائے تو یوں ہوتا ہے

یہ تھی میری داستاں یوں ہم جدا ہو گئے اس کے بعد عزیز نے کوئی کال کوئی رابطہ نہ کیا۔

لیکن میرا قارئین سے ایک سوال ہے کہ یہ جو بڑے لوگ ہمارے بزرگ ہوتے ہیں یہ کیوں ہماری خوشیوں کے قاتل ہوتے ہیں کیوں دو پیار کرنے والوں کے درمیان میں کاسٹ کی دیوار آ جاتی ہے

آج کل تو لالچ ہی ہے کسی کو دولت کی حوص ہے تو کسی کو کال بنگلے کی حوص ہے۔

خدارا یہ سب چھوڑ دیں اللہ کے ہاں تو سب برابر ہیں کوئی چھوٹا یا کوئی بڑا نہیں کوئی غریب یا کوئی امیر نہیں کوئی اللہ سب کو برابر میں رکھے ہوئے ہیں لیکن ان کو کیا ہماری خوشیوں سے غرض ان کو تو دولت چاہیے ان کو اچھی گاڑی ہو بنگلہ ہو لیکن کاش یہ دنی

والے جان جائیں کہ ہم سب ظلم کرتے ہیں اچھی گندی حوص کے لیے اپنے ہی بچوں کی خوشیوں کا خان کر دیتے ہیں اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گی۔

ہم خاص تو نہیں لیکن
بارش کے ان قطروں کی طرح انمول ہیں
جو مٹی میں سماء جائیں تو پھر ملا نہیں کرتے

قارئین یہ تھی ایمان کی داستان اپنی آراء سے ضرور نوازئے گا چاہے وہ تنقید کی صورت میں ہو یا تعریف کی صورت میں ہو کچھ ماہ غیر حاضر رہا ہوں صحت کچھ زیادہ خراب ہو گئی ہے اس لیے سب دوستوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے آخر میں میری جان ایس فرام جھنگ کو محبتوں بھرا اسلام اس غزل کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

سویٹ ایس کے نام سویٹ غزل

لوٹ کر آئے گی محبت کی شام تم نے کہا تھا
یہ زندگی ہوئی تیرے نام تم نے کہا تھا
اس آپ پہ میں گر جاتا ہوں اکثر
میں لوں گا تمہیں تھا م تم نے کہا
تیری جدائی تیری یادوں نے مار ڈالا ہے
میری محبت لے گی انتقام تم نے کہا تھا
ہر زبان پر ہیں قصے میری دیوانگی کے
اتنا نہ چاہو مجھے ہو جاؤں گا بدنام تم نے کہا تھا
جو دل پہ چوٹ کھائے اور پھر بھی مسکرائے
محبت اسے کرتی ہے سلام تم نے کہا تھا

اجازت دیں اللہ حافظ۔

میرے بس میں ہوتو

میرے بس میں ہوتو کبھی کہیں...... کوئی شہر ایسا بساؤں میں...... جہاں سچ کو سچ سے ہو واسطہ...... جہاں جگنوؤں کو ہوا دکھاتی ہو راستہ...... جہاں چاند ماند نہ ہو کبھی...... جہاں خوشبوؤں سے بدلتی رت کو حسد نہ ہو...... جہاں پستیوں کو بلندیوں سے کد نہ ہو...... جہاں خواب آنکھوں میں جگمگائیں تو...... جسم و جاں کے سبھی دریچوں میں تیرگی کا گزر نہ ہو...... کوئی رات ایسی بسر نہ ہو...... کہ بشر کو اپنی خبر نہ ہو...... جہاں داغ داغ سحر نہ ہو...... جہاں کشتیاں ہوں رواں دواں...... تو سمندروں میں بھنور نہ ہو...... جہاں برگ و بار سے اجنبی، کوئی شاخ کوئی شجر نہ ہو...... میرے بس میں ہوتو کبھی کہیں...... کوئی شہر ایسا بساؤں میں......

فرید علی [illegible] جیت پور

میرے غم

دیکھا جو آئینہ تو آنکھیں نم تھیں
پوری ہوئی نہ جو خواہش تم تھیں
روتا رہا آسمان رات کو میرے غموں پر
آج صبح پھول کی پتیاں نم تھیں
سارے عالم پہ میرے غم حاوی ہو گئے
آج خوشیاں بھی ذرا بے دم تھیں
وفاؤں کے صلے میں دھکے ہی ملے
ہمارے مقدر میں چاہتیں کم تھیں
دیکھا نہ میں نے راستہ کسی اور کا
آیا جس کے لئے وہ صرف تم تھیں
تھکا ہارا گھر آکے عمر میں نے
دیکھا جو آئینہ تو آنکھیں نم تھیں

عمران نواز۔ بھکر

عبدالحنیف، میانوالی کے نام

جب جب اس نے [illegible] امید نظر آئی
میری یادوں میں زنجیر نظر آئی
گر پڑے ہماری آنکھوں سے آنسو منیر
اور ہر آنسو میں اس کی تصویر نظر آئی

محمد منیر سحری۔ کراچی

انیلا شہزادی، لاہور کے نام

یہ کیسا چاہتوں کا سلسلہ ہے
نہ اس سے شکایت نہ خود سے گلہ ہے
زندگی کس موڑ پہ لے آئی وہیں
اُسے پانے کی ہمت نہ کھونے کا حوصلہ ہے

شاہد حسین قادری۔ پشاور

ہم بچھڑے بہاروں میں

محبت اک دھوکہ

تحریر غزالہ شبنم۔ دنیا پور۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین فیصل نے خود ہی محبت کا ہاتھ بڑھایا اور خود ہی پیچھے ہٹ گیا کیا ملا اس کو ایک معصوم سی اریبہ کو رولا کر اس کا دل توڑ کر اس کے خیالات بدل کر کیا وہ اب ساری زندگی خوش رہ سکے گی کیا وہ اپنی پہلی محبت کو بھول پائے گی کبھی نہیں اریبہ نے ایک خود غرض انسان سے محبت کی اور اب اسے رونے کے سوا کچھ نہ ملا۔ ایک ایسی کہانی جو یقیناً آپ کو پسند آئے گی۔ میں نے اس کا نام۔ محبت اک دھوکہ۔ رکھا ہے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کردار فیصل۔ اریبہ۔ لائبہ۔ میں اور اریبہ بہترین دوست ہیں یوں تو میری بہت سی فرینڈز ہیں مگر میری سب سے اچھی اور کلوز فرینڈ اریبہ ہے ہم دونوں ایک دوسری سے ہر بات شیئر کرتی ہیں چاہے جیسی بھی ہو خدا نے دوست بنائے ہیں دل کی باتیں شئیر کرنے کو دوست اللہ کی دی ہوئی ایک نعمت ہیں۔
دنیا میں سب سے غریب وہ ہوتا ہے جس کے دوست کم ہوں۔
جب ہم نویں جماعت کی سٹوڈنٹ تھیں تو اریبہ کو کسی لڑکے سے پیار ہو گیا وہ اسے انتہا سے زیادہ چاہتی تھی جب وہ سکول آتی تو وہ اس سے پہلے ہی راستے میں موجود ہوتا تھا اور اسے ڈراپ کر کے چلا جاتا سارا دن اریبہ اپنی محبت کے قصے سناتی رہتی تھی اور چھٹی ہونے کا انتظار کرتی تا کہ وہ جلد سے جلد اپنے محبوب کا دیدار کر سکے۔
اریبہ کی ایک پیاری سی کزن ملتان میں رہتی تھی وہ لڑکا دل سے اریبہ کی کزن لائبہ سے پیار کرتا تھا ادھر اریبہ کے ساتھ پیار کا جھوٹا ناٹک کر رہا تھا مگر میری دوست معصوم تھی اسے اتنے بڑے دھوکے کا اندازہ تک نہ تھا۔
دن بڑھتے گئے اریبہ کے دل میں اس کی محبت بڑھتی گئی وہ اسے اپنی روح دل و جان کا حصہ سمجھنے لگی تھی اور ہر وقت اس کے بارے میں سوچتی اسی کے سنگ جینے مرنے کے سپنے دیکھتی۔
ہوا یوں کہ نویں کا امتحان دے کر اریبہ اپنی کزن کے گھر ملتان چلی گئی اسی دن رات کو وہ ڈرامہ دیکھ رہی تھی کہ لائبہ کے فون کی گھنٹی بجی اتفاق سے لائبہ کمرے میں موجود نہ تھی اریبہ نے سیل اٹھا کر بوکس کھولا تا کہ دیکھے کس کا میسج ہے۔
جب اس نے میسج پڑھا تو اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی ٹانگیں کانپ رہی تھیں دل کرچی کرچی ہو گیا تھا اور خون کے آنسو رونے لگا میسج کچھ یوں تھا۔

میری پیاری جان۔
میرا دل نہیں لگتا تمہارے بنا ترس گیا ہوں تمہارے دیدار کو بہت دن گزر گئے ہیں اپنی سوہنی جان کے درشن کیئے ہوئے موہنی صورت دیکھنے کے لیے تڑپ رہا ہوں میں مزید نہیں رہ سکتا میں کل ملتان آرہا ہوں بتاؤ جانی کس جگہ ملو گی مجھے۔
تمہارا اپنا فیصل۔
نام اور نمبر دیکھ کر تو اربیہ کی جان ہی نکل گئی وہ وہی زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اس کا دل ٹوٹ چکا تھا دل کی بستی اجڑ چکی تھی اعتماد بکھر چکا تھا اتنے میں لائبہ کمرے میں داخل ہوئی اور اربیہ کے ہاتھ میں اپنا موبائل دیکھ کر شیر کی طرح حملہ آور ہوئی اور اپنا سیل چھین لیا جب اس نے میسج پڑھا تو شرمندگی میں گھر گئی اور حیران سے نظروں سے اربیہ کو دیکھنے لگی کچھ لمحوں کے بعد اس نے اربیہ کو چپ کروا دیا۔
اربیہ اس میسج کے بارے میں پوچھنے لگی لائبہ نے سب سچ سچ بیان کر دیا لائبہ فیصل اور اربیہ کے بارے میں جھوٹے افیئر کو جانتی تھی۔
سارے دن کی گزری باتیں رات کو فیصل مزے سے سناتا اور اربیہ کی بے وقوفی پر دونوں ہنستے لائبہ نے بتایا کہ میں اور فیصل دل سے ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں وہ تم سے جھوٹا ناٹک کر رہا ہے یہ سن کر اربیہ کے رونے میں شدت سے اضافہ ہو گیا لائبہ نے بڑی مشکل سے اسے چپ کروایا کچھ دن بعد ہماری 10th کی کلاسز شروع ہو گئی اور وہ واپس آ گئی گلے دن مجھے اربیہ نے کال کی اور کہا کہ ہماری چھٹیاں ختم ہو گئی ہیں کل سے پڑھائی شروع ہے تم بھی آنا کل لازمی۔
لیکن میں ان دنوں لاہور پھوپھو کے گھر تھی میں نے کہا میرا دو دن رہنے کا ارادہ ہے میں ابھی نہیں آ سکتی میرا دو دن لیٹ آنا اسے مزید پریشان کر گیا وہ. اپنی تمام باتیں مجھ سے شئیر کر کے اپنے دل کا غبار ہلکا کرنا چاہتی تھی وہ مجھے کہنے لگی پلیز جلدی آنے کی کوشش کرو وہ مجھے یہ کہہ کر اداس سی کر گئی تھی۔
میں نے کہا تم فکر مت کرو میں کل ہی آ جاؤں گی ادھر لائبہ کی مما کو سب پتہ چل گیا اس نے تمام باتیں اربیہ کی امی اور بھائیوں کو بتا دیں اور بدنام کرنے کی کوشش کی اور کہا وہ میسج اربیہ کو کیا تھا کہ وہ فیصل کو ملے اپنی بیٹی کا سارا قصور اربیہ کو دے دیا۔
اربیہ کے بھائیوں نے سختی سے سکول جانے سے منع کر دیا اور کہا آئندہ تم کبھی باہر نہیں نکلو گی جب مجھے یہ سب پتہ چلا تو گویا مجھ پر تو مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور میں نے اربیہ کی مما کو کال کی اور اربیہ کی طرح رونے لگی اور کہا کہ پلیز اسے کل سکول آنے دیں انہوں نے کہا کہ بیٹا اب یہ کبھی سکول نہ جا سکے گی ہم بدنام ہو جائیں گے بیٹا میں مجبور ہوں۔
کچھ سوچنے کے بعد بولی کہ اچھا میں اس کے بڑے بھائی سے بات کروں گی میں پریشان ہو گئی کہ پتا نہیں بھائی مانیں گے یا نہیں مجھے فکر کھانے لگی آخر رات کو میں نے اس کے بھائی کو کال کی اور منانے کی کوشش کرنے لگی سوچنے کے بعد بولے ٹھیک ہے پر میری ایک شرط ہے میں خوش ہو کر بولی جی آپ حکم کریں مجھے آپ کی ہر شرط منظور ہے۔
آئندہ اربیہ کی کسی بھی غلطی کی قصور وار تمہیں ٹھہراؤں گا میں نے کہا آئندہ کچھ ایسا نہیں ہو گا میں اسے سمجھا دوں گی۔
اربیہ سکول آنے لگی اظہار تشکر سے بھیگی آنکھیں لے کر مجھے گزرے ہوئے لمحات کا بتا کر رونے لگی اور قسمت کو برا بھلا کہنے لگی وقت سدا ایک سا نہیں رہتا وقت کے ساتھ سب کچھ بدل جاتا ہے اسی طرح ایک دن اربیہ کی چاچی نے فیصل کو اپنے گھر بلایا اور اربیہ کے بارے میں پوچھنے لگی۔
فیصل نے بتایا کہ وہ اربیہ کی طرح کوئی پیار شیار نہیں کرتا اس سے۔اس سے تو ٹائم پاس کیا ہے اور

وقت کے ساتھ ساتھ اسے بطور ٹشو استعمال کیا ہے یہ سن کو اس کی چاچی نے اربیہ کے بھائیوں کو بتا دیا اس لیے اربیہ کو ہمیشہ کے لیے سکول کو خیر آباد کہنا پڑا اور اپنا طرز زندگی تبدیل کر لیا۔

گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی بات بات پر طعنے دئے جانے لگے اسے ہی اس نے اپنے مستقبل کو برباد کر لیا۔

اسے کہتے ہیں محبت جس نے اربیہ سے جینے کا مقصد بھی چھین لیا وہ تو اس کا سب سے بڑا دشمن ہوا نا جس نے اربیہ سے اتنا بڑا دھوکہ کیا آپ کے خیال میں محبت ہو تو ایسی ہو۔ جس سے انسان بدنام ہو جائے اربیہ آج بھی پچھتاوے کی آگ میں جل رہی ہے اور ہمیشہ جلتی رہے گی۔

کہ کاش وہ کسی پہ اتنا اعتبار نہ کرتی کسی کو اتنی شدت سے نا چاہتی تو یوں بے وجہ بدنام تو نا ہوتی۔

کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازئے گا مجھے انتظار رہے گا۔

ملتان اور لاہور کے فرینڈز کے نام

کسی کو بھی چاہنے والے ہم نہ تھے
کسی پر بھی مر مٹنے والے ہم نہ تھے
عادت سی پڑ گئی ہے تمہیں یاد کرنے کی
ورنہ کسی کو یاد کرنے والے ہم نہ تھے

ہانیہ۔ملتان

فرزانہ یاسمین، کلور کوٹ کے نام

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

غلام نبی نوری۔کھنڈیاں خاص

انعام علی، جنڈ کے نام

تو ہی مل جائے مجھے یہ ہی کافی ہے
میری ہر سانس نے یہ دعا مانگی ہے
جانے کیوں دل کھچا چلا جاتا ہے تیری طرف
کیا تو نے بھی مجھے پانے کی دعا مانگی ہے

انیلہ غزل۔پنڈی

محبت کی ادھوری داستان

تحریر۔تمنا۔

شہزادہ بھائی ۔السلام وعلیکم ۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین شان نے خود ہی محبت کا ہاتھ بڑھایا اور خود ہی پیچھے ہٹ گیا کیا ملا اس کو ایک معصوم سی تمنا کو رولا کر اس کا دل توڑ کر اس کے خیالات بدل کر کیا وہ اب ساری زندگی خوش رہ سکے گی کیا وہ اپنی پہلی محبت کو بھول پائے گی کبھی نہیں تمنا نے ایک خود غرض انسان سے محبت کی اور اب اسے رونے کے سوا کچھ نہ ملا ۔ایک ایسی کہانی جو یقیناً آپ کو پسند آئے گی۔ میں نے اس کا نام۔محبت کی ادھوری داستان رکھا ہے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرے سجدوں میں کمی تو نہ تھی اے خدا
کیا کسی نے مجھ سے بڑھ کر بھی مانگا ہوگا اسے

کردار
تمنا۔شان ۔میرا نام تمنا ہے ہم تین بہن بھائی ہیں ۔ہمیں بہت لاڈ پیار ملا کوئی بھی چیز ہم سے ادھوری نہ تھی لیکن ہم ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔

ہماری پرورش نہایت شائستہ انداز سے کی گئی مجھے پڑھنے کا بہت شوق تھا لیکن میرا گھرانہ اتنی قوت نہیں رکھتا تھا کہ مجھے پڑھا سکیں میرا گھرانہ اتنا پڑھا لکھا نہ تھا پھر بھی انہوں نے میرا شوق پورا کرنے کے لیے دن رات کوششیں کیں۔

پھر مجھے ایک اچھے سکول میں داخل کروایا دیا گیا جس سے میں بہت خوش تھی کہ اپنے شوق کو پورا کر سکوں گی اس شوق کو پورا کرنے کے لیے میں نے دن رات محنت کی کرنے لگی اور اچھے نمبروں سے میٹرک پاس کیا جس سے میرا گھرانہ بہت خوش ہوا اور میرے اساتذہ کرام بھی بہت خوش ہوئے۔

ان دنوں مجھے پڑھائی کے علاوہ کسی بھی کام میں دلچسپی نہ تھی میرا کام بس پڑھنا اور گھر والوں کی خدمت کرنا تھا میں نے ہر کام میں اپنے گھر والوں کی خدمت کی یہاں تک کہ کھیتوں کے سارے کام بھی اپنے ہی ہاتھوں سے کرتی۔

وہ دن میرے لیے بہت خوشی کے تھے ان دنوں مجھے کوئی بھی ٹینشن نہ تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے گھریلو حالات بھی ٹھیک تھے میں نے فرسٹ ائیر میں داخلہ لینے کا فیصلہ کر لیا تا کہ میں اپنے شوق کو مزید پورا کر سکوں۔

لیکن میرے گھر والے اتنی قوت نہیں رکھتے تھے کہ میں آگے پڑھ سکوں لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا کے باعث میرے گھر والے میرے شوق کو پورا کرنے کے لیے دن رات محنت کرنے لگے تا کہ میں تعلیم کو جاری رکھ سکوں۔

پھر میں نے فرسٹ ائیر میں ایڈمیشن لے لیا ان دنوں میں بہت خوش تھی۔

کہ میرے گھر والوں نے میرا حوصلہ بڑھایا انہی دنوں مجھے کالج میں بہت اچھی دوستیں مل گئیں جن سے مل کر میں بہت خوش ہوئی تھی ان سے روزانہ ملنا میں ضروری سمجھتی تھی اور وہ بھی مجھے بہت پیار کرتیں اور روزانہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوتی تھیں۔

ان دنوں میری زندگی بہت خوش گوار تھی ہم کالج میں پانچ دوستیں تھیں اور کالج میں بہت ہی مشہور تھیں کیوں کہ ہمارا آپس میں بہت اتفاق تھا ہر کام میں ایک دوسرے کی ہیلپ کرتیں مصیبت میں بھی ایک دوسرے کے کام آتیں جس کی وجہ سے ہم پپی گروپ کی وجہ سے مشہور تھیں اور کالج کے کونے کونے میں پپی گروپ کی گونج تھی ہمارے گروپ سے ہمارے اساتذہ کرام بھی بہت خوش ہوتے اور اکثر کالج میں اتفاق کی مثال ہمارے گروپ کی دیتے۔

پھر نا جانے کس کی نظر لگ یہ ہمارے گروپ ٹینشن میں رہتا پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں آنے لگیں پھر آئے دن کوئی نہ کوئی ٹینشن ہونے لگی کبھی پورے گروپ کو اور کبھی صرف تمنا کو ٹینشن جس کی وجہ سے ہمارا گروپ بہت ہی پریشان ہوتا تھا اور اکثر سوچتا کہ نا جانے کس کی نظر لگ گئی ہے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارا گروپ ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگا۔

ابھی گروپ کی ٹینشن ختم ہوئی ہی تھی کہ ہمارے گھریلو حالات خراب ہو گئے جس کی وجہ سے میں بہت پریشان تھی کہ میرے والد صاحب بھی بیمار پڑ گئے تھے جس کی وجہ سے مجھے بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ان دنوں میں نے تقریبا رو رو کر گزارے تھے راتوں کو اٹھ اٹھ کر رونا اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتی کہ یا اللہ مجھے ان پریشانیوں سے نکال اور خوشی نصیب کر دے۔

لیکن پھر بھی ہمارے گھریلو حالات خراب ہی رہے پھر میرے والد صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے جس سے ہمارے گھر میں اور بھی زیادہ ٹینشن ہونے لگی میرے والد صاحب کی وفات کا سن کر میری فرینڈز بھی پریشان ہوئیں۔

میری وین فیلو بھی میرے والد کی وفات کا سن کر پریشان ہوئیں ایک وین فلو حرا بھی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی وہ میری وین فلو تھی اور ہمارے ہی گاؤں کی تھی وہ بھی ایک ہی بہن تھی اور میں بھی ایک ہی تھی وہ چاہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح تمنا سے میری دوستی ہو جائے اور ہم اچھی دوست بن جائیں وہ مجھ سے روزانہ بات کرنا لازمی سمجھتی تھی اور مجھ سے بہت پیار بھی کرتی تھی جس کی وجہ سے مجھے اس کا رویہ پسند آ گیا وہ مجھ سے اکثر یہی کہ تم اکیلی نہیں ہو ہم دو بہنیں ہیں آج سے مین تمہاری بہن ہوں جس سے میں بہت متاثر ہوئی کیوں کہ میں اکثر اکیلی بہن ہونے کی وجہ سے بہت پریشان ہوتی تھی۔

جب میں کسی بھی فنکشن میں شرکت کرتی تو وہاں دو بہنوں کی آپس میں بات چیت کرتے دیکھ کر میں بھی حسرت پیدا کرتی کہ کاش ہم بھی دو بہنیں ہوتیں اسی وجہ سے میں حرا سے بہت متاثر ہوئی تھی اور اس سے دوستی کر لی اس نے ہمارے گھر آنا جانا شروع کر دیا اور میں نے بھی ان کے گھر جانا شروع کر دیا اس سے ہمارے آپس میں تعلقات بہت گہرے ہو گئے۔ پھر ایک دن اس نے مجھے ایک لڑکے سے دوستی کا کہا مجھے بہت غصہ آیا اور مجھے اس سے نفرت بھی ہونے لگی۔

اس نے کئی ہفتوں تک مجھے بگاڑنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی بلکہ اس کو ٹال دیتی تھی لیکن پھر بھی وہ مجھے مجبور کرتی رہی کہ تم شان سے دوستی کر لو وہ تم سے بہت پیار کرے گا اور تمہیں ہر مصیبت سے آزاد کرے گا پھر بھی میں نے حرا کی بات ٹال دی۔

پھر اچانک اس نے میرا نمبر شان کو دے دیا اور

شان مجھے کال اور میسج کرنے لگا میں نے ذرا بھی پرواہ نہ کی لیکن وہ مجھے کال اور میسج کرتا ہی رہا میں اسے اگنور کرتی رہی اس کے کال اور میسج کا سلسلہ کئی ہفتوں تک جاری رہا۔

آخر کار مجھے شان پر رحم آ گیا میں نے سوچا کہ نا جانے وہ مجھے کتنا چاہتا ہوگا میری یہ کم بختی تھی کہ اس پر رحم کر لیا اور ہماری باتوں کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

چند دنوں بعد ہی ہماری دوستی ایسی گہری ہو گئی کہ ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھالیں ہر پل ہمیں ایک دوسرے کی یاد ستاتی اور ہم ایک دوسرے سے بات کرتے کوئی بھی دن نہ گزرتا کہ ہم بات نہ کرتے کوئی بھی پل ایسا نہ تھا جب ہم ایک دوسرے کو بھول پائے ہوں کوئی لمحہ ایسا نہ تھا جب ہم نے ایک دوسرے کو یاد نہ کیا ہو۔

ہمارے پیار میں اتنی تڑپ تھی کہ ہم روزانہ ایک دوسرے کا دیدار کرنا لازمی سمجھتے تھے ہر پل ایک دوسرے کو یاد کرتے اور آپس میں پیار کی باتیں کرتے اور وعدے کرتے تھے کہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ ایسا موڑ نہ لائے کہ ہمارے ذہن بدل جائیں۔

وہ دن ہمارے لیے بہت ہی مسرت کا باعث تھا کہ روزانہ دیدار کرنا اور روزانہ گفتگو کرنی ہماری اس دوستی کا پتہ شان کے گھر والوں کو بھی چل گیا وہ بھی بہت خوش ہوئے تھے اور شان کے گھر والے بھی مجھ سے پیار کرنے لگے اور میں بھی ان کی عزت کرنے لگی اس کے گھر والے مجھے ہر خوشی کے موقعہ پر یاد کرنے لگے ہر فنکشن میں میرا آنا لازمی سمجھتے تھے جس سے میں بہت ہی خوش تھی۔

ان کے گھر والوں کو دیکھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوتی تھی اس کے گھر والوں کو سلام کرنا میرے لیے لازمی تھا اسی رویہ کی وجہ سے میں اور شان بہت خوش تھے ہماری شادی ہو جائے گی اور ہم مل جائیں گے یہ سب سوچ تو شان کے گھر والوں کے رویے سے تھا

پھر اچانک ایسا طوفان آیا کہ اس طوفان نے شان کے گھر والوں کے ذہن بدل دیے وہ شان کی شادی کہیں اور کرنے کو رضامند ہو گئے۔

مجھے بہت دکھ ہوا میں نے سوچنا شروع کر دیا کہ نا جانے اچانک ایسا کیوں ہوا ہے کہ شان کے گھر والے بدل گئے۔

میں نے دن رات رونا شروع کر دیا اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں شروع کر دیں کہ کسی نہ کسی طرح مجھے شان ملا دے میں اکثر راتوں کو بستر میں چھپ چھپ کر روتی یہ دن میرے لیے بہت ہی کٹھن تھے مجھے نہ تو نیند آتی اور نہ کھانے کا دل کرتا اور نہ پڑھائی میں دل لگتا دن رات یہی خیال رہتا کہ ایسا کیوں ہوا ہے نجانے مجھ سے ایسی کون سی خطا ہو گئی ہے جو شان مجھ سے جدا ہو گیا ہے۔

میں دن رات اسی سوچ میں رہتی اور کالج میں بھی سارا دن روتی رہتی تھی میری دوستیں بھی پریشان ہوتی کہ تمنا کے ساتھ ایسا کیوں ہوا ہے کیوں اتنا چاہنے والے جدا ہو جاتے ہیں۔

میں اکیلی ہی کلاس میں بیٹھ کر روتی رہتی لیکن میری دوستیں پورے کالج میں گھومتی پھرتی وہ مجھے بہت کہتی کہ تم بھی ہمارے ساتھ آؤ موسم انجوائے کرتے ہیں لیکن نجانے ایسا کیوں تھا کہ میرا دل کسی بھی کام کے لیے رضامند نہ تھا مجھے اپنی دوستوں سے بھی بات چیت کرنا اچھا نہ لگتا مجھے کسی بھی کام میں کوئی انٹریسٹ نہ تھی۔

میں تمام چیزوں سے بے خبر تھی نہ جانے ایسی نوبت کیوں آئی کہ مجھے ہر قسم کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اب میرا یہ حال ہوا کہ میں نے گھر والوں سے چھپ چھپ کر رونا شروع کر دیا میں اس قدر دل سے ہار گئی تھی کہ شان سے بات کرنے کو دل بھی کرتا لیکن میں بات کیے بغیر ہی رو پڑتی تھی۔

مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی میں شان سے اپنے

جذبات کا اظہار کر سکتی نہ جانے ایسی نوبت کیوں آئی نہ سہتے ہوئے بھی خوشی کے لمحے میں غمگین لمحے کیوں آتے ہیں۔

پھر اچانک مجھے خبر ملی کہ شان کی منگنی لاہور ہوگئی ہے جس سے مجھے دلی دکھ ہوا میں نے شان سے منگنی کا پوچھا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ مجھے کوئی خبر نہیں کہ میری منگنی ہوئی ہے یا نہیں۔

میرے گلے شکوے کرنے کے بعد اس نے کہا کہ میں بہت مجبور ہوں میں کچھ نہ کر سکا تمہارے لیے میرے گھر والوں نے مجھے بہت مجبور کر دیا ہے اس لیے میں نے گھر والوں کو کہہ دیا کہ جہاں تمہارا دل کرتا ہے میری منگنی کر دو میں کبھی بھی تمہارے آگے زبان نہیں کھولوں گا۔

میں نے شان سے گلے شکوے کیے مگر اس نے میری ایک نہ سنی اور بلکہ یہی کہتا کہ میں مجبور ہوں میں تمہارے لیے روتا رہتا ہوں رات کو بستر میں چھپ کر بھی روتا ہوں اور نہ ہی کسی سے کوئی بات کرتا ہوں بلکہ ہر وقت یہی سوچتا ہوں کہ یا اللہ تمنا مجھ سے کیوں جدا ہوگئی ہے۔

میں نے شان سے کہا کہ اگر تمہاری منگنی کے لیے رضا مندی نہیں ہے تو تم ڈٹ جاؤ کہ میں نے شادی ہی نہیں کرنی تو مجھے کہنے لگا

میں مجبور ہوں میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ اس کی کون سی ایسی مجبوری ہے جو یہ میرا ذکر گھر والوں سے کرنا ہی بھول گیا ہے ابھی تک میں اسی سوچ میں ہوں۔

اب میں نے اسے کہہ دیا کہ شان تم بھول جاؤ مجھے اور کال میسج کرنا بھی بھول جاؤ وہ مجھے یہی کہتا کہ مجھ سے بات کر لیا کرو میں تمہیں پہلے کی طرح ہی چاہتا ہوں اور چاہتا رہوں گا اور پہلے کی طرح ہی بات کرتا رہوں گا۔

اس بات کے لیے میرا دل رضا مند ہو گیا لیکن اس کا ذہن بالکل بدل چکا تھا اس نے کبھی بھی میرا حال تک پوچھنا گوارہ نہ کیا تھا پھر بھی میں روزانہ شان کو کال اور میسج کرتی میں جتنا سوال کرتی اتنا ہی جواب دیتا کبھی بھی اتنی ہمت نہ کرتا کہ تمنا سے حال دل پوچھ لوں جس سے مجھے نہائت ہی دکھ ہوتا۔

میں نے اسے کہا میں اب میں تمہیں کال یا میسج نہیں کروں گی کیوں کہ تم مجھ سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کرتے ہو کہنے لگا

میں مجبور ہوں جس سے مجھے بہت دکھ ہوا اور میرا دل خون کے آنسو رونے لگا اس کی یہ بات سن کر مجھے بیتے دنوں کی یاد آنے لگی جب ساتھ جینے مرنے کے وعدے کیے تھے مجھے وہ دن بہت یاد آنے لگے۔

اب سارا دن اس کی یادوں میں گزر جاتا اب تو میرا یہ حال ہوا تھا کہ جینا مرنا دشوار ہوا ہے اب مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔

میرے ہوش حواس بالکل غائب ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ شان مجھ سے کیوں جدا ہے نجانے کون سی ایسی خطا ہوگئی ہے جو شان مجھ سے جدا ہو گیا۔

خدا جانے کون سی کسر رہ گئی تھی ان کو چاہنے میں
کہ وہ جان ہی نا پائے کہ میری جان تھی وہ تمنا
بہت افسوس ہوا ہے یہ سن کر تمنا
سچ بتا کہ وہ سچ میں ہمیں بھول گیا
۲۔ یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا سنائے گا داستاں میری
مزہ تو تب ہے کہ اسے لگ جائے زباں میری
۳۔ اے شام تو ہی جا کوئی خبر لا انکی خدا خیر کرے

اس قدر وہ میری یاد سے غافل ہوئے تو نہ تھے اب میں بہت سوچتی ہوں کہ نجانے شان مجھے بھول گیا وہ مجھے یاد کرنا ہی بھول گیا اب میرا یہ حال ہوا ہے کہ آنکھیں شان کے دیدار کو ترستی ہیں۔

۴۔ دیکھ کر ان کی آنکھوں میں اپنے نام کی مایوسی

دل رویا تو نہیں پر ہنسا بھی نہیں
تیرا اک دیدار کرنے کو آنکھیں ترس گئی ہیں
جسے برسوں سے بنجر زمین کو بارش کی ضرورت ہو
۵۔ کسی محفل میں آ کر دیکھنا میرے وجود کو شان
کیسے تیری ضرورت میری مسکراہٹ کو جذب کرتی ہے
۶۔ ہم نے چھوڑا زمانہ جسے پانے کے لیے
وہی چھوڑ چلے ہمیں اس زمانے کے لیے
۷۔ سارے وہم تمہارے اپنے ہیں
ہم کہاں تجھے بھول پائیں گے شان
آج تفصیل نہیں بس اتنا سنو
قسم سے بہت یاد آتے ہو تم

شان کاش تم میری محبت کو سمجھ پاتے کہ ہم تمہیں کتنا چاہتے ہیں تم ضرور مجھ کو پا لیتے مجھے ہر پل شان کی یاد ستاتی ہے مجھے ہر وقت شان کا خیال رلاتا ہے جب بھی میں تنہا ہوتی ہوں مجھے بیتے ہوئے دن بہت یاد آتے ہیں۔

میں ابھی بھی دن رات اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ یا اللہ کسی نہ کسی طرح مجھے شان سے ملا دے نجانے ایسا کیوں ہوا ہے کہ شان مجھ سے دور ہو گیا ہے بے خبر ہو گیا ہے اس نے پلٹ کر بھی نہ پوچھا کہ تمنا کس ہو گی۔

جانے اتنی جلدی اتنا چاہنے والا کیوں بدل گیا ہے اب اس کی یادوں میں میرا دن اور رات گزر جاتے ہیں اب میں دن رات دعا کرتی ہوں یا اللہ دو پیار کرنے والوں کو ملا دے اور یہ بھی دعا کرتی ہوں یا اللہ کبھی بھی دو چاہنے والوں کو جدا نہ کرنا یا اللہ کسی نہ کسی طرح دو چاہنے والوں کو ملا دے۔

کاش میں بادشاہ ہوتی محبت کا قانون بنا دیتی
دو دل جدا کرنے والوں کو سزائے موت سنا دیتی
۲۔ میں اپنی محبت پہ تیری نفرت لکھ رہی ہوں
میں نا جانے ایسا کیوں لکھ رہی ہوں
مجھے عام سے محبت دینے والے میں اپنی ساری زندگی تیرے نام لکھ رہی ہوں۔
۳۔ ہجر کی شب میں قید کرے یا صبح وصال میں رکھے
اچھا مولا تیری مرضی تو جس حال میں رکھے
۴۔ دل کے ورق پہ تیری اک اک بات لکھوں
اب قلم سے کیا کیا اپنے جذبات لکھوں
قریب کیا ان لمحوں میں ہے اب تک زندگی گم
ان چند الفاظ میں میں کیسے حالات لکھوں
۵ رونے کی سزہ ہے نہ رولانے کے سزا ہے
یہ درد محبت کو نبھانے کی سزا ہے
ہنستے ہیں تو آنکھوں سے نکل آتے ہیں آنسو
یہ شان کو بے حد چاہنے کی سزا ہے
۔تمنا۔شان

سب تمہارے لئے

سب تمہارے لئے...... جان جاں یہ جہاں، یہ زمیں آسماں یہ میرے رات دن، خاک ہیں تیرے بن ...... یہ میری زندگی دوستی، دشمنی راستے، واسطے سب تمہارے لئے ...... سب تمہارے لئے ...... تم جو دیکھو تو میرے شب و روز و دن مطلب ہے...... تم جو پوچھو تو میرے ہر اک حرف کو...... کوئی رتبہ ملے کو منصب ملے ...... تم جو سوچو میرے واسطے کچھ بھی میں ستاروں کو مٹھی میں بھر لاؤں گا ...... تم اگر ایک دن مجھ کو آواز دو ...... میں جہاں پر بھی ہوں لوٹ کر آؤں گا ...... یہ میرے جسم و جاں میرے شعر و سخن ...... میری تنہائیاں ...... بزم آرائیاں اب تمہارے لئے، سب تمہارے لے......

فرید علی نہی۔سیت پور

محبت امر رہے گی

--تحریر-دوست محمد وٹو-لیہ- 0335.6943674

شہزادہ بھائی -السلام وعلیکم -امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
محبت امر رہے گی قارئین کی عدالت میں پیش کر رہا ہوں سچی محبت تو ایک ایسا جذبہ ہے جو کسی کے دل میں خود بخود ہی اپنا مقام بنالیتا ہے کیوں کہ محبت تو ایک خوشبو کی مانند ہے جو دھیرے دھیرے من میں سماجاتی ہے اور روح تک کو مہکا دیتی ہے مگر کبھی کبھار یہ زندگی کے جیون کو روگ بھی لگا دیتی ہے جس کا ازالہ انسان کے بس میں بھی نہیں ہوتا مجھے امید ہے میری یہ کاوش سب کو پسند آئے گی۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرا اپنا خیال ہے اگر محبت کی قیمت ادا کرنی پڑ جائے تو انسان ذلیل وخوار ہو کر رہ جاتا ہے اسے طرح طرح کی باتیں سننی پڑتی ہیں۔
اور پھر وہ انسان گلیوں میں تنکوں سے بھی زیادہ ہلکا بن جایا کرتا ہے بلکہ لوگ کچی لسی سے بھی زیادہ پتلا بنا دیا کرتے ہیں۔
یہ میرا ذاتی خیال ہے ہو سکتا ہے میرے سارے خیالات غلط ہوں لیکن پھر بھی میں کہتا ہوں محبتیں انسان کو رلا کر دکھ دیتی ہیں پھر انسان ساری زندگی تڑپتا اور سسکتا رہتا ہے میرا یہ بھی کہنا ہے کہ آج کل کی محبتیں دیرپا نہیں ہیں اور نہ ہی وہ سوت کی انی والا خلوص محبت ہے اور نہ ہی کبھی یوسف بازاروں میں بکا ہے مگر محبت کے پیروکار بہت نہیں تو تھوڑے بہت ضرور ہوں گے جنہوں نے سچی محبت کو بلند رکھا ہوا ہے کیوں کہ محبت ایک زندہ رہنے والی حقیقت ہے جو ازل سے ابد تک مختلف طریقوں سے معرض وجود میں آتی رہی ہے۔کبھی شیریں فرہاد کبھی ہیر رانجھا کبھی سسی پنوں اور کبھی لیلیٰ مجنوں لیکن پھر بھی تشنگی اپنی جگہ پر برقرار رہی۔ بقول کسی شاعر کے۔

دل ناداں کو سمجھاؤ محبت زخم دیتی ہے
تم اپنی ضد سے باز آؤ محبت زخم دیتی ہے
محبت کے سفر کا آغاز کرنے سے پہلے تمہیں
ہم نے کہا تھا
کہ رک جاؤ محبت زخم دیتی ہے
اسے شدت سے چاہا ہے
تو یہ بھی ذہن میں رکھ لو
کہ بڑھ جائے اگر حد سے تو
محبت زخم دیتی ہے

وہ دھند میں ڈوبی ہوئی دسمبر کی سرد ترین صبح مجھے آج بھی اچھی طرح سے یاد ہے جب میں اور میرا دوست بلا ایک خرگوش کا تعاقب کرتے ہوئے اپنے علاقے سے بہت دور نکل گئے تھے۔ یہ اس دور کا واقعہ ہے جب آبادیاں بہت کم اور جنگل بیابان بہت زیادہ تھے ہمارے اوپر چڑھی جوانی تھی۔

ہم دوست سارا دن جنگلوں میں کدکڑیاں مارا کرتے تھے ہم کئی کئی میل اپنے شکار کے تعاقب میں بھاگا کرتے تھے۔

اس دن بھی ہم ایک جنگلی خرگوش کا پیچھا کرتے ہوئے اپنے علاقے سے بہت دور نکل گئے تھے کیوں کہ ہمارے پالتو کتے جنگلی خرگوش کے تعاقب میں تھے مگر وہ ناہنجار کتوں کو پکڑائی نہیں دے رہا تھا ہمارے علاقے میں بیر بہوٹی جنگلی کیکر اور خود رو پودوں کی بہت زیادہ بہتات تھی اور ساتھ ہی کھڈ کھائیاں اور عمودی چٹانیں بھی ہمارے راستے میں حائل تھیں۔

اس لیے جنگلی خرگوش ہمارے کتوں کو چکمہ دے کے جنگلی گھاس میں چھپ جاتا تھا جب ہمارے کتے بوسونگتے سونگتے اس تک پہنچتے تو وہ اچانک پھدک کر نکلتا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہماری نظروں کے سامنے ایک باریک سا ہیولہ بن جاتا ہمارے کتے جب اس کو پکڑنے کی کوشش کرتے تو وہ کسی نہ کسی کھڈ میں چھپ جاتا وہ جنگلی بدمعاش صبح سے ہی ہمارے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔

اور ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں دور دور تک آبادی کا نام ونشان بھی نہیں تھا بلکہ لوگوں نے اپنی بنجر زمینوں میں فصلیں تو کاشت کررکھی تھیں مگر ان فصلوں کی نگرانی کرنے والا کوئی انسان ہمیں نظر نہیں آرہا تھا ہمارے کتے خرگوش کر پکڑنے کے لیے سرگرداں ہوکر اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔

ایک دور دراز ڈیرے سے تو موٹے تازے کتے بھونکتے ہوئے ہمارے کتوں کی طرف سرپٹ بھاگتے ہوئے نظر آئے۔

تو ہمارے کتے خرگوش کر پکڑنے کے بجائے گھبرا کر الٹے پاؤں ہماری طرف دوڑے لیکن جب ہم نے اپنے کتوں کو پچکارا میرے کتے کا نام موتی تھا میرے دوست کے کتے کا نام ڈبو تھا شاوا موتی جانے نہ پائے تو ہمارے دونوں کتے ہماری شہہ پا کر آگ بگولہ ہوکران کتوں کی طرف دوڑے۔

دونوں کتوں کے درمیان مختصر سا فاصلہ رہ گیا تھا کہ ان کتوں کے تعاقب میں ایک عورت برق رفتار کے ساتھ بھاگتی ہوئی نظر آئی اس خاتون کے ہاتھ میں ایک بہت بڑی ڈانگ تھی۔

اس سے پہلے کے دونوں طرف کے کتے آپس میں گھتم گھتا ہوتے اس عورت نے دور سے آواز لگائی۔

اوئے سور ما اور۔ سور ما کی آواز سنتے ہی ایک کتا جو کہ دوغلی نسل کا تھا بڑی تیزی سے اس خاتون کی طرف پلٹا تھا کہ ہمارے دونوں کتوں نے دوسرے کتے پر حملہ کردیا جو کہ بوبلی قسم کا ایک خونخوار کتا تھا مگر دوسرے ہی لمحے اس بولی کتے نے بلا چمپئن کے کتے کو منہ سے پکڑ کر جھنجھوڑنا شروع کردیا اور میرا موتی اپنے ساتھی کتے کو چڑانے کی کوشش کرنے لگا اتنے میں وہ عورت اس کتے کے سر پر آ گئی اس نے آواز لگائی اوئے بوبلی چھوڑ دے۔

اور بوبلی کمال وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمارے کتے کو چھوڑ کر اس عورت کے پاؤں چاٹنے لگا اور ہمارے کتے بھی اوں اوں کرتے ہوئے ہمارے پاس آ گئے جیسے کہہ رہے ہوں ہمارے آقا آپ نے دیکھ لیا ناتواں نے کیسے مقابلہ کیا ہے۔

ہم نے اپنے کتوں کو پکارا تو وہ ہمارے دائیں بائیں آ کر بیٹھ گئے لیکن مخالف ٹیم کا بولی کتا سخت ناراض نظر آ رہا تھا کیوں کہ وہ بڑی خونخوار نظروں سے ہمارے کتوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

پتر کون کے گراں۔ گاؤں۔ سے آئے ہوتم۔

خاتون زمین پر ڈانگ ٹیک کت ہم سے مخاطب ہوئی۔ اس خاتون کا رعب دبدبہ اور دہشت دیکھ کر ہمارے حلق خشک ہو گئے۔

خالہ ہم پنڈ ملکاں سے آئے ہیں بلا چمپئن نے

اپنے حواس پر قابو پا کر کہا لیکن میں تعور کی نگاہ سے یوں دیکھ رہا تھا جیسے پنجابی فلم ۔میلہ ۔میں انجمن ڈانگ زمین پر ٹیک کر سلطان راہی کے معر مقابل آ کر للکارتی ہے۔

حالانکہ ان دنوں انجمن اور سلطان راہی اتنے مشہور نہیں تھے بلکہ وہ نغمہ اور اکمل کا دور تھا بلکہ یہ بعد کی باتیں ہیں۔

اس وقت سین بالکل ویسا ہی تھا جب میں نوکری کے دوران راولپنڈی میں قیام پذیر تھا تو مجھے انجمن اور سلطان راہی کی فلمیں دیکھنے کا چسکا پڑ گیا تھا۔

راولپنڈی کے راجہ بازار معروف سینما میں میں نے سلطان راہی اور انجمن کی بے شمار فلمیں دیکھیں۔ بالا گجر ۔بشیرا ۔مولا جٹ ۔میلہ اور بھی بہت سی سلطان راہی کی شاہکار فلمیں۔

اور مجھے یہ بھی فخر ہے سلور سکرین کے عظیم فنکار سلطان راہی کا تعلق بھی راولپنڈی سے تھا اس لیے فلمی تاریخ میں راولپنڈی کو ایک قلیدی حیثیت حاصل ہے پنڈ ملکاں کا نام سن کر خالہ نے ہمارے چہروں پر ایک اچٹتی سی نگاہ ڈالی پھر وہ ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگی

تمہیں معلوم ہے یہ نور فاطمہ کا علاقہ ہے اس علاقے میں آنے سے پہلے لوگوں کو کئی بار سوچنا پڑتا ہے یہ تو تم شکر کرو کہ میں نے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سن لی تھیں ورنہ میرے بوہلی اور سورما نے تمہاری اور تمہارے کتوں کی وہ حالت کرنی تھی کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے بہر حال اب تم میرے مہمان ہو مزید باتیں ڈھاری پر جا کر ہوں گی۔

خالہ نور فاطمہ کی پراسرار قسم کی باتیں سن کر ہم سحر زدہ سے ہو گئے۔

مگر اب کیا ہو سکتا تھا نا جائے متن نہ پائے ماندن کے مصداق وہ لمبے لمبے ڈگ لیتی ہوئی ہمارے آگے آگے چلنے لگی اور ہم دونوں دوست سوچوں کی منجدھار میں اس کی تقلید کرنے لگے۔

ماحول میں خاموشی دیکھ کر ہمارے کتے بھی کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے ہمارے دائیں بائیں چل رہے تھے اور خالہ کسی چھلاوہ کی طرح برق رفتار کے ساتھ ڈھاری کی طرف رواں دواں تھی اور ہم بھی خالہ کے تعاقب میں تیز تیز چلتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے

کافی دیر چلنے کے بعد ہم درختوں کے جھنڈ میں گرے ہوئے ایک ڈیرہ پر پہنچ گئے ڈیرہ کے باہر ہی درختوں کے گائے اور بکریوں اور کافی تعداد میں بھیڑیں کھنٹیوں پر بندھی ہوئی تھیں۔

خالہ نور فاطمہ نے کلثوم کی ہانگ لگا کر کسی کو پکارا تو یک لڑکی جو کہ ہماری ہم عمر تھی یہ غالبا خالہ کہ بیٹی تھی انہوں نے کلثوم کو انڈے اور چائے بنانے کر کہا۔جس پر لڑکی نے دزدیدہ نظروں سے ہمیں دیکھا پھر رسوئی کی طرف چلی گئی

خالہ ہمیں ایک کمرے کے اندر لے گئی ہمارے کتے باہر ہی بیٹھ گئے جبکہ خالہ کے بوہلی اور سورما پرے چھپر کے نیچے جا کر اونگنے لگ گئے تھے۔

خالہ نور فاطمہ نے ہمیں جس کمرے میں بٹھایا تھا یہ کمرہ بڑی نفاست سے سجا ہوا تھا رنگین چارپائیوں پر خوبصورت کڑھائی والی چادریں اور گاؤ تکیے پڑے ہوئے تھے ٹرنک پیٹیاں اور چند کرسیاں ایک بڑی سی میز کے ساتھ اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی تھیں سامنے کارنر پر ایک بلیک اینڈ وائیٹ تصویر نمایا نظر آ رہی تھی جس میں ایک نوجوان لڑکی اور لڑکا دکھائی دے رہے تھے ابھی ہم چارپائیوں پر بیٹھ کر ارد گرد کا جائزہ لے رہے تھے کہ خالہ پوچھنے لگی

پتر جی تمہارے نام کیا ہیں

میں نے خالہ کو بتایا کہ میرا نام بلال عرف بلا چمپئن ہے میرے نام سے خالہ چونک سی گئی

بھلا یہ کیا نام ہوا با تو بگڑا ہوا نہ میری سمجھ میں نہیں آتا جیسے گراں کے لوگ اقبال کو بالا بنا دیتے ہیں

اور رفیق کو فیقا کہہ کر پکارتے ہیں مگر لفظ چمپیئن میری سمجھ سے بالاتر ہے خالہ نے درمیان میں بات خاٹ کر پوچھا

خالہ دراصل اس کا نام بلال ہے یہ کبڈی ٹیم کا لڑکا ہے کبڈی کے میدان میں سیاہ ڈالتا ہے تو مخالفت ٹیم کے بڑے بڑے ناتو خان قسم کے کھلاڑیوں کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں اور جب مخالف ٹیم کا کھلاڑی سیاہ ڈل کرآتا ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ بلا چمپیئن سے آنکھ بچا کر نکل جائے کیونکہ بلا چمپیئن اتنا مضبوط انٹر لگا کر مارتا ہے کہ مخالف ٹیم کو نانی یاد آجاتی ہے ہمارے گراں کے لوگوں نے اس کی بہتر کارکردگی کی بنا پر اس کو چمپیئن کا خطاب دیا ہے

اونہہ پھر تو تمہارا دوست بہت بہادر اور جی دار خوبیوں کا مالک ہوا۔ خالہ نے ہنکارہ بھر کر مجھ سے دریافت کیا۔

ہاں خالہ جان بالکل تمہاری طرح جی دار اور بہادر جس طرح آپ ہاتھ میں ڈانگ پکڑ کر ہمارے سروں پر پہنچ گئی تھی اس لیے ہمیں آپ کی بہادری اور دیدہ دلیری پر ذرا شک نہیں کیوں کہ آپ قدرے دوسری عورتوں سے بہت مختلف اور اکھڑ مزاج کی ہیں اسی طرح مجھے اپنے اس دوست بلا چمپیئن کی شہہ زوری اور طاقت پر فخر ہے اور گھمنڈ ہے اگر شک ہے تو جب کبھی کبڈی کا میدان سجے گا آپ آکر خود دیکھ لینا

خالہ جان جن کی عمر ساٹھ سال کے پیٹے میں ہوگی میری باتیں بڑی دلچسپی اور انہماک کے ساتھ سن رہی تھیں میں نے اپنی بات ختم کی تو وہ برجستہ پوچھنے لگیں۔

یہ تو تمہارے دوست کی شہہ زوری اور طاقت کی باتیں تھیں تم نے اپنے متعلق ابھی تک کچھ نہیں بتایا تمہارا نام کیا ہے اور تمہارے اندر کیا خوبیاں ہیں۔ میں انہیں اپنے متعلق کیا بتاتا۔

ابھی میں اپنے متعلق کچھ کہنے ہی والا تھا کہ درمیان میں بلا چمپیئن بول پڑا۔

خالہ جان میرے دوست کا نام سجاد حسین ہے سجاد حسین کے نام پر خالہ نے آنکھیں بند کر کے ایک سرد آہ بھری لیکن بالے چمپیئن نے اپنی بات جاری رکھی میرا دوست پورے گراں میں سب سے زیادہ ذہین ہے اور پورے گراں میں لوگ ہماری دوستی کی مثال دیتے ہیں

بالے چمپیئن کی باتیں سن کر میں دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا مگر خالہ جان کے چہرے کی رنگت بدل رہی تھی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی بہت بڑے کرب والم سے دست و گریباں ہے خالہ اچانک کسی طوفان کی مانند اٹھی اور میرا سر چومنے لگیں میں اس پریشانی کی گردش میں الجھ گیا مگر وہ ایک ٹک میرا سر چومے جا رہی تھی اور اونچی آواز میں کہہ رہی تھی اچھا تو تمہارا نام سجاد ہے۔ تمہارا نام سجاد ہے۔

پھر اچانک سجاد کہہ کر خالہ نے آنکھیں بند کر لیں کئی لمحوں تک خالہ خاموش رہی انہوں نے گہرا سانس لیا سانس خارج کرتے وقت خالہ ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگی چند منٹ پہلے ہم جس خالہ کو بہادری کا سمبل سمجھ کر حیرت زدہ تھے اب وہی خالہ بزدلی کی مثال بن کر آنسو بہا رہی تھی اس سمے خالہ ہمیں دنیا کی کمزور ترین مخلوق نظر آرہی تھی رونے کی آواز سن کر خالہ کی بیٹی بھی کمرے میں آگئی اور ہم بھی ایک نئے تجسس میں مبتلا ہو گئے کہ خالہ اچانک رونے کیوں گل گئی تھیں خالہ جو کہ شیر جیسے حوصلے کی مالک تھی خالہ کے رونے کی وجہ سے کمرے میں ماتمی فضاء پھیل گئی تھی کافی دیر بعد خالہ نارمل درجے میں آئیں تو میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

آپ اچانک رونے کیوں لگ گئی تھیں۔

خالہ میرے اچانک اس سوال پر بوکھلا گئیں پھر بڑی نمانی سی صورت بنا کر کہنے لگی۔

پتر میرے جیسے سیا نصیب کسی دشمن کے بھی نہ

ہوں وہ لڑکیاں جو جوانی کے تیز تند جذبات میں بہہ کر محبت کر بیٹھتی ہیں ناں پھر وہ ساری عمر میری طرح اپنے نصیبوں پر آنسو بہا کر روتی تڑپتی اور بلکتی رہتی ہیں۔کاش میرے جیسے نصیب کسی کے نہ ہوں۔

اس سے پہلے کہ خالہ کچھ اور ہمیں اپنے بارے میں بتاتی اس کی نظر اپنی بیٹی پر گئی تو وہ کہنے لگی پتر کلثوم باہر جا کر مہمانوں کے لیے چائے اور انڈے لے آؤ کلثوم جیسے ہی کمرے سے باہر نکلی میں نے وارفتگی کے عالم میں خالہ سے پوچھا۔

خالہ وہ کیا راز ہے جس نے اندر سے آپ کو کھوکھلا کر رکھا ہے اور آپ نے محبوب نے آپ سے کیا بے وفائی کی تھی جس کے زخم آج بھی آپ کے دل میں تازہ ہیں میرے باتیں سن کر خالہ کچھ دیر خاموش رہیں پھر جیسے گم سم حالات کی کڑیاں ملانے کی کوشش کر رہی تھی۔

پھر خالہ نے اپنی نظریں میرے چہرے پر گاڑھ دیں۔تم سن کر کیا کرو گے مجھ سے میری کہانی بے لطف زندگی کے قصے ہیں پھیکے پھیکے سے۔اچانک خالہ کے ہونٹ پھڑ پھڑائے وہ کہنے لگی۔

میرے سر دے سائیں دا نام بھی سجاد تھا یہ اس وقت کی بات ہے جب میرے اوپر جوانی کا جادو سر چڑھ کے بول رہا تھا آپ بھی جانتے ہوں گے کہ لاابالی اور بے فکری کا دور ہوتا ہے۔

اس لیے میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی گاؤں کے کسی ایرے وغیرے گراں کے کھیتوں کھلیانوں میں چھپ کر مجھے دیکھا کرتے تھے مگر میرے سامنے آ کر مجھ سے بات کرنے کی ان میں ہمت نہ ہوتی تھی۔

لیکن ایک دن ایسی انہونی ہوگئی جسے سوچ سوچ کر میں آج بھی پانی پانی ہو جاتی ہوں خالہ چند منٹ خاموش ہو گئیں اور کمرے کی چھت کو ایک ٹک گھورنے لگی جیسے ماضی کی گم گزشتہ یادیں تلاش کر رہی ہو۔

ہر درد محبت سے الجھا ہے غم ہستی کیا کیا
ہمیں یاد آیا جب یاد تیری آئی

خالہ کے ہونٹ ایک بار پھر سے پھڑ پھڑائے اور وہ کہنے لگی۔

ہاں تو میرے ساتھ انہونی ہو گئی تھی ہمارے گراں کے نمبر دار کے ڈیرے پر مہمان آئے ہوئے تھے اور میں اس منحوس صبح جنگل کی لکڑیاں کاٹ رہی تھی کہ ایک مہمان لڑکا میرے پاس آ کر خرمستیاں کرنے لگا چند لمحے تو میں اس کی خرمستیاں برداشت کرتی رہی پھر مجھے غصہ آ گیا میں نے ایک زور دار تھپڑ اس کے منہ پہ مارا اسے میری یہ حرکت ناگوار گزری اس نے فوراً غصے میں بل کھاتے ہوئے کمانی دار چاقو نکالا اور میرے پیٹ پر ضرب لگانے کے لیے لپکا میں چیخ مار کر پیچھے ہٹی عین اسی وقت پیچھے سے سجاد نیا سے دبوچ لیا چاقو اس کی گردش سے نکل کر زمین پر جا گرا اور وہ لڑکا زخمی چوہے کی طرح وہاں سے فوراً بھاگ گیا یہ سب کچھ آناً فاناً ہو گیا تھا اس مصیبت میں سجاد کے روپ میں اس نے میری غائبانہ مدد کی اگر سجاد اس وقت وہاں نہ آتا تو کیا پتہ وہ لڑکا میری کیا درگت بناتا لیکن مرنے والے سے بچانے والا بہت ڈاڈھا ہے اس دن سے لی کر آج اس مالک کے فلسفہ حیات پر میں زندگی بسر کر رہی ہوں۔

بے وفا ہے زیست میں احباب کا ہجوم
ہو پیکر خلوص تو کافی ہے ایک شخص

جنگل کے پھول کسی مالی کے محتاج نہیں ہوتے اسی طرح محبت بھی ایک آئینہ ہے جس میں چاہنے والے کا عکس نظر آنے لگتا ہے سجاد کی جان نثاری نے مجھے بے مول خرید لیا تھا اور میں تہہ دل سے سجاد کا شکریہ ادا کر کے واپس گھر لوٹ آئی۔

لیکن گھر آ کر میری طبیعت میں عجیب قسم کی بے چینی در آئی تھی میرا سکون مجھ سے روٹھ گیا تھا میں جس

طرف بھی نظر اٹھاتی تھی مجھے ہر سو سجاد کا ہی چہرا مسکراتا ہوا نظر آتا تھا۔

آج کے دور میں محبت بہت عام سی چیز ہے کیونکہ شہری زندگی میں لڑکی اور لڑکا کا کسی پارک یا ہوٹل میں مل کر اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں مگر ماضی کے سادہ زمانے میں ایسی کوئی بات نہیں تھی اگر گراں والوں کو خبر ہو جاتی کہ فلاں لڑکا اور لڑکی کی رات کی تنہائیوں میں یا پھر تپتی دوپہر کو جنگلوں میں اکیلے ملتے ہیں تو قیامت برپا ہو جاتی تھی۔

لوگ ان پر چھپی چھپی کرتے تھے اور ایسی ایسی بے سروپا باتیں کرتے تھے کہ فی امان اللہ۔

نگامیں بولتی ہیں بے تحاشہ
محبت پاگلوں کی گفتگو ہے

سجاد کیلیے میرے دل میں محبت کی جو یکطرفہ جوت جو ایک معمولی سی چنگاری کے روپ میں ابھری تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے شعلوں کا روپ اختیار کر گئی تو میں نے ایک راز داں سہیلی کے ذریعے رابطہ قائم کر دیا حالانکہ پہلے پہل میرے دل کے نہاں خانے میں صرف ایک طرفہ محبت تھی۔

کئی دفعہ ہم چوری چھپے ملے بھی ہماری محبت پروان چڑھتی چلی گئی اور ہمارا عشق امر ہوتا گیا ہمارے پیار کا کوئی دوسرا شاہد نہیں تھا بلکہ میری بہت ہی پیاری سہیلی کنیز اس گواہ تھی اور اس نے کبھی بھی کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا۔

کبھی اس دور سے گزرو تو یہ معلوم ہو تم کو
محبت وہ بلا ہے جو دنوں کا خون پیتی ہے

ہم جب کبھی بھی ملتے ہمیشہ ایک ساتھ جینے مرنے کے عہد کرتے وہ سادہ زمانہ تھا لوگوں کی نیتوں میں لالچ اور فتور نہیں تھا۔

بلکہ محبت اور خلوص سے ایک دوسرے کے دکھ درد میں کام آنے کا زمانہ تھا وہ رنگوں پھولوں تتلیوں اور جنگلوں میں ملنے کا زمانہ تھا اُن دنوں سجاد کو اپنے ہاتھ کی کڑھائی کے کئی کرشنیے سے بنے ہوئے رومال دیئے تھے وہ بھی جب شہر جاتا میرے لیے خوبصورت پراندے لاتا اور پھر ہم ایک دسرے کو تحفے تحائف دے کر ہماری محبت اور بھی پروان چڑھتی۔

ہماری محبت کو کئی سال گزر چکے تھے لیکن ہم نے بداخلاقی کا کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا بس ایک دوجے کی دید کے پیاسے ضرور تھے۔

کئی دنوں تک ہماری ملاقات کا اگر سبب نہ بنتا تو ہماری طبیعت میں عجیب قسم کی بیزاری پیدا ہو جاتی تھی پھر جب ملاقات ہو جاتی تو ہمارے دلوں میں موسم بہار کی کیفیت ہو جایا کرتی تھی اور کئی دنوں تک کیف ساطاری رہتا تھا۔

دل بیچنے آئے تیرے بازار کی جانب
تکتے رہے حسرت سے خریدار کی جانب
کیا خوب کرشمہ ہے تیرے دست شفا کا
پھر زندگی لوٹ آئی ہے بیمار کی جانب

کچھ لوگ ہمیں اتنے اچھے لگنے لگ جاتے ہیں نہ جانے کیوں حالانکہ وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح ہوتے ہیں لیکن وہ دل اتھاہ گہرائیوں میں اس طرح اتر جاتے ہیں کہ آنکھیں انہیں دیکھ دیکھ کر خوشی سے چمک اٹھتی ہیں اور دل میں یہ خواہش انگڑائیاں لے کر جاگ پڑتی ہے کہ وہ قریب سے قریب تر ہو جائیں اور نظروں سے اوجھل ہو جائیں تو ان کی فرقت میں میں تڑپنے لگتا ہے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگتا ہے دل اداس اور بے چین ہونے لگتا ہے شاید اسی جذبے کو شاعر لوگ محبت کا نام دیتے ہیں۔

کتنے انمول ہوتے ہیں یہ یادوں کے رشتے بھی
کوئی یاد نہ بھی کرے تو چاہت پھر بھی رہتی ہے

ان ہی دنوں گھر میں میری شادی کے متعلق چہ گوئیاں ہونے لگیں میرے گھر والے تایا کے بیٹے سے میرا نکاح کرنا چاہتے تھے۔

لیکن میرے من کے سنگھاسن پر کسی اور کی

محبتوں کو پھنئیر سانپ دل کے پاتال میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا ماں نے جب میری رضا مندی جاننا چاہی تو میں نے ماں کو صاف انکار کر دیا بلکہ میں نے ماں کو کہہ دیا کہ میں شادی اپنی مرض کے لڑکے سے کروں گی۔

میری منطق سن کر ماں حیران پریشان ہو کر مجھے کوسنے لگی

ہائے مرجانی ایں تم نے یہ کیا کہہ دیا ہے تمہیں علم ہے تم نے ایک انہونی سی بات کہہ دی ہے اگر اس بات کا علم تمہارے اکھڑ مزاج بھائیوں کو ہو گیا تو تمہارے ٹوٹے ٹوٹے کر کے تمہیں زمین میں دفن کر دیں گے پھر پورا گراں ہم پر کھی کھی کر کے ہنسے گا کلموئی تو پیدا ہوتے ہی کیوں نہ مرگئی ہائے میرے ماڑے نصیب کیسا زمانہ آ گیا۔

ماں نہ جانے کیا کیا صلواتیں مجھے سناتی رہی مگر میں کسی اڑیل گھوڑی کی طرح اپنی ضد پر اڑی رہی کئی دنوں تک میری ماں مجھے مناتی اور کوستی رہی مگر میری سوئی تو پسند کی شادی پر ہی اٹک کر رہ گئی تھی پھر بھلا میں کیسے ماں کا حکم مانتی۔

موت کے آ جانے اور محبت کے ہو جانے کا انسان کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ محبت کب کس سے ہو جائے کچھ پتہ نہیں چلتا سچی محبت انسان میں ایک ہی بار ہوتی ہے بس پھر انسان اپنے آپ میں نہیں رہتا بلکہ پھر کسی کٹھ پتلے کی طرح بلا خوف وخطر اپنے محبوب کو پانے کی فکر میں مستغرق رہنے لگتا ہے۔

میری بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی سجاد کے علاوہ مجھے گراں کے سب لڑکے زہر لگتے تھے۔

ڈھل جاتی ہے ہر چیز صدا وقت پر اپنے
بس اک محبت ہے جو بوڑھی نہیں ہوتی

جب میں کسی طرح نہ مانی و میری ماں نے ڈرتے ڈرتے ابا سے بات کی تو وہ بھی بہت پریشان ہوئے اور ماں سے کہنے لگے ائے نیک بخت اس لڑکی نے تو میری پگ کا بھی خیال نہیں کیا نہ جانے یہ کس پر چلی گئی حالانکہ ہماری برادری میں ایسی منہ زور اور اڑیل کوئی لڑکی نہ تھی اور نہ ہو گی مگر یہ ہمارے بڑھاپے کو ضرور خراب کرے گی تم سمجھاؤ اپنی لاڈلی کو ورنہ۔۔۔۔

کئی دنوں تک گھر میں خاموشی رہی میرے بھائیوں کو بھی میری ماں نے غالبا بتا دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بھی لاتعلق ہو گئے۔

تھے حالانکہ میں نے کوئی بھی غلط کام نہیں کیا تھا ان کی عزت و وقار پر بدنامی کا داغ نہیں لگایا بس دل کے ہاتھوں مجبور کر ماں سے صرف اتنا کہا تھا کہ میں اپنی پسند کے لڑکے سے شادی کروں گی مگر میری اس جرت پر میرے خون کے بھائی میرے دشمن بن گئے جس کی وجہ سے گھریلو ماحول میں کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اور وہ میرے ساتھ بات چیت نہیں کرتے تھے۔

بڑی امید تھی کارِ جہاں میں دل کو مگر
اسے تو تیری طلب میں خراب ہونا تھا

کئی دنوں کی خاموشی کے بعد ماں کی ممتا نے جوش مارا اور میری ضد کے سامنے ہو کر پوچھنے لگی کر ماں سڑ ئے وہ کون سا لڑکا ہے جو تجھے گراں میں پسند ہے مجھے بتا دے میں تیرے ابا سے بات کر کے دیکھتی ہوں میں نے سجاد کا کہہ کر سر جھکا دیا چونکہ سجاد بھی ہماری برادری کا تھا اس لیے ماں کو زیادہ تشویش نہ ہوئی لیکن میرے بھائیوں اور ابا نے آسمان سر پر اٹھا لیا بھائیوں کا کہنا تھا اس ننگ خاندان نے ہمیں ذلیل کر کے رکھ دیا ہے کاش یہ کلموئی اور دزبان پیدا ہوتے ہی مرجاتی ہمیں تو یہ دن نہ دیکھنا پڑتے۔

لیکن میں ان کڑوی کسیلی باتوں کے باوجود بھی اپنی ضد پر قائم تھی بلکہ کافی دنوں بعد جب میں سجاد سے ملی تو میں نے اسے کہا کہ بلکہ میرے بھائی کہتے ہیں ہم تیری لاش کے ٹوٹے ٹوٹے کر کے قبرستان میں دفن کر دیں گے۔

میری دل ہلا دینے والی باتیں سن کر سجاد نے کہا بھلا مانس اول تو تیرے بھائی ایسا نہیں کریں گے لیکن خدانخواستہ انہوں نے ایسا کر بھی دیا تو بخدا نور فاطمہ میں تمام عمر شادی نہیں کروں گا اور اپنی باقی ماندہ زندگی کے دن تمہارے قبر پر مجاور بن کر گزار دوں گا اور تمہاری قبر کی صفائی اور ستھرائی میرا مقصد ہوگا۔

شاہوں کی طرح تھا نہ امیروں کی طرح تھا
وہ شخص شہر محبت میں فقیروں کی طرح تھا

سجاد کی حوصلہ افزائی کی باتیں سن کر میں نے بھی اس سے وعدہ کیا تھا نور فاطمہ تمہاری ہے تمہاری ہی رہے گی یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ جسم سے روح جدا ہو جائے میں مر کر بھی تمہاری ہی ہوں اور زندہ بھی تمہاری ہی ہوں۔

یہ کائنات کتنی بے رنگ سی ہوتی ہے اگر اس میں محبت کرنے والوں کا جنون نہ ہوتو یہ زمیں کس قدر بنجر دکھائی دیتی ہے اگر اس پر محبتوں کے قصے نہ برپا ہوتے انسان تو انسان پہاڑ اور دریاؤں کے سینوں میں بھی وفاؤں کی کہانیاں مدفن ہیں۔

کیا چیز ہے محبت ایک لافانی جذبے کا نام ہے جہاں الفت کی راہ میں مر جانا کوئی مشکل کام نہیں ہے ایک ساتھ جینے مرنے کا وعدہ ہر لمحے ہر گھڑی دو پریمیوں کی نظروں کے سامنے محور قصار رہتا ہے کسی بھی شے سے سچی محبت ایک عبادت کا نام ہے۔

عہد و پیمان کے بعد ہم ایک نئے جذبے اور مصمم ارادوں کے ساتھ علیحدہ ہو گئے تھے اور ہمیں کامل یقین تھا کہ ہم ایک دن ضرور مل کر رہیں گے۔

کیوں کہ ہمارے من میں سچائیاں تھیں جس کی وجہ سے ہمارے حوصلے بہت بلند تھے ماؤنٹ ایورسٹ کی مانند تھے۔

تم اپنی آنکھوں میں اک پل مجھے اترنے تو دو
میں ڈوب جاؤں کہ لگ جاؤں پار میرا نصیب

ایک دن میری تائی کسی کام کی غرض سے ہمارے گھر آئی میں اس وقت رسوئی میں کام کر رہی تھی وہ میرے قریب آ کر مجھ سے پوچھنے لگی نور فاطمہ تم نے میرے بیٹے میں کیا عیب دیکھا ہے جو میری بہو رانی بننے سے انکار کر دیا

میں نے تائی سے کہا کہ یہاں پر عیب کسی کے من میں بھی نہیں ہے بس میرے من میں سجاد کی تصویر بسی ہوئی ہے میں شادی کروں گی تو صرف سجاد سے ورنہ تا عمر کسی اور کی ڈولی میں نہیں بیٹھوں گی۔

تائی میری باتیں سن کر خجالتیں اٹھاتی ہوئی چلی گئی پھر گھر جا کر تائی نے فیصلہ سنا دیا کہ میں ایسی منہ پھٹ لڑکی کو بہو بنانے سے رہی آپ لوگ جہاں مرضی اس کی شادی کر دیں۔

تائی کا جواب سن کر ہمارے گھر میں نفرتوں کا طوفان برپا ہو گیا میرے بھائیوں کا غصہ آسمان کو چھونے لگا تھا انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہوگئی اور وہ میرے مرنے کی دعائیں مانگ رہے تھے لیکن میں بچ نکلی۔

کبھی دیکھے ہیں صحراؤں میں جھلستے ہوئے درخت
ایسے ہوتے ہیں وفاؤں کو نبھانے والے

زندگی میں اتنے نا جانے بے اختیار لمحے کیوں آجاتے ہیں جب انسان کے بس میں کچھ نہیں رہتا وہ صرف کٹھ پتلیوں کی طرح ناچنے لگتا ہے کیوں کہ اس کے من کی ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہے۔

میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہوا تھا کیوں کہ اس رات میں مار کھانے کے بعد ساری رات تڑپتی اور سسکتی رہی کروٹ لیتی تو درد کے مارے میری چیخیں نکل جاتی مگر میں نے اچھے دنوں کی آس امید پر یہ ظلم بھی برداشت کر لیا تھا۔

ہماری نیت صاف تھی ہمارے تعلقات پاکیزہ تھے اس لیے سب کچھ میں نے اس ذات قادر مطلق پر چھوڑ دیا تھا لیکن میرے انکار کے بعد میری تائی نے

میرے خلاف منفی پروپیگنڈا شروع کر دیا تھا۔
جس کی وجہ سے گاؤں کے سب لوگ مجھے قابل نفرین سمجھنے لگ گئے تھے اور میرے گھر والوں کا رویہ تو میرے ساتھ پہلے ہی واجبی سا تھا۔
دل کے سکون کی خاطر میں اپنے آپ کو ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رکھتی تھی لیکن گاؤں کے لوگ ایسے تھے میں جب بھی گھر سے باہر نکلتی تو بوڑھی عورتیں جوان لڑکیاں مجھے ورطہ حیرت میں ڈوب کر دیکھتیں جیسے میں کوئی اور مخلوق ہوں۔
پھر آپس میں چہ میگویاں کرنے لگ جاتیں میری طرف دیکھ کر کھی کھی کر کے ہنسنے لگ جاتی طنزیہ باتوں کے نشتر اچھالتیں جن سے مجھے بہت زیادہ کوفت محسوس ہونے لگتی۔
مگر میں ان کی زبانیں بند نہیں کر سکتی تھی دل ہی دل میں بلکتی سسکتی اور کڑھتی رہتی تھی۔ بقول کسی شاعر کے۔

جب سے تو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے
پتھر وآج میرے سر پہ برستے کیوں ہو
میں نے تم کو بھی کبھی اپنا گواہ رکھا ہے
جب سے تو نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
اس کے دل پر بھی کڑی عشق میں گزری ہوگی
جس نے بھی نام محبت کا سزا رکھا ہے
پی جا ایام کی تلخی کو بھی ہنس کر ناصر
اس میں قدرت نے بھی اک سبق چھپا رکھا ہے
جب سے تو نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے
سنگ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے

ایک سال کا عرصہ کڑوی کسیلی باتیں سنتے ہوئے پلک جھپکتے گزر گیا محبت کی جو چنگاری میرے دل میں ایک بار سجاد کے لیے سلگ اٹھی تھی اس کی لو سے میرا دل روز بروز منور ہوتا چلا گیا۔
گاؤں کے لوگوں اور گھر والوں کے ناروا سلوک کی اب مجھے کچھ پرواہ نہ تھی کیوں کہ میں نے تمام لوگوں کی نفرتوں کو سامنا کر کے سجاد کو پالیا تھا۔
اب میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ میری زندگی کی سب سے بڑی جیت تھی میرے گھر والوں نے بہت ہی سادگی سے میری شادی سجاد سے کر دی ہم دونوں کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا ہمارے انگ انگ سے مسرتیں پھوٹ رہی تھیں۔
لیکن اس کے برعکس میرے گھر والوں کا رویہ پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گیا تھا شادی کے بعد میرے گھر والوں نے میری بالکل بھی خبر گیری نہ کی بلکہ میں جوان پر ایک بوجھ تھی وہ انہوں نے اتار پھینکا تھا سجاد کی بے پناہ محبتوں نے مجھے بہت حوصلہ دیا تھا اس کے سب گھر والے میرا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے مگر پھر بھی جب مجھے میرے میکے والوں کی کبھی یاد آتی تو میری زندگی اجیرن بن جاتی۔

میں نے فصیل وقت پر رکھا ہے ایک چراغ
ہمت ہے تو بجھا کے دکھائے مجھے ہوا

زندگی کا سفر جاری رہا لمحے دنوں میں اور مہینے سالوں میں تبدیل ہوتے گئے مجھے اللہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی عطا کئے میری یہ بیٹی کلثوم دو سال کی تھی کہ سجاد کو رات کے وقت ایک موذی سانپ نے ڈس لیا سجاد کو گاؤں کے نزدیک ہسپتال میں لے جایا گیا مگر اس زہریلے سانپ نے اپنا کام کر دکھایا سجاد دم توڑ گیا سجاد اس دنیا فانی سے تو رخصت ہو گیا مگر میرے دل کی نگری اجڑ گئی۔
میں بہت روئی بہت تڑپی مگر جانے والے کب لوٹ کر آتے ہیں کافی دنوں تک میں ایک ایسی کیفیت میں مبتلا رہی کہ نہ کچھ کھاتی نہ پیتی تھی بس ہر وقت سجاد کی تصویر آنکھوں میں بسائے اسے خلاؤں میں تلاش کرتی رہتی تھی۔
ان دنوں مجھے زندگی جیسے شے سے نفرت ہو گئی تھی بلکہ میں ہر وقت اپنی موت کی دعائیں مانگا کرتی

تھی لیکن مانگنے سے تو موت بھی نہیں ملتی مجھ جیسا مقدر تو کسی دشمن کا بھی نہ ہو۔

مجھے وہ لاکھ تڑپائے مگر اس شخص کی خاطر
میرے دل کے اندھیروں میں دعائیں رقص کرتی ہیں
اسے کہنا کہ لوٹ آئے سلگتی شام سے پہلے
کسی کی خشک آنکھوں میں صدائیں رقص کرتی ہیں

انسان ازل سے ہی مجبور اور بے کس چلا آرہا ہے اسے حالات سے سمجھوتہ کرنا ہی پڑتا ہے جب میں نے ٹھنڈے دماغ سے سوچا کہ سجاد تو مر گیا ہے اس کی زندگی کے اتنے ہی دن تھے۔

اگر میں بھی مر کھپ گئی اس کے غم کے سینے سے لگا کر تو میرے ان بچوں کا کیا بنے گا ان پھولوں کا کیا قصور ہے جو ہماری محبت کے گلستان میں مہک رہے ہیں۔ ہمت مرداں مدد خدا۔ یہ سوچ کر میں نے سب کچھ فراموش کر دیا ایک بار پھر میں نے زندگی سے پیار کرنا شروع کر دیا وہ دن اور آج کا دن میں رات بھر جاگتی رہتی ہوں اور سجاد اور اپنی مغفرت کے لیے دعائیں کرتی رہتی ہوں تمام رات ستاروں سے باتیں کرتی ہوں میں زندہ ہوں تو صرف اپنے بچوں کے لیے۔ ورنہ میں تو اسی دن مر گئی تھی جس دن میرے سر کے سائیں کا جنازہ اٹھا تھا۔

اتنی دیر میں کھانا آ گیا ہم نے کھانا کھاتے وقت خالہ سے دریافت کیا کہ آپ کو اتنے ویران اور سنسان علاقے میں رہتے ہوئے ڈر نہیں لگتا خالہ جان ہماری منطق سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

پتر ڈرنا کیسا میرے شیر بوبلی اور سوریا پوری رات میرے ساتھ جاگتے ہیں اور ذرا سا شک ہونے پر میرے دائیں بائیں آ کر کھڑے ہو کر کسی وفادار ملازم کی طرح پہرہ دیتے ہیں۔

آج تک کسی مائی کے لال میں اتنی جرات نہیں ہوئی کہ کوئی بد نیتی کے خیال سے میرے ڈیرے کی طرف آئے۔

میں نے بوبلی اور سوریا کو بڑے چاؤ سے پالا ہے اور ان دونوں نے بھی میری پرورش کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔

انسان تو بے وفائی کر سکتا ہے مگر ان دونوں کے متعلق میں سوچ بھی نہیں سکتی اور مجھے امید کہ یہ اسی طرح میرے ساتھ وفادار رہیں گے کیوں کہ کتے ہمیشہ مالک کے وفادار ہوتے ہیں

ویسے بھی ہر بے زبان پیار و محبت کا متلاشی ہوتا ہے آپ تھوڑا سا ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے پھر دیکھیں یہ اپنی جان بھی آپ پر نچھاور کر دیں گے خالہ نور فاطمہ کا عزم اور حوصلہ دیکھ کر ہماری آنکھیں فرط عقیدت سے بھیگ گئیں۔

ہم نے بڑے ادب و احترام سے ان سے اجازت لی وہ بڑی دور تک ہم کو الوداع کہنے کے لیے آئیں خالہ کے بوبلی اور سوما بھی ساتھ تھے۔

جب تک ہم نظر آتے رہے وہ ہمیں ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہتی رہیں۔

پھر جب ہم اپنے گھروں میں پہنچے تو ہماری ماؤں نے ہمیں اتنی جھڑکیاں دیں کہ وہ ایک الگ داستاں ہے۔

مجھے بھی یاد رکھنا جب لکھو تاریخ وفا صاحب
کہ میں نے بھی لٹایا ہے محبت میں سکوں اپنا
دعاؤں کا محتاج۔ دوست محمد خان وٹو۔

غزل

اے کاش تیری دوستی کی مدت طویل ہوتی
بے شک یہ زندگی ہی قلیل ہوتی
اگر تو نے دوستی ہی نبھائی ہوتی
تو آج یہ تنہائی میری ساتھی نہ ہوتی
تیری دوستی ہی میری زندگی کا حاصل ہے
سوہنی۔ اگر تیرے دوست نے کسی اور کی آس
لگائی نہ ہوتی۔۔۔۔۔

ابھرتی ہوئی شاعرہ ثوبیہ حسین شہر گھوٹہ

شعر

اک وفا اپنانے کی خاطر
زخمی ہوتی ہے وفائیں کتنی
کتنا معصوم سا لگتا ہے لفظ محبت
اوراس الفاظ میں ملتی ہے سزائیں کتنی

غزل

میں نے خدا سے تیرے لیے دعا مانگی ہے
اپنے پیار کے بدلے تجھ سے محبت مانگی ہے
یہ روگ لگا ہے ہمیں اس کی دوا نہیں
تیری راہوں میں صدا پھول کھلیں یہ دعا مانگی ہے
تیرا یہ مسکرانا بھاتا بہت ہے مجھے
تو اسی طرح مسکرائے یہ دعا مانگی ہے
میری روح میں ہے خوشبو تیرے پیار کی
مرنے سے پہلے دیدار ہو تیرا یہ دعا مانگی ہے

غزل

بہت اداس موسم ہیں کبھی ملنے چلے آؤ
دکھوں میں ہم تو گم سم ہیں کبھی تو ملنے چلے آؤ
تمہارے پاس تو ہوں گی زمانے بھر کی خوشیاں ہمارے پاس تو
غم ہیں اس لیے کبھی تم ملنے چلے آؤ
لگے ہیں زخم کتنے بے پناہ دل پہ محبت میں
تمہارے لفظ تو مرہم ہیں کبھی ملنے چلے آؤ
پتھر ہی نہ ہو جائیں نگاہیں دیکھتے راستہ
کہ خوشیاں بھی تو بے رحم ہیں کبھی ملنے چلے آؤ

غزل

میں نے کب درد کے زخموں سے شکایت کی ہے
ہاں میرا جرم ہے کہ میں نے محبت کی ہے
چلتی پھرتی لاشوں کو گلہ ہے مجھ سے
بے وفا تیرے شہر میں رہ کر میں نے جینے کی حسرت کی ہے
آج پہچان نہیں جانا چہرے اس کا
جس نے اک عمر میرے دل پہ حکومت کی ہے
آج پھر دیکھا ہے محفل میں پتھر بن کر
میں نے آنکھوں سے نہیں دل سے بغاوت کی ہے
اس کو بھول جانے کی غلطی بھی نہیں کر سکتی
صرف ٹوٹ کر کی ہے تو اس سے محبت کی ہے

شعر

میں نے بھی اس سے پیار کیا تھا
تھوڑا نہیں بے شمار کیا تھا
میری تو دنیا ہی بدل گئی
جب اس نے کہا میں نے تو صرف مذاق کیا تھا

غزل

تیری چاہت میں گزارتی میری ہر شام تھی
میرے دل سے نکلی ہوئی ہر دعا تیرے نام تھی
اب مجھ کو الزام نہ دو بے وفائی کا
میری ہاتھوں کی لکیروں میں وفا عام تھی
قدر پوچھا اس سے جو کرتے ہیں محبت کی پوجا
صرف تیرے ہی شہر میں محبت بدنام تھی

کوئی اس سے جا کے کہہ دے

میری زندگی نہ پوری ہے اس کے بغیر
میری ہر خوشی ادھوری ہے اس کے بغیر
کوئی اس س یجا کے کہہ دے
میرے خوابوں کی تعبیر ہے وہ
میری زندگی کی جاگیر ہے وہ
کوئی اس سے جا کے کہہ دے
اس کی چاہت نے میری دنیا سجادی
اس کے پیار نے مجھے شاعری سکھادی
کوئی اس سے جا کے کہہ دے
میں نے بھی ہوں تمناؤں کے دیپ جلائے
میرے آنگن میں کبھی آئے میرا آنگن مہک جائے
کوئی اس سے جا کے کہہ دے

شہزادہ عالمگیر ایک عظیم انسان تھے

تحریر۔ محمد عرفان ملک راولپنڈی

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں پھر جواب عرض کی پھولوں جیسی محفل میں ایک ادنیٰ سی کاوش لے کر حاضر ہوا ہوں اسے میں نے بہت محنت سے لکھا ہے امید ہے قریبی اشاعت میں جگہ مل جائے گی میں نے اس کا کاوش کا نام شہزادہ عالمگیر ایک عظیم انسان تھے۔ رکھا ہے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بھول جانے کا کیسے میں تجھ کو تصور میں کر لوں
میری ہر سانس سے وابستہ ہیں یادیں تیری

میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ایک یونانی فلاسفر کے متعلق مشہور تھا کہ وہ دن کے وقت چراغ لیے گلیوں میں گھس جاتا تھا لوگوں نے اس کی دیوانگی کا سبب پوچھا تو کہتا کہ انسان کو تلاش کرنا ہے تعجب ہے کہ وہ دنیا میں انسان تلاشتا پھرتا تھا حتیٰ کہ یہ دنیا انسانوں سے بھری پڑی ہے۔
حقیقی معنوں میں اس دنیا میں انسان ملنا بہت مشکل ہے وہ انسان جو لوگوں کے دکھوں کو اپنا دکھ سمجھتا ہو جو ہمیشہ سے دوسروں کے لیے جیتا آیا ہو ایسے لوگ دنیا میں بہت کم ہیں یا بالکل محدوم ہو چکے ہیں۔
ایسے ہی چند لوگوں میں شامل شہزادہ عالمگیر تھے جو وہ کہکشاں تھے جس نے ہمیشہ اپنی روشنی سے لوگوں کو راستہ دکھایا جس نے اپنے وسیع دل میں سینکڑوں لوگوں کے دکھوں کو دل میں جگہ دی۔
دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جس کے لیے سب دلوں میں محبت ہو اور شہزادہ عالمگیر وہی شخص تھے جن سے لاکھوں لوگ پیار کرتے تھے۔
ان کی وفات کے بعد وہ ہمارے دلوں میں ایک بادشاہ کی طرح براجمان ہیں تب بھی لوگ ان کو ہمیشہ ان کے کردار اور ان کی درویشی صفت کی وجہ سے یاد رکھیں گے۔
کیوں کہ آپ وہ شخص نہیں جو پوری زندگی میں صرف ایک بار ہی یاد آئیں آپ کی ذات وہ شے ہے جو ہمیں آپ کی یاد ہر پل دلاتی رہتی ہے وہ ہم سے دور ضرور ہوئے ہیں کیوں کہ اول فانی آخر فانی ہے لیکن وہ ہمارے دلوں میں ایک چراغ کی طرح روشن ہیں انسان اپنے اوصاف اور کردار سے عظیم تر ہوتا ہے اور ہم سے بچھڑ جانے کے بعد اس کا کردار ہی اس کی یاد دلاتا ہے کیوں کہ انسان امر نہیں ہوتے ان کا کردار امر ہو جاتا ہے۔
ان کا شیریں لہجہ باتوں کی مٹھاس ہمیشہ ان کی ذات کے ساتھ ایک اعلیٰ اوصاف کی طرح رہے۔ اگر میرے سے کوئی پوچھے کہ شہزادہ عالمگیر کیا تھے تو میں بس اتنا ہی کہوں گا۔

وہ محبتوں کو پیکر اور ہمدردی اور پیار اے لبریز انسان تھے۔

وہ میرے لیے ایک عظیم انسان بھی تھے جنہوں نے ہمیں زندگی کی شاہرہ پر دوبارہ لا کر کھڑا کیا اگر ہمارے قدم ڈگمگائے تو ہمیں سنبھالا اگر ہم تھک کر ہار مانتے تو وہ ہمیں آگے بڑھنے کی تلقین کرتے میں اس عظیم انسان کی اور کیا تعریف کروں میں ان کی خاموش خدمتوں کا ذکر کروں یا ان کی انسانیت کے لیے خدمت کا یا ان کی ذات کا۔

لفظ تاثیر سے بنتے ہیں تلفظ سے نہیں۔
اہل دل آج بھی آ گے ہیں اہل زبان سے

اول فنا آخر فنا اور جیسے آپ اس بات سے بخوبی آ گاہ تھے کہ ہم میں سے کون ہے جو اس دنیا میں ہمیشہ رہے گا تب ہی آپ موت کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے وہ اکثر کہتے تھے کہ مٹی سے بنے ہوئے لوگ مٹی میں مل جاتے ہیں۔

دنیا فانی ہے اس میں رہنے والے لوگ حتیٰ کہ سب کچھ سوائے ایک ذات کے جو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے خدا پاک کی ذات ہمیشہ رہے گی دنیا میں چند لوگ ایسے ہوتے ہیں جو قائداعظم محمد علی ہمارے بانی کے قول پر عمل پیرا ہوتے ہیں کام کام اور بس کام آپ بھی انہیں لوگوں میں سے تھے جن کا شیوہ ہی کام کام بس کام ہوتا ہے۔

آپ وہ اعظیم انسان تھے آپ نے ان لوگوں کے لیے رسالہ نکالا جو اپنی زندگی سے تنگ تھے جن کو لوگ مجنوں کہتے ہیں اور پتھر مار مار کر لہولہان کر دیتی ہے آپ نے ان لوگوں کے دکھوں کو سمیٹنے کے لیے کام مرتے دم تک کیا۔

شہزادہ عالمگیر ایک درددل رکھنے والے انسان تھے ان کی باتوں میں ایک درد ایک جادو ہوتا تھا جو سامنے یا ان کی باتیں سننے والے کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا تھا مقابل والا شخص یہی آرزو کرتا تھا کہ آپ بولتے جائیں اور آپ کی باتوں کے سحر میں ڈوبا رہوں آپ ایک اعظیم انسان کے ساتھ ساتھ ایک اعظیم بیٹے اور باپ بھی تھے آپ نے اپنے ذاتی صفحے میں ہمیشہ اپنی ماں کا ہی ذکر کیا جو آپ کی اپنی ماں کی محبت کو اجاگر کرتا تھا۔

آپ ایک مکمل انسان تھے بلکہ آپ ایک فرشتہ ہی تھے جن کو انسان کے روپ میں دھرتی پر اتارا گیا تھا آپ کا اخلاص ہمیشہ بلند سے بلندتر ہوتا گیا آپ کے کلام میں نرمی تھی تبھی تو آپ کے الفاظ آپ کے لہجے سے مل کر مکمل ہو جاتے تھے اور آپ کا لہجہ زیادہ اثر کرتا تھا۔

آپ نے زندگی ہمیشہ حسن واخلاق سے بسر کی کیوں کہ آپ یہ مانتے تھے کہ حسن واخلاق سے زندگی راحت وسکون سے بسر ہوتی ہے اس سے زیادہ اور محبت کیا ہوگی۔

آپ کی یاد بھی آئے تو سنور جاتا ہوں

میری زندگی کو سنوارنے میں آپ کا بہت ہاتھ ہے۔ آپ کا ماں سے پیار ہم سب لوگوں کے لیے ایک سبق ہے آپ کی ہی بدولت کئی مائیں اپنے بیٹوں سے مل پائیں۔

اب لوگوں کے اصل چہرے نظر آرہے ہیں وہ لوگ جو ہمیں اپنا کہتے تھے تو دل میں ایک کسک سی اٹھتی ہے اب اس دنیا میں شہزادہ عالمگیر جیسے لوگ شاید ہی دوبارہ پیدا ہوسکیں اب جبکہ ہمیں ان کی بہت ضرورت تھی۔

شب فرقت جدائی کے نجانے اور کتنے لمحے ہیں
میں روز حشر تک درد جدائی سہہ نہیں سکتا

آپ عام لوگوں سے بہت ہٹ کے تھے کہ جیسے خدا پاک نے آپ کو دکھی انسانوں کی مدد کے لیے ہی بنایا ہو۔

میرے دل میں ان سے ملنے کی جو امید تھی اس کا دیا بجھ سا گیا ہے لیکن ان کی یاد آج بھی میرے دل

میں پہلے کی طرح روشن ہے۔

آپ کے جانے کے بعد آپ کے سپوت جس طرح شہزادہ التمش نے اس دکھی نگری جواب عرض کو چلایا ہے وہ بہت زیادہ تعریف کے مستحق ہیں۔

اے عرفان احتیاط لوگوں سے
لوگ منکر نکیر ہوتے ہیں

میری خدا پاک سے دعا ہے کہ شہزادہ عالمگیر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور ان کے درجات کو بلند کرے آمین۔

قارئین بھی ان کے لیے دعا کریں آخر میں ایک غزل تمام قارئین رائیٹر اور جواب عرض کی پوری ٹیم کے لیے جو شب وروز محنت کر رہی ہے اور شہزادہ عالمگیر کی عظمت کو سلام۔

کبھی ترق تعلق محبت مر نہیں سکتی
خرابے اس وحشت سے سدا آباد رہتے ہیں
جنوں کی انتہا کب ہے کبھی سورج بھی ڈوبا ہے
سمندر کا بھی کہیں پر انت ہوتا ہے
کبھی تارے مدار وقت سے آگے نکلتے ہیں
پتنگے آگ میں جلنے سے ڈرتے ہیں
ازل سے ابد تک یہ ایک تسلسل ہے
زمیں و اور زمانے سے کہیں آگے
تمہارے اور میرے جسموں و جان کی داستانوں سے کہیں آگے

قارئین میں نے کیا لکھا کیسا لکھا اپنی رائے سے ضرور آگاہ کرنا۔

عادت اس کی تھی مجھ کو جلانے والی
بات کی ہنسی کی مگر دل کو دکھانے والی
آج کل مجھے کچھ بدلا ہوا لگتا ہے
ہوگی اس کی نگاہیں زمانے والی
پھر ہم نے احساس کا دامن نہیں چھوڑا اب تک
ورنہ اس کی عادت ہے رلانے والی

میں نے سمجھا تھا کہ گزر جائے گا موسم لیکن
رت برسات کی نکلی تر سانے والی
تمہارے واسطے اب کوئی نہیں پریشان
خود سے باتیں نہ کرو دل کو بھلانے والی
۔۔ذیشان حیدر سیل کوٹ درعیہ رحیم یار خاں

غزل

جانے کیوں آج پھر دل اداس ہے
جانے کیوں آج اس کا انتظار ہے
جانے کیوں آج پھر اس سے پیار ہے
جو اپنا ہو کے بھی انجان ہے
جانے کیوں اس کی یاد آج پھر آئی
اس کے وعدے اور دی ہوئی قسمیں
جانے کیوں آج ایک عرصے بعد
اس بے وفا کی یاد آئی
جانے کیوں آج دل پر ہے اداسی چھائی
کاش انہیں ہمارے پیار پہ یقین ہوتا
نہ وہ بے وفائی کرتے نہ ہم بدنام ہوتے
۔۔ذیشان حیدر سیل کوٹ درعیہ رحیم یار خاں

غزل

میری نیند مجھ سے بچھڑ گئی
میرے سپنے مجھ سے جدا ہوئے
یہ بڑا ہی غم کا موقع ہے
ذرا لوٹ آ میں اداس ہوں
کوئی پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے
ابھی تلک میری ذات ہے
میرے دل میں اک زخم ہے
ذرا لوٹ آ میں اداس ہوں
تیرے دم سے زندہ ہوں آج بھی
تو ہی جینے کی اک امید ہے
تیرے بعد جینا محال ہے
۔ذیشان حیدر سیل کوٹ درعیہ رحیم یار خاں۔

سوہنی کچے گھڑے دی

۔۔تحریر۔محمد اشرف زخمی دل، ننکانہ 0301,4761974

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین ایک ایسی کہانی آپ کی خدمت میں لایا ہوں جو سن کر آپ خود فیصلہ کرنا کہ ہمارے معاشرے میں ایسا کیوں ہورہا ہے کیا سوہنی ساری زندگی خوش رہ پائے گی کبھی نہیں یا اسے اس کے سسرال والے خوش رکھ سکیں گے نہیں سوہنی نے ایک درندے سے اپنی عزت بچا کر بہت اچھا کیا وہ کسی کا بھی نہیں بنا تو اس کا کیا بنتا مبشر سے پیار کرنا سوہنی نے اس کی باتوں پر اعتماد کر کے ایک بھول کر لی تھی جس کی سزا وہ ابھی تک پا رہی ہے۔میں نے اس کہانی کا نام۔سوہنی کچے گھڑے دی۔رکھا ہے امید سب کو پسند آئے گی
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کردار سوہنی۔مبشر۔اینڈ اماں حاجرہ۔اشرف زخمی دل۔

میرا نام اشرف زخمی دل ہے میں بچپن سے ہی جواب عرض پڑھ رہا ہوں کافی سٹوریاں شائع ہو چکی ہیں کوشش کرتا ہوں کوئی نہ کوئی سٹوری لکھتا رہو۔

جو کہانی آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس کا ایک ایک لفظ سچا ہے۔

قارئین آج میرے دوست انتظار حسین ساقی نے کال کی۔

اس نے بتایا کہ میرے گاؤں کے سسرال میں ایک عورت بیوہ ہے اسکی مالی امداد محکمہ یا کسی این جی او سے کرانی ہے میں نے ہاں کر دی اور کہا اسکو آفس بھیج دینا۔

ساقی صاحب نے کہا اسکی ہر حال مدد کرنی ہے میں نے ہاں کر دی۔

دوسری صبح میں کام پر جانے کی تیاری میں تھا یکدم آسمان پر بادل ہی بادل نظر آنے لگے موسم اتنا خوبصورت ہو گیا جیسے جنت ہو۔

موسم بھی انسان کی طرح بدلتا رہتا ہے ہلکی ہلکی سی بارش اور پیارا موسم تھا۔

میں جلدی سے تیار ہو کر ناشتہ کیا پینٹ شرٹ پہنی بیک سٹارٹ کی امی کو خدا حافظ کرتا ہوا آفس آ گیا۔

آفس گھر سے ۳۰ کلو میٹر کیا فاصلہ پر تھا میں نو بجے آفس آ گیا سب دوستوں کو اسلام کیا اور اپنے کمرے میں کام کی غرض سے بیٹھ گیا۔

کام تو جلدی ختم ہو گیا دوسرے دوست جو ملازم تھے وہ بھی میرے پاس آ گئے آپ۔

زخمی دل اشرف صاحب ہو ہم کو پیاری سی غزل تو سناؤ۔

میں نے کافی انکار کیا آخر سنانی ہی پڑی۔

میں نے غزل جو کہ اس طرح ہے میرا موڈ بالکل نہیں

کرر ہا تھا لیکن دوستوں نے ضد کر دی آج ہم نے
لازمی سننی ہے آپ سے۔

ایک شخص مجھے بہت چاہتا ہے
وہ سوتے میرا نام لیتا ہے
اسکے لبوں پہ نام میرا رہتا ہے
تم بن مر جاؤں گا اکثر کہتا ہے
آزمایا تو نہیں مگر جان دیتا ہے۔
دیوانہ کر دیتی ہے اسکی مسکان اکثر
ہو جاتا ہوں میں پریشان اکثر
سجا بیٹھا وہ دل میں پیار کے سپنے
خوش ہوتا ہے خود یہ کہ کر دلدار کے سپنے
ٹوٹ جاتا ہے سن کر انکا کے سپنے
ایک شخص مجھے بہت چاہتا تھا
روتا نہیں دل پہ پتھر ڈال لیتا ہے
غموں سے خود کو نکال لیتا ہے
خود کو سادگی میں ڈھال لیتا ہے
اک شخص مجھے بہت چاہتا تھا
میری سوچوں سے بڑھ کر حسین بھی ہے
علم وادب میں ذہین بھی ہے
اس کی چاہت پہ یقین بھی ہے
ایک شخص مجھے بہت چاہتا ہے
دنیا میں حسن کی انتہا نہیں ہے
لیکن سبھی کے دل میں وفا نہیں ہے
کون سا جرم ہے جس کی سزا نہیں ہے
جرم عشق میں کوئی گناہ نہیں ہے
اک شخص مجھے بہت چاہتا ہے
تم بتاؤ میں کیا کروں زخمی
اس شخص کا کیا کروں زخمی
اقرار کیسے ادا کروں زخمی
اس سے وفا کیسے کروں زخمی
ایک شخص مجھے بہت چاہتا ہے
ایک شخص مجھے بہت چاہتا ہے

جب غزل ختم ہوئی تو سب نے خوب تعریف کی اتنے میں باہر سے لڑکا آیا زخمی صاحب آپ کے مہمان آئے ہیں میں جلدی سے باہر گیا اور ان کو لے کر کمرے میں آ گیا۔

ایک عورت تھی جس کی عمر ۶۰ سال کی تھی اور اسکے ساتھ ایک لڑکی تھی جس نے نقاب کیا ہوا تھا اسلام دعا کے بعد اس نے اپنا نام حاجرہ بتایا میں بیوہ ہوں میرا کوئی کمانے والا نہیں ہے صرف یہ بیٹی ہے اس کا نام سوہنی ہے میں نے بل دی آفس بوائے کو بلایا اور کہا بوتلیں لے کر آؤ وہ بوتلیں لیکر آیا میں نے ایک بوتل آنٹی کو دی دوسری بوتل خود لی اور تیسری بوتل سوہنی کو دی وہ بوتل نہیں پی رہی تھی جب میں نے بوتل اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دی تو۔

ہم بھی بادلوں کو چھوتے تھے کل
آج ویران سڑکوں کی خاک ہیں ہم

اماں ماجرہ بولی بیٹا اسکے دونوں ہاتھ نہیں ہیں کٹ گے تھے جیسے ہی میں نے سنا میرا دل کرچی کرچی ہو گیا آنکھوں میں بے پناہ آنسو ٹپک پڑے میں نے خدا سے کہا۔

واہ مالک آپ کی مرضی کتنی خوبصورت لڑکی ہے اور ہاتھ نہیں اماں ماجرہ سے کارڈ لے لیا اور کہا ایک ماہ تک آپ کا کام ہو جائے گا اپنی جیب سے کچھ پیسے ان کو دیئے وہ انکار کر رہی تھی لیکن میں نے دی لیکن وہ لوگ ۳۰ منٹ تک میرے پاس بیٹھے پھر جانے لگے اماں بولیں بیٹا کام جلدی کروا دینا یہ کہہ کر خدا حافظ کہہ کر وہ چلے گئے۔

جاتے جاتے میرے دل میں کئی سوال چھوڑ گئے اور میں سوچ رہا تھا کہ سوہنی کے دونوں ہاتھ کیسے کٹے میں بہت پریشان تھا کہ ابھی ان کو روک کر پوچھ لوں لیکن مناسب نہیں تھا اور انکو جانے دیا کام کی وجہ سے دس پندرہ دن بیت گئے اور سوچتا رہا اس لڑکی کے ساتھ کیا ہوا ہوگا۔

دل تو کیا چیز ہے ہم تو روحوں میں اترتے ہیں
کسی نے چاہا ہی نہیں چاہنے والوں کی طرح

آج میں نے آفس سے چھٹی کی اور سوچا اماں حاجرہ کے گھر جاؤں سوہنی کے بارے میں پوچھوں میں نے ناشتہ کیا تیار ہوا اور بائیک نکالی اور ان کے گھر کی طرف جانے لگا پچیس منٹ میں میں ان کے گاؤں چلا گیا گاؤں میں کسی بچے سے اماں کے گھر کا پوچھا تو اس نے بتایا اور میں نے کے دروازے پر چلا گیا جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی امی گھر میں نہیں ہے دوبارہ آ جانا میں نے بتایا باجی میں اشرف نکانہ صاحب سے ہوں آپ اور اماں میرے پاس آئے تھے اس نے جلدی سے دروازہ کھولا اور کہا بھائی جان اندر آ جائیے۔

میں جا کر چارپائی پر بیٹھ گیا سوہنی نے کہا آپ کے لیے بوتل یا چائے لے کر آؤں میں نے کہا باجی اماں کدھر ہے اس نے بتایا وہ باہر کھیتوں میں چارہ لینے گئیں ہیں۔

دو منٹ کی خاموشی کے بعد میں نے پوچھا باجی آپ کے ہاتھ کیسے کٹے تھے بتاؤ۔ تو اس نے بات ٹالنے کی بڑی کوشش کی لیکن میں اپنی ضد پہ قائم تھا میں نے کہا آپ بھائی سمجھتی ہیں تو ضرور بتائیں میں نے کہا نہیں بتانا تو میں جاتا ہوں ماں کو سلام کہہ دینا اس نے کہا اگر آپ نے میرے زخم جگانے ہیں تو میں آپ کو اپنی کہانی سناتی ہوں۔

اس کی آنکھوں سے بے انتہا انسو ٹپک کے اس کے گالوں پر موتیوں کی طرح گر رہے تھے میں نے بھی چپ نہ کروایا اور وہ بولی بھائی جان سن لو میری بد نصیب کی کہانی بچپن نے والد صاحب فوت ہو گئے بھائی نہ ہونے کی وجہ سے سارا کام اماں کرتی تھی میری عمر دس سال تھی میں بھی اماں کے ساتھ کام پر چلی جاتی ہماری دو بھینسیں تھیں ان کا چارہ کاٹنے کے لیے میں بھی چلی جاتی تھی اسی طرح وقت گزرتا گیا ہم ماں بیٹی گھر کا کام کرتی رہی اور اب میری عمر بیس سال کی ہے اماں نے بہت کوشش کی اچھا سا لڑکا مل جائے تو اس کے ہاتھ پیلے کر دیئے جائیں پر غریب سے کون رشتہ داری کرتا ہے۔

ایک سال کی بات ہے اماں باہر کھیت میں تھی موبائل سے فون آیا میں نے جب فون او کے کیا تو لڑکا بولا آپ کا نام سوہنی ہے میں نے رونگ نمبر سمجھ کر فون کاٹ دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی دوسرے دن پھر کال آئی آخر میں نے کال پک کی اس نے کہا آج جو بھی ہیں میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا اگر انکار کیا تو میں مر جاؤں گا پلیز انکار نہ کرنا اور بعد میں فون کروں گا اور اپنا تعارف کرواؤں گا۔۔

میں نے فون بند کر کے اپنے کام میں مصروف ہو گئی خاص دھیان نہ دیا گھر میں ہم ماں بٹی بہت خوبصورت زندگی بسر کر رہی تھی کسی قسم کی کوئی فکر نہ تھی ویسے بھی آج کے دور میں سچی محبت کون کرتا ہے رات میں نے گزاری صبح میں نے سوچا کوئی ہوگا ایسے ہی سوچ رہی تھی تو اس کا فون آ گیا کافی دیر بعد کال سنی تو آواز آئی اسلام علیکم کیا حال ہے۔

میرا نام مبشر ہے میں آپ کے ہی ضلع کا رہنے والا ہوں بڑی مشکل سے آپ کا نمبر لیا ہے میں نے آپ کو سکول میں دیکھا تو دیکھتا ہے رہ گیا ہوں اب آپ کے بغیر دل نہیں لگتا آپ سے سچا پیار کرتا ہوں انکار مت کرنا ورنہ مر جاؤں گا سوہنی جی۔

زندگی میں کیا کھویا کیا پایا کچھ یاد نہیں
صرف تمہاری یاد آتی ہے کچھ یاد نہیں
ہر وقت تیری صورت رہتی ہے آنکھوں میں
تیری صورت کے سوا کچھ یاد نہیں
تجھے دل میں بسایا ہے دھڑکن کی طرح گل
یہ ایک دھڑکن ہے اور کچھ یاد نہیں
تیری محبت میں دنیا ہے بھول گیا ہوں میں
تیری محبت ہے پاس اور کچھ یاد نہیں

وہ پیاری پیاری باتیں کرتا رہا میں بے جان ہو کر سنتی رہی آخر میں نے موبائل بند کر دیا بری مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا تھا۔

میں سوچ رہی تھی کیا جواب دوں ہاں کروں یا نہ کروں دوسرے دن دو پہر چار بجے پھر کال آ گئی میں نے نا چاہتے ہوئے بھی کال سن لی اسلام علیکم اس کے بعد نام پوچھا میرے منہ سے نکلا سوہنی اس کے بعد کافی باتیں ہوئیں اس نے اظہار محبت کر دیا میں نے نہیں کیا تھا۔

بس پھر روز کی کال آتی کافی دن گزر گئے باتیں ہوتی رہیں آخر کار مجھے بھی ہاں کرنا پڑی اس نے مجھے ملنے کا کہا میں کہا ہمارے گھر کے قریب ایک باغ ہے اس میں آ جانا میں بھی آ جاؤں گی وہ بہت خوش ہوا صبح صبح میں تیار ہو کر چارہ کاٹنے کے بہانے چلی گئی دس منٹ بعد اس کی کال آئی اس نے پوچھا کدھر ہو میں نے کہا باغ میں اس نے کہا میں آ رہا ہوں۔

کچھ ہی دیر میں اس کی بائیک رکی اسلام علیکم کے بعد ہم درخت کے نیچے بیٹھ گئے کافی پیار بھری باتیں ہوتی رہی۔ شعر

کیا تمہیں پتہ ہے اے گلستاں میرے دلبر آنے والے ہیں

کلیاں بچھانا راہوں میں ہم آنکھیں بچھانے والے ہیں

میں نے کہا مبشر آج کل کے دور میں سچا پیار کہا ہوتا ہے سب بکواس ہوتی ہے وہ کہنے لگا تم اعتبار کر کے تو دیکھو تیس منٹ کی یہ ملاقات میں تھی میں نے ہاں کر دی وعدے ہوئے قسمیں کھائیں کہ ہم کبھی بھی جدا نہ ہونگے چاہے جو مرضی ہو جائے آخر کار وہ جانے لگا اور جاتے جاتے ایک گفٹ مجھے دے گیا کہتا یہ گھر جا کر کھولنا میں نے بھی خدا حافظ کہہ دیا اور گھر آ گئی۔

اب تو مجھے ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں نظر آنے لگی دنیا حسین لگنے لگی دن رات کال پر باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہم دونوں ہی اس پیار سے بہت خوش تھے ہمارا پیار سچا تھا اور پاکیزہ تھا دو ماہ بعد ملنے کو دل چاہا میں نے مبشر کو کال کے کہا کہ کل باغ میں آ جانا آج اس نے آ جا تھا میں تیار ہو کر چلی گئی ہاں قارئین یاد آیا مبشر بھی ہمارے ضلع کا تھا اس کا گھر تیس کلو میٹر تھا آج ہماری دوسری ملاقات تھی تھوڑی دیر بعد وہ آ گیا اس نے آتے ہی میری کس کر ڈالی مجھے اچھا نہ لگا اس کی یہ حرکت مجھے بری لگی۔

تم کو معلوم بھی شاید یہ ہو کہ نہ ہو

میری راتیں تیری یادوں سے بجی رہتی ہیں

میری سانسیں تیری خوشبو سے بسی رہتی ہیں

میری آنکھوں میں تیرا پیار سجا رہتا ہے

ہاں میرے دل میں تیرا عکس بسا رہتا ہے

اس طرح میرے دل کے بہت پاس ہو تم گل

تم کو معلوم ہو شاید کہ نہ ہو

اس کی یہ عادت مجھے اچھی نہ لگی میں بہانہ بنا کر جانے لگی اس نے سوری بول کر مجھے منا لیا اور میں مان گئی میں نے دل میں سوچا پیار میں کس وغیرہ تو ہو ہی جاتی ہے وہ چلا گیا اور دوسرے دن پھر کال آئی کافی پیار کی باتیں ہوتی رہیں اسی طرح پیار میں ایک ماہ کا عرصہ گزر لیا۔

ایک دن اس کی کال آئی آپ کے لیے سرپرائز ہے تم شہر تک میرے ساتھ چلو گی انکار مت کرنا جلدی واپس آ جائیں گے پلیز انکار مت کرنا ورنہ میں مر جاؤں گا۔

کافی سوچنے کے بعد میں نے ہاں کر دی میں نے کہا تیس منٹ کے لیے جاؤں گی کل آ جانا اور مجھے گھر میں واپسی چھوڑ جانا میں صبح تیار ہوئی اور کھیتوں کا بہانہ بنا کر چلی گئی اماں کو کہا میں آ جاؤں گی جلدی پھر میں نے اس کو کال کی دس بجے آ جانا آپ کی یہ خواہش پوری کر دوں گی۔ شعر۔

اپنی دوستی کا سورج کبھی غروب نہ ہونے گل نکلے
خدا سے بس یہی دعا کرنا

دس بجے وہ آ گیا میں نے جلدی سے نقاب کیا اور اس کے پیچھے بیٹھ کر چلی گئی اور دس منٹ بعد ہم شہر چلے گئے قریبی ایک ریسٹورنٹ میں جا کر ہم نے جوس وغیرہ پیا مبشر مجھے بہت پیار کرتا تھا اور دل سے چاہتا تھا ہم واپس جانے لگے ایک گلی میں ہوتے ہوئے پھر دوسری اور پھر تیسری میں جا کر اس نے بائیک کھڑی کی اور ایک خوبصورت کوٹھی میں لے گیا اس کو اپنا گھر ہی سمجھو اور ایک کمرے میں لے گیا اور ہم بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

سوہنی آپ بہت خوبصورت ہو میں بہت جلد آپ سے شادی کر لوں گا آہستہ آہستہ وہ میرے قریب ہوتا گیا اور پھر اس نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی اس نے کہا جان محبت کے سمندر میں اترنے دو آؤ ہم دونوں ایک ہو جائیں۔

میں نے پوری طرح اس کو اپنے سے پرے کیا اور اپنی عزت بچانے میں کامیاب ہو گئی وہ مجھ سے نہیں میرے جسم سے پیار کرتا تھا میری قسمت تھی کہ میں بچ نکلی بھاگ کر گلی میں آ گئی وہاں لوگوں کو رش تھا مبشر میرے پیچھے نہ آیا میں نے اکیلی ہے رستہ پکڑا اور چلی آئی۔ اس بات کا کسی کو پتہ نہ چلا اور مجھے اس بے وفا کی یاد ستانے لگی۔

میں نے تو سچا پیار کیا تھا تین دن بعد اس بے وفا کی کال آئی میں سوچنے لگی کہ معافی مانگے گا پر اس نے تو حد ہی کر دی اس نے کہا شکر کرو تمہاری عزت بچ گئی ورنہ عزت جا بھی سکتی تھی تم پہلی لڑکی ہو جو میرے شکار سے بچ نکلی ورنہ میں جس سے بھی پیار کرتا ہوں اس کے ساتھ یہی کرتا ہوں آج کے بعد مجھ سے رابطہ نہ کرنا آئندہ یہ سم بند ہو گی پھر اس نے کال کاٹ دی۔

دعائے بد نہیں دیتی فقط اتنا ہی کہتی ہوں
کہ تیرا دل لگے جس سے وہ تجھ سے بے وفا

اشرف اس کے بعد میں نے اس کو بھلانے کی بہت کوشش کی اداسیاں میرا مقدر بن گئی یا شاید ابھی اور بھی دکھ باقی تھے۔

ایک دن اماں چارہ لے کر آئی اماں کی طبیعت خراب تھی میں نے سوچا کہ میں چارہ ٹوکے سے کاٹ لوں گی ٹوکے کا بٹن دبایا اور چارہ کاٹنے لگی تو اس کی یاد آ گئی آنکھوں میں ساون کی جھڑی لگ گئی میں خوب روئی مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میرا ایک ہاتھ ٹوکے میں آ گیا ہے اتنے میں نے اماں کو اونچی آواز دی میرے دونوں ہاتھ کٹ چکے تھے خدا کا کرنا یہ کہ لائٹ چلی گئی اور مشین رک گئی میری آواز سن کر اماں جاگ گئی بس میرے نصیب میں دکھ ہی دکھ تھے چار دن ہسپتال میں رہی پھر واپس آ گئی اب تو جینے کو بھی دل نہیں کرتا بس دعا کرتی ہوں خدا جلدی موت دے دے۔

سوہنی کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کی گالوں کو تر و تازہ کر رہے تھے تقریباً چار بج چکے تھے اتنے میں اماں حاجرہ بھی آ گئی مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی سوہنی اور اماں حاجرہ نے خوب باتیں کیں اور کہا آپ کا اپنا گھر ہے بیٹا آتے جاتے رہنا۔

میں شام تک وہی رہا سوہنی کی سٹوری سن کر دل بہت دل بہت اداس ہوا میں اپنے آنسو بہر مشکل سے روک پایا تھا شام کو اجازت لے کر واپس آنے لگا تو سوہنی کی آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات تھی شاید اس کو بے وفا مبشر یاد آ رہا تھا میں نے سوہنی کو کہا کہ آپ بہت ہمت والی ہو میں نے اس کو حوصلہ دیا ماں جی مجھے خدا حافظ کہتی ہوئی دروازے تک آئی بہت رویا میں اپنے دل کا بوجھ بھی ہلکا ہو گیا۔

جو خیال تھے نہ قیاس تھے
وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے
وہ جو محبتوں کے اساس تھے
وہی لو ہم سے بچھڑ گئے

جن کو دل مانتا ہی نہیں
وہی لوگ ہوں گے ہم سفر
مجھے ہر طرح سے جو راس تھے
وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے
جنہیں کر سکا نہ دل قبول
وہی لوگ شریک راہ سفر بنے
میری دھڑکنوں کے جو پاس تھے
وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے
میری چاہ تھے میرے خواب تھے
میری رتجگوں کا عذاب تھے
وہ جو شب روز میرے پاس تھے
وہی لوگ ہم سے بچھڑ گئے

میں ساری رات سو نہ سکا میں تمام قارئین سے سوال کرتا ہوں کہ ہم کسی کو خوشیاں نہیں دے سکتے تو دکھ اور غم بھی کیوں دیتے ہیں کسی کے آنسو نہیں پونچھ سکتے تو اس کی آنکھوں کو آنسوؤں کا سمندر کیوں بنا دیتے ہیں کسی کا دل جوڑ نہیں سکتے تو اس کا دل توڑتے کیوں ہیں محبت تو ایک پاکیزہ چیز ہے اس کو بدنام کیوں کرتے ہیں ہم کو یاد رکھنا چاہئے ہماری بے وفائی کسی کی موت بھی بن سکتی ہے۔

میری تمام لوگوں سے ریکویسٹ ہے کہ کسی سے پیار کرو تو سچا کرو سوہنی مہوال کی طرح ہیر رانجھے کی طرح خدا کے لیے کسی کا دل نہ توڑو کیوں کہ دل میں تو خدا رہتا ہے۔

تمام قارئین سے گزارش ہے کہ سوہنی کے لیے دعا کریں اور اپنے قیمتی رائے سے نوازیں کسی سے جھوٹا پیار نہ کرو آخر میں تمام قارئین کو میری طرف سے سلام خاص کر نوشہرہ سے مبین گل پری آپ بہت پیاری ہیں آپ کو محبت بھرا سلام زندگی رہی تو پھر کوئی سٹوری لے کر حاضر ہونگا تب تک کے لیے اجازت دیں خدا حافظ۔

محمد اشرف زخمی دل سوشل ویلفئیر آفس ننکانہ

صاحب آخر میں سب کو سلام۔

گیت

اکثر یہ ہوتا ہے پیار میں ... دھوکہ ہوتا ہے اعتبار میں ... عاشقی میں ہم ملیں اگر کہیں ... تو رکھنا جی دل کو اختیار میں ... محفل میں جب لوگ آتے ہیں ... چہرہ وہ اصلی چھپاتے ہیں ... پردے میں سب باتیں ہوتی ہیں ... نظروں سے نظریں چراتے ہیں ... دیکھنے والے دیکھ لیتے ہیں ... کتنی خودی ہے میرے یار میں ... اکثر یہ ہوتا ... ملنے ملانے کی راتیں ہیں ... ہونٹوں پہ کتنی ہی باتیں ہیں ... خود سے کہاں لوگ ملتے ہیں ... غیروں سے ان کی ملاقتیں ہیں ... دیوانگی اپنی عادت ہے پوچھو نہ ہم ... سے بیدار ہیں اکثر یہ ہوتا ہے

☆ .... انیلہ غزل

غزل

کبھی خود پہ کبھی حالات پہ رونا آیا
بات نکلی تو ہر بات پہ رونا آیا
ہم تو سمجھے تھے کہ ہم بھول گئے ہیں ان کو
کیا ہو آج یہ کس بات پہ رونا آیا
کس لئے جیتے ہیں ہم کس کے لئے جیتے ہیں
بارہا ایسے سوالات پہ رونا آیا
کون کہتا ہے کسی کی خاطر اے دوست
سب کو اپنی ہی کسی بات پہ رونا آیا

☆ .... انیلا شہزادی - لاہور

ہر ذرہ امید سے خوشبو نکل آئے
تنہائی کے صحرا میں اگر تو نکل آئے
کیسا لگے اس بار اگر موسم گل میں
تتلی کا بدن اوڑھ کے جگنو نکل آئے
پھر دن تری یادوں کی منڈیروں پہ گزارا
پھر شام ہوئی آنکھ سے آنسو نکل آئے
پھر دل نے کیا ترک تعلق کا ارادہ
پھر تجھ سے ملاقات کے پہلو نکل آئے

نوشی گیلانی .... کاشی جی آرٹس۔

تمہیں پشیمانی ہو گی جانا

۔۔تحریر۔ثناء اجالا۔بھلوال

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین ایک ایسی کہانی جو شاید آپ کے لیے ایک سبق اموز ہو گی سحر نے اپنی جان دے دی مگر اپنی محبت اپنے پیار اپنے سفیان پر کوئی حرف نہ آنے دیا اس نے کیا کیا سزائیں برداشت کی پھر بھی اس کے چہرے پر سفیان کے لیے شکن نہ آئی اس نے اپنی جان دے دی مگر اپنی محبت کو امر کر گئی سفیان آج بھی اس کی قبر پر جا کر روتا رہتا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا نام تمہیں پشیمانی ہو گی جانا رکھا ہے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہو گا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کردار سفیان۔سحر۔سونیا۔

سفیان نے وضو کیا اور کندھے پر چادر درست کی اور سر پر نمازی ٹوپی پہنے ہوئے وہ کہیں جانے کو تیار کھڑا تھا۔

سونیا اس کی بیوی مودب انداز میں چار پائی پر بیٹھی اپنے خاوند سفیان کی تیاری دیکھ رہی تھی جو صرف آج کی نہیں بلکہ پچھلے چار سالوں سے ایسی ہی تیاری تھی جس میں کوئی کمی پیشی نہ تھی۔

اور سفیان کی باقاعدگی دیکھ کر لگتا تھا کہ نہ کبھی اس کے معمول کو کوئی بدل سکتا ہے اور نہ ہی سفیان صاحب بدلیں گے۔

اس کی بیوی سونیا کو اتنا یقین تھا یہ معمول دیکھ کر اس کے دل میں اپنے خاوند کے لیے قدر و منزلت نہ صرف بڑھتی تھی بلکہ اس کے لب ہمیشہ دعا گو رہتے تھے سونیا دروازہ اچھی طرح بند کر لینا میں جلد واپس آ جاؤں گا۔

انہوں نے سونیا کی طرف دیکھے بغیر کہا اور دروازہ بند کر کے باہر نکل گئے رات کے اس اندھیرے میں کسے نہیں معلوم کہاں جا رہے تھے کیوں کہ وہ اکثر راستہ بدل کر جاتے تھے۔

سفیان کو اگر کوئی اس حالت میں دیکھتا تو لوگ اکثر تاسف کرتے کوئی بہت خوش ہوتے تو کوئی ہو نہ ہو کہہ کر چل دیتے اتنی تو باقاعدگی سے اس خالق حقیقی سے راز و نیاز نہ ہوتے جتنے اس خاص ہستی سے اس سرو کار تھا۔

وہ رفتہ رفتہ چلے جا رہے تھے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہے تھے انہیں جاتے ہوئے شب کے اس پہر میں ڈر بھی نہیں لگ رہا تھا راستے میں جاتے ہوئے کتے بھونک رہے تھے انہیں ان سے کوئی خاص محسوس نہ ہوا اپنی سنسان منزل پر جا کر رک گئے۔

اطراف کا جائزہ لیا اور لکڑی کا پرانہ بوسیدہ پھاٹک کھول کر اندر داخل ہو گئے آس پاس بے حساب قبریں تھیں چھوٹی بڑی لمبی ہر قسم کی قبریں

تھیں ابدی جہاں کے سونے والے سوئے ہوئے تھے ۔سفیان سب پر پھونکیں مارتا پڑھتا قبرستان کے وسط میں بنی اس قبر پر جا کر رک گیا جس پر نام پتہ یہ لکھا تھا نام سحر خان عمر بیس سال سفیان آہستگی سے اس کے قریب بیٹھ گیا۔

قبر پر نظریں تھی پڑھتے رہے اور آنکھوں سے آنسو مسلسل بہتے رہے پھر اسی آہستگی سے اٹھے اور قبر کے پاؤں کی طرف ہاتھ رکھ کر معافی مانگی اور شدت سے آنسو بہانے لگے پھر اٹھے الوداع نگاہ قبر پر ڈالی اور جانے کے لیے مڑ گئے ۔

یہ جو میری لحد پہ آ کے روتے ہیں نا
ابھی اٹھ جاؤں تو مجھے جینے نہ دیں

قارئین میرا نام سفیان ہے اپنی آپ بیتی لکھ کر لایا ہوں امید ہے آپ کو ضرور پسند آئے گی اور مجھے اپنی قیمتی رائے سے نوازیں گے ۔

میرا نام سفیان احمد ہے میری اپنی سپیر پارٹس کی دکان ہے کافی عرصہ میں کام سیکھتا رہا پھر اپنی دکان بنا لی میرے ساتھ اس کام میں دو لڑکے اور بھی تھے ہم مل کر کام کرتے تھے مجھے ان پر ان کے کام پر مکمل بھروسہ تھا۔

میں دکان کو زیادہ وقت دیتا یا کم میرے دونوں دوست انہوں نے میری دکان کو ہر لحاظ سے آگے بڑھایا شاید اس وجہ سے لوگ مجھے اور ان دونوں لڑکوں کو سگے بھائی سمجھتے ہیں ساتھ چھوٹے موٹے تین چار ورکر اور بھی تھے خدا کا شکر تھا۔

ہمارے گاؤں میں لوگوں کے گھر چھوٹے مگر خوبصورت تھے گھروں کی چھتیں ملی ہوئی تھیں ہمارے گھر سے تین گلیوں کے فاصلے پر آخر میں ایک بڑا گراؤنڈ تھا جہاں لڑکے منچلے شام کو باقاعدگی سے جاتے اور مختلف کھیل کھیلتے ۔

میں بھی شام کو جاتا چھوٹا تو نہیں تھا لیکن پھر بھی بیٹھ کر بچوں کے بڑوں کے کھیل دیکھتا کبھی کبھار کوئی مجھے بھی گیند بلا کھلا لیتا اور میں بخوشی راضی ہو جاتا کھیلنے کے لیے کیوں کہ میں ذہنی تازگی کے لیے جاتا تھا دوستوں سے ملتا اور شام تک گھر واپس چلا جاتا اسی راستے سے گزرتے مجھے کافی دن ہو گئے تھے تین گلیاں دائیں طرف تین بائیں طرف درمیان میں ایک پتلی گلی نکلتی تھی میں وہاں سے گزرتا۔

ایک دن اسی طرح گزر رہا تھا کہ اس گھر سے نکلتی ایک خوبصورت لڑکی پر میری نظر گڑھ گئیں وہ ایک گھر سے نکلی جو شاید اس کا اپنا تھا اور دو گھر چھوڑ کر تیسرے گھر میں داخل ہو گئی۔

اس کے لمبے بالوں کی چٹیا گوری رنگت گول مٹول خوبصورت نقوش والا چہرہ خوبصورت بدن نہ زیادہ موٹی نہ پتلی لیکن متناسب سراپے تھا میں اس میں کھو کر رہ گیا۔

وہ آئی اور ہوا کے جھونکے کی طرح گزرتی چلی گئی میں نے گھر واپسی کے لیے قدم بڑھا دیئے ۔

اب مجھے اگلے دن کا شدت سے انتظار تھا اگلے دن میں صبح سویرے سے ہی بیدار ہوا نماز پڑھی اور سیر کو نکل گیا ادھے گھنٹے کی سیر کے بعد میں گھر آیا اور ناشتہ کیا اور دکان پر چلا گیا۔

سارا دن دکان پر لگا رہا لیکن کھویا کھویا مجھے بار بار اس لڑکی کا خیال آ رہا تھا متعدد بار کام کرتے کرتے الجھ کر رہ جاتا اس سے پہلے کہ میں مزید اور غلطیاں دہراتا مجھے خود بھی احساس ہوا شبیر کے ذمے کام لگا کر خود گھر چلا آیا گھر پہنچ کر تھوڑا آرام کیا اور چار بجنے کا انتظار کرنے لگا چار بج چکے تھے میں رفتہ رفتہ ٹہلتا ہوا اس گراؤنڈ میں جانے لگا لیکن آج مجھے چہل قدمی کے سے زیادہ اس لڑکی کے دیدار کا اشتیاق تھا۔

میں چلتا جا رہا تھا دل مین دعائیں مانگتا جا رہا

تھا کہ کاش مجھے آج پھر وہ مہ وش نظر آ جائے ابھی گلی کا موڑ مڑا ہی تھا کہ مجھے ایک لڑکی سیڑھیاں دھوتی ہوئی نظر آئی دوپٹہ سر اور کمر پہ کس کے ٹکائے فرش دھو رہی تھی چھوٹی سی سیڑھیوں کا فرش میں اس کے پاس سے گزرا میری نظریں اس کا طواف کر رہی تھیں اس نے باقی بچا پانی اپنے پاؤں پر گرا دیا اور بالٹی اور جھاڑو اندر لے کر جانے لگی میری اس سے نظریں ملیں وہ بھی ٹھٹک کر مجھے دیکھنے لگی لیکن پھر سر جھٹک کر اندر چلی گئی میں مسکرایا تھا اس نے میرا مسکرانہ نوٹ بھی کیا تھا میں خوشی خوشی گراؤنڈ کی طرف بڑھ گیا۔

میرے سارے دن کی بے چینی بے زاری رفو چکر ہوگئی چلو اس نے عام سے نظر سے ہی سہی دیکھا تو تھا دل الگ ہی راہ کا مسافر ہونے چلا تھا اس دن میں لڑکوں کیساتھ کرکٹ کھیلا اور زبردست بیٹنگ جیت لی اگلے دن میں دوستوں میں بیٹھا گفت وشنید کر رہا تھا آج جب میں گلی سے گزرا تو اس پری مہ وش کو دروازہ بند تھا میں مایوسی سے گزرا اور گراؤنڈ میں بیٹھ گیا آج بھی چھوٹے منچلے لڑکوں نے کافی زور دیا کہ میں کرکٹ کھیلوں لیکن میں نے انکار کر دیا۔

جیت والی آفر کبھی کبھار وہی مجھے ہوتی ہے مجھے تین لڑکیاں اور ایک عورت اس گلی سے نکلتی دکھائی دیں میں بغور دیکھنے لگا پھر مجھے اندازہ ہو گیا کہ وہی لڑکی شاید اپنے گھر والوں کے ساتھ کہیں جا رہی ہے میں دوستوں میں سے کھسک گیا اور انہیں پتہ بھی نہ چلنے دیا اور اس جگہ جا کر کھڑا ہو گیا جہاں سے اس نے گزرنا تھا۔

وہ اپنی تین دوستوں کے ساتھ تھی اور ساتھ میں اس کی والدہ بھی تھی دریا پر جا رہی تھی۔

قارئین گراؤنڈ سے ذرا دور دریا تھا لوگ گرمیوں میں جاتے ٹھنڈے پانی سے نہاتے اور لطف اندوز ہوتے وہ میرے پاس سے گزری اس کی اور میری نظریں لیں تھیں میں مسکرا دیا وہ حیران ہو کر آگے بڑھ گئی کچھ دور جا کر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور مسکرا دی میں جی بھر کے مسرت سے دو چار ہو گیا اب مجھے اس کا خوابوں میں بھی انتظار رہتا۔

میرا دل کر رہا تھا میں اس کی گلی میں جاؤں مگر رات تھی مجھے لگتا تھا کہ آج رات شاید میرے لیے کوئی کرامات لانے والی تھی میں اٹھا اور چہل قدمی کرتا ہوا اس گلی میں آ گیا متعدد گھروں نے بلب جلائے ہوئے تھے گھر سے باہر ان کی گلی صاف ستھری موٹروے لگ رہی تھی۔

میں گزر رہا تھا کہ ایک گھر سے کچھ لڑکیوں کے کھیلنے کی آوازیں آئیں شاید سٹاپو کھیل رہی تھیں اب ان کی آوازیں آنا بند ہو گئی تھی وہ چھ سات تھی گھر سے باہر نکل آئیں اور گلی میں چاک کی مدد سے سٹاپو بنایا اور کھیلنے لگیں۔

وہ پری مہ وش بھی تھی انہوں نے میری کوئی پرواہ نہ کی میں کیوں کھڑا ہوں کیا وجہ ہے وہ بولی پہلے میری باری ہے دوسری لڑکی نے کہا نہیں میری ۔سحر تم ہر بار پہلے باری لیتی ہو اس نے ہاتھ کے اشارے سے اس پری کی طرف اشارہ کیا اچھا تو آپ کا نام سحر ہے پیارا نام ہے۔

میں اس کے پاس گیا اور کہا باقی سب سٹاپو کی وجہ سے آپس میں لڑنے میں مگن تھیں صرف نام ہی پیارا ہے اس نے ابرو اٹھا کر پوچھا۔

نہیں نام کے ساتھ آپ خود بھی پیاری ہیں وہ ہنس دی آپ یہاں رہتی ہیں میں نے اس کے گھر کی طرف اشارہ کر کے کہا جی ہاں یہ میرا ہی گھر ہے وہ میرے برابر چل رہی تھی او سحر جا کہاں رہی ہو اس کی دوست نے پیچھے سے دہائی دی کہیں نہیں بابا یہی ہوں اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا۔

مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے میں نے آخر بلی کو
تھیلے سے باہر نکال ہی دی وہ ہمہ تن گوش ہوئی جی
کہیں اس نے میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے
کہا آئی لائق یو۔ میں نے ہچکچاتے ہوئے کہا میں
ساتھ میں ڈر بھی رہا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی
فرینڈز کے ساتھ مل کر میری پٹائی نہ کر دیں اچھا
پسند۔اس نے استیزائیہ انداز میں کہا پسند تو اگر
کہیں تو ہر چیز کی جاتی ہے آپ سیدھا کہہ دیں اس
کی آنکھوں میں شرارت تھی اصل میں آئی لو
یو۔جب سے آپ کو دیکھا ہے دل ٹکانے پہ نہیں
ہے میں نے فلمی ڈائیلاگ جھاڑا اچھا یہ ٹھیک ہے ہم
دونوں ہنس دیئے۔

سحر اچھی ہونے کے ساتھ ساتھ شرارتی بھی
تھی اس کی دوست اسے بلانے آئی نداتم چلو میں
آئی اصل میں انہوں نے ایک پتہ سمجھنا ہے ندا
شرارت کے ساتھ سحر کی طرف دیکھ کر چل دی سحر
اب آپ ہی بتائیں کیسے اظہار کروں میں مشکل
میں پھنس چکا ہوں آج سے پہلے ایسی حرکت کبھی
نہیں کی میری مشکل آسان کرو میں اچھا خاصہ جھنجلا
گیا۔

اچھا جیسے اظہار ہوتا ہے کر دو سحر کیا تم میری
اندھیری راتو کے بعد میری زندگی کی سحر ہو گی میں
اس کے قدموں میں بیٹھ گیا سحر اور میں محبت کے سحر
میں کھو گئے رات کی وقت بلب کی روشنی خوبصورت
صاف ستھری گلی گھروں میں جگمگاتی روشنی اور رات
کا سحر سحر اور میں کہیں کھو گئے۔

سحر کی سہیلیاں بھی یہ منظر دیکھ کر منہ موڑ کر
کھڑی ہو گئیں انہیں اس سے کوئی مطلب نہ تھا۔

قارئین سحر کے محلے میں لوگ سادہ لوح تھے
بہن بھائیوں کی طرح تھے انہوں نے مجھے پاگل
سمجھا ہوا تھا بولو سحر جواب دو میں نے محبت سے پکارا
وہ کہیں کھو گئی تھی تم بھی مجھے اچھے لگے ہو سوچ سمجھ کر
کل جواب دوں گی کل صبح نو بجے آ جانا تمہیں تمہارا
جواب مل جائے گا اب میں چلتی ہوں سہیلیاں
پوچھیں گی کہ اتنی دیر کیا ہو رہا تھا تمہارے میرے
درمیان اجازت ہے سحر نے پوچھا میں نے کہا ہاں
کیوں نہیں لیکن ایک بات تو تم بتائی ہی نہیں اتنے
اعتبار اتنے اچھے طریقے سے سحر نے مجھ سے پوچھا
۔نام اچھا ہاں میں ہنس دیا اور کہا سفیان ۔ بالکل
تمہاری طرح اس نے میرے انداز میں جواب دیا
اور بھاگتی ہوئی تھوڑے سے فاصلے پر کھیلتی ہوئی
سہیلیوں کے جھمگٹے میں گم ہو گئی میں نے آسمان کے
تاروں کو دیکھا اور کھل کر مسکرایا اور گھر چلا آیا۔

آنکھ میں ہر سپنا سجایا نہیں جاتا
کسی کو عشق میں رلایا نہیں جاتا
ہوتے ہیں کچھ چہرے دنیا میں حسین
ان کو تو ایسے بھلایا نہیں جاتا

اگلے دن میں جگمگاتے دن کے ساتھ میں سحر
کی گلی میں تھا سحر پیلا سوٹ پہنے دوپٹہ سر پر جمائے
دروازے کی دہلیز سے ٹیک لگائے کھڑی تھی میں تیز
تیز قدموں سے چلتا ہوا سحر کے نزدیک پہنچ گیا میں
تمہارے انتظار میں ہی کھڑی تھی اس کی آنکھوں
میں کوئی جادو تھا اداسی بھری حسین آنکھیں۔

آ جاؤ اس نے دروازہ کھولا میں ٹھٹک کر
جہاں کا تھا کھڑا ہی رہ گیا آ جاؤ تمہیں کوئی مجھ سے
خطرہ نہیں ہونا چاہئے وہ ہلکے سے خم سے مسکرا دی۔

مجھے سحر پہ یقین تھا اس لیے بنا جھجک اندر آ گیا
اور بیٹھک تھی ایک بیڈ دو صوفے کارنر پر پڑا ٹی
وی ٹرالی سیٹ پینٹ بھری دیواروں پر کچھ فلمی
ایکٹرز کی تصویریں اور کچھ شاید سحر کے گھر والوں کی
تھیں میں صوفے پر بیٹھ گیا اندر کہیں ڈر تھا سحر نے
دروازہ بند کر دیا ان کے گھر سے ملحقہ دروازہ کھلا تھا
مجھے بہت خوف محسوس ہو رہا تھا لیکن سحر پہ یقین بھی
تھا۔

تم نے مجھ سے جواب مانگا تھانا۔
تمہاری ساری شخصیت مکمل ہے تم بہت پیارے ہوتمہاری آنکھوں نے مجھے بہت اپنی طرف متوجہ کیا ہے سحر بیڈ کے کنار پر بیٹھی آہستہ آہستہ بتا رہی تھی سر پہ دوپٹہ کرلیا تھاتم بیٹھو میں تمہارے لیے کچھ لاتی ہوں نہیں بیٹھئے سحر جی کوئی ضرورت نہیں ہے کسی چیز کی بھی میرے منع کرنے کے باوجود بھی سحر غراٹ سے پرے گئی اور جگ بھرا ہوا لائی اور ایک گلاس بھی اس میں پانی لائی تھی میٹھا میں دو گلاس پی گیا سحر آپ کے گھر والے کہاں ہیں۔
بھائی کام پہ ہے اور امی ابو بہن کے پاس گئے ہیں آپ کو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سب گھر والے مجھے اپنے گھر کا سربراہ مانتے ہیں سب کو مجھ پہ یقین ہے میں کچھ غلط نہیں کرتی گھر کے سارے کام ساری ذمہ داریاں مجھ پر ہیں۔
وہ اٹھی اور ٹی وی ٹرالی کھولی اندر سے گفٹ پیک نکالا اور میری طرف بڑھا دیا یہ میرا جواب ہے میں نے تھام لیا شکریہ کے ساتھ تو آپ منہ سے بھی کہہ دیں ناں میں نے بھی سحر کو چھیڑا انداق سے وہ کہا کہ مجھے بھی آپ کی طرح شرم محسوس ہو رہی ہے یعنی ہم دونوں شرمیلے ہیں میں نے قہقہہ لگایا تو سحر بھی ہنس دی آپ بہت اچھے ہیں جو گفٹ کے اندر میں نے اظہار دیا ہے برا ہو آپ کو گفٹ نہیں دیا گفٹ کی ضرورت ہی نہیں ہے آپ اور میں سدا پیار کے بندھن میں بندھے رہیں یہ کافی نہیں کیا۔
بالکل درست آپ نے بہت اچھی بات کی ہے اچھا اب اجازت دیں میں نے اجازت چاہی اگر کوئی آجاتا تو مجھے تو کوئی مسئلہ نہ تھا سحر کی فکر تھی کیوں نہیں ضرور جائیں سحر نے بڑھ کر دروازہ کھولا

اب کب ملیں گے میں بے تاب ہوا کل شام گراؤنڈ پہ آجانا ٹھیک ہے سحر سے ہاتھ سے سلام لیا اور گفٹ پیک لے کر چلا آیا گلی کے موڑ تک سحر مجھے دیکھتی رہی میں نے بھی مڑ کر دیکھا ہم دونوں مسکرادیئے۔ میرے ہر سوال کا جواب ہو تم

میری آرزو ہو تم میرا خواب ہو تم
اک عمر جو گزرنی ہے تیرے ساتھ
اس کے بھی طلبگار ہو تم
سوچا تھا راستے میں خود کو روک لوں گی
حسین گناہ ہے محبت ہے اور اس کا ثواب ہو
تم

کیوں یاد کرتے ہیں صبح و شام تمہیں ہم
یہ سوال ہے ہمارا بے تاب ہو تم
آجاؤ ثنا کے راستے کی تمہیں خبر نہیں
میری منزل ہو تم کیوں جانتے نہیں ہو تم

سا گلے دن میں رات کے نو بجے سحر کے کیے گئے وعدے کے مطابق میں اسی گراؤنڈ میں موجود تھا میں اندھیرے میں دور دور دیکھ رہا تھا۔ کہ اچانک پیچھے سے ہاؤ کی آواز آئی میں ڈر کر واقعی اچھل پڑا مجھے ٹھنڈے پسینے آنے لگے میں حیرانگی سے سامنے کھڑے وجود کو دیکھنے لگا جو برقع میں موجود ملبوس تھی پھر سحر نے فورا نقاب الٹ دیا میں نے شکر ہے سحر تم ہو تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا میں نے سحر سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ اچھا اس نے برقع اتارا اور ہاتھ میں پکڑ لیا مجھ سے ڈر رہے ہو ابھی سے ابھی تو محبت کی ابتدا ہے سحر نے مجھے آنکھیں نکالیں۔
میں انتہا تک تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں سحر میرا یقین کرو میں نے سحر کا ہاتھ تھام لیا مجھے یقین ہے تمہارا بہت میں بتاؤں میں نے تمہیں اپنے گھر بلایا تھا اپنے دل میں جو موجود تمہاری چاہت کی وجہ سے لیکن تمہیں پتا ہے کہ دنیا سے ہمیں محتاط رہ کر ملنا ہے کہ کسی کو ہمارا پتہ نہ چلے میرا اعتبار

پھر اگر تم کہتی ہو تو میں تمہیں ملنے بھی نہیں آتا لیکن کبھی کبھی دیدار کرنے آؤں گا نہیں تم ضرور ملنا کرنا اتنی بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے سحر نے نارمل انداز سے کہا۔

یہ دیکھو بوجھو تمہارے لیے کیا لایا ہوں۔ کہاں پاس نے میرے ارد گرد دیکھا نہیں پہلے آنکھیں بند اس نے آنکھیں بند کر دیں تو میں نے اس کے ہاتھ میں گفٹ پیش کر دیا اس نے آنکھیں کھولیں اگر سفیان صاحب کی اجازت ہو تو میں اسے کھول لوں کیوں نہیں ضرور۔

سحر نے گفٹ کھولا گول سی دنیا اندر دو مجسمے ایک لڑکی اور ایک لڑکا لڑکی نے سرخ فراک پہنا ہوا تھا اور سر پہ جوڑا اور لڑکے نے تھری پیش پہن رکھا تھا اور دونوں ڈانس کے انداز میں ایک دوسرے کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

یہ تو بہت پیارا ہے لیکن آپ نے یہ تحفہ مجھے کیوں دیا میرے بدلے میں سحر نے پوچھا آپ نے دیا تو میں نے بھی دے دیا ہم دونوں کے پیار کی پہلی نشانی ہے کیا تمہیں میرا گفٹ پسند نہیں آیا۔

بہت پیارا ہے آپ کی گھڑی میں نے سنبھال کر رکھی ہے پیاری ہے آپ کی طرح اچھا وہ ہنس دی پھر ہم دونوں نے کافی وعدے کیے قسمیں کھائیں نا جدا ہونے کے لیے سحر یہ میرا تم سے وعدہ ہے میں تمہیں کبھی خود سے جدا نہیں کروں گا ہر لمحہ تمہارے ساتھ رہوں گا تمہارے دکھ میں تمہارا تمہارے سکھ میں تمہارا سحر کبھی مجھ سے جدا نہ ہونا تمہیں میری قسم میں تمہیں یقین دلاتی ہوں تمہیں مجھ سے کوئی شکوہ نہیں ہوگا تم بھی کیا یاد کرو گے سفیان کے تمہیں کسی نے چاہا تھا اس کی آنکھیں ستاروں پہ تھیں اس نے بات مکمل کر کے میری طرف دیکھا اور میرے ہاتھ میں ہاتھ دے کر وعدہ

کیا ہم دونوں تھوڑا سا مزید بیٹھ کر اپنے اپنے گھر چل دیئے

آ جاؤ جان من کچھ پل کے لیے
ہم اپنی آنکھیں بند کر لیں
کوئی ایسا لفظ ملے ہم کو
جو اپنے لیے پسند کر لیں
محبت میں ایسے اس کو بلند کر لیں
کبھی جان کر کبھی بوجھ کر
ہم حرف دو چند کر لیں
ہاں کبھی وفا جیسا پسند کر لیں
کچھ محبت جیسا چند کر لیں

قارئین کرام سحر اور میں روزانہ ملتے آج پھر میں اس کو ملنے اس کے گھر گیا سحر نے بیٹھک میں بٹھایا اور کہا اگر میں مر جاؤں تو کیا کرو گی۔

نہیں سفیان ایسا مت کہو اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تمہیں کچھ نہیں ہوگا تم ہمیشہ جیتے رہو گے، اگر تمہیں کچھ ہونا ہوا تو خدا سے دعا کرتی ہوں کہ وہ اس کے بدلے خدا مجھے آزما لے سحر کی اس بات پر میں سحر پر فدا ہی تو ہو گیا سحر تمہاری کتنی بہنیں ہیں کچھ اپنے بارے میں تو بتاؤ۔

سفیان امی باجی کے پاس گئی ہیں ان کا بیٹا ہوا ہے وہ دو بہنیں پڑھتی ہیں اک میں تمہارے سامنے ہوں سحر نے تفصیلا جواب دیا۔

سفیان میں نے زندگی میں بہت دکھ دیکھے ہیں میرے ساتھ ساتھ رہنا مجھے کبھی تنہا نہ چھوڑنا سحر کی آنکھوں میں اداسی در آئی تمہیں پتہ ہے یا نہیں ہمارے رشتہ دار ہم سے ہر لحاظ سے ناراض رہتے ہیں کبھی خوشی غم میں ہمارا ساتھ نہیں دیا کوئی دکھ بنا ہے تو بنا ہے کسی نے ہمیں اپنا نہیں کہا اور نا ہی کبھی ہماری طرفداری کی ہے میرے ساتھ رہنا اس نے سر میرے سینے پہ رکھتے ہوئے کہا۔

میں نے سحر کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھاما اور

تمہیں پشیمانی ہوگی جانا

اپنی وفا کا یقین دلایا اس دوران سحر کے گھر کے اندر کا دروازہ جو بیٹھک سے ملحقہ تھا بجا سحر نے گھبرا کر مجھے دیکھا اور جلدی سے میرا ہاتھ تھام کر مجھے بیٹھک کے دروازے سے باہر نکال دیا اور جب تک میں گلی کی نکڑ پر نہیں پہنچا سحر مجھے دیکھتی رہی۔

میں اپنی دکان پر چلا گیا جان سحر کے لیے دعائیں مانگتا ہوا کہ اس پر کسی کو شک نہ ہو۔

تم دروازہ کیوں نہیں کھول رہی اندر کون تھا ۔سحر نے جیسے دروازہ کھولا اس کا بھائی آنکھوں میں خون لیے کھڑا تھا کوئی بھی نہیں تھا سحر نے جواب دیا

-

کوئی تو تھا اس کے بھائی کا تفتیشی لہجہ تھا کہا نا کوئی بھی نہیں تھا مجھے شک نہیں یقین ہے تم باتیں کر رہی تھی خود بتا دینا ورنہ بہت برا ہو گا تیرے ساتھ اس کا بھائی چارپائی پر بیٹھ گیا کہا ناں کوئی بھی نہیں تھا سحر نے چیخ کر کہا۔

نا بتا ایسے ہی تجھے دیکھ لوں گا چل مجھے کھانا دے سحر نے وہاں سے جانے میں عافیت جانی واپسی کا سفر پچھتاؤں کا سفر ہوتا ہے سحر تمہیں پتا ہے سفیان نے سحر سے پوچھا ہاں سفیان تمہارے اور میرے درمیان صرف پیار ہے یہ نہ رہا تو ہم بھی نہیں رہیں گے محبت کسی کا سہارا نہیں بنتی اگر سچی ہو تو تب بھی انسان بے بس ہوتا ہے ۔اگر چھوٹ جائے محبت ۔یہ محبت ہے سفیان نے کہا بے چینی اور اضطراب کے ملے جلے تاثرات سحر کی آنکھوں میں تھے۔

سحر میں نے سحر کو پکارا۔سحر نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔تمہاری آنکھوں میں کیوں بیتابی ہے مجھے لگتا ہے جیسے تمہاری آنکھوں میں کوئی درد ہو اس نے میرا ہاتھ تھاما اور اپنے دل پر رکھ کر بولی یہاں درد ہے آنکھوں میں تو میرے جگنوں ہیں تم ہو میری زندگی سفیان اگر میں مر گئی تو مجھے بھول جاؤ گے۔

نہیں کبھی نہیں میں نے سر ہلایا محبت بھی کبھی بھولتی ہے تم میری محبت ہو مجھے تمام عمر نہیں بھول سکتی تم ہزاروں سال میرے سنگ رہو۔ہم دونوں خاموش ہو گئے میرا دل عجیب لے میں دھڑک رہا تھا بے چین تھی پریشان تھی نا محسوس کئے جانے والے اندھیرے میں مجھے کچھ محسوس ہوا میں نے سحر کا ہاتھ تھاما اور سرپٹ دوڑنے لگا سحر نا سمجھی سے پیچھے دیکھنے لگی کچھ محسوس ہونے پر اس نے میرا ہاتھ چھوڑا اور کہا سفیان تم بھاگ جاؤ خدا کے لیے ورنہ کچھ ہو جائے گا۔

وہ گھبرائی ہوئی مجھے کہنے لگی سحر میں ان سے نپٹ لوں گا۔نہیں سفیان تم بھاگ جاؤ تمہیں میری قسم ہے سفیان بھاگ جاؤ مجھے کچھ نہیں ہو گا وہ مجھے وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر رہی تھی۔

میں نے دیکھا تین چار لوگ تھے ہم میں اور ان میں فاصلہ کم رہ گیا تھا سفیان مجھے کچھ نہیں ہوتا میرا بھائی ہے اگر مجھے کچھ ہوا تو خیر ہے مگر تم بھاگ جاؤ پلیز خدا کیلیے خدا نہ کرے کہ تمہیں کچھ ہو انہوں نے آگے بڑھ کر سحر کو دھکا دے کر میری طرف بڑھنا چاہا لیکن سحر ان کے آگے ہو کر ان کو آگے بڑھنے سے روک رہی تھی اس نے مجھے کہا پلیز چلے جاؤ پیچھے نہ دیکھنا بھاگ جاؤ۔

تو قارئین کرام میں بھاگ گیا صرف اپنی زندگی کے کہنے پر ورنہ اپنی سحر کی خاطر موت کو گلے لگا لیتا میں نے دور جا کر دیکھا وہ لوگ سحر کو لاتوں گھونسوں سے مار رہے تھے مجھے سحر کو مار پڑتے دیکھ کر میں خود زمین پر گر کر رونے لگا دو تین لوگ مجھے دیکھ کر آگے بڑھ گئے میں روتا دھوتا گھر آ گیا۔

سحر کے لیے دعا مانگتا رہا وہ لوگ۔بول کمینی وہ کون تھا اس کا بھائی دلاور اسے مارتے ہوئے بولا اس کے ساتھ اس کے دونوں چچا زاد تھے۔

کوئی نہیں تھا اس دن بھی تیرے ساتھ کوئی بیٹھک میں تھا بیٹھک میں بیٹھا لوگ خواں مخواں باتیں نہیں کرتے ان کے دماغ خراب نہیں ہوتے دلاور عمر اور فیضان سحر کو مارتے ہوئے بولے۔

نا کر دلاور بہن مر جائے گی بجلی کی تار دلاور کو اٹھاتے ہوئے دیکھ کر اس کی ماں بولی۔

نہ کر اماں ہٹ جا پیچھے دلاور نے ماں کو دھکا دے کر گرایا اور فیضان اور عمر نے دروازہ بند کیا اور بجلی کی تار سے سحر کو مارنے لگے۔

میں محبت کا انجام لکھوں گی
تھا تمہارا بھی الزام لکھوں گی
سب ہی شامل ہیں اس میں
سب ہی کے میں نام لکھوں گی
کیسے ہوا ارمانوں کا خون
وہ سارا قتل عام لکھوں گی
زمانہ بھی تھا ہم نوا تیرا
تجھے بھی میں بدنام لکھوں گی
شدت غم ہے تنہائی ہے درد ہے
میں اپنا بھی شامل نام لکھوں گی
برباد تو ہوگئی میں بھی ثنا
پر تجھے بھی ناکام لکھوں گی

قارئین کرام میں کئی بار سحر کی گلی کے چکر کاٹتا شام کو آتا دوستوں کے ساتھ بیٹھتا بیتابی سے اٹھتا بار بار سحر کی گلی کے چکر کاٹتا لیکن بے سود مجھے ہفتہ ہوگیا تھا سحر کے انتظار میں پتا نہیں سحر کس حالت میں ہوگی۔

قارئین کرام چار لوگ تھے جو سحر کو مارتے ہوئے گھر لے گئے تھے جو سحر کا کزن اور بھائی تھا آج آٹھواں دن تھا میں تہیہ کرلیا کہ جو بھی ہو میں آج سحر کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا اور سحر کے بارے میں معلوم کرنا ہے۔

ابھی میں اسی سوچ میں تھا کہ میری زندی سحر نے بیٹھک کا دروازہ کھولا میری سحر نے گلی میں جھانکا دل کو دل سے راہ ہوتی ہے یہ کسی نے سچ ہی کہا ہے سحر میری طرف دیکھ کر مسکرائی اس نے دور سے ہاتھ ہلایا ایک چھوٹی سی بچی کو ایک کاغذ دے کر میری طرف بھیجا وہ بھاگتی ہوئے آئی مجھے دیا اور اسی سپیڈ سے بھاگتی ہوئی سحر کے پہلو میں کھڑی ہوگئی۔

سحر نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے سلام کر کے دروازہ مقفل کر دیا میں تھوڑی دیر پہلے جو سر شار سی کیفیت میں مبتلا تھا پھر واپس سحر کے سحر سے نکل آیا اور سحر کی گلی کی نکر پر بیٹھ کر کاغذ کھولا تحریر دیکھی پڑھی لکھا تھا۔

میری زندگی سفیان۔

اسلام علیکم تم ٹھیک ہوں گے میں بھی ٹھیک ہوں تم میرے لیے دعا کرنا میری زندگی میرا انداز ہو تم میں نے تم ہی سے پیار کیا ہے کسی بھول میں نا آجانا آج شام کو میری بیٹھک میں مجھے ملنا تمہیں میرے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا جو تمہارے پیار میں سہا ہے اعتبار کرنا اگر نہیں ہے تب بھی میری محبت کی خاطر جو تم سے کی ہے ضرور آنا والسلام۔تمہاری سحر

میں فرشتوں کی محبت کے لائق نہیں
ہم سفر ہوتا کوئی گناہگار سا

میں ادھر ہی بیٹھ گیا اور سحر کے بارے میں سوچنے لگا اب مجھے پتہ چل گیا تھا کہ سحر مجھے کیوں اتنے دن نہیں ملی۔

شام ہوگئی تھی اب میں کیسے جاتا خیر میری یہ الجھن بھی سلجھ گئی اور سحر نے بیٹھک کا دروازہ کھولا اس کی نظر مجھ پہ پڑی اس نے مجھے اشارہ کیا بلایا اور خود دروازے سے اندر ہوگئی۔

میں بھاگتا ہوا آیا بیٹھک کا ایک دروازہ کھلا تھا ایک بند میں جلدی سے اندر چلا گیا سحر نے

دروازہ اچھی طرح بند کر دیا گھر سے ملحقہ دروازہ بھی اچھی طرح بند کیا میں صوفے پر ٹک گیا سحر سے چلا نہیں جا رہا تھا وہ میرے سے ذرا فاصلے پر صوفے پر ہی بیٹھ گئی سحر تم اتنے دن مجھ سے دور کیوں رہی ہو سحر تمہاری حالت مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی خیریت ہے سب میں نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔

سحر رونے لگی میں خاموش ہو گیا سحر نے کہا سفیان مجھے اس دن بہت سخت مار پڑی تھی میرے بھائی نے مجھے اور آپ کو دیکھ لیا تھا باتیں کرتے ہوئے سفیان لیکن میں نے تمہارا نہ بتایا کیوں کہ تم مجھے بہت عزیز ہو سحر نے بتایا کہ دیکھو۔

اس نے اپنے گلے سے دوپٹہ ہٹایا اپنی باہوں سے قمیض پیچھے کی میں دھنگ رہ گیا میرا ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا میں ایسی چھوٹی سی معصوم سے لڑکی کی اپنے سے اتنی محبت دیکھ کر مضطرب ہونے کے ساتھ اداس بھی ہو گیا جہاں اس کے گلے پر نیل تھے بازو پر اس نے پاؤں سے گھٹنوں تک شلوار ہٹا کر اپنے زخم دکھائے میں نے اتنی مار کھا لی ہے اور تمہارا نام نہیں بتایا ہے میں تم سے اب بہت مشکل سے مل پاؤں گی سحر زار و قطار روئے جا رہی تھی۔

میں اسے تسلی دینے لگا نہیں سحر تم فکر نہ کرو میں تمہیں اپنا بنا لوں گا اپنی امی جان کو آج ہی آپ کے گھر بھیجوں گا میں بھی سحر کے ساتھ رو دیا۔

سفیان آج گھر پہ کوئی نہ تھا کل بھی کوئی نہ تھا میں نے کل بھی تمہیں دیکھا مگر تم مجھے نظر نہ آئے سفیان کسی کو نہیں پتہ کہ مجھے تمہاری وجہ سے مار پڑی ہے میں نے سب کو کہا ہے کہ میں بیمار ہوں سفیان تم مجھے بھول جاؤ اس نے روتے ہوئے کہا۔

میں بھونچکا رہ گیا سحر کی اس بات پر لیکن کیوں سحر بس اتنا میرا ساتھ نبھانا تھا میں پریشانی سے بولا

یہی سمجھ لو دوتے ہوئے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اس کے بال کندھے پر بکھرے پڑے تھے روئے جا رہی تھی۔

میں تمہیں بتاؤں سفیان ہمارا کوئی بھی نہیں لگتا ہمارے سارے ہی رشتہ دار ہمارے خلاف ہیں دودھیال میں چند لوگ ہیں ہمارے ساتھ ننھیال میں کوئی بھی نہیں ایک ماموں ہیں وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں تم سے کیسے شادی کروں کیسے تمہارا ساتھ دوں سفیان کوئی بھی حل نہیں میرے بھائی کے دوستوں نے مجھے دو تین بار آپ کے ساتھ دیکھ لیا ہے لیکن اسے تمہارا نہیں پتہ اگر اس نے تمہیں پہلے دیکھا ہوتا تو وہ تمہیں مجھ سے پہلے ہی مار چکے ہوتے اس نے مجھے بتا دیا۔

سحر میں سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں تمہیں نہیں مجھے تمہاری قسم تمہارے جسم پر جتنے بھی زخم میری وجہ سے لگے ہیں میں سب دھو دوں گا میں ان سب کو مار دوں گا۔ نہیں سفیان پلیز میں تمہیں بھی نہیں کھو سکتی اور نہ تمہارے بغیر رہ سکتی ہوں میں خود ہی اپنا قصہ ختم کر دیتی ہوں تمہیں بھی کوئی تکلیف نہیں دیتی میں خود کو ہی مار دیتی ہوں۔

سحر نے یہ سب کہا میں نے اسے دکھ سے گلے لگا لیا نہیں ایسا کبھی نہیں ہو گا ہم دونوں تقدیر کی اس ستم ظریفی پر رو دیئے۔

اب بھی آ جاتا ہے میرے خیالوں میں وہ
آج بھی لگتی ہے حاضری اس غیر حاضر کی

میں نے سحر کو بہت تسلی دی۔

سحر تم ایسا کچھ نہیں کرو گی تمہیں میری قسم ٹھیک ہے سفیان تم اب جاؤ کوئی آ نہ جائے۔

میں دروازے سے نکلنے ہی لگا تھا کہ سحر نے کہا اگر میں کہیں چلی جاؤں یہ شہر چھوڑ کر تو کیا تم مجھے یاد کرو گے۔

نہیں تم کہیں نہیں جاؤ گی میں نے سحر کو

کندھوں سے تھامتے ہوئے کہا

تم مجھ سے محبت کرتے ہو اس کی معصوم اور اداس آنکھوں نے مجھ سے سوال کیا۔

ہاں میں بہت محبت کرتا ہوں اور بہت جلد تمہیں اپنے گھر لے جاؤں گا سب کی رضا مندی سے میں نے سحر کی امید بڑھائی ٹھیک ہے سحر مسکرا دی لیکن تم نے اب رونا نہیں ہے تمہیں میری قسم ہے۔

اچھا ٹھیک ہے سحر نے کہا۔ مجھے مل لو۔

قارئین کرام ہم دونوں گلے لگ گئے محبت سے میں نے سحر کے آنسو صاف کیئے اب نہیں رونا ۔

سحر ایک بات کہوں۔ ہاں کہو سحر نے کہا۔ میرا تم سے جدا ہونے کو دل نہیں چاہ رہا۔ میرا بھی لیکن کیا کریں مجبوری ہے۔

تم کل آؤ گے مجھے ملنے سحر نے کہا ہاں ضرور وعدہ کرو۔ پکا وعدہ میں نے سحر کے ماتھے کو چوما اس کی اداس آنکھوں کو اس کے قدموں میں بیٹھ کر معافی مانگی سحر نے تڑپ کر مجھے اٹھایا میں اٹھا سحر کے ہاتھوں کو بھوسہ دیا وہ مسکرا دی میں نے سحر سے اجازت چاہی منہ پہ رومال کا نقاب کیا سحر نے گلی میں جھانک کر دیکھا وہاں کوئی نہ تھا میں جلدی سے وہاں سے نکل آیا

بس دعا کرنا میرے لیے
کچھ دن جی لوں تیرے لیے
سانس چلے ساتھ ساتھ
میرے ہاتھ میں ہو تیرا ہاتھ
میری ہر خوشی تیرے لیے
تمہارا ہر دکھ میرے لیے
محسوس ہو یہی تمام عمر
تم جی رہے ہو میرے لیے
میں جی رہی ہوں تیرے لیے
کہہ دینا زمانے بھر سے
کہ تم ہو میرے لیے
میں ہوں تمہارے لیے
بس دعا کرنا میرے لیے
کچھ دن جی لوں تیرے لیے

قارئین میں ساری رات سو نہ سکا سحر نے خود مار کھالی مگر اپنی زبان پر میرا نام نہیں لائی مجھے بہت ترس آ رہا تھا سحر پر جس نے میری وجہ سے اتنی مار کھائی میں اتنا خوبصورت تو نہ تھا جتنی وہ تھی۔

ہاں لیکن سحر کو مجھ سے محبت تھی میں جتنا بھی سحر کے لیے کرتا ہو کم تھا۔

اب میں سر عام سحر کی گلی میں آ گیا اس کی گلی میں کوئی نہ تھا میری نظر سحر کے گھر کی چھت پر پڑی سحر کپڑے دھو کر تار پر پھیلا رہی تھی۔

اس نے چھت سے ہی گلی کی طرف منہ کر کے کہا تم چلو گراؤنڈ میں میں آتی ہوں میں یہ سن کو آگے چلا گیا گراؤنڈ میں بیٹھ کر دیکھا تو سحر اپنی ہمسائی سے باتیں کر رہی تھی۔

پھر کچھ دیر بعد سحر مجھے آتی ہوئی دکھائی دی ہم دونوں جھاڑیوں کی اوڑھ میں بیٹھ گئے ساتھ ہی قبرستان تھا سحر نے مجھ سے سلام لیا اور میرے ہاتھوں کو تھامے رکھا آج اداس ہو میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

نہیں تو پھر ویسے ہی صبح سے سارے کام کر رہی ہوں میری باجی کا بچہ ہوا وہ ادھر ہی آئی ہوئی ہیں ان کے چھوٹے بچوں کو کھانا پکا کر کھلایا ہے خود بھی نہائی ہوں سب کپڑے بھی دھوئے ہیں وہ بخوشی سارے کاموں کی تفصیل مجھے گنوا رہی تھی میں اسے دیکھ کر خوش ہو گیا میں چلتی ہوں بس تمہیں دیکھنے آئی تھی اتنا تھوڑا نہیں بہت مشکل سے آئی ہوں تم ادھر ہی بیٹھے رہنا۔ میں نے پوچھا کیوں۔

وہ بولی ویسے ہی وہ اٹھی میرا ماتھا چوما مجھے نظر

بھر کے دیکھا اور پھر چلی گئی ... وہ بھی مسکرادی مجھے لگا جیسے ساری کائنات ہی مسکرادی ہو سحر کے جانے کے بعد میں وہی بیٹھا رہا تھوڑی دیر پہلے میں خوش تھا لیکن اب پھر بدسکونی سے پھیل گئی میں کھڑا ہو کر لمبے لمبے سانس لینے لگا سینے کے اوپر ہاتھ رکھ لیا یکدم مجھے کچھ شور سنائی دیا میری نظر سحر کے گھر کی طرف اٹھی شک سا ہوا کہ جیسے آگ لگی ہو کیوں کہ اس کے گھر سے دھواں اٹھ رہا تھا۔

میں بھاگتا ہوا گلی میں جا کر رک گیا عورتیں باتیں کر رہی تھی میں عورتوں کے ہجوم کو چیرتا ہوا آگے بڑھ گیا اور سیدھا ان کے گھر گھس گیا میری آنکھیں ساکت تھیں جسم میں جان نہ تھی۔

قارئین وہ سحر تھی اس کے سارے بدن پر آگ کے شعلے تھے کسی نے آگے بڑھ کر اس کے بدن پر پانی پھینک دیا۔

میں ہوش میں آیا میں نے آگے بڑھ کر سحر کو اپنے ہاتھوں سے تھام لیا اس کے چہرے کو رومال سے صاف کیا جو آگ لگنے کی وجہ سے جل کر گل گیا تھا لوگ آئے سحر کو اٹھایا اور ہاسپٹل لے گئے۔

قارئین میری سحر دس دن زندہ رہنے کے بعد مرگئی ہونا یہ تھا۔

قارئین کرام آج تک یہ معمہ نہیں کھل سکا کہ میری سحر کیوں مری۔

قارئین کرام سحر کا سارا جسم جل چکا تھا یہاں تک کہ چہرہ بھی سحر نے کہا تھا میں مرجاؤں گی میری سحر تو مرگئی ایک سبق چھوڑ گئی محبت والوں کے لیے

۔

قارئین کرام میں نے بھی سحر کا نماز جنازہ ادا کیا اس کا چہرہ جلا ہوا تھا میں نے دیکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دیا سحر چلی گئی لیکن مجھے ویران کر گئی میری دنیا برباد ہوگئی سحر مرنے کے بعد میں دو سال باقاعدگی کے ساتھ اس کی قبر پر فاتحہ خوانی کرنے جاتا سحر کی قبر ... اور پھر چادر ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ وہ کنواری مری ہے۔

دو سال بعد میری شادی ہوگئی میری مجبوری تھی میری ماں نے اپنی بیماری کا واسطہ دیا اپنی ماں کی وجہ سے شادی کر لی لیکن میری بیوی سونیا کے ہوتے ہوئے بھی میں باقاعدگی سے سحر کی قبر پر جاتا ہوں اور قرآن خوانی کرتا ہوں۔

میری بیوی سونیا نے بھی مجھ سے کسی بات کی باز پرس نہیں کی اس نے مجھے کبھی نہ روکا ہے نہ ٹوکا ہے۔

قارئین کرام اول روز سے میرا یہ معمول ہے جو نجانے کب تک رہے گا لیکن میری تمنا ہے جب تک میں زندہ رہا سحر اپنی محبت کی قبر پر حاضری دیتا ہوں اس کی بخشش کی دعائیں کرتا ہوں روتا ہوں کہ میری وجہ سے سحر مرگئی ۔لوگ ایسا ہی کہتے ہیں لیکن لوگوں کو یہ نہیں پتہ کہ میں سفیان احمد وہی ہوں سحر کی محبت لوگ مجھے دیکھتے ہیں لیکن انہیں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ میں ہی سحر کی محبت سحر کا قاتل ہوں۔

میں کئی گھنٹے قبر پر بیٹھ کر سحر سے راز و نیاز کرتا ہوں میرے لیے میری سحر کی بخشش کے لیے ضرور دعا کیجئے گا دعاؤں کا طالب سفیان۔

غزل

کیوں میری کوئی خواہش پوری نہیں ہوتی
ہمیشہ کی نیند کی تمنا سے عام نیند بھی نصیب نہیں ہوتی
کیوں مجھ سے کھیلتی ہے آج میری زندگی
زندگی میں چین نہیں اور موت بھی نصیب نہیں ہوتی
آنکھوں سے آنسوؤں اور سیلاب کا پانی ہو سونی۔ کیوں مجھ کو خوشی نصیب نہیں ہوتی

.....کوثر عبدالقیوم عرف سونی مظفرآباد کشمیر

ذرا سوچیے

تحریر۔محمد راشد رفیق۔ ہنجرائے کلاں۔ پتوکی

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
یہ کہانی ایک ایسے پڑھے لکھے نوجوان کی ہے جو اپنی زندگی میں کچھ بننا چاہتا ہے اپنے ملک کے لیے اپنے بڑوں کے لیے مگر اس ملک کے بڑے اور افسران لوگ پڑھے لکھے انسان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے نوجوان نسل پڑھ لکھ کر دھکے کھا کھا کر آخر میں کیا ملتا ہے۔جی مزدوری آج یہاں تو کل وہاں ان کا کوئی اپنا ٹھکانہ نہیں ہوتا وہ لوگ پھر روتے ہیں کاش ہم اتنا کیوں پڑھے ہیں اگر یہ ہی کرنا تھا تو پھر ان پڑھ ہی رہتے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہو گا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

نپولین ایک جرمنی کا بادشاہ گزرا ہے جس نے جرمنی کی جہالت بدل دی تھی۔

اس نپولین نے اپنی عوام سے کہا تھا کہ آپ مجھے پڑھی لکھی مائیں دیں میں آپ کو ایک ترقی یافتہ قوم دوں گا۔نپولین کی رعایا نے اپنے بادشاہ کی بات مانی اور آج جرمنی دنیا کے ترقی یافتہ ممالک سرفہرست ہے۔میں بات کر رہا تھا اس قوم کی کہ پڑھی لکھی مائیں کس ملک کی ترقی میں کتنا اہم رول ادا کرتی ہیں لیکن ہمارے ہاں لڑکیوں کی پڑھائی پر پابندی تو ہے لیکن لڑکوں کی تعلیم پر بھی پابندی ہوتی ہے۔اور اگر کوئی لڑکا بیچلر یا ماسٹر کی ڈگری حاصل کر بھی لے تو اس کو ملازمت کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔

میں کسی اور کی بات نہیں کرتا اپنی بات کرتا ہوں جب میں ڈی ائے جی کرنے لگا تھا تو مجھے کہا گیا کہ ڈی ائے جی کا انڈسٹری میں بڑا سکوپ ہے یہ بات بھی کسی حد تک درست ہے۔

ہمارے ملک کے علاوہ دوسرے ممالک میں کافی سکوپ ہے لیکن۔ڈی اے جی۔کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ بات ہی اسکے بالکل الٹ ہے۔

ڈے اے جی۔کرنے کے بعد کہا گیا۔پی ایس سی۔ای این جی۔کرنے کے بعد ہوسکتا ہے تجھے کوئی جاب مل جائے۔ڈے اے جی،

میں نے ستمبر 2013 میں کیا لیکن چھ ماہ تقریبا گھر پر ہی رہا لا تعداد جگہوں پر اپلائی بھی کیا۔کچھ تو ادارے۔ڈے اے ای۔والے اندر بھی نہیں آنے دیتے تھے بعض لوگ تو ہمارے سامنے ہمارے کاغذات پھاڑ دیتے تھے لیکن پھر ایک دن ایک جگہ سے کال آئی اپرنٹس کی۔

او سوری میں یہ تو بتانا ہی بھول گیا تھا کہ۔ڈی اے ای۔کس شعبہ میں کیا ہے وہ ہے الیکٹرک بعض افراد کو۔ڈے اے ای۔کا پتہ نہیں ہے۔

ڈی اے ای مین۔ڈپلومہ ایسوسیٹ انجینئر۔میں اپرنٹس کے عہدے پر کام کرنے کے لیے اے ایس ایم۔کہستی ملوک پہنچا۔

ہاں اپرنٹس کے بارے میں کچھ بتاتا چلوں کہ اپرنٹس شپ ۔انٹرن شپ کرنے کو کہتے ہیں۔

ایک ٹیکسٹائل مل ہے جو تین کلو میٹر دنیا پور بستی ملوک ۔لودھراں ۔میں واقع ہے۔اے ایس ایم ۔میں میرے ساتھ انٹرن شپ میں ایک اور لڑکا بھی تھا جو۔بی ایس سی۔انجینئر۔الیکٹریکل۔الیکٹرنکس تھا لیکن ہم اپرنٹس کم ہیلپر زیادہ تھے۔ہمارے ساتھ کچھ لوگ انپڑھ اور کم شعور والے تھے ان سب کو سوائے مشینوں کو آن آف کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں آتا تھا۔ پتہ تھا جب ان سے کوئی سوال کیا جاتا تو وہ ہنس کر ٹال دیتے تھے مجھے آج تک ان باتوں کی سمجھ نہیں آئی کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے۔

شاید وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہم ان سے آگے بڑھیں یا پھر وہ ہم سے مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ جو سوال ان سے کیا جاتا تھا وہ ان سے بالاتر تھے یا پھر انہوں نے کبھی ان سوالوں کو سنا ہی نہیں کبھی کبھی مجھے ڈی اے ای۔کرنے پر پچھتاوا ہوتا ہے تو کبھی کبھی مجھے وہ محاورہ یاد آتا ہے کہ دیر آئے درست آئے۔

میں اگر اپنی بات چھوڑ بھی دوں تو مجھے ان لڑکوں کو دیکھ کر دکھ ہوتا ہے جو مجھ سے زیادہ پڑھے لکھے اور سمجھ بوجھ والے ہیلپری کرنے پر مجبور ہیں۔

ہمارے ساتھ ۔بی ایس سی ۔انجینئر ۔ایل ایل بی ۔اور بی ایس سی ڈبل میتھ ڈگری والے لڑکے بھی ہیلپری کرنے پر مجبور تھے۔میں آپ کو یہ بھی بتادوں کہ انڈسٹری میں ہیلپری کیا ہوتی ہے ایک ہیلپر کا کام سارا دن مشینوں پنکھوں موٹروں کی صفائی کرنے کے علاوہ افسران کی گالیاں سننا ہوتا ہے۔

اگر ۔بی ایس سی ۔ای این جی ۔بی ایس سی ڈبل میتھ اور ایل ایل بی ۔کرنے والے لڑکوں جیسے پڑھے لکھے افراد اس مجبوری کی وجہ سے انڈسٹری میں آجائیں تو ان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں ہوتا ہے۔

مجھے آج تک ان باتوں کی سمجھ نہیں آئی آخر ہمارے ملک میں ہی ایسا کیوں ہوتا ہے۔کیا ہم اس قدر گرے ہوئے ہیں کہ ہمیں کوئی اچھی پوسٹ پر نوکری نہیں دے سکتا۔کیا ہم اس قابل ہی نہیں کہ اس ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔لیکن جب میں ان جیسے لاکھوں پڑھے لکھے افراد کو دیکھتا ہوں تو میرا دل خون کے آنسو روتا ہے ہمارے ملک میں ہی آخر ایسا کیوں ہے۔کیا ہمارے ملک میں پڑھے لکھے افراد کی کوئی ضرورت نہیں آج ہماری ٹوٹل انڈسٹری خسارے میں ہے تمام سرکاری و پرائیویٹ ادارے خسارے میں جارہے ہیں۔کبھی ہم نے سوچا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے ۔جب تمام سرکاری و پرائیویٹ ادارے میں کمپنیاں وملز کم پڑھے لکھے یا جاہل افراد ہونگے تو ادارہ یا کمپنی ترقی کر سکے گا۔کیا وہ ملک اس دنیا کا مقابلہ کر سکے گا کیا وہ ادارہ اپنے ملک کی خدمت کر سکے گا کیا وہ اپنے ملک کو ترقی یافتہ مما لک کی فہرست میں لا سکے گا ذرا سوچیئے۔اگر آگے بڑھنا ہے تو ا۔ب۔پ پریقین کرنا ہے علامہ اقبال صاحب نے کیا خوب لکھا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خود خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

محمد راشد رفیق۔ہنجرائے کلاں پتو کی ضلع قصور

اقوال زریں

☆ خوبصورتی کپڑوں سے نہیں بلکہ ادب وعلم سے ہوتی ہے

☆ زندگی یا تو پر خطر کھیل ہے یا پھر کچھ بھی نہیں

☆ دوسروں کے احساسات سے مت کھیلو کیوں کہ اگر تم وہ کھیل جیت بھی جاؤ گے تو یقیناً اس شخص کو ہمیشہ کے لیے کھو دو گے۔

سونو گوندل۔جہلم

زندگی

سقراط سے پوچھا گیا کہ موت سے بڑھ کر کوئی سخت تر چیز ہے۔
سقراط نے جواب دیا کہ زندگی۔
زندگی کیسے۔
سقراط نے کہا۔
جی ہاں زندگی جی۔ زندگی کیوں کہ زندگی ہی پر ہر قسم کے رنج وآزار اور مشکلات زندگی میں ہی برداشت کرنا پڑتی ہیں اور موت ان سے نجات دلاتی ہے۔

سونو گوندل۔ جہلم

کیسا لگتا ہے

بتاؤ کیسا لگتا ہے

کسی ویران رستے پر
کسی انجان رستے پر
کسی کا ساتھ مل جانا
خوشی کے پھول کھل جانا

بتاؤ کیسا لگتا ہے
اور اس کے بعد پھر

ایک دن کسی کا یوں بچھڑ جانا
سبھی رنگوں کا مٹ جانا
وہ بند مٹھی میں ہاتھوں کی
فقط اک ریت رہ جانا

بتاؤ کیسا لگتا ہے
بتاؤ کیسا لگتا ہے

سونو گوندل۔ جہلم

محبت چھوڑ دینے پر
دل کو توڑ دینے پر
عجب دستور ہے صاحب
کوئی فتویٰ نہیں لگتا

سونو گوندل۔ جہلم

کتنے برسوں کا سفر خاک ہو گیا سونو
اس نے جب کہا کہ کیسے آنا ہوا

سونو گوندل۔ جہلم

غزل

نہ جھانکو آج دریچوں سے دروازہ کھلا ہے آجاؤ
کبھی استقبال جو کرتا تھا بیمار پڑا ہے آجاؤ
ماتھے پہ پسینہ یادوں کا دل میں ہے بلا کی بے چینی
دیدار کی حسرت آنکھوں میں ہونٹوں پہ دعا ہے آجاؤ
ہاتھوں کی لکیریں نظروں کو کچھ بدلی بدلی لگتی ہیں
کچھ راستہ برج ستاروں کو تبدیل ہوا ہے آجاؤ
ہاں تم نے کہا تھا جب جانا کوئی چیز نشانی لے جانا
ساحل پہ سفینہ سانسوں کا تیار کھڑا ہے آجاؤ
کافر جو آپ کے وعدے پر شاہد نہ یقین کرے لیکن
احساس کے ہاں امیدوں کا دم ٹوٹ رہا ہے آجاؤ

شاہد رفیق سہو کبیر والا

میرے اجنبی، میرے آشنا

میرے اجنبی، میرے آشنا تجھے حرف حرف پہ دعا لکھوں...... کوئی ایسا وصل نصیب کر تجھے چاند تارے ہوا لکھوں...... اگر نہ بن سکوں کبھی تیرا تو حیات کو میں فنا لکھوں...... اگر نہ ڈر ہو کفر کا تو تجھے میں اپنا خدا لکھوں...... یہ زندگی قدم قدم پہ تیری یاد سے جواں رہے...... میرے اجنبی میرے آشنا میں کبھی تجھے نہ جدا لکھوں......

اسد علی ظفر۔ انجرا آر ایس

وہ اب ہم کھو بیٹھے

گم سم سے رہتے ہیں ہم دل کا جانی کھو بیٹھے
آنکھوں سے خون برستا آنکھوں کا پانی کھو بیٹھے
جو اچھی لگتی تھی جو انہیں بھائی کہتی تھی
جو میری یادوں میں بستی تھی وہ اب کھو بیٹھے
دکھ اور سکھ کی برسات کریں جو چاہیں
خاموش رہیں بات کریں وہ شبو اب کھو بیٹھے
جس کیلئے جیتا تھا وہ شبو اب ہم کھو بیٹھے
اپنی سانس روک بیٹھے اپنی زندگی ہار بیٹھے

تجھے میرا سلام

تحریر۔ محمد ندیم زنگلائی۔ 03338188218

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک ایسی داستان آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جیسے پڑھ کر آپ کی روح تک کانپ جائے گی ایک تلخ حقیقت کہانی جس کا نام میں نے۔ میرا دل جگر میرا پاکستان۔ رکھا ہے امید ہے سب کے دل میں اتر جائے گی اور اس پر عمل کر ایسی برائیاں جن سے ہماری نوجوان نسل کی زندگی تباہ و برباد ہو رہی ہے ان کو روک لو اور ان کو ایک نئی زندگی دو تا کہ وہ بھی اس رنگین دنیا میں اپنی اچھائی پیش کر سکیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہو گا۔

اے راہ وطن کے شہید نوجوانوں
تمہیں وطن کی مٹی سلام کہتی ہے

کیوں ہوتا ہے ایسا ہر اس انسان کے ساتھ جس کے پاس کسی چیز کی کمی ہوتی ہے کسی کے گھر میں پیسہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں پیار نہیں ہوتا جہاں پیار ہوتا ہے، وہاں پیسہ نہیں ہوتا میرے خیال میں وہی گھر اچھا ہے جہاں پیار زیادہ ہوتا ہے۔

پیسہ تو آنے جانے والی چیز ہے لیکن پیار خریدا نہیں جا سکتا عارف ایک ایسا انسان تھا جس کے پاس کچھ بھی نہ تھا نہ پیار اور نہ ہی دولت عارف ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ اس کا والد وفات پا گیا تھا۔

اور اس کی پیدائش کے بعد اس کی ماں بھی چل بسی عارف کو اس کے ماموں نے سنبھالا اور پرورش کی عارف آہستہ آہستہ بڑا ہوتا گیا اور اب وہ چلنے کے قابل ہو چکا تھا اور یہاں تک کہ پڑھنے لکھنے کے قابل ہو گیا اس کا کوئی اور بھائی بہن نہ تھے۔

وہ اکیلا اور تنہا تھا سکول میں داخل ہوا اور استاد کے کہنے سے پہلے ہی اس نے سب کام کر لیا ہوتا ایک دن استاد نے اسے سبق دیا کہ ہمارے نوجوان سپاہیوں کئی قربانیاں دے کر ہمارے ملک کو حاصل کیا دوسرے دن عارف نے اپنے سکول کا کام وقت پر نہ کیا جب استاد نے اس کا کام چیک کیا تو اس نے کام نہیں کیا تھا۔

استاد نے عارف کو سمجھایا کہ اپنے گھر کا کام وقت پر کیا کرو دوسرے دن بھی یہی حال تھا استاد نے پوچھا تو عارف چپ چاپ کھڑا رہا۔

کیا ہو گیا ہے عارف کو اتنا اچھا لڑکا تھا کام کرنے والا تھا اچانک سے اسے کیا ہو گیا کیوں کہ عارف نے ٹھان لی تھی کہ اپنے وطن کی مٹی کے لیے اپنی جان قربان کر دوں گا۔

اب اس کا پڑھائی میں بالکل من نہ لگتا تھا کیوں کہ وہ پاکستانی تھا اور پاکستانی کے خون میں بہت گرمی ہوتی ہے اور عارف کے بھی کچھ جذبے تھے کچھ امنگیں تھیں بہت سے دن عارف کے ایسے ہی گزر رے تو وہ چاہتا تھا۔ کہ آج ہی اس کی آرمی

میں نوکری لگ جائے اور وہ وطن کی خاطر شہید ہو جائے لیکن کیا کرتا اپنی عمر کی وجہ سے مجبور تھا۔

جب بچے کے اتنے جذبات تھے تو ہمارے وطن کے نوجوان کیسے ہوں گے بہت سے دن عارف نے اسی طرح گزارے اسے اب کسی چیز میں دلچسپی نہ تھی سکول میں بھی اسے مار پڑتی اور گھر پر بھی اس کی پٹائی ہوتی۔

اب اس نے پڑھائی ہمیشہ کے لیے چھوڑ دی اب اس کے دل میں ایک ہی خیال تھا کہ کبھی نہ کبھی شہید ہونا ہے اس کی عمر اسی خیال میں بڑھتی رہی کہ میرا سپنا کبھی نہ کبھی ضرور پورا ہوگا اس کے عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اسے یقین ہونے لگا کہ اس کی منزل نزدیک آ رہی ہے۔

اس کی امید پوری ہو رہی تھی عارف کے سپنوں کو حقیقت ملنے والی تھی اب عارف بائیس سال کا ہو چکا تھا صبح اٹھا اور تیار ہو کر نکل پڑا فوجی بننے کے لیے تو ڈی جی خان میں تو فوج کی انٹری نہیں ہوتی تھی اس نے پاکستان کے لیے ارادہ کیا تو اس کے کرائے کے پیسے نہیں تھے عارف نے بہت مشکل سے پیسے اکھٹے کیے کسی نے پانچ دیئے تو کسی نے دس اس نے تو کرنا ہی تھا اس کے نصیب میں جو لکھا تھا۔

عارف کی طرح اور بھی بہت لوگ ہیں جو راہوں میں بھٹک رہے ہیں عارف نے اپنا سفر شروع کیا اور دو گھنٹے بعد اپنی منزل پر پہنچ گیا اس کی باڈی اس کا قد بالکل ٹھیک تھا کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ تھی صرف ایک چیز کی کمی تھی وہ پڑھائی انہوں نے کہا کم سے کم تعلیم میٹرک ہونی چاہئے لیکن کیا کرتا میٹرک تو اس نے سنا ہی پہلی بار تھا۔

جب اس کا دل ٹوٹ گیا اور اس کے سپنے چور چور ہو گئے اس کے جذباتوں کو آگ لگ گئی اور عارف کی ایک بات مجھے بھی نہیں بھولے گی جو اس نے ان لوگوں سے کہی تھی کہ آج میرے تمہارے پیچھے ہوں کل تم لوگ میرے پیچھے ہوں گے ان لوگوں کو یہ بات اچھی نہ لگی اور انہوں نے عارف کو نکال دیا عارف گھر چلا آیا اور سوچنے لگا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور کیا ان پڑھ کر جینے کو کوئی حق نہیں ہے کیوں یار کیوں ایسا کیوں ہوتا ہے اس کا دلا ایسا ٹوٹا کہ کبھی جڑ نہیں سکے گا۔

بنایا تھا ارمانوں کا محل۔
جس میں تیرا بسیرا نہ ہوا
ڈوبا جو خوشیوں کا سورج۔
پھر سے سویرا نہ ہوا

عارف کے دل میں ہمیشہ کے لیے اندھیرا ہو گیا کتنی امیدیں تھیں کتنے جذبے تھے اسی بہانے تو میں نے اپنی پوری زندگی گزار دی جسے پا نہ سکا تھا اسی کے لیے پوری زندگی ترستا رہا تھا آخر یہ ہمارے ملک میں ہے کیا جس سے تعلیم نہیں ملتی اسے نوکری مل جاتی ہے اور جسے تعلیم ملتی ہے اسے بغیر پیسوں کے نوکری نہیں ملتی یہ کوئی زندگی ہے آخر ہمارے ہی ملک میں ایسا کیوں ہوتا ہے اب عارف نے اللہ کی عبادت کرنی شروع کر دی لیکن کچھ کر گزرنے کے جذبے ابھی بھی اس کے دل میں تھے۔

وہ پانچ وقت کی نماز ادا کرتا اور اچھے کام کی رجوع کرتا ایک دن عارف ایک مولوی سے ملا جو مولوی تبلیغ کیا کرتا تھا عارف کی روزانہ اس سے ملاقات ہوتی وہ مولوی اکثر وہی مسجد میں ٹھہرتا اور عارف کو چھی اچھی باتیں سکھاتا ایک دن مولوی نے عارف کو عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد بلایا مولوی نے عارف سے کہا کہ تمہارے دل میں کیا ہے جو تم اتنی گھٹن میں ہو عارف نے کہا کچھ نہیں مولوی صاحب بس ایسے ہی مولوی نے کہا نہیں کچھ تو ہے۔

عارف میں نے دنیا دیکھی ہے اور میں ایک

بندے کو اس کی شکل سے پہچان لیتا ہوں اور مجھ سے
ڈرو مت میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا اور مجھے اپنا
سمجھ کر بتا دو تو عارف نے اسے سب کچھ سچ بتا دیا
کہ میرے دل میں کیا ہے اور میں کس کی خواہش
رکھتا ہوں جب مولوی صاحب نے عارف کی
داستاں سنی تو کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولا۔

عارف بیٹا تم پریشان نہ ہو تم مجھے پہلے یہ
سب بتاتے میں یہ مسئلہ حل کر دیتا عارف کو یقین
نہیں ہو رہا تھا۔

مولوی صاحب یہ کیسے ہو سکتا ہے میرے پاس
تو پیسے بھی نہیں اور نہ ہی میں پڑھا لکھا ہوں

مولوی نے یہ کہا یہ ہی تو مشکل ہے لیکن ابھی تم
سکون سے سو جاؤ اور صبح اٹھ کر چلنے کی تیاری کرو
عارف کی خوشی کی کوئی انتہا ہی نہیں تھی۔

عارف نے اپنا سامان رات کو ہی پیک کر لیا
تھا اور صبح ہونے کا انتظار کرنے لگا اور صبح ہوئی تو نماز
سے پہلے ہی مسجد میں پہنچ گیا اور کہا

چلیں، مولوی صاحب

مولوی نے کہا عارف تو پاگل ہو گیا ہے

عارف نے کہا ابھی تک تو نہیں ہوا لیکن اسی
خوشی میں ہو جاؤں گا

مولوی نے کہا چلتے ہیں نماز تو ادا کر لیں۔

عارف اپنا سامان بھی مسجد میں ہی لے آیا تھا
اس نے باجماعت نماز ادا کی جب نماز ختم ہوئی تو
مولوی کی گاڑی باہر کھڑی تھی مولوی نے عارف کو
گاڑی میں بٹھایا اور چل پڑے عارف سکون سے
سفر کرتا رہا ایک دن اور ایک رات لگ گئے صبح جا کر
یہ اپنی منزل تک پہنچے مولوی صاحب عارف کو فوج
کے کمانڈر کے پاس لے گئے اور کہا

سر یہ نوجوان ہے جو اپنے ملک کی خاطر لڑنا
چاہتا ہے

کمانڈر نے جواب دیا اسے کیا کروں۔

مولوی نے کہا اسے اپنی فوج میں بھرتی کر لیں

کمانڈو نے پوچھا کیا تم لڑو گے ہماری فوج
میں ہماری بات مانو گے ہم جو کہیں گے وہ کرو گے تم

عارف نے کہا کہ سر آپ کا حکم ہماری سر
آنکھوں پہ مولوی کو کمانڈو نے روانہ کیا اور عارف
سے کہا۔

آج سے تم یہی رہائش کرو گے اور آرام سے
رہو گے یہ تمہارے کمرے کی چابی اور کل سے تم اپنی
ٹریننگ شروع کر دو

عارف نے جی سر کا جواب دے کر چابی لی اور
کمرے کا دروازہ کھولا اور رات بھر آرام کیا اور صبح
ہوتے ہی ٹریننگ شروع کر دی۔

عارف نے اتنی محنت سے ٹریننگ کی کے سب
لوگ حیران رہ گئے سخت محنت کرنے پر عارف کی
ٹریننگ چند مہینوں میں ہی ختم ہو گئی کمانڈر کسی کام
کے لیے نوجوانوں کو کہیں بھیج رہا تھا عارف بھی ان
میں شامل تھا سب نوجوان اپنے مشن پر تھے دشمنوں
کا مقابلہ کرنے کا عارف کو موقع مل گیا اور یوں
عارف نے اپنی جان پر کھیل کر جنگ فتح کر لی۔

آخر میں قارئین کو سلام پیش کرتا ہوں آپ
کے پیار کا پیاسا۔ ندیم زنگلائی۔

میر یحان اقصیٰ کے نام

ناراضگی ایسی ہو کہ پیار کم نہ ہو
خیالات ایسے ہوں کہ کبھی غم نہ ہو
دل کے کونے میں اتنی سی جگہ ضرور رکھنا
کہ خالی خالی سا لگے جب ہم نہ ہوں

مبارک حسین آرائیں۔محراب پور

خوفناک ڈائجسٹ، لاہور کے نام

چھوڑ کر تیرا دیدار اور جاؤں کہاں
بن تیرے اور کوئی وقت گزارنے کا سہارا نہیں

محمد فاروق۔رحیم یار خان

فریب یا پیار ہے

تحریر۔ شاہد رفیق سہو کبیر والہ۔ 03008393291

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پیار بھی کیا چیز ہوتا ہے نہ رشتہ نہ ذات نہ عمر دیکھتا ہے ہو جاتا ہے تو بس ہو جاتا ہے مجھے بھی رابعہ سے پیار ہوا تھا مگر کسی نے سچ ہی کہا ہے۔ مت دیکھ کسی کو حقارت کی نظر سے۔ ہو اک چہرا کسی کا دلدار ہوتا ہے۔ وہ تو کسی اور کی تھی میں یہ بھی بھول گیا تھا وہ کسی اور کی دلہن بن بیٹھی ہے مگر میرے دل نے اسے اپنا مان لیا دل بھی کتنا پاگل ہے۔ میں نے اس کہانی کا نام۔ فریب یا پیار ہے۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہو گا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرا نام شاہد رفیق سہو ہے اور میں کبیر والہ کے ساتھ ایک بستی جسو کانویں میں رہتا ہوں
ہم چار بھائی بہن ہیں میں سب سے چھوٹا ہوں میری پیدائش ملتان کے ایک ہسپتال میں ہوئی میری پیدائش پہ بہت خوشی منائی گئی۔ جس ہسپتال میں میری پیدائش ہوئی اس کے ایک ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر نے کہا
یہ بچہ ہمیں دے دو ہماری اولاد نہیں ہے
میرے امی ابو کو کسی چیز کی کمی نہ تھی میں پانچ سال کا ہوا تو سکول میں داخل کروایا گیا پھر میں نے پانچویں تک سکول میں پڑھا۔ پھر میں نے اپنے ابو کے ساتھ کھیتی باڑی میں ہاتھ بٹھانا شروع کر دیا تھا۔
اب میں اصل کہانی کی طرف آتا ہوں وقت آہستہ آہستہ گزرتا گیا اس وقت میری عمر سترہ سال کی تھی میری بہن اور بھائیوں کی شادیاں ہو گئی تھیں
۔
پھر کچھ دنوں بعد میرے ماموں نے اپنے بیٹے کی شادی رکھی جس میں رشتہ داروں نے شمولیت کی اور اس شادی میں میں بھی موجود تھا رات کو مہندی کی رسم تھی صبح گیارہ بجے بارات لے کر لڑکی والوں کے گھر پہنچ گئے لڑکی والے بھی ہمارے رشتہ داروں میں سے تھے۔
تمام رسمیں پوری ہونے کے بعد اب شام ہونے والی تھی ہم دلہن کو لے کر گھر آ گئے باری باری تمام رشتہ دار مرد اور عورتیں دلہن کا منہ دیکھ رہے تھے اب میری باری تھی میں تو دلہن کو دیکھتے ہی اس کا دیوانہ ہو گیا تھا۔
دل تو کرتا تھا دیکھتا ہی رہوں پر امی اور ابو کے مجبور کرنے پر مجبوراً گھر لوٹنا پڑا تھا کیوں کہ سبھی رشتہ دار اپنے اپنے گھروں میں جا رہے تھے کچھ دنوں بعد میرے والد صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی کچھ دن بیمار رہنے کے بعد میرے والد صاحب اس خالق حقیقی سے جا ملے میرے ابو کے بعد میرے گھر کے مالی حالات کچھ خراب ہو گئے تھے۔

چلا گیا یہاں پر دلہن کا چہرا بار بار میری نظروں کے سامنے آ رہا تھا اور اس کی یادیں سانپوں کی طرح مجھے ڈس رہی تھیں۔

دو ماہ بعد فیکٹری والوں نے مجھے چھٹی دے دی اور میں گھر آ گیا سب گھر والے بہت خوش ہوئے مگر جب میں نے اپنے ابو کو نہ پایا تو بہت دکھ ہوا اس کے اگلے دن ہی میں نہا دھو کر اپنے ماموں کے گھر چلا گیا جو ہمارے گھر سے تقریبا دو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا جب میں نے دستک دی تو میرے ماموں کا بیٹا آیا مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور مجھے گھر لے گیا۔

جب میں اندر گیا تو میری نظر اس چاند سے چہرے پر پڑی تو میرا دل باغ باغ ہو گیا اور میں سب کو ملنے کے بعد اس کو سلام کیا اس نے آہستہ سے جواب دیا اور وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

تھوڑی دیر ان کے گھر بیٹھنے کے بعد میں اپنے گھر واپس آ گیا پھر ایک دن ایسا ہوا کہ میں ان کے گھر گیا تو وہ گھر میں اکیلی تھی سلام کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

پھر میں کچھ دیر کے بعد اس کے پیچھے اس کے کمرے میں چلا گیا اس سے میں نے ماموں اور ممانی کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں گئے ہیں اس نے کہا کہ وہ سب کام گئے ہیں۔ میرے دل نے کہا کہ یہ موقع اچھا ہے دل کی بات کرنے کا

میں نے اس سے کہا میں آپ سے پیار کرتا ہوں جس دن سے آپ کو دیکھا ہے اس دن سے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا رات کو نیند نہیں آتی دن کو چین نہیں آتا

میری یہ باتیں سن کر وہ مسکرانے لگی کہنے لگی آپ تب سے مجھ سے پیار کرتے ہو۔

میں نے کہا جب آپ کی شادی ہوئی تھی آپ کو سب دیکھ رہے تھے میں بھی ان میں شامل تھا پر میں اسی دن سے دل ہار بیٹھا مجھے اسی دن سے آپ سے پیار ہو گیا ہے۔

پھر وہ گہری سوچ سوچنے کے بعد بولی تم میرے جسم سے پیار کرتے ہو یا ٹائم پاس کرنا چاہتے ہو یا پھر سچی محبت کرتے ہو۔

میں نے جواب دیا۔ میں آپ سے سچی محبت کرتا ہوں میں ہمیشہ آپ کا بن کر رہنا چاہتا ہوں۔

اس نے کہا مجھے ایک موبائل دو جس کے ذریعے میں آپ کو جواب دوں گی

پھر میں نے اسے موبائل دے دیا اور میں خوشی خوشی گھر آ گیا شام کو اس نے مجھے کال کی اور اس نے کہا میں بھی تم سے پیار کرتی ہوں۔

اس کے بعد ہماری باتیں موبائل پر ہوتی رہیں کوئی دن کوئی وقت کوئی پل ایسا نہیں گزرتا تھا جب ہماری بات نہ ہوتی تھی ہم نے عہد کئے کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ ہمیشہ رہیں گے۔

پھر ایک دن ایسا آیا کہ اس کے شوہر نے اس کے پاس موبائل دیکھ لیا اس کے خاوند نے پوچھا یہ موبائل کس سے لیا ہے اس نے کہا کہ شاہد سے لیا تھا میں نے اپنی دوستوں سے بات کرنی تھی۔

اس نے کہا اسے موبائل واپس کرو پھر اس نے مجھے بتایا کہ میرے خاوند نے مجھے موبائل واپس کرنے کو کہا ہے

میں نے کہا چلو دو دن کے لیے دے دو

پھر میں نے اس سے موبائل لے لیا اور اسے آن ہی رکھا دو دن اس کے نمبر پر کالز آتی رہی پھر میسج آنے شروع ہو گئے

جان بات کرو کیا بنا جان بات کرو

یہ پڑھتے ہی میرے تو پاؤں تلے سے زمین نکل

گئی کہ یہ کیا ماجرا ہے۔

اور پھر مجھے اس سے نفرت ہونے لگی مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوا کہ جس لڑکی کو میں نے اپنا مانا اس سے سچا پیار کیا اس نے ہی بے وفائی کی پھر کچھ دنوں بعد وہ اپنے میکے گئی

ادھر اس نے اپنی بہن کے نمبر سے مجھے کال کی تو میں نے اس سے پوچھا کہ میرا کیا قصور تھا تم نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی اور مجھ سے جھوٹے پیار کا ناٹک کیا۔ پھر مجھ سے قسمیں اٹھانے لگی کہنے لگی

ایک دن میں نے اپنی ایک سہیلی کا نمبر ڈائل کیا تو وہ آگے سے کسی لڑکے کا مل گیا پھر وہ مجھے تنگ کرنے لگا اور اس نے کہا۔

تم میرے ساتھ فرینڈ شپ کر لو میں نے اس سے فرینڈ شپ کر لی اور بہت سی باتیں ہوئی مجھے یقین دلانے کے لیے رونے لگی۔

پھر اس نے میری بات اپنی بہن سے بھی کروائی کہ آپ شاہد سے بات کرو اور اسے سمجھاؤ کہ میں اس کے بغیر اب نہیں رہ سکتی۔

اس کی بہن نے کہا بھائی آپ رابعہ کو معاف کر دو وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہے اس سے غلطی ہوگئی ہے لیکن میرا دل نہ مانا کیوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا اور کانوں سے سن لیا تھا۔

خیر دو دن بعد اس کی بہن نے پھر مجھے کال کی بھائی شاہد آپ اس سے ایک بار میرے کہنے سے صلح کر لو میں مان گیا اور پھر اس نے میری بات رابعہ سے کروائی میں نے کہا

رابعہ مجھے ایک بار ملو

اس نے کہا نہیں مجھے ڈر لگتا ہے میں آپ سے نہیں مل سکتی

پھر میں نے چار پانچ بار اسے مجبور کیا کہ مجھے ملو

اس نے کہا اچھا ملوں گی۔

میں جب بھی کہتا وہ مجھے ہر بار کوئی بہانہ بنا کر ٹال دیتی تھی

اس بات کو پانچ ماہ گزر گئے مگر اس نے میری بات نہ مانی ایک دن اس کی کال آئی کہنے لگی کہ میں بہن کے گھر ملتان جا رہی ہوں تم وہاں آجاؤ مجھے ملنے میں وہاں پہنچا تو وہ میرے پاس پانچ منٹ کھڑی رہی اس کے بعد اس نے کہا

مجھے ڈر لگ رہا ہے میں جا رہی ہوں

اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ پھر میں اپنے گھر واپس آ گیا۔ اور میں نے دل سے فیصلہ کر لیا کہ آج کے بعد اس کا نام بھی نہیں لینا

اس بات کو تین ماہ گزر گئے ہیں نہ میں نے اسے دیکھا نہ ہی اس نے فون پر بات کی ہے۔

قارئین آپ ہی بتائیں میں نے ٹھیک کیا یا غلط اب پھر وہ مجھ سے موبائل مانگ رہی ہے لیکن اس کے کیئے گئے فریب اسے مجھے ڈر لگتا ہے کہیں پھر فریب نہ کرے۔

دل اداس ہی رہتا ہے اور ہر طرف مجھے تنہائی ہی محسوس ہوتی ہے۔

قارئین مجھے اپنے آراء سے ضرور نوازیے گا

سنگدل سے وفا کئی تمخار کی
بے وفا سے وفا کئی تمنا کی
خفا رہا سارا جہاں مجھ سے
ہرجائی سے ساتھ نبھانے کی تمنا کی
دل ٹوٹ گیا پھر بھی چاہتا رہا اس کو
اس سے وعدہ وفا کئی تمنا کی
مجھے معلوم تھا تو چھوڑ جائیے گا
پھر بھی دل نے اپنا بنانے کی تمنا کی
دل روتا ہے اسے یاد کر کے
مجھے شاید اسے یوں چھوڑ جانے کی تمنا کی

مقصود احمد۔ شہر باندھی

غموں سے سجی زندگی

۔۔تحریر۔عتیق احمد ملک۔جنڈنوالہ بھکر

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک ایسی کہانی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں جو ہمیشہ آپ کے دلوں میں تازہ رہے گی میں نے اس کہانی کا نام۔غموں سے سجی زندگی۔رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی کلیم نے جسے چاہا جسے پیار کیا وہ اس کی نہ ہو سکی تو اس نے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا کہتے ہیں جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے مگر اس کی ابھی زندگی اسے جواب نہیں دے رہی تھی وہ زندگی اور موت کے منہ میں پھنسا ہوا تھا۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

زندگی کے نشیب وفراز میں ایسے لمحے بھی آتے ہیں جب زندہ رہنے کی تمام تر امیدیں دم توڑ دیتی ہیں ہجر فراق جدائیاں تنہائیاں محرومیاں زندگی کا حصہ لگنے لگتی ہیں۔
حسرتوں خواہشوں اور آرزوؤں کی شام ڈھل جاتی ہے ایسے میں انسان کسی کو اپنی زندگی سمجھ کر اس کے ساتھ جینے لگ جاتے اور وہ شخص اس سے منہ پھیر لے تب انسان محرومیوں کی گہری وادیوں میں اتر جاتا اور بد قسمتی سے ... کے بل ایسے گرتا ہے ... اپنے ہی ہاتھوں زندگی کا خاتمہ کر لیتا ہے یوں کہ بجائے اس کے زندہ رہ کر ... حیات کی آبلہ پا تپتی زمین پہ چلا جائے یہی ایک راستہ انسان کے پاس بچتا ہے جو وہ زندگی سے روٹھ کر مجبوراً اختیار کر لیتا ہے اور ایک ایسی دنیا میں جا بستا ہے جہاں سے کوئی لوٹ کر نہیں آتا۔
ایسی ہی ایک دکھوں اور غموں سے لبریز داستان پیش خدمت ہے جو مدتوں قارئین کے دل میں نقش رہے گی۔
کلیم ایک مڈل کلاس بھالی بھالی شکل وصورت کا مالک نوجوان لڑکا تھا جس کا بچپن سے جوانی تک کا سفر آہ و سسکیوں بھرتے اور حالات کا سامنا کرتے ہوئے گزرا یوں کہا جا سکتا ہے کہ بے حسی بے بسی بے کسی اور لاچارگی کی کیفیات کو ایک ہی سانچے میں ڈھال کر دیکھا جائے تو کلیم کی معصوم سی صورت نظر آتی ہے جسے دیکھ کر پتھر دل انسان بھی رو پڑے اور اس کی زندگی کی دعا مانگنے لگے۔
مگر کسی کو کیا معلوم کہ جسکی سانسیں رک رک کر چل رہی ہیں وہ خود ہی مرنے کی تمنا کیئے ہوئے ہے یہ دنیا بھی کتنی عجیب ہے جو مرنا چاہتا ہے اسے مرنے نہیں دیتی اور جو جینا چاہتا ہے اسے جینے نہیں دیتی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب کلیم کالج سے آ کر اپنے درو دیوار پہ لگی اپنے والدین کی تصاویر

چھانے لگتی اس کی آنکھیں ماں باپ کی جدائی پر خون اگلتی وہ دیر تک سکتے کی حالت میں پڑا گم ہو جاتا وہ بھی کیا دن تھے جب زندگی سکون و آرام سے گزر رہی تھی مگر پھر نا جانے ان خوشیوں کا کس کی نظر لگ گئی تھی۔

اس کا گھر غموں کے سائے تلے دب گیا دراصل اس کے ماں باپ ایک حادثے میں دنیا چھوڑ گئے تھے اور اب وہ تنہا رہ گیا تھا۔

تقدیر کے اٹل فیصلوں کے آگے اس کی ایک نہ چلی اگر اس کے بس میں ہوتا تو وہ اپنی زندگی کے ایام اپنے والدین کے نام لکھ دیتا مگر ایسا کہاں ممکن تھا۔ اب وہ اپنے گھر کی چار دیواری میں چھپی ماضی کی ان گنت تلخ یادوں اور اپنی حیات سے وابستہ محرومیوں سے تنگ آ چکا تھا کوئی دوست کوئی مسیحا نہیں مل رہا تھا جو اس کا درد بانٹ لے اس کے درد کو دل سے کھینچ لے جائے اور پھر سے اس کو نئی زندگی سے متعارف کروائے۔

مگر یہ دنیا بہت بے درد اور ظالم ہے اگر کوئی ڈوب رہا ہو تو طنز اس پہ ہنستی ہے مگر طرح طرح سے اس کو تکلیف پہنچانے کی جسارت کرتی ہے یہ اس کی زندگی کے وہ لمحات تھے جب وہ جینا چاہتا تھا دو پل کی خاطر در در بھٹک رہا تھا شاید کوئی اسکے سر پہ پیار و محبت سے ہاتھ رکھ کر اسے بیٹا کہہ کر پکارے اسے نئی رتوں کا پیغام دے اور نئی منزلوں سے آشنا کروائے

یہ محض اس کی سوچ تھی جو اس کے زخموں پہ مرہم کا کام کر رہی تھی

کلیم کا ایک ہی چاچا تھا جس کی شادی ہو چکی تھی اس نے کلیم کے والدین کی وفات کے بعد تمام تر زمینیں اور کاروبار پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی دسترس سے ناطہ توڑ کر اسے دنیا کی نظر میں لاوارث رتبہ دلوا دیا تھا۔

یوں کلیم انجان سی بندشوں کو حصار میں پھنس کر جوان تو ہوا مگر ابھی تک اس کی زیست کے آنگن میں خوشی و مسرت کے پھول نہ کھل تھے وہ کسی اجڑے نگر کا ایک باسی کی طرح تھا جس پر حسرت و یاس کی ایسی خزاں چھائی ہوئی تھی کہ وہ کسی اجڑے چمن میں ویران شجر کی مانند تھا۔

ان کربناک لمحات میں چاندنی اس کے لیے زندگی بن کر آئی وہ درد ماضی کو بھول گیا تنہا ہونے کا احساس جو اسے ستائے رکھتا تھا۔ اب محسوس ہی نہیں ہو رہا تھا کہ وہ جب بھی چاندنی کو دیکھتا ہے اس کی دھڑکنیں تیز ہونے لگتی ہیں اس سے اپنائیت کا احساس پیدا ہوتا ہے دل چاہتا ہے کہ اسے بار بار دیکھیں دل میں ایک لطیف سا مزہ اور میٹھا میٹھا سا درد جاگنے لگا۔

پھر تھوڑی سی گھبراہٹ اور بے چینی محسوس ہونے لگی تب کلیم کو محسوس ہوا کہ اسے چاندنی سے محبت ہو گئی ہے اب وہ اس کے بن اک پل بھی نہیں رہ سکتا تھا تب اس نے چاندنی سے محبت کا اظہار کرنا چاہا لیکن کر نہ پایا انوکھا سا ڈر اس کے دل میں طاری ہو جاتا اور اس کی زبان پر چپ لگ جاتی۔

یہ سوموار کا دن تھا ہلکی ہلکی سی بارش نے موسم سوگوار بنا دیا تھا معمول کی طرح چاندنی آج بھی اپنی چھت پر بیٹھی ہوئی تھی اس نے اپنے بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے اور خوش مسرت سے کچھ گنگنا رہی تھی کلیم بھی موسم انجوائے کرنے اپنی چھت پہ چڑھا گیا تھا چاندنی کو دیکھتے ہی اس کا دل مچلنے لگا تھا اس کی آنکھوں کی تشنگی بجھ رہی تھی یقیناً وہ کسی حور سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ جب اس کے دل میں درد کی شدت بڑھنے لگی تو چاندنی کو اظہار محبت کے عنوان سے ایک خط لکھنا شروع کر دیا جس کی عبارت درج ذیل ہے۔

میرے دل کی ملکہ سلام محبت۔

آج نہایت مجبور ہو کر اپنے دل کی باتوں کو الفاظوں کا روپ دے رہا ہوں امید ہے دل کو سہارا ضرور ملے گا۔ جب سے تمہیں دیکھا ہے دل تیرا دیوانہ ہو گیا ہے پہلی مرتبہ اپنی زندگی سے وابستہ محرومیوں اور غم حیات کی تلخیوں سے چھٹکارا حاصل ہوا ہے میرے اندر تم رہنے لگی ہو میرے خوابوں میں خیالوں میں اور سوچوں میں تم ہی ہو تمہیں یاد کرنے سے دل کو سکون میسر آتا ہے اور تم ہی جینے کا سہارا لگنے لگی ہو۔

چاندنی میں دیوانوں کی طرح تمہیں چاہنے لگا ہوں کہتے ہیں جب کوئی سانسوں میں مہک بن کر رہنے لگے تو محبت کا آغاز ہوتا ہے اگر یہی محبت ہے تو پھر سنو مجھے تم سے محبت ہے امید کرتا ہوں مجھے تم محبت کا جواب محبت سے دو گی۔۔

جواب کا منتظر کلیم

۔

خط لکھ کر کلیم نے جیب میں ڈال لیا اور موقع دیکھتے ہی اس نے وہ خط چاندنی کی جانب اچھال دیا چاندنی اپنے خیالوں میں گم تھی خط اس کے قدموں میں جا کر گرا وہ اچانک چونک گئی

جب اس نے ادھر اُدھر دیکھا تو سامنے چھت پر کلیم کھڑا مسکرا رہا تھا۔ چاندنی خط اٹھا کر چھت سے نیچے اتر گئی اور کلیم وہی کھڑا سوچوں میں کھو گیا۔ اگلے دن جب وہ چھت پر گیا تو اسے ایک لفافے میں پڑا ایک خط ملا جسے اس نے فی الفور پڑھنا شروع کر دیا جس کی عبارت کچھ یوں تھی۔

ڈیئر کلیم آداب عرض۔

محبت کے جو راستے ہیں وہ بہت دشوار ہیں پل پل کے ملن اور رفاقتوں کے بعد یہی محبت جنون میں بدل جاتی ہے اور جنون کی صورت میں محبت کا دوسرا روپ انسان پر اپنا اثر چھوڑنا شروع کر دیتا اسے سوائے اپنے محبوب کے کچھ نظر نہیں آتا اس لیے میں روگ محبت میں سرشار ہو کر اپنی منزلیں کھو بیٹھو جسے حاصل کرنے کی جستجو برسوں سے کر رہی ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ میرا ڈاکٹر بننے کا سپنا پیار محبت کے چکروں میں پھنس کو ادھورا رہ جائے میری آنکھوں میں میری منزلوں کے علاوہ دنیا کا کوئی انسان نہیں بستا اس لیے میری مانو تو تم بھی محبت سے دور ہو جاؤ

۔

اچھے اور خوبصورت راستوں کا انتخاب کرو جو تمہیں اچھا بنا سکیں ورنہ محبت کی راہوں میں تو انسان اپنا آپ بھی کھو بیٹھتا ہے نت نئے زخم اس طرح سے مجروح کر دیتے ہیں ان کی تاب نہ لاتے ہوئے انسان زندہ رہ کر بھی زندہ نہیں ہوتا۔ یقیناً تم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو گے

اور ہاں آج کے بعد میں تمہیں چھت پر تو کیا کہیں بھی نظر نہیں آؤں گی تاکہ آپ کی محبت جنون میں نہ بدل جائے میں تمہیں ٹھکرا نہیں رہی ہوں بلکہ نصیحت کر رہی ہوں تاکہ تم اپنے دل کو سمجھاؤ اور اپنی اصلاح کر لو۔۔

واسلام چاندنی

۔

جوں ہی خط کی تحریری ختم ہوئی کلیم کے دل پر ایک زبردست ٹھیس لگی وہ اٹھتے ہوئے درد کو دبانے کی کوشش کرنے لگا مگر ناکام رہا اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم سے روح نکال لی ہو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی وہ یوں چھت سے نیچے آ گرا جیسے اڑتی ہوئی چڑیا پر کوئی تیر چلاتا ہے اور وہ اس کے نشانے کی زد میں آ کر زمین پر ڈھیر ہو جاتی ہے۔

کلیم کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ہسپتال کے کمرے میں پایا اس کے چچا اور چاچی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اسے دیکھتے ہی کلیم

کی آنکھوں میں آنسو آ گئے آج اتنے سے بعد اس کے چچا کے دل میں ہمدردی پیدا ہوئی تھی ڈاکٹر نے کہا اسے کوئی بڑا صدمہ پہنچا ہے جس کی وجہ سے اس کے دل پر اٹیک کے معمولی جھٹکے لگے ہیں

اگر مناسب دیکھ بھال کی وجہ سے علاج نہ کراو یا تو اس کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔

کلیم کا چچا اسے اپنے گھر لے آیا تھا شاید کہ وہ اسے بچانا چاہتا تھا موت کے منہ سے نکالنا چاہتا تھا مگر اب کلیم کا دل اس دنیا سے اٹھ گیا ہے وہ سکون سے مرنا چاہتا ہے جیسے چاہا جیسے زندگی سمجھا جب اس نے ہی ٹھکرا دیا تو زندہ رہنے کا کیا فائدہ۔ کسی کے ہجر میں جل کر روز تھوڑا تھوڑا مرنے سے یہی بہتر ہے کہ ایک دفعہ ہی سانس نکل جائے کیوں کہ اب اس میں اتنی سکت ختم ہو چکی تھی کہ وہ مزید زندہ رہے مزید دکھوں سے آشنا ہو

اس زمین پر بسنے والے لوگ بھی کتنے عجیب ہیں کہ اب جب کوئی مرنا چاہتا ہے تو ہمدردیاں جتانا شروع کر دیتے ہیں جب کوئی جینا چاہتا تو تب کسی نے سہارا ہی نہیں دیا کتنی سنگ دل دنیا ہے۔

قارئین کرام کلیم آج بھی بستر مرگ پر پڑا ہوا ہے جب اسے کوئی تکلیف ہوتی تو اس کا چچا فورا ڈاکٹر کو بلا کر اسے ویکسین لگوا دیتا۔

آپ سب تو دوستوں سے التماس ہے کہ کلیم کے لیے دعا کریں کہ اسے سکون سے موت ہو جائے کیوں کہ اس کی حالت اس طرح ہو چکی ہے کہ وہ ہر گھڑی سسکتا اور تڑپتا رہتا ہے۔ اس کا مردہ چہرہ دیکھنے کے قابل نہیں رہا اس طرح کی زندگی سے بہتر تو موت ہے امید ہے آپ سب میری بات سے اتفاق کریں گے۔

آخر میں اجازت چاہتا ہوں اور اس حقیقت کو کس طرح سے کس حد تک الفاظ کا روپ دے کر لکھنے میں کامیاب ہوا ہوں آپ کی قیمتی آراء کا منتظر رہوں گا

پانچ چیزوں کی حفاظت کرنا

محفل میں زبان کی ...... بازار میں آنکھ کی ...... نماز میں دل کی ...... دسترخواں میں پیٹ کی ...... نگاح میں حیا کی ......

واجد محمود۔ مانسہرہ کیمپ

مجھے تم چھوڑ مت دینا!

ہزاروں دوریاں ہیں پر ...... یہ رشتہ توڑ مت دینا ...... میرا چہرہ بھلا دینا ...... میری یادیں بچالینا ...... جو لمحے درد دیتے ہوں ...... انہیں بے شک بھلا دینا ...... جو لمحے آس دیتے ہوں ...... انہیں دل سے لگا لینا ...... کہیں بھی دور رہ لینا ...... بہت مجبور رہ لینا ...... مگر اس دوری کو تم ...... بہانہ مت بنا لینا ...... تعلق توڑ مت دینا ...... مجھے تم چھوڑ مت دینا ......

اسد علی ظفر۔ انجرا آر ایس

تیرا درد!

تیرا درد تھا، تیری یاد تھی
میں جہاں رہا! میں جدھر گیا!
میرا دن تو یونہی گزر گیا!
جونہی شب ہوئی میں بکھر گیا!
اس بادل کا میرے یار سے
بڑا ملتا جلتا مزاج تھا!
کبھی ٹوٹ کے یہ برس گیا
کبھی بے رخی سے گزر گیا!
مجھے ڈھونڈے گا وہ گلی گلی
تو خبر ملے گی میں مر گیا!
ابھی تنگ ہے وہ میرے نام سے
میرے بعد راہ میں دوستو!
وہ تمہیں کو روک کے پوچھے گا
کہ! کہاں ہے وہ؟ کدھر گیا!

اسد علی ظفر۔ انجرا آر ایس

مشہور و معروف شاعرہ کشور کرن کی ذاتی شاعری

غزل

ساحل پہ رہتے پنچھی تو اترانا چھوڑ دے
اگر جان ہے پیاری تو ساحل پہ آنا چھوڑ دے
تو مست ہوا میں اڑتا ہے بڑی اونچی ہے پرواز تیری
آجائے جو میرے پنجرے میں تو پر پھیلانا چھوڑ دے
تو اک آزاد پنچھی ان لہروں سے تیرا کیا رشتہ
ان لہروں میں بہہ جاؤ گے یہاں آنا جانا چھوڑ دے
گہرائی میں اس کی پتھر ہیں تو کیوں اس کا دیوانہ ہے
پتھر بھی موم نہیں بنتے تو دل لگانا چھوڑ دے
تیرے اندر جو شعلے ہیں جوش جنون کے
جرم الفت میں یوں سب کی نظروں میں آنا چھوڑ دے

نظم

میں تیری آنکھ کے آئینے میں اپنی تصویر دیکھنا چاہتی ہوں
تم بن جاؤ ان ہاتھوں کی لکیروں میں
اب میں اپنی لکیروں میں تقدیر دیکھنا چاہتی ہوں
تم خواب نہیں حقیقت بن کے ملو
اب میں اپنے ان خوابوں کی تعبیر دیکھنا چاہتی ہوں
تم میری زندگی میں اپنے پیار کی مہر لگا جاؤ
پھر میں اس ظالم دنیا کی آخیر دیکھنا چاہتی ہوں
تم اپنے پیار کے پنجرے میں جو قید رکھو تو خوش ہوں میں
تیرے پیار کی اپنے پیروں میں زنجیر دیکھنا چاہتی ہوں

غزل

پھولوں نے ہاتھ زخمی کیے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں
جب اپنوں نے ٹھکرا دیا غیروں سے شکوہ کیا کریں
ہم پنچھی تھے آزاد فضا کے اپنوں نے ہم کو قید کیا
پر کاٹ کے ہم کو آزاد کیا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں
ہم آگے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے مڑ کر دیکھا نہ تھا
جب منزل ہم سے دور ہوئی رستوں سے شکوہ کیا کریں
نہ واقف تھے ساگر کی گہرائی سے آنکھیں بند کر کے کود گئے
موجوں نے ہم کو اچھال دیا سمندر سے شکوہ کیا کریں
اس چمن سے ہم نے پھول چنا پھولوں سے الگ وہ لگتا تھا
اس پھول نے ہی لب زخمی کیے اب چمن سے شکوہ کیا کریں
ہم تنہا تھے تنہا ہی رہے کرن کسی اپنے نے اپنایا نہیں
کسی اپنے کا نہ ساتھ ملا تنہائیوں سے شکوہ کیا کریں

غزل

اے ساگر دل کی یہ حسرت ہے مجھے اپنی تو گہرائی دے
تیری لہروں میں بہنے نہ دینا مر جاؤں گی نہ جدائی دے
تیرے نام کی زندگی جی لوں گی
تیری آنکھ سے آنسو پی لوں گی
اس دنیا میں مجھے تیرے سوا اب اور نہ کچھ بھی دکھائی دے
ان لبوں سے تیرا نام صنم کہیں چھین نہ لیں دنیا والے
تو میرا ہے میں تیری ہوں کبھی آ کر یہ گواہی دے
مرنے سے پہلے اے جانم حسرت یہ پوری کر دینے
سینے سے لگا کر وعدہ کر تو میرا ہے سچائی دے
دنیا میں اپنوں تو ساتھ رہے کبھی مجھ سے الگ نہ ہو جانا
مر جاؤں تو قبر کی تختی پر تیرا ہی نام دکھائی دے

(کشور کرن، پتوکی)

تنہا کر گئی

تحریر۔ کامران۔ تنجوال کینٹ۔ بلال کالونی۔ اٹک

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
دوستو میں آپ کی خدمت میں ایک پیار کرنے والے کی کہانی لے آیا ہوں کتنا صاف دل تھا کامران اور بے وفا سمیرا سے پیار کر کے کتنا ٹوٹ چکا تھا اس نے ہر وقت ہر پل اسی کے بارے ہی سوچا تھا مگر وہ بے وفا تھی بے وفائی کر گئی خود غرض لڑکیاں اپنی ضرورت کی خاطر کسی کو محبت کے چکر میں پھنسا کر اپنا مطلب پورا ہونے کے بعد چھوڑ دیتی ہیں یہ بھی ایسی ہی کہانی ہے جس کا نام ہے تنہا کر گئی امید ہے پسند آئے گی۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرا نام کامران ہے اور میں چھوٹی سی کالونی اٹک کے ساتھ تنجوال کینٹ میں محلہ بلال کالونی میں رہنے والا ہوں میرا ایک بڑا بھائی اور ایک بڑی بہن ہے میں ان سے چھوٹا ہوں میرا ابو محنت مزدوری کرتے ہے میرے ابو نے مزدوری کر کے ہم تینوں بہن بھائیوں کو پڑھایا ہے تاکہ ہم ان کی طرح مزدوری نہ کریں۔ پڑھ لکھ کر بڑے آدمی بنیں لیکن ہم ان کی خواہشوں پر پورا نہ اتر سکے میں نے ساتویں کلاس میں ہی چھوڑ دیا تھا اور بڑے بھائی نے تیسری میں سے چھوڑ دیا اب ہم بھی اپنے ابو کی طرح مزدوری کرتے ہیں بڑے بھائی کو ابو نے گھر سے نکال دیا ہے کیوں کہ وہ برے لوگوں کے ساتھ مل کر نشہ کرنے لگ گیا تھا ابو نے اسے لیکن وہ نہ سمجھا۔ آخر کار تنگ آ کر ابو نے اسے گھر سے نکال دیا اور سسٹر کی شادی ہوگئی ہے اور اب میں اپنے ماں باپ کا سہارا ہوں اگر کوئی اچھا خاندان اور شریف لوگ مل جائیں تو شادی کرنا چاہتا ہوں۔

اپنا مکان بنایا ہے خود مزدوری کر کے قارئین جو مجھ پر بیتی ہے اگر وہ کسی اور پر بیتی ہوتی تو کیا ہوتا میری ایک الگ کہانی ہے جو میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں میری آپ سے التجا ہے۔ اگر زندگی میں خوش رہنا چاہتے ہو تو کبھی کسی سے محبت نہ کرنا مجھے نفرت ہو گئی ہے محبت کے نام سے تو سنو دوستو میری کہانی۔ جب میں پندرہ سال کا تھا تو مجھے نہیں پتہ تھا کہ محبت کیا ہوتی ہے ایک دن ایسا ہوا کہ اچانک سے میرے گھر میری خالہ کی بیٹی اور اس کی بہن کی بیٹی آئی میری خالہ کی بیٹی جو کہ میری کزن ہے اس کا نام شمیم ہے کہنے لگی۔ کامران ہم نے اپنی بہن کی بیٹی یعنی کہ اپنی بھانجی سمیرا کو موبائل لے کر دیا ہے تو ہمارے پاس سم نہیں ہے تم ہمیں ایک سم دو بعد میں واپس کر دیں گے میں نے سوچے سمجھے بغیر اس کو سم دے دی۔ اور وہ چلی گئی اور پھر میں بھی کچھ دنوں کے بعد اسلام آباد چلا گیا کیونکہ یہاں کام نہیں تھا وہاں جا کر میں نے اس کے نمبر پر ایک میسج کیا

وہ بہت خوش ہوئی کیونکہ ابھی تک وہ نادان تھی بارہ تیرہ سال کی تھی ابھی تک وہ جوانی چڑھ رہی تھی۔ میں دو دن بعد اسلام آباد سے بھاگ آیا کیونکہ میرا دل وہاں نہیں لگتا تھا۔ اور پھر کچھ دنوں کے بعد اپنے ماموں کے ساتھ کام کرنے لگا اس کا اپنا ٹرالی ٹریکٹر تھا اور میں دل لگا کر کام کرنے لگا اور پھر ایک دن میں نے ثمیرا کے نمبر پر میں کا لوڈ بھیج دیا۔ اس نے جب دیکھا تو بہت ناراض ہوئی اور مجھے میسج کیا کہ تم نے مجھے کیوں لوڈ کیا تو میں نے اسے معافی مانگی کہ آج کے بعد میں نہیں بھیجوں گا تو اس نے کہا کہ میں تمہارے گھر جا کر بتاتی ہوں کہ آپ کے بیٹے نے مجھے لوڈ بھیجا ہے میں نے اسے پھر معافی مانگی تو اس نے کہا کہ ایسا نہ کرو تو مجھے اس سے محبت ہوگئی۔ پھر ہم روز ایک دوسرے سے ڈھیروں باتیں کرتے میسج پر اور اسی طرح ہم نے ایک ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں وہ مجھ سے فون پر بات نہیں کرتی تھی اسی طرح وقت کا پتہ نہیں چلا اور ایک سال گزر گیا اور اس وقت میں ڈرائیور بن گیا تھا۔ مجھے ٹریکٹر ٹرالی چلانی آ گئی تھی روز ہزاروں باتیں کرتے تھے ہم کوئی ایسا دن نہیں آیا ہماری زندگی میں جو ہم نے اس دن بات نہ کی ہو ہم ناراض بھی ہو جاتے اور پھر راضی بھی ہو جاتے میں اپنی خالہ کے گھر برف کے بہانے جاتا تھا اور اس کو بھی دیکھ آتا تھا وہ وہاں آئی ہوئی تھی اسی اس سے بات بھی کرنے لگا پھر میری خالہ کی بیٹیوں کو شک ہونے لگا۔ اچانک ایک دن ثمیرا مجھے میسج کر رہی تھی تو اس کی خالہ نے دیکھ لیا تو اس سے موبائل لے لیا اس کے بعد ثمیرا نے مجھے کال کی کہ میرا موبائل پکڑا گیا ہے اور کہا کہ میں تم سے پیار کرتی ہوں تم پر جیتی مرتی ہوں مجھے کبھی مت چھوڑنا۔ تو مجھ میں اور بھی حوصلہ آ گیا پھر اس کے بعد میں ایک گاڑی کے ساتھ چلا گیا اور وہ بھی چوری اپنی خالہ کے نمبر سے مجھ بات کرتی تھی اور خوش ہوتی تھی اس کے بعد عید والے دن وہ میرے گھر آئی میں نے اس کو عیدی بھی دی اور عید بھی ملا تھا۔ اور یوں ہمارا پیار بڑھتا گیا اس کے بعد میں واپس گاڑی میں نہیں گیا تھا میں یہاں ہی کام کرنے لگا تھا اس کے بغیر میرا دل نہیں لگتا تھا۔ پھر میں نے اپنی بہن نرگس سے کہا کہ یہ موبائل ثمیرا کو دے آؤ تو وہ چلی گئی اور اسے دے آئی پھر ثمیرا روز باتیں ہونے لگیں رات بارہ یا ایک بجے تک ہم سوتے نہیں تھے۔ ہمارے گھر کے ساتھ ریلوے ٹریک ہے میں وہاں جا کر بیٹھ جاتا تھا اور اسے باتیں کرتا تھا۔ پھر ایک دن میرے ماموں کی بیٹی فوت ہوگئی تو وہ وہاں پر آئی ہم ملے بھی اور باتیں بھی کیں پھر وہ چلی گئی اس کا گھر ہمارے گھر سے ایک کلومیٹر فاصلے پر ہے ایک دن میں نے اسے ملنے کے لیے کہا تو اس نے کہا کہ میں تو لڑکی ہوں نہیں آ سکتی تم آؤ ملنے تو میں چلا گیا رات کو ساتھ بجے ہماری بجلی چلی جاتی تھی تو میں نے اسے کہا کہ تم رات کو ساتھ بجے گھر کی اس سائیڈ کو آنا میں وہاں آؤں گا۔ جب وہ مجھ سے ملنے آئی تو میرا دل دھڑکنے لگتا تھا وہ آئی ملنے اور دو منٹ میرے ہاتھ پر پیار کیا تو شرما کر بھاگ گئی اس طرح ہم روز تین یا چار دن بعد ملتے تھے اور قسمیں وعدے کرتے تھے ایک ساتھ جئیں گے اور ایک ساتھ مریں گے۔ ہمیں تو خبر تک نہ تھی کہ جدائی کیا ہوتی ہے اس طرح اچانک ثمیرا سے یہ والا موبائل بھی پکڑا گیا یہ میسج کر رہی تھی مجھے تو اس کی خالہ نے دیکھ لیا اور اس سے موبائل لے لیا تو اس نے مجھے کسی کے موبائل سے فون کیا اور کہا کہ تمہاری جان سے موبائل لے لیا گیا ہے میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتی۔ میں نے کہا کہ تم آج رات سات بجے وہاں آ جانا جہاں ہم روز ملتے ہیں تو تمہیں دوسرا موبائل مل جائے گا میں اس وقت ثمیرا کے چاچو کے ساتھ مونگ پھلی کا کام کر رہا تھا میں چھ بجے وہاں سے بھاگ آیا اور سات بجے ثمیرا کو مل کر موبائل دیا۔ اس نے مجھے سینے سے لگایا اور اتنا پیار

کیا کہ جیسے ایک بیوی اپنے شوہر سے کرتی ہے پھر میں واپس آ گیا اور دوسرے دن وہ موبائل مجھے مل گیا جو سمیرا سے لیا گیا تھا۔ تو میں اگلے دن پھر اسے ملنے گیا تو وہی موبائل سمیرا کو پھر دے آیا پھر ایک دن میں جمعہ کی نماز ادا کرنے گیا تو وہاں میرے ساتھ سمیرا کا بھائی بھی تھا اس نے بھی نماز ادا کی وہ سب کچھ جانتا تھا کہ میں اور سمیرا ایک دوسرے سے بے حد پیار کرتے ہیں اس نے مجھے کہا یار مجھے کیمرہ چاہئے میں نے اپنی تصویریں بنانی ہیں۔ میں نے کہا اگر میرے یار کی تصویریں بھی بنائے گا تو کیمرہ مل جائے گا اس نے کہا ٹھیک ہے پھر میں نے اسے کیمرہ لے کر دیا تو وہ سمیرا کی تصویریں بنا رہا تھا کہ سمیرا کی چاچی نے دیکھ لیا اور جا کر سمیرہ کی امی کو بتایا سمیرا تصویریں بنوا رہی ہے۔ سمیرا کی امی فوراً ہمارے گھر مجھے دیکھنے آ گئی کہ میں گھر پر ہوں یا نہیں سمیرا کے بھائی کا نام قاسم ہے ہمارے گھر آیا اور کیمرا پھینک کر فوراً بھاگ گیا وہ امی سے ڈرتا تھا اس ٹائم وہ اتنا بڑا نہیں تھا۔ اس کی امی نے مجھے کہا کہ یہ راز کسی کو پتا نہیں چلنا چاہئے لیکن یہ راز کھل گیا تھا میں چپ رہا تھا سمیرا نے مجھے بہت لیٹر لکھے تھے پھر میں نے وہ تصویریں صاف کروائی تو اس کی امی اور نانی تصویریں لینے آئیں تو میں نے کہا ساری تصویریں جل گئی ہیں سمیرا کی امی بہت روئی مگر میں نے وہ تصویریں نہیں دیں پھر وہ چلی گئی۔ اس طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سمیرا کا مجھ سے دل بھرتا گیا پھر ایک وقت ایسا آیا کہ سمیرا نے مجھ سے کہا کہ آ کر اپنا موبائل لے جاؤ ورنہ میں توڑ دوں گی اس وقت میں سمجھ گیا تھا کہ اس کا دل مجھ سے بھر گیا ہے۔ میں نے بہت کی نشانیاں اس کو دیں تھیں شاید اس وہ ابھی اس کے پاس ہوں پھر ہمارا رابطہ ختم ہو گیا پھر اس کے رشتے کے لیے لوگ آنے لگے میں نے بھی اپنے گھر والوں کو بھیجا تو اس کی امی نے انکار کر دیا کہ ہم یہاں رشتہ نہیں دیتے۔ پھر اس کا رشتہ باہر دے دیا گیا اس میں سمیرا کی مرضی بھی شامل تھی اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا تھا محبت نہیں کی اب اس کی منگنی ہو گئی ہے اور شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ وہ اپنی زندگی میں بہت خوش ہے اپنے منگیتر سے باتیں کرتی ہے اسے سارا دن میسج کرتی ہے میرا دل اس نے توڑا ہے میں ٹوٹ کر بکھر چکا ہوں۔ پھر میں اس کے منگیتر سے ملا اور اسے سمیرا کے بارے میں سب کچھ بتایا کہ میں اسے پیار کرتا ہوں تم اس سے شادی نہ کرو لیکن وہ کوئی بات ماننے کو تیار ہی نہیں تھا وہ کہتا تھا یہ سب ناممکن ہے۔ اب بھی وہ کبھی کبھی میسج سے مجھ سے بات کرتی ہے میں اب بھی اسے ٹوٹ کر چاہتا ہوں اس سے محبت کرتا ہوں۔ آئی لو یو۔ سمیرا۔ آئی لو یو۔ وہ اکثر میرا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا کرتی تھی سمیرا کامران۔ لیکن اس کا دل نہیں تھا پتھر تھا جو مجھے چھوڑ کر کسی اور کو اپنا لیا اسے اپنے دل میں بس لیا اسے پیار کی باتیں کرتی ہے اور اسی سے جینے مرنے کے وعدے بھی کر لیئے۔ اک شخص ہم کو اپنا طلبگار کر گیا ورنہ اکثر لوگوں نے ہمیں بڑی شدت سے مانگا اب میں تنہا ہوں اور اپنی تنہائیوں کیساتھ زندگی گزار رہا ہوں۔ اگر کوئی غریب اور شریف خاندان ہو تو شادی کرنا چاہتا ہوں اور اسے بھول جانا چاہتا ہوں۔ میرا دل بھی کرتا ہے میں کسی سے محبت کروں پیار بھری باتیں کروں لڑکی خوبصورت ہونی چاہئے دل توڑنے والی نہیں دل جوڑنے والی ہو۔ اس کی تصویریں اور نشانیاں اب بھی میرے پاس ہیں یہ تھی میری محبت کی کہانی کیسی لگی آپ کو دوستو ضرور بتانا آج کل کی لڑکیوں نے محبت کو کھیل سمجھ رکھا ہے محبت کرتی ہیں اور دل توڑ کر چلی جاتی ہیں میں آج بھی اسے بہت مس کرتا ہوں آئی مس یو سمیرا آئی مس یو۔ اینڈ آئی لو یو۔ اس غزل کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

میرے سپنے ٹوٹ گئے

--تحریر-عمر حیات شاکر،تاندلیانوالا،

امید کرتا ہوں مزاج گرامی ٹھیک ہوں گے آپ کی بزم میں ایک نئی کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں جو قارئین کو پسند آئے گی یہ ایک ایسے انسان کی داستان ہے جس نے بچپن سے لے کر بڑھاپے تک اپنی تمام اپنے والدین اور بیوی بچوں کے لیے قربان کر دیں اور اس کے بدلے میں ملا تو کیا میں نے اس کہانی کا نام میرے سپنے ٹوٹ گئے ۔کوئی سوال جو پوچھے تو کیا کہوں اس سے۔اے بچھڑنے والے سبب تو بتا جدائی کا ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کردار بادشاہ۔اور۔کرن۔
قارئین میں آپ کو جو کہانی سنانے جا رہا وہ مجھے کسی نے سنائی ہے آیئے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

ہوا تو کچھ بھی نہیں ------
تھوڑے سے مان ٹوٹے ہیں
تھوڑے سے خواب بکھرے ہیں
تھوڑے سے لوگ بچھڑے ہیں
ہوا تو کچھ بھی نہیں ------
تھوڑی سی نیندیں اڑ گئی ہیں
تھوڑی سی خوشیاں چھن گئی ہیں
ہوا تو کچھ بھی نہیں ------
اپنا آپ گنوایا ہے
آنکھوں کو برسنا سکھایا ہے
محبتوں کا صلہ پایا ہے
کسی اپنے نے رلایا ہے
ہوا تو کچھ بھی نہیں ------

میرا نام بادشاہ ہے معلوم نہیں میرے والدین نے میرا نام بادشاہ کیوں رکھا دوسرے بچوں کی طرح میرا بچپن بھی بڑا حسین تھا ضد کر کے ابو سے پیسے لینے اور فضول چیزوں میں خرچ کر دینے بہت اچھا لگتا تھا مجھے کیا معلوم کے وہ پیسے کتنی مشقت سے کمائے ہوں گے۔

میرا والد نماز کا پابند تھا وہ بچپن ہی سے مجھے اپنے ساتھ نماز کے لیے لیکر جایا کرتا تھا میرے ابو سے تمام گھر والے بہت ڈرتے تھے جس وجہ سے مجھ پر بھی خوف طاری تھا میرے والدین جس کام سے منع کرتے میں رک جاتا۔جس راستے پر ایک بار جانے سے ڈانٹ پڑتی دوبارہ کبھی بھی نہ جاتا۔

جب ہوش سنبھالا تو اکیلا نماز پر جانے لگا اگر کوئی نماز مجھ سے مجبوری میں چھوٹ جاتی تو پریشان ہو جاتا اور دعا میں اپنے رب سے مخاطب ہو کر کہتا اے اللہ کہیں تو مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گیا مجھ سے میری نماز چھوٹ گئی یہ سب مجھ پر میرے رب کا فضل تھا والدین جو کام ایک بار کہہ دیتے انہیں دوبارہ کرنے کہنے کی ضرورت نہ پڑتی

ان کی کہی ہوئی بات کو بڑے غور سے سنتا تھا۔ کہ ان کا کہا ہوا کوئی کام بھی میں نہ کر پاؤں اور وہ مجھ سے ناراض ہو جائیں اور ان کی ناراضگی میرے لیے دنیا اور آخرت کی ناکامی بن جائے۔

شروع سے ہی میرے والدین کو بہت شوق تھا کہ میں زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کروں لیکن میرے میٹرک پاس کرنے کے بعد میرے والد بیمار رہنے لگے جس کی وجہ سے مجھے مجبوراً سکول چھوڑنا پڑا اور میں مزدوری کرنی شروع کر دی والدین کا اکیلا بیٹا تھا وہ مجھے دل و جان سے چاہتے تھے۔

ایک دن جب میں کام سے آیا تو میرے امی ابو نے مجھے اپنے پاس بٹھایا پیار کیا اور کہا بیٹا ہماری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے جیتے جی آپ کی شادی کر دیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی حسرت دل میں ہی لے کر مر جائیں ایک ماہ کے اندر میرے والدین نے میری شادی کر دی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے خوبصورت بیوی دی میں اور کرن دونوں امی ابو کا بہت خیال رکھتی جب میں کام پر جاتا تو کرن خوب خدمت کرتی اس طرح ہماری زندگی خوب خوشیوں میں ڈھلنے لگی۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے سال ایک بیٹا دیا پھر دو سال بعد ایک اور بیٹا دیا۔

اس طرح ہماری زندگی خوشیوں سے بھر گئی میرے والدین میرے بچوں کو مجھ سے بھی زیادہ پیار کرتے تھے اب میں نے دن رات محنت کرنی شروع کر دی پہلے تو میں اپنے والدین بیوی کے لیے کماتا تھا اب میرے بچے بھی ہیں اب مجھے اور محنت کرنی چاہئے کرن اور میری ایک ہی خواہش تھی کہ ہم اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دلوائیں جس طرح میرے والدین میرے لیے خواہش رکھتے

جہاں میں مزدوری کرنے جاتا تھا وہ جگہ میرے گھر سے آٹھ کلومیٹر دور تھی میں صبح سویرے اٹھتا کرن میرے لیے ٹائم سے ناشتہ بنا دیتی تھی اور میں ٹائم سے کام پر چلا جاتا تھا گاڑی ہونے کے باوجود بھی پیدل سفر کرتا تھا اور اپنے کرائے کے پیسے بچا لیتا تھا دوپہر کے کھانے میں تین روٹیوں کے بجائے دو کھا لیتا اور شام کو پھر قدرسفر کرتا چھٹی کی وقت طاقت ختم ہو جاتی پھر بھی پیدل سفر کرتا اور خود کو تسلی دیتے ہوئے کہتا اے بادشاہ ابھی تو تو صحت مند ہے صبح شام پیدل چلنے سے تین روٹیوں کے بجائے دو کھانے سے تمہاری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑیگا اور جب اثر پڑنے لگا تو تمہارے بچے جوان ہو جائیں گے تمہارے ان بچائے ہوئے پیسوں سے وہ تعلیم حاصل کریں گے اور تمہارے بڑھاپے کا سہارا بنیں گے اور تمہیں کبھی کمزوری کا احساس نہیں ہوگا یہی باتیں سوچتا ہوا میں خوش ہو جاتا اور خود ہی ہنس پڑتا اور پیدل چلنے کے بجائے دوڑ کر سفر طے کر لیتا۔

بسم اللہ پڑھ کر گھر میں داخل ہوتا پہلے اپنے ماں باپ کا دیدار کرتا پھر ان سے پیار لیتا اور ان کو سلامتی کی دعا دیتا امی کے قدموں کو چومتے ہوئے رو پڑتا تھا وہ مجھے چپ کراتے میں ان سے کہتا کہ امی جان ابو جان اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو مجھے معاف کرنا میں خطا کا پتلا ہوں کبھی بھی مجھ سے ناراض نہ ہونا اے امی جان ابو جان مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر آپ مجھ سے ناراض ہو گئے تو خدا کی کائنات مجھ سے روٹھ جائے گی امی ابو نے پاؤں دباتا اور ان سے دل کی بات کر لیتا وہ خوش ہو جاتے اور دونوں ہاتھوں سے میرے سر پر پیار دیتے اور سینے سے لگا لیتے اور امی ماتھا چومتے ہوئے کہتی۔

بیٹا تم تھک گئے ہوں گے اپنے بیوی بچوں کے پاس جاؤ ان کو بھی ٹائم دو پھر آرام کرنا پھر اپنے بچوں کے پاس آ جاتا ان کو ویسے ہی پیار کرتا جس طرح میرے امی ابو نے مجھے دیا تھا پھر اپنی بیوی سے مخاطب ہوتا اے میری ہم سفر آپ کا دن کیسا گزرا ہے گھر میں زیادہ کام تو نہیں کیا آپ تھک تو نہیں گئیں کرن کہتی ہے جاؤ بادشا میں نے تم سے بات نہیں کرنی تیرے مسکے نہیں چلیں گے میں آپ کی باتوں میں آنے والی نہیں ہوں روز جب تم اپنے کام سے آتے ہو تو پہلے اپنے امی ابو کو ملتے ہو پھر بعد میں میرے پاس آتے ہو۔

میں مسکرا دیتا اور کہتا ارے کرن وہ تو میری جنت ہیں اور تم اس جنت میں میری ہمیشہ ہمیشہ کی ساتھی ہو کرن اچھا بابا بس کرو اب باتوں سے پیٹ نہیں بھرے گا مجھے بھی بہت بھوک لگی ہے آؤ ملکر کھانا کھاتے ہیں کھانا لگ جاتا ہے دونوں بچے سو چکے ہوتے ہیں۔

میں کرن سے کہتا ہوں بھوک تو مجھے بھی بہت لگی ہے پہلے مجھے یہ بتاؤ میرے بچوں کا دن کیسا گزرا کسی نے مٹی تو نہیں کھائی جس سے وہ بیمار پڑ جائیں کسی کو دھوپ میں تو نہیں کھیلنے دیا جس سے ان کا رنگ کالا پڑ جائے سکول جاتے وقت خرچ تو دیا تھا کہیں ان بچوں نے دوسرے بچوں سے چیزیں تو نہیں لے کر کھائیں اور میرے بچے ان کی طرف دیکھتے ہی نہ رہ گئے ہوں سب کی کتابیں اور کاپیاں تو پوری تھیں کہیں ان کی تعلیم میں کمی رہ جائے سب کے یونیفام تو صاف تھے ناں کوئی ان کی طرف دیکھ کر مذاق تو نہیں اڑاتا ہو گا سکول جاتے وقت ساتھ کھانا دیا تھا کیا کسی بھی وقت ان کو بھوک لگے اور وہ کمزور پڑ جائیں میرے بچوں کے کھلونے تو پورے ہیں ناں کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسرے بچے کھلونوں سے کھیلتے رہے ہوں اور میرے بچے ان کی طرف دیکھتے رہے ہوں سوتے وقت دودھ پی کر سوئے ہیں کیا۔

کرن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگی اے بادشاہ تم اپنا سفر گاڑی کے بجائے پیدل کرتے ہو اور کرائے کے پیسے ان بچوں کے لیے بچاتے ہو اور اپنا پیٹ بھر کر کھانا بھی نہیں کھاتے اپنی ساری ساری خوشیاں بیوی اور بچوں کے لیے قربان کر دیتے ہو ابھی بھوک لے کر بیٹھے ہو اور بچوں کی باتیں کر رہے ہو میں ماں ہوں اور اپنے بچوں کا خیال رکھنا خوب جانتی ہوں آپ اپنی صحت کا خیال کرو دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہو۔

بادشاہ ارے مجھے کیا ہوا ہے اچھا خاصا تو ہوں آپ میرے لیے پریشان نہ ہوا کریں جس طرح میں اپنے ماں باپ کا سہارا بنتا ہوں کام پر جاتا ہوئے ان کا صبح شام دیدار کرتا ہوں اور ثواب لیتا ہوں شام کر ان کے پاؤں دباتا ہوں اور ان کے اور ان کے چہروں پر آنے والی مسکراہٹ سے میری ساری تھکن دور ہو جاتی ہے اسی طرح جب میرے شہزادے بڑے ہو جائیں گے تو میرے سب دکھ درد دور کر دیں گے کرن اچھا جناب کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے بڑی مشکل سے گرم کیا تھا اور مجھے بھوک بھی بہت لگی ہے۔

پھر ہم ملکر کھانا کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں پھر کرن میری گود میں سر رکھ کر لیٹ جاتی ہے اور معافی مانگنی شروع کر دیتی ہے۔

اے بادشاہ اگر مجھ سے بھولے سے بھی کوئی غلطی ہوئی ہو تو مجھے معاف کر دینا کرن نے تو کبھی مجھے دکھ نہیں دیا تھا پھر وہ ایسی باتیں کر کے میرے تھکے ہوئے بدم کو سکون مہیا کرتی ہے اور مجھے پتہ بھی نہ چلتا کہ کب صبح ہو گئی میری زندگی کا ہر دن ایسا ہی حسین گزرتا مجھے ایسا لگتا کہ سارے زمانے کی خوشیاں میرے پاس ہیں۔

میرے والد والدہ اللہ کو پیارے ہو گئے ان کے دیدار سے جو مجھے ثواب ملتا تھا میں اس سے محروم ہو گیا گھر میں ان کی وجہ سے جو رونقیں اور برکتیں تھیں وہ ختم ہو گیں انسان کی زندگی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی امانت ہے یہی باتیں سوچتے ہوئے دس سال گزار لئے میری محنت میں کرن میری بہت حوصلہ افزائی کرتی اور محنت کی کمائی سے کچھ بچا بچا کر رکھتی۔

جس میں سے ہم نے اچھی حالت میں گھر بنا لیا پھر دونوں بیٹوں کی شادیاں ہم نے بڑی دھوم دھام سے کیں خوشیاں ہمارے گھر میں دستک دینے لگیں مجھے کیا پتا تھا کہ یہ خوشیاں عارضی ہیں ان کو کسی کی نظر لگنے والی ہے۔

جلد ہی کرن بھی دنیا فانی سے چل بسی کرن کی جدائی نے مجھے اور بھی کمزور کر دیا تھا اور میں بیمار رہنے لگا اب میرے جسم کی رہی سہی طاقت بھی ختم ہو گئی اور لاٹھی میرا مقدر بن گئی اب ان کی باری تھی جن سے میری امیدیں وابستہ تھیں جن کو دیکھ کر زخموں پر مرہم محسوس ہوتا تھا جن کے جوان ہونے پر میری کمزوری ختم ہوتی تھی جن کا مٹی کھانا مجھے چین سے سونے نہیں دیتا تھا جن کا دھوپ میں کھیلنا مجھے اپنے چہرے کا جلنا محسوس ہوتا تھا جن کی کتابوں کاپیوں کا کم ہونا مجھے بھوک بھی بھلا دیتا تھا جن کا یونیفام میلا ہونا مجھے اپنے ماتھے پر داغ محسوس ہوتا تھا جن کی بھوک سے آنے والی کمزوری مجھے اپنی کمزوری محسوس ہوتی تھی جن کا دودھ پی کر سونا مجھے اپنی ریڑھ کی ہڈی کا مضبوط ہونا محسوس ہوتا تھا۔

اب ان کی باری تھی وہ وقت کب آئے گا جو میں سوچتا تھا کہ جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا تو بچے میرا سہارا بنیں گے وہ وقت مجھ پر نہیں آیا میرے ساتھ تو کچھ ہو ہی گیا کچھ بڑھاپے نے میری ہڈیوں کو کمزور کر دیا اور کچھ ٹھوکروں نے اور ٹھوکریں بھی ایسی جن سے زخم نہیں درد بہت ہوتا ہے ایسا درد جورات کی تاریخ سے اٹھتا ہے۔

جب سب لوگ چین کی نیند سو جاتے ہیں جن کا نام لے کے بجائے میرے منہ سے میرے شہزادے نکل پڑتا تھا آج وہ کہتے ہیں بابا آپ اپنے کمرے میں الگ ہی رہا کریں آپ گھر میں چلتے ہو تو گھر میں جراثیم پھیلتے ہیں کمزوری اور بیماری کے باعث ہاتھ کانپتے ہیں پانی پیتے ہوئے گلا ہاتھ سے گر جاتا ہے ہاتھوں کو تھام کر کوئی پانی پلانے کو تیار نہیں ایک بند کمرے میں قیدیوں کی طرح زندگی کی آخری سانسیں گن رہا ہوں۔

کمرے سے مسجد اور مسجد سے کمرے میں آجاتا ہوں کوئی نہ کوئی تو اللہ کا بندہ مجھے مسجد اور کمرے تک پہنچا ہی دیتا ہے گھر میں کوئی پانچ منٹ کے لیے بھی میرا حال نہیں پوچھتا کئی بار آواز لگانے پر بھی کوئی جواب نہیں آتا اور اگر کوئی آیا بھی تو یہ کہا بابا آپ ہر وقت فارغ ہوتے ہیں ہمیں بہت کام کرنے ہیں فارغ ہو جائیں گے تو آپ کی بات سنیں گے اگلے روز آواز لگانے پر اتنا بھی جواب نہیں ملتا۔۔۔۔ کبھی یہ بات ہی کہہ دو ہمارے بن ادھورے ہو

تمہارا کیا بگڑتا ہے ذرا سا جھوٹ کہنے پر

شاید میرے اندر اب وہ طاقت ہی نہیں رہی جو ان کو میوزک کی آواز کو اپنے اندر جذب کر کے ان کے کانوں تک پہنچ سکے کوئی تو ان کو احساس دلائے کہ کوئی ہے جو آپ کو دیکھنے کے لیے بے چین ہے جس کے لیے آپ کو ایک مسکراہٹ سے باقی رات چین سے سونے دے گی۔

کوئی ہے جو انہیں یہ احساس دلانا چاہتا ہے کہ صرف الگ کمرا ہی اس کی ضرورت نہیں کوئی ہے جس کے لیے ہر ذائقہ دار کھانا ڈاکٹر نے منع کر

دیا ہے اور وہ آپ سے بات کر کے اپنا پیٹ بھرنا چاہتا ہے کوئی بے اولاد جس کا مقدر بن چکی ہے اور وہ آپ کو تندرست دیکھ کر خود کو صحت مند تصور کرنا چاہتا ہے۔

سب سے چھپا کے درد جو وہ مسکرا دیا
اس کی ہنسی نے آج تو مجھ کو رلا دیا
لہجے سے اٹھ رہی تھی اک داستان درد
چہرہ بتا رہا تھا کہ سب کچھ گنوا دیا
آواز میں ٹھہراؤ تھا اور آنکھوں میں نمی
پر کہہ رہا تھا میں نے تو سب کچھ بھلا دیا
نا جانے کیا سوجھی لوگوں سے اس کی شکایتیں
تنہائیوں کے دیس میں خود کو بسا دیا
خود بھی مجھ سے بچھڑ کر ادھورا سا ہو گیا
مجھ کو بھی اتنے لوگوں میں تنہا بنا دیا

میرے دوستو۔ایسے عظیم انسان کی آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح بہہ رہے تھے لیکن میں اس کے آنسوؤں کو روکنے میں ناکام رہا کیوں کہ میرے اس کے سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا اس کے سوالوں کو جواب تو ہم نے ملکر دینا ہے۔

ذرا سوچئے۔صرف ایک بادشاہ ہی نہیں ایسے کئی بادشاہ خون کے آنسو روتے پھر رہے ہیں کیا ہم وہ حق ادا کر رہے ہیں جن کی ان کو ہم پہ توقع ہے اور ہم کو اپنی اولاد سے ہرگز نہیں۔

آخر ہم اتنی تلخ حقیقت کو کیوں نظر انداز کرتے ہیں جن کے دیدار سے صبح کا ثواب مل سکے جن کی قدر کرنے سے ہماری خوش نصیبی بن جائے جن کی زندگی کے تجربے ہمارے لیے انمول موتی ہیں جن کی خدمت ہمارا فرض ہے جن سے محبت کرنے سے خدا کی رضا حاصل ہونا ہے جن سے گھر میں موجودگی ہمارے لیے برکتوں کو نزول ہے جن سے محبت سے بات کرنا ہمارے لیے دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

ہم نے ان کو کیا دیا ہمارا ایک بار غصے سے دیکھنا بھی ان کی زندگی کم کر دیتا ہے کیا یہی ہماری تعلیم ہے جن سے ہمیں ڈرنا چاہئے وہ ہم سے خوف زدہ ہو کر اپنے باقی کے زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں کیا یہی دن دیکھنے کے لیے انہوں نے ہمیں پال پوس کر بڑا کیا کیا یہی دن دیکھنے کے لیے ماں سخت سردیوں کے میں خود گیلے بستر پر سوتی اور ہمیں چین کی نیند سلایا ہمیں عمدہ ماحول دیا خون پسینہ ایک کر کے ہماری ضرورتیں پوری کیں۔

میرے دوستو اس سوچ میں مت پڑنا کہ انہوں نے جو کچھ ہمارے لیے کیا وہ ان کا فرض تھا اس بات کو ضرور سوچنا کہ جو بادشاہ ہم سے چاہتا ہے وہ ہمارا فرض ہے تو یقیناً ہم دنیا و آخرت میں نیک صلہ پائیں گے۔

پیارے قارئین آپ کو کیسی لگی کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازئے گا آپ کی رائے کا انتظار رہے گا

ستائے تو مجھے آواز دے لینا! ... کبھی جب دن نہ گزرے تو کبھی جب رات تڑپائے تو ... کبھی جب دن میں اندھیرا ہو مجھے آواز دے لینا ... میں تیرے پاس رہتا ہوں' میں تیرے ساتھ رہتا ہوں ... مگر پھر بھی گزارش ہے مجھے آواز دے لینا

سجاد اکبر۔مردان

چپ چپ رہتے ہو

یہاں دن بھور آئے ہو ... بہت چپ چپ رہتے ہو ... نہ کوئی بات کرتے ہو ... بھری محفل میں بھی اکثر ... تم خاموش رہتے ہو ... اداس آنکھوں میں لے کر ... ہر اک چہرے کو دیکھتے ہو ... کوئی جب یاد آتا ہے ... تو ٹھنڈی آہیں بھرتے ہو ... تو کھل کر کیوں نہیں کہتے کسی کو ... یاد کرتے ہو لیکن پیار سے کرتے ہو

آمنہ بی بی۔راولپنڈی

یہ کیسی محبت ہے

تحریر۔ مبشر علی ہیرا۔ رسول پور۔ قصور

شہزادہ بھائی۔ اسلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین یہ کہانی انا پرست ماں باپ کے لیے ہے جو اپنی عزت کی ذات کی خاطر اپنے بچوں کی خوشیوں کو اپنے پیروں تلے روند دیتے ہیں ممتاز کتنی بے بس ہو کر کسی اور کے بندھن میں بندھ گئی تھی اور مبشر اس کے پیار کو سینے سے لگائے جدائی کی آگ میں سلگتا ہی رہا امید ہے آپ کو پسند آئے گی۔ میں نے اس کا نام ۔ یہ کیسی محبت ہے۔ رکھا ہے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

زندگی میں غم اور خوشی تو آتے رہتے ہیں دکھ تو زندگی کا سرمایہ ہوتے ہیں دکھ تو ایک انمول خزانہ ہیں اور جو دکھ محبت میں ملے اس کا تو کیا ہی کہنا محبت میں ملنے والے دکھ کا بھی ایک اپنا ہی مزا ہے انسان کی زندگی میں اس کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے خوشگوار یادیں ہمیشہ یاد رہتی ہیں۔
لیکن دکھ بھی ایسا کہ اپنا ان مٹ دل پر نقش چھوڑ جاتا ہے یہ ایک ایسی چنگاری ہے جو بجھانے سے بھی نہیں بجھتی یہ ایک ایسی محبت ہے جو زمانے کی ٹھوکروں کے رحم کرم پر چھوڑ دیتی ہے جسے ایک گیلی لکڑی کی گھن لگ جاتی ہے۔
مجھے ایسے ہی اس کی یاد ایک سہانی شام کی طرح اندر ہی اندر تڑپاتی ہے میں تنہائی کے عالم میں بیٹھا کبھی کبھی گم صم سا ہو جاتا ہوں تنہائی مجھے ڈسنے لگتی ہے دھنک کے ساتھ رنگ میرا مذاق اڑاتے ہیں۔
اب ایک پیاسے سمندر کی طرح جاتا ہوں جب محبت میں دکھ مقدر بنتے ہیں تو انسان اس تنہائی کے عالم میں اس ظالم زمانے سے بس یہی کہتا ہے کہ یہ کیسی محبت ہے جو مجھے اپنوں نے دی ہے۔
کاش کے محبت کا جذبہ خدا نے میرے سینے میں نہ ڈالا ہوتا اس محبت کو میں نے کیوں اپنایا دل نے کیوں اپنا مانا کاش مجھے اس زمانے کی بے وفائی کا پہلے سے ہی پتہ ہوتا لیکن یہ مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ انسان کا وہم ہوتا ہے محبت تو ایک کہانی ہے جس جگہ ہو جاتی ہے انسان کو پتہ ہی نہیں چلتا۔
قارئین کرام آج میں جواب عرض کی دکھی نگری میں جو کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں یہ میری سکول لائف کی ہے میرا نام مبشر علی ہیرا ہے ہم چھ بھائی اور تین بہنیں ہیں میں بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہوں سب مجھے بہت پیار کرتے ہیں۔
مجھے میرے والد نے پرائمری سکول میں داخل کروایا میں پرائمری کا سینٹر میں بورڈ کا امتحان دے کر اچھے نمبروں سے پاس ہوا پھر میرا شوق دیکھتے ہوئے میرے والد نے مجھے سائیکل لے کر دی۔

اور میں مڈل کلاس سے بھی پاس ہو گیا میں بہت شرارتی تھا میرے دوستوں نے اپنی مفلسی سے تنگ آ کر پڑھنا چھوڑ دیا تھا اور میرا دل بھی اداس اداس رہتا۔

آج شہر میں میرا پہلا دن تھا میرے دو دوست بہت اچھے تھے جو مجھ سے بچھڑ گئے میرا دل اور بھی اداس سا رہتا مجھے دو دوست اور ملے تعارف ہوا ہنسی مذاق بہت کرتے تھے ٹیچر کو چاک مارنے اور کبھی کسی سے پیپسی پی لیتے اور اور پھر واپس کر دیتے تھے۔

میں پڑھ چالاک تھا اس لیے مجھے کلاس کا مانیٹر بنایا گیا پھر سوچا اگر پڑھائی میں فیل ہوا تو سب رشتہ داروں میں باتیں ہوں گی۔

میں محنت کرنے لگا بورڈ کا امتحان تھا خیر میں نے میٹرک بڑے اچھے نمبروں سے فرسٹ پوزیشن میں پاس کی مجھے امید تھی میری فرسٹ پوزیشن آئے گی میرے دوست بھی مجھے ہر وقت مذاق میں میرا کتابی کیڑا کہتے تھے رزلٹ آیا تو میرے والد نے میری امی سے کہا ہیرا کی ماں دیکھنا ایک دن میرا بیٹا بڑا آدمی بنے گا۔

میرے پاس ہونے کی خوشی میں ایک پارٹی کی گئی جس میں دوست رشتہ دار سب شامل تھے قصور شہر کے ڈگری کالج میں مجھے داخلہ مل گیا میرا یہ معمول تھا بس پر کالج جاتا راستے میں دو دوست بھی آ جاتے جن کا نام راشد اور اکرم تھا۔

آج کالج میں میرا پہلا دن تھا سردی سے کانپ رہا تھا میں کلاس سے نکل کر باہر لان میں آ کر میز پر بیٹھ گیا لڑکیوں کے کالج کے ساتھ ہی ہمارا ڈگری کالج تھا لڑکیوں کے کالج کی دیوار ہماری دیوار کے ساتھ سے ہوتی ہوئی ایک چھوٹا سا دروازہ بھی تھا ہمارے کلاس کے دو کمرے چھوڑ کر لڑکیوں کے کالج کی دیوار تھی یوں سمجھ لیں کہ ہمارے لان کے ساتھ ہی لڑکیوں کے کالج کا دروازہ آتا تھا۔

مجھے اوپر پورشن سے ایک لڑکی بڑے غور سے دیکھ رہی تھی میں ماحول کے بے خبر میز پر بیٹھا پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے دو دوستوں نے آ کر میری کتاب چھین لی اور کتاب کو ہوا میں اچھال دیا بس یار چھوڑو اب ادھر ہی پڑھنے دو تم کتابی کیڑے بنے رہتے ہو۔

میری کتاب اوپر درخت کی شاخ سے لٹک گئی میری نظر اس حسینہ پر پڑی جو کتاب کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی جیسے پھول ابھی کھل اٹھے ہوں میں اس لڑکی کو دیکھ کر دیکھتا ہی رہ گیا۔

وہ لڑکی کیا تھی حسن کا شہکار تھی میرے دو دوست اکثر مجھے محبت کرنے کے لیے کہتے تھے میں ان سے کہتا کہ یہ ایک فضول چیز ہے وقت برباد کرتی ہے محبت نام سے مجھے چڑ سی تھی لیکن آج کیا تھا وہ حقیقت تھی یا سپنا اس کا گول گلابی چہرا اس کی بڑی بڑی گول نشیلی آنکھیں اور آنکھوں میں کاجل نے تو چہرے کی خوبصورتی اور بڑھا دی تھی گورا رنگ دراز قد خوبصورت سمارٹ جسم اس کے حسن میں اور بھی اضافہ کرتا تھا اس نے اپنی نگاہیں جھکا لیں مسکرا شرما کر چلی گئی میرے کلاس فیلو راشد نے مجھے یہ شعر سنا دیا۔

حسن کو چاند جوانی کو کنول کہتے ہیں
جب بھی دیکھے تجھے ہم غزل کہتے ہیں

ایسی خوشگوار ہوا چلی اور شاخ سے کتاب میرے سر میں آ کر گری میرا دوست اکرم کہنے لگا کہ مجنوں تم کہاں چلے گئے تھے اس میں ہی گم ہو گئے تھے اپنی کتاب پکڑو میں کلاس میں آ کر بیٹھ گیا۔

اکرم کہنے لگا تمہیں کیا ہو گیا ہے میرے دوست مجھے محبت کے بارے میں بتاتے تھے کہ یوں کرو تو ایسے ہو گا میں محبت کو ایک فضول اور ٹائم بربادی سمجھتا تھا کہتے ہیں محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے یہ جذبہ خدا کی طرف سے خود پیدا ہوتا ہے۔

میری دھڑکن تیز تیز چلنے لگی مجھے سمجھ نہ آئی یہ

میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے دوسر کہتے کہ کیسے گم سم ہو گئے ہو مبشر ہیرا جی کیا ہو گیا ہے تمہیں۔

میں کیسے بتاتا کہ مجھے پیار ہو گیا ہے ارے اکرم یہ کیا بتائے گا کیوں چپ چپ سا ہے یہ تو اس لڑکی ممتاز میں کھو گیا ہے ارے یار اسے تو پیار ہو گیا ہے۔

جب پیار کسی سے ہوتا ہے دل خون کے آنسو روتا ہے
بے درد زمانہ کیا جانے اس پیار میں کیا کیا ہوتا ہے

آپ کو بتاتا چلوں اس خوبصورت حسینہ کا نام ممتاز تھا اس کی موٹی موٹی گہری آنکھیں کسی جھیل کی مانند تھیں اس کے ہونٹ جیسے گلاب کی پنکھڑیا اور صحرائی گردن ساون کے کالے بادل کی طرح گھنگھرالے بال اور گول مٹول بیضوی چہرا پہلی نظر میں اس نے میرا دل چرا لیا تھا دن کا چین اور راتوں کی نیند چرالی تھی۔

میں اداس اداس سارہنے لگا کسی کام میں دل نہ لگتا تھا میں کالج سے گھر آتا تو کھانا کھایا کچھ آرام کیا ابا جان کے ساتھ کام کرواتا شام ہوتی تو کھانا کھایا کوئی ٹی وی پروگرام دیکھ لیا تو ٹھیک ہے ورنہ میوزک لگا کر سن لیا۔

محفل متراں دی تجدی روز چبارے
نی اک کت پی لین دے میارے

بعض اوقات پڑھتے پڑھتے سو جاتا تھا دن گزرتے گئے میری بے چینی بڑھتی گئی پیار کا اظہار کرنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں زمانہ رسوا نہ کر دے کہیں میرے پیار کو نظر نہ لگ جائے۔

میرے دوست مجھے اکثر کہتے کہ مبشر ہیرا جی جاؤ تفریح کے ٹائم اس سے مل کر بتانا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں صبح ہوتی میں بس کا انتظار کر رہا تھا کہ راستے میں ہی اکرم اور راشد مل گئے ہم تینوں اکٹھے پڑھتے اور اکٹھے ہی آتے جاتے تھے وہ بریڈ اٹینڈ کئے باہر ٹاہلی کے درخت کے نیچے پانی پینے گیا جہاں واٹر کولر لگا ہوا تھا تو وہ کلاس روم کے برآمدے کے میں ایک ستون کے ساتھ لگی ہوئی مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھی میں نے دیکھا تو وہ شرما گئی۔

لیکن اس کو دیکھ کر میرے دل کو ایک قسم کا سکون مل گیا۔

دل کا کیا ہے یہ تو تیری یادوں کے سہارے جی لے گا جان
بات تو ان آنکھوں کی ہے جو تڑپتی ہیں تیرے دیدار کو

محبت کی تپش دونوں کی طرف سے تھی صرف حیا آڑے آجاتی تھی۔

کالج سے چھٹی ہوئی میں آگے میرے دو دوست پیچھے اور سامنے والے پورشن سے لڑکیاں آرہی تھیں ممتاز نے کالی چادر سے نقاب کیا ہوا تھا آؤٹ گیٹ کے سامنے اچانک ممتاز کی کتابیں گر گئیں میں آگے بڑھ کر پکڑنے ہی والا تھا میں خود گر گیا اور وہ ہلکا سا مسکرائی میں نے سنبھلتے ہوئے اسے کتابیں دیں اس نے شکریہ ادا کیا۔

اس کا نقاب اتر گیا تو میں نے پہچان لیا میں نے کہا واہ۔ قدرت نے لگتا ہے فرصت سے بنایا ہے اتنے میں اکرم اور راشد بھی آگئے کہنے لگے مبشر کیا ہو گیا ہے بس کچھ نہیں کہنے لگے یہ ممتاز ہے سیکنڈ ائیر کی سٹوڈنٹ ہے ممتاز نے مڑ کر میری طرف دیکھا اس کی موٹی موٹی آنکھیں دیکھ کر میں تو دنگ ہی رہ گیا وہ تو چلی گئی لیکن ساتھ ہی میرا دل بھی لے گئی۔

اور پھر ایسے ہی ہم دوستوں کی طرح روز ملنے لگے کبھی لان میں کبھی کنٹین میں اور کبھی پھولوں کی کیاروں کے سامنے میز پر اپنے اپنے نوٹس حل کیا کرتے چونکہ میں پڑھائی میں ٹھیک تھا اس لیے سب مجھ سے پڑھائی میں مدد لیا کرتے تھے۔

مجھ میں ایک بری بات تھی میں پڑھتا تو بہت اچھا تھا لیکن پڑھائی کو بہت ہی ایزی لیتا تھا ممتاز کو میری یہ بات بہت بری لگتی وہ کہتی اگر میں ذہین ہوتی تو میں دل لگا کر پڑھتی اور ٹاپ کیا کرتی ۔۔۔

اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے پڑھتا تھا مجھے وہ اچھی لگتی تھی ہم گپ شپ کرتے تو ممتاز اپنے دوپٹے کو منہ میں دبا کر ہنسا کرتی تھی اور کبھی اپنے حسن کے اوپر کالی چادر کا نقاب کر کے اور بھی حسین لگتی۔

ایک دن باتوں باتوں میں مجھ سے پن پھسل گیا اور اس کی روشنائی اس کے کپڑوں پہ جا کر گری بجائے کہ وہ غصہ کرتی اس نے ہنسوں کی رونا شروع کر دیا میں نے اس سے معافی مانگی۔

ممتاز کو بھی مجھ سے پیار ہو گیا تھا بے اختیار میرے سینے سے لگ گئی مگر اظہار کرنے سے ڈرتی تھی کہ کہیں میں ناراض نہ ہو جاؤں اسی طرح کالج سے ساتھ والے کالج سے چھٹی کے وقت لڑکیوں کے گروپ سے کسی لڑکے نے مذاق کیا اور ممتاز اور اس کے ساتھ لڑکیاں بول رہی تھیں وہ لڑکا بحث کئے جا رہا تھا اور لڑنے پہ آ گیا اور لڑکیوں کو دھمکی دی میں اپنی بے عزتی کا ابھی بدلہ لے کر دیتا ہوں اس نے لڑکے بلوا لئے اور ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔

اتنے میں ہم تین دوست کلاس روم کے برآمدے میں آ ہی رہے تھے کہ اکرم کی فرینڈ کلثوم آئی اور کہنے لگی کہ کچھ لڑکے ہمیں زبردستی چھیڑ رہے ہیں اور برا بھلا بھی کہا ہے اچانک مجھے پتہ نہیں کہاں سے اتنا جوش آ گیا کتابیں راشد کو دیں اور بھاگنے لگا وہ آوازیں دیتے رہے کہ اکٹھے چلتے ہیں مگر میں نے بھاگ کر اسی لڑکے کو پکڑا اور اندھا دھند مارنے لگا میرے پیچھے میرے دوست بھی آ گئے ان میں سے کچھ بھاگ گئے اور کچھ کو ہم نے بہت مارا۔

اس لڑکے کے ہونٹ اور میری ناک سے ہی خون بہنے لگا ممتاز نے دیکھا تو بھاگ کر اپنا دوپٹہ پھاڑا میری ناک خون صاف کرتے ہی میرے گلے لگ گئی اور رونے لگی کہنے لگی تم نے آج کے بعد لڑنا نہیں اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو پھر اور میں خون نہیں دیکھ سکتی میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کچھ ہو۔

میں نے اس کے گلابی ہونٹوں پہ ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ مجھے کچھ نہیں ہوگا میں نے ماحول سے ناواقف اس کے ہونٹ چوم لئے اور وہ شرما کر آگے بھاگ گئی سب جا چکے تھے میرے دوست کہنے لگے مبشر تم نے تو کمال کر دیا سارا میلہ ہی ہیرو کی طرح لوٹ لیا۔

جس ہاتھ سے اس کی زلفوں کو چھوا تھا چھپ چھپ کے اسی ہاتھ کو ہم چوم رہے ہیں میں ممتاز کو جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا اگلے دو دن وہ کالج نہ آئی اور میں بے چین ہو گیا میری جان کہیں مجھ سے ناراض نہ ہو گئی ہو میں اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرانے لگا کہ کاش میں اس کو بھری محفل میں سینے سے نہ لگاتا تو وہ مجھ سے ناراض نہ ہوتی میرے دل میں عجیب وغریب خیال آ رہے تھے۔

یہ بھی تو ہو سکتا ہے اسے کوئی کام پڑ گیا ہو مگر ایسا نہیں وہ مجھے بتا تو دیتی دوسرے دن میں نے ممتاز کی دوست شہناز سے پوچھا کہ وہ کالج کیوں نہیں آتی اس کا پتہ کر کے مجھے بتانا اس نے کہا کہ ٹھیک ہے بھائی دوسرے دن اس نے مجھے بتایا کہ اس کے گھر میں کچھ مہمان آنے والے تھے اور اس کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے میرا دل فکرمند ہونے لگا خدا خیر کرے میری نیلم جلد کالج آئے اس کی ایک کتاب میرے پاس تھی اس کو یاد کرتے ہوئے بے اختیار اس پر ایک نظم لکھ ڈالی ایک پھول اور اس کی [illegible] پہ ایک تصویر بھی بنا ڈالی۔

وہ آنکھوں آنکھوں میں بات کرنا
وہ باتوں باتوں میں رات کرنا
ہنسی چھپا کے لبوں سے آگے
حسین گالوں سے ہاتھ کرنا
کبھی ہنسانا کبھی رولانا
جو یاد آؤں تو لوٹ آنا
ہمیں تمہاری کمی [illegible] ہے
ہماری چپ میں بھی [illegible] ہے

سمجھ سکو تو ہمیں بتانا ممتاز مبشر

جو یاد آؤں تو لوٹ آنا

چند دن گزر گئے تھے موسم اک دیوانہ سا تھا ہلکی ہلکی خوشگوار ہوا چل رہی تھی کالج میں پہلا پریڈ پڑھنے کے بعد پندرہ منٹ کی بریک ہوئی ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے بے تاب ہوئے قریب ہوئے جا رہے تھے کہ ممتاز کا دوپٹہ پھولوں کے کانٹوں کے ساتھ اٹک گیا وہ دوپٹے کو چھڑانے لگی تھی اس کی انگلی زخمی ہو گئی میں نے آگئے بڑھ کر اس کی انگلی پکڑ لی اور دوپٹہ باندھ دیا۔

کیسی ہو کہاں رہی تھی اتنے دن اور کالج کیوں نہیں آئی وہ رو دی میں نے کہا اس میں رونے والی کون سی بات ہے بتاؤ گی نہیں۔

بس طبیعت خراب تھی میرے نوٹس اور ایک کتاب گم ہے میں نے کہا یہ لیجئے اپنی کتاب اور نوٹس اس دن بھیڑ میں گر گئی تھی اور اب چپ ہو جاؤ اور میں ہفتے کے لیے چھٹی کر رہا ہوں والد صاحب کی صحت ٹھیک نہیں ہے گھر میں کچھ اور بھی کام ہیں جلد آ جاؤں گا۔

وہ بولی کہ بس مجھے نہیں پتہ اب مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے میں آپ کے بغیر نہیں رہ پاؤں گی میں آپ سے آپ سے محبت کرتی ہوں آئی لو یو مبشر جان میں آپ کے بغیر نہیں رہ پاؤں گی۔

ممتاز میں بھی آپ سے بہت محبت کرتا ہوں بس ایک ڈر سا ہے کہ مجھ سے جدا نہ ہو جانا۔ مجھ سے وعدہ کرو زندگی کے سفر میں میرا ساتھ دو گی ہم دونوں قسمیں کھائیں اور محبت پروان چڑھنے لگی کہ میری ممتاز مجھے مل گئی ہے ساری کائنات کے دھنک رنگ حسین لگنے لگے۔

میرے دوست اور ممتاز کی فرینڈ شہناز نے ہمیں چھپ کر ملتے ہوئے دیکھ لیا سب مذاق کرنے لگے ارے واہ محبت خدا ان کو کسی کی نظر نہ لگانا اور کہنے لگے شکر ہے لیلیٰ مجنوں مل گئے ہیں اور اکرم نے کہا چھوڑو یار یہ محبت ہے میں نے ممتاز کی فرینڈ اور اپنے دوستوں کو تفریح کے ٹائم کالج کی کنٹین پر ایک پارٹی دی پھر ہم دونوں بھی کالج کی سیڑھیوں کبھی چھت پر تو کبھی پیپل کے درخت کو گھنٹوں دیکھتے رہتے سہانے سپنے سجاتے جب بھی ہم ایک ساتھ ہوتے وہ میرا ہاتھ تھامے رکھتی میں بیٹھے ممتاز کو ایک ٹک دیکھے جا رہا تھا کہنے لگی مبشر ایسا بھی مجھ میں کیا ہے جو ایسے دیکھ رہے ہو۔ میں نے اس کی گہری موٹی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک غزل کہہ دی۔

کیوں رکھتے ہو میرا خیال کہ اب
ہر لمحہ اداس رہنے کو جی کرتا ہے
کیوں مانتے ہو ہر ایک بات کو میری کہ اب
کہ بار بار روٹھ جانے کو جی کرتا ہے
تم جو چلو ساتھ تو کوئی شکوہ نہیں زندگی سے
کہ اب تو کانٹوں پر بھی چلنے کو جی کرتا ہے
ڈر ہے کہ اس سفر میں تنہا نہ رہ جاؤں ممتاز
کہ اب عمر بھر تیرا ساتھ نبھانے کو جی کرتا ہے

اب ہم اپنے رشتے کو آگے بڑھانا چاہتے تھے اور اس کام کے لیے مجھے امی ابو کے پاس رہ کر بات کرنی تھی ممتاز کو ایک پل کے لیے بھی خود سے جدا کروں مجھے ڈر بھی بہت لگ رہا تھا کہ یہ بات اپنے گھر والوں کو کیسے بتاؤں انہی سوچوں میں سفر کرتا ہوا میں گھر جا پہنچا۔

میری آج ماں مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش تھی کہ آج بازار سے میرے لیے میرا نیا سوٹ بنوایا تھا میں سب کو مل کر کچھ دیر ان کے پاس بیٹھا رہا اور پھر سونے کے لیے کمرے میں چلا گیا اور سو گیا۔

دل بکھرا بکھرا اور بدن ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا بستر پر لیٹا ہی تھا کہ مجھے گہری نیند آ گئی شام کو کچھ دیر پہلے میری آنکھ کھلی تو باہر نکلا تو ماں کو باہر صحن میں چارپائی پر بیٹھے دیکھا میں بھی ان کے پاس ہی جا کر بیٹھ گیا۔

ماں کی گود میں اپنا سر رکھ دیا میری بہن نے مجھے کھانا دیا میرا کھانا کھانے کو دل نہ چاہ رہا تھا۔ پھر بھی میں نے تھوڑا سا کھالیا۔ ماں نے پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا اور بولی بیٹا کیا بات ہے بخار تو نہیں ہے کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا۔

میری آنکھوں میں نہ چاہتے ہوئے بھی آنسو آ گئے میری ماں میرے آنسو دیکھ کر تڑپ اٹھی اور چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولیں۔

بیٹا کیا ہوا ہے کیا بات ہے بتاؤ مجھے میرا لاڈلہ بچہ کیا بات ہے جس کے لیے اتنا بے چین ہو رہے ہو چلو بولو۔

مجھے امی کی بات سن کر کچھ حوصلہ ہوا اور میں نے سب کچھ امی جان کو بتایا میری اداسی کا سبب دل کا چین میری خوابوں کی ملکہ میری ممتاز کو ہمیشہ کے لیے مجھے لا دو کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اور اس دل میں کیا رکھا ہے
تیرا ہی درد چھپا رکھا ہے
اتنے دکھوں کی تیز ہوا میں
دل کا دیپ جلا رکھا ہے
دھوپ چہروں نے دنیا میں
کیا اودھم مچا رکھا ہے
اس نگری کے کچھ لوگوں نے
درد کا نام دوا رکھا ہے
وعدے یار کی بات نہ چھیڑو
یہ دھوکہ بھی کھا رکھا ہے
بھول بھی جاؤ بیتی باتیں
ان باتوں میں کیا رکھا ہے
چپ چپ کیوں رہتے ہو مبشر
یہ کیا روگ لگا رکھا ہے
اور اس دل میں کیا رکھا ہے
تیرا ہی درد چھپا رکھا ہے

میری ماں کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ وہ ہم سے اونچے لوگ ہیں کہیں لڑائی جھگڑا نہ ہو جائے۔

میں نے امی جان سے کہا۔

آپ کا یہ مجھ پر احسان ہوگا کبھی بھی اس لڑکی ممتاز کے علاوہ میں نے آپ سے کچھ نہیں میں نے آپ سے کچھ نہیں مانگا امی جان آپ میرے لیے ممتاز کا رشتہ مانگنے جائیں میں تو خود نہیں چاہتا تھا کہ مجھ سے کچھ ایسا ہو لیکن میں خود جان نہیں پایا کہ کب او کیسے وہ لڑکی مجھے میری جان سے بھی پیاری ہو گئی۔

اور اب وہ میری زندگی ہے میری محبت ہے پلیز امی جان اگر آپ کو میری خوشیاں عزیز ہیں تو آپ ابا جان کے ساتھ ابا جان کو منالیں ممتاز کا گھر شہباز خان روڈ قصور میں ہے اور اس کے ابا جان ایک یونین کونسلر ہیں ٹھیک ہے مبشر میں آپ کے ابا جان سے بات کرتی ہوں جب شام کو آئیں گے اب تم خوش ہو جاؤ اور جاؤ کچن میں تھوڑا سا دودھ پی لو میں نہیں جانتا تھا کہ میری ساری باتیں میرے پیچھے کھڑے میرے ابا جان سن رہے تھے۔

یہ ہیں ہمارے بیٹے کے خواب کیا ہم نے اس لیے شہر پڑھنے کے لیے بھیجا تھا کہ وہ بہت بڑا عاشق بن جائے گا کیا ہم نے اس لیے تجھے پالا پوسا تھا کیا ہماری ہی عزت کو خراب کر دے۔

آپ مجھے غلط مت سمجھیں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا محبت کی ہے کوئی جرم نہیں کیا میں تو تب جان پایا جب ابا جان نے کہا مبشر ہیرا صاحب اپنی اس کا نام ہے ہاں ممتاز اس کو بھول جاؤ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا

اپنے ہی ہوتے ہیں جو دل پہ وار کرتے ہیں
ورنہ غیروں کو کیا معلوم دل کی جگہ کون سی ہے

میں ہمت نہیں ہارا اور کہا ابا جان اگر آپ کو میری خوشیاں عزیز ہیں تو آپ کو ایک بار ممتاز کے گھر جانا ہوگا وہ میری محبت ہے۔

دیکھو بیٹا ہیرا ہم ممتاز کو اپنے گھر کی بہو نہیں بنا سکتے تو ان کے ان چند الفاظوں نے میری روح کو زخمی

کر دیا لیکن ابا جان اس میں ممتاز کا کیا قصور ہے اور کیا وجہ ہے کیا بات ہے ہم ایک کیوں نہیں ہو سکتے یہ کیسی محبت ہے تمہاری اور تم نے محبت کرنے سے پہلے کیوں نہ سوچا کہ وہ ایک غیر ذات ہے اور ہم اور ہیں وہ امیر اور ہم غریب ہیں میں ایک زمیندار اور وہ ایک یونین کونسلر کی بیٹی ہے ہمارے خاندان میں غیر ذات کی لڑکی نہیں بس سکتی اور تو اور زمانے میں ہمارے خاندان میں ہماری ناک کٹ جائے گی۔

مجھے اپنی دنیا برباد ہوتی ہوئی محسوس ہوئی میں نے پھر کہا ابا جان سب سے پہلے ہم مسلمان ہیں اور قانون اور اسلام ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا ہے اگر دونوں طرف سے پسند اور رضا مندی ہو تو ایک دوسرے کے بندھن میں باندھ دینا چاہیے اسلام میں ذات پات کا ایسی کوئی فرق نہیں ہے یہ تو اس دنیا نے اپنے رعب سے ایک علیحدہ گروپ بنا لئے ہیں کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔

آپ ان لوگوں سے بات کر کے تو دیکھیں یہ مثالیں اپنے پاس ہی رکھو۔

میری کوئی دلیل کام نہ آئی لیکن اتنی جلدی ہار ماننے والا میں بھی نہیں تھا آخر کار میری ساری زندگی کا سوال تھا گاؤں سے واپس شہر قصور آ گیا وہاں میں نے اپنے ایک دوست کی وساطت سے پرنسپل سے بات کی اور اور ہوسٹل کے ایک کمرے میں رہنے لگا میرے دوست کہنے لگے ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ اور ممتاز ایک ہو جاؤ۔

اگلے دن ممتاز کالج آئی تو میں نے اس سے ساری بات کی اس سے کہا کہ ہمارے پیپر ختم ہو جائیں پھر ہم دونوں کورٹ میرج کر لیں گے اس نے کہا نہیں میں چاہتی ہوں میرے خوابوں کا شہزادہ اس دنیا کے سامنے مجھے بڑی دھوم دھام سے لے کر جائے مبشر ہیرا اگر میں تمہاری نہ ہوئی تو یہ سمجھ لینا کہ میں کسی اور کی ڈولی میں بیٹھنا بھی پسند نہیں کروں گی میں مر جاؤں گی مگر کسی اور کی نہیں ہو سکتی میرے سینے سے لگ گئی۔

میں اپنی جان ممتاز کو حوصلہ دینے لگا کہ ایسا کبھی نہیں ہو گا یونہی ہمارے پیپر ختم ہوئے ہم دونوں شادی کر لیں گے میں دل اور آپ میری جان ہو اور دل اپنی دھڑکن سے کبھی دور نہیں رہ سکتا

یاروں کو یار ملا پیاروں کو پیار ملا
ہم کو ایک یار ملا وہ بھی باوفا ملا

لوگ ہمیں تکلیف نہیں دیتے ہیں بلکہ ان سے وابستہ ہماری امیدیں ہمیں دکھ دیتی ہیں۔

ہمارے ایف ایس سی کے پیپر ختم ہوئے اور کالج سے چھٹیاں ہوئی ممتاز کہنے لگی مبشر میری جان میرے گھر میں لوگ مجھے دیکھنے آتے ہیں اور اپنے امی ابو کو جلدی بھیجو میں نے کہا ٹھیک ہے آج ہی آ جائیں گے نہیں تو میں خود ہی آؤں گا میں تم سے دور نہیں رہ سکتا مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میرے ساتھ ایسا آخر کیوں ہو رہا ہے۔

ممتاز کے گھر والے میرے گھر والوں کی رضا مندی سے شادی کروانا چاہتے تھے لیکن مجھے پتہ تھا کہ میرے گھر میں سے میرے ساتھ کوئی نہ تھا یہاں تک کہ میرے اوپر جان وارنے والی ماں بھی نہیں تھی نہ مجھے کھانے کا ہوش تھا نہ دنیا کی پرواہ تھی میں اکیلا اپنے دو دوستوں کے ساتھ ممتاز کا رشتہ مانگنے کے لئے گیا ممتاز کے والدین نے کہا کہ بیٹا ہم شادی کر دیں گے مگر اپنے والدین کو بھیجو اور کوئی اچھی سی جاب بھی تو ہونی چاہیے تمہاری۔

میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ میں کوئی ملازمت کر لوں گا اور میرے والدین کبھی نہیں مانیں گے ہم الگ رہ کر زندگی گزار لیں گے آپ ہاں کر دیں اور میری ممتاز کو ہمیشہ کے لیے مجھے دے دو۔

ممتاز کے بھائی نے کہا یہاں سے چلے جاؤ اور

آج کے بعد یہاں قدم بھی مت رکھنا آئے بڑے میری بہن سے محبت جتانے والے تم ایک غریب کسان کے بیٹے ہو اور ملازمت کرو دیکھو اپنے والدین کو بھیجو۔

میں نے کہا کہ میں غریب ضرور ہوں مگر بزدل نہیں ہوں آپ لوگ میری محبت کو غریب امیر میں مت رکھو تم یہاں سے جاتے ہو یا پھر ممتاز کا بھائی منشاء مجھے مارنے کو آیا ممتاز جلدی سے سامنے آ گئی اور کہا بھائی میں یہاں ہی ہوں اس کیساتھ نہیں جا رہی اور رونے لگی تمہیں پتہ ہے ممتاز یہ اور۔ بھیا ایسا نہ کہو تمہیں قسم ہے مبشر یہاں سے چلے جاؤ۔

میں اپنی امانت آپ لوگوں کے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں اور میں مایوس ہو کر دوبارہ آنے کا کہہ کر واپس چلا آیا دوسرے دن مجھے پتہ چلا کہ پاک آرمی اور لیسکو واپڈا میں ملازمت مل رہی ہے میں نے انٹرویوں دیئے اور اب کال لیٹر اور دعوت نامہ کا انتظار کرنے لگا۔

تپش سورج کی ہوتی ہے جلنا زمیں کو پڑتا ہے
قصور آنکھوں کا ہوتا ہے تڑپنا دل کو پڑتا ہے

دو ہفتے بعد گھر سے بازار میں اپنے گھر کا کچھ سامان وغیرہ لینے کے لئے گیا دل بہت بے قرار ہو گیا اور اپنی جان ممتاز کو ملنے کے لیے مچلنے لگا تھا سوچا کہ اس کے محلے میں اس کی فرینڈ کنول کو پیغام بھیجتا ہوں اور وہ باہر گلی میں ممتاز مجھے دیکھے گی اور تڑپ کے میرے گلے لگ جائے گی۔

دوسری طرف میرے والد اور بھائی جان ان کے محلے کے ساتھ ہی کھاد کے گودام پہ کھاد لینے آئے ہوئے تھے میں نے ممتاز کے محلے میں جاتے ہوئے انہیں دیکھ لیا تھا مگر مجھے اپنی ممتاز سے ملنے کی خوشی تھی

سامنے منزل تھی اور پیچھے اس کی آواز
رکتا تو سفر جاتا چلتا تو بچھڑ جاتا
میخانہ بھی اسی کا تھا اور مہکار بھی اسی کی تھی
اگر پیتا تو ایمان جاتا نہ پیتا تو صنم جاتا
سزا ایسی ملی مجھ کو زخم ایسے لگے دل پر
چھپاتا تو جگر جاتا بتاتا تو بکھر جاتا
میرے غم کی دعا نہ تھی سوائے یار کے کوچے کے
میں جاؤں تو کہاں جاؤں جاتا تو کدھر جاتا

میں نے گلی میں جا کر کسی بچے کو دس روپے دے کر کنول کو پیغام بھیجا اور وہ آئی سلام کہا اور میری جان کو بتانے چلی گئی۔

وہ ظالم حسینہ نقاب کر کے آئی اور آ کر میرے گلے لگ گئی میں نے کہا کہ اب آنسو نہ بہاؤ مجھے ایک بہت اچھی ملازمت مل گئی ہے کہنے لگی گھر والے میری کسی اور سے شادی کرنے والے ہیں۔

میں گرتے گرتے بچا میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی میں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا تم صرف میری ہو میں اس کو حوصلہ دینے لگا ہم دونوں دیوانوں کی طرح ایک دوسرے کے گلے لگ کر رو رہے تھے ممتاز نے بڑے قرب کے عالم میں جذباتی ہو کر مجھ سے کہا۔

بہا کے آنسو اس نے مجھ سے ایک سوال کیا کیوں آخر
تم نے اس قدر مجھ سے پیار کیا
کچھ ایسے اس کے سوال نے مجھ کو تڑپا دیا
کہ بڑی مشکل سے میں نے اپنے آنسوؤں کو چھپا دیا
اس نے اپنی قسم دے کر مجھ سے کہا کہ مجھ کو میری جان
بھول جا
اور میں نے ہنس کر اس وقت ہاں میں سر ہلا دیا
میری ہنسی نے اسے کچھ ایسا تڑپا دیا
اس نے پھر روتے ہوئے مجھ سے وہی سوال کیا
اس کے آنسوؤں کو صاف کر کے میں نے اس کو
جواب دیا
نہیں کرتا میں تم سے پیار جاؤ میں نے تم کو آزاد کیا
لگتا اس دنیا میں ہم دونوں کا ملن نہیں ہوگا
میرے ساجن میری جان مجھے ایک سپنا سمجھ کر بھول

جاؤ میں نہیں چاہتی کہ تمہیں کچھ ہو اپنی نئی دنیا بسا لینا یہ تم کہہ رہی ہو ممتاز ایسا کرنا میرے لیے ناممکن ہے نہ تم میرے بغیر رہ سکتی ہو اور نہ ہی میں تمہیں بھول سکتا ہوں۔ ہمیں ایک ساتھ کھڑے ہوئے ممتاز کے بھائی نے دور سے دیکھ لیا تھا۔

ہم دائیں بائیں کے عالم سے بے خبر اپنی دنیا میں مدہوش کھڑے تھے ممتاز نے جانے کے لیے کہا رک جاؤ مبشر جی آج تیری زندگی کا فیصلہ کر کے ہی جانے دوں گا تیری اتنی ہمت کے تو ہماری بہن کو چھو سکے۔ ممتاز کہنے لگی اس کا کوئی قصور نہیں ہے اسے جانے دو اور اس نے مجھے پکڑ کر میری ناک پر مارا اور میری ناک سے خون بہنے لگا۔

ممتاز نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اس کا ہاتھ چھوڑا نے لگا ممتاز روتے ہوئے اور بھی جذباتی ہوگئی اور کہنے لگی کہ تم نے اسے کیوں مارا میں مر جاؤں گی چل ہٹ تیرے سے بھی گھر میں نمٹ لیتا ہوں لیکن میں مبشر کا ہاتھ نہیں چھوڑوں گی۔

میں نے سنبھلتے ہوئے اس کے منہ پر ایک گھونسہ مارا اور کہا یہ چھوڑانا اتنا آسان نہیں ہے پہلے میں کہتا تھا کہ آپ لوگ مان جاؤ گے مگر اب ممتاز میری ضد بن چکی ہے بدتمیز وہ پھر مجھے مارنے لگا۔

اتنے میں بھائی جان اور میرے ابا جان کو دوسری طرف نجانے کس نے خبر دے دی اور وہ بھاگتے ہوئے آئے اور میرے بھائی نے اس کے بھائی کو بہت مارا اور کہا جاؤ اپنی بہن کو لے جاؤ۔

ابا جان کہنے لگے جاؤ بیٹا بہت خون خرابہ ہو گیا ہے بہتر ہے کہ آپ بھی جاؤ اور ہم بھی مبشر کو لے جارہے ہیں۔

میں نے کہا نہیں میں اپنی ممتاز کو لے کر ہی جاؤں گا ممتاز کے بھائی اور والدین اور میرے بھائی اور ابا جان مجھے کھینچ رہے تھے ایک محبت کرنے والے کا میلہ لگا ہوا تھا میری دنیا اجڑ رہی تھی اور زمانہ چپ چاپ دیکھ رہا تھا۔

میرا اور ممتاز کا ہاتھ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا اور مجھے گھر لایا گیا مجھے کچھ ہوش نہ تھا۔

ابا جان نے امی سے کہا کہ سنبھالو اپنے اس لاڈلے کو اس نے مجھے بدنام کر کے رکھ دیا ہے لیکن ماں نے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے بہت تیز بخار ہو گیا ہے ڈاکٹر کو بلایا گیا مرہم پٹی کی اور کہا کہ اسے کچھ گہرا صدمہ ملا ہے اسے خوش رکھنے کی کوشش کریں میری آنکھیں پتھرا سی گئیں دل سلگنے لگا اس کا معصوم سا چہرا میرے سامنے گھوم رہا تھا میری حالت ایک دیوانے جیسی ہوگئی تھی۔

دو ہفتے بعد اس کی شادی کی خبر ملی میرا دل دھاڑیں مار مار کر رونے لگا میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں میری دنیا برباد ہو رہی تھی میری کائنات اجڑ رہی تھی مگر میر چیخ و پکار کوئی سننے والا نہ تھا میں محبت کی بازی ہار گیا تھا میں بہت رویا تھا اب میری آنکھیں خشک ہو رہی تھی اب تو یہ بھی ہوش نہیں کہ بہار کا موسم کب آتا ہے اس کا ایک آنسوؤں سے بھرا خط ملا جس میں لکھا تھا۔

جان سے پیارے مبشر

سدا خوش رہو مسکراتے رہو آپ کو یہ جان کر دکھ ہوگا میں آپ سے کوسوں دور جارہی ہوں میری شادی ہو رہی ہے یہ شادی نہیں بربادی ہے میرے ہاتھوں کی مہندی پر تمہارے پیار کا رنگ چمکتا رہے گا تم میرے دل میں ہمیشہ رہو گے لیکن آپ کو میری قسم مجھے بھول جانا اور کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر اپنی زندگی بسا لینا مجھے ماں باپ نے کہا ہے ہم نے تجھے پالا پوسا پڑھایا اور زمانے میں تم نے ہماری عزت کو برباد کر دیا ہے ہماری پرورش میں کون سی کمی رہ گئی تھی ہم تمہاری شادی کر رہے ہیں اگر کوئی غلط قدم اٹھایا تو ہمارا مرا منہ دیکھو گی سمجھی تم۔

مبشر میری جان میں مجبور ہوں مجھے بھول جانا

اپنا مستقبل سنوارنا کوئی غلط قدم مت اٹھانا آپ بہت اچھے ہو مجھے اک سپنا سمجھ کر بھول جاؤ پلیز مبشر میری جان مجھے بھول جاؤ۔

آپ کی جان ممتاز مبشر۔

یہ کیسی محبت ہے جب وہ ملی تھی تو وہ فروری کی صبح تھی مگر اب وہ کسی اور کی ڈولی میں بیٹھ گئی تھی اس کے تقریبا ایک مہینے بعد مجھے پاک آرمی کی طرف سے لیٹر آ گیا اور میں ایک اچھے عہدے پر فائز ہو گیا وہ شادی کر کے شہر قصور چھوڑ گئی ہے۔

اور مجھے ملازمت مل گئی ہے وہ شہر چھوڑ دیا جہاں اس کی یادیں ہیں اب تنہائی ہے اور ایک سلگتا ہوا دل ہے قارئین میں آج بھی یہ سمجھ لینے سے قاصر ہوں کہ ایک ماں باپ صرف ذات کے نام پر اپنے بیٹے کی خوشیاں کیسے برباد کرتے ہیں کیا صرف امیر غریب کو دیکھا جاتا ہے یا زمانے کی ستم ظریفی کو یہ زمانہ محبت کرنے والوں کا گلہ کیسے گھونٹ دیتا ہے۔

اور ممتاز کی کیا مجبوری تھی جو زمانے کے ستم سے گھبرا گئی تھی ممتاز کیسے مجھے چھوڑ کر کسی اور سے شادی کر سکتی ہے اس نے میرے گھر والوں کے آنے یا میرا انتظار کیوں نہیں کیا یا قسمت نے میر ساتھ نہ دیا تھا کیا میری ہی اپنے پیار کو نظر لگ گئی تھی۔

آخر میں میری ان تمام ماں باپ سے گزارش ہے کہ کوئی بھی اپنے ذات پات کو لے کر اپنے بچوں کی خوشیاں تباہ برباد مت کریں۔

ہم سب مسلمان ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں ہو سکتی اپنے بچوں کی خوشیوں کا خیال رکھیں قارئین کرام اپنی رائے سے ضرور آگاہ کیجئے گا اس میں قصور میرا بھی نہیں ممتاز کی مجبوری یا زمانے کا ستم میری ممتاز جہاں رہے خوش رہے۔

ایہہ عشق کسے دا نئیں ہویا اینوں اوین نہ منہ لاویں

راتاں نوں اٹھ اٹھ روویں گا اپنا پیار ناں پاویں

ایہہ کر چلیا لٹ لیندا کیتے لٹیا ناں جاویں

راتاں نوں اٹھ اٹھ روویں گا اپنا پیار ناں پاویں

تمہاری یادوں کے سہارے ہم جیا کرتے ہیں
کوئی کسی سے جدا نہ ہو بس یہی دعا کرتے ہیں
مبشر کی زندگی کو ویران کر گیا ہے اے صنم
بس جہاں رہو خوش رہو یہ دعا ہم کرتے ہیں

تیرا بچھڑنا

تیرا بچھڑنا بھی یاد رہے گا
مجھے اس وقت کا انتظار رہے گا
ایک وعدہ کیا تھا صنم تم نے یاد کرو
تیرے وعدے پر اعتبار رہے گا
تیری جدائی کا غم تو ہے سب کو
مگر میرے دل میں یہ غم صدا بہار رہے گا
یہ وعدہ اپنا تھا تم ایسے یاد کرو نہ کرو
مجھے پیار ہے تم سے پیار رہے گا
آ کے ملو گی تم بھی کبھی نہ کبھی
تیرا انتظار رہے گا مجھ کو زندگی بھر ....

نیر احمد ابڑو۔ ڈیرہ اللہ یار

خوابوں کی سزا

اگر مجھ کو پکارا تو آ بھی نہ سکوں گا
راہوں میں کوئی دیپ جلا بھی نہ سکوں گا
میں اپنے ہی خوابوں کی سزا کاٹ رہا ہوں
آنکھ میں نیا خواب سجا بھی نہ سکوں گا
پھر تاج محل سپنوں کے آباد مت کرنا
تم درد کے لمحوں میں یاد نہ کرنا
ہاتھوں کی لکیروں پہ کہیں زور چلا ہے
چلنا ہے تو نہی درد کی راہوں پہ اکیلے
یادوں کی پناہوں میں کہیں وقت کٹا ہے
اب تازہ ستم تم کوئی ایجاد نہ کرنا
تم درد کے لمحوں میں مجھے یاد نہ کرنا

افتخار علی۔ خاص خیلی شہر باندھی

کنگن پور سے مس فوزیہ کنول کی شاعری

سنگ جوگرے ہیں میرے گھر میں

سنگ جو گرے ہیں میرے گھر میں دو
چار یارو
جتنے بھی تھے پیڑ یہ پھل سب گرے
میرے گھر کے پار یارو
جب گرنا ہی اپنے مقدر میں لکھا ہے تو
کیوں نہ اپنے ہی قدموں میں گریں
گرتی ہے جس طرح سایہ دیوار پہ
دیوار یارو
اندھیرے تو چھوڑ گئے میرے گھر
کے اجالے مجھ میں
یہ ستارے تو گرے میرے گھر میں
بے کار یارو
میں جب بھی منزل کی جانب چلی
مجھے ہر رستے نے دھوکہ دیا
کیوں قسمت نے دی یہ سزا مجھے بار
بار یارو
دیکھ کر اپنے گردنواں میں لرز جاتی
ہوں میں
کر قتل کر رہے ہیں کس طرح یاروں
کو یار یارو
مت دیکھو سر اٹھا کر اونچے محلوں کی
طرف
یہ نہ ہو کہ گر جائے اپنے ہی سر کی
دستار یارو
یہ سانسوں کی ڈور ہے جانے کب
ٹوٹ جائے کنول
کیا پتہ کس گھڑی گر جائے سر پہ لٹکی
تلوار یارو

میں تیری آنکھ کا آنسو ہوتی

اے کاش میں تیری آنکھ کا آنسو ہوتی
تیری آنکھ سے گرتی تو
تیرے رخسار کو چوما کرتی
تیرے دامن میں گر کر جی بھر
تیری صورت کو دیکھا کرتی
تمہاری نظر جو کبھی مجھ پر پڑتی
تو مسکرا کر تیرے چہرے کا نظارہ کرتی
تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
سب دکھ درد تمہارے بانٹا کرتی

زندگی سے شکایتیں بڑھتی گئیں

دن بدن زندگی سے شکایتیں بڑھتی گئیں
مگر اس شخص سے محبتیں بڑھتی گئیں
جب پاس تھا کبھی مڑ کر نہ دیکھا اسے
بچھڑ گیا تو اس کی ضرورتیں بڑھتی گئیں
کبھی راہ میں آ کے ٹھہر گیا کبھی پیار
میں حد سے گزر گیا
رفتہ رفتہ اس شخص کی عنایتیں بڑھتی گئیں
ہر بار فریب دیا اس کی محبت نے مجھے
پھر یوں ہوا زندگی سے نفرتیں بڑھتی گئیں
وہ بھی روٹھ جاتا ہر بار یوں ہی مجھ
سے
بات کچھ نہ تھی مگر وضاحتیں بڑھتی گئیں
کبھی جو خوشی ملی تو وہ غموں کا بھیس
بدل کر اے
ہر روز ہماری ذات پر قیامتیں بڑھتی گئیں

تتلی

نہ کر تمنا تتلی کی
تتلی نے اڑ جانا ہے
تو ڈھونڈے گا دیوانا ہو کر
پر اس نے ہاتھ نہ آنا ہے
تو رستوں میں کھو جائے گا
اس کی منزل نہ کوئی ٹھکانہ ہے
اسے پاگلوں کی طرح جب
ڈھونڈے گا
لوگ کہیں گے یہ دیوانہ ہے
تو روئے گا تنہا بیٹھ کر
پر واپس نہ اس نے آنا ہے

تجھے پانے کی تمنا میں

تجھے پانے کی تمنا میں
کیا کیا نہ خواب سجائے میں نے
تجھے لوگوں کی ٹھوکروں سے بچا کر
خود زمانے کے سنگ کھائے میں نے
تجھے اپنا بنانے کی خاطر
کتنے ہی دل دکھائے میں نے
کیا خبر تھی کہ تو بے وفا نکلے گا
کیا خبر تھی سب جھوٹے خواب
سجائے میں نے

زخم محبتاں دے

تحریر۔زوبیہ کنول۔چوک میتلا

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں نے ایم عاصم بوٹا کی دکھی زندگی کو آپ کے لیے تحریر کی شکل دے کر سامنے لائی ہوں امید ہے سب اپنی اپنی رائے ضرور دیں گے کتنا دکھ کتنا درد اس کے اندر تھا جو وہ کسی بھی نہیں بتانا چاہتا تھا شاید مجھے بھی نہیں مگر جب میں نے اس پر الزام تراشی کی تو اس سے برداشت نہ ہوسکا اس کو اپنے دکھوں کا پہاڑ توڑ کر سچ کا لاوہ نکالنا پڑا جوان کے اندر بار بار پھوٹتا رہتا تھا کاش ان کی زندگی میں بھی سکون ہو جائے میں نے اس کہانی کا نام۔زخم محبتاں دے۔رکھا ہے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کردیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

لوگ کہتے ہیں محبت ہر ہنر چھین لیتی ہے
دیکھ تیری محبت نے تو مجھے شاعر بنا دیا عاصم

محبت مجھے اس انسان کی تحریر لکھنے کا اتفاق ہوا ہے جو خود ایک رائٹر ہیں اور شاعر ہیں جو مجھ سے صرف چند منٹ کی مسافت پر رہتے ہیں ادب سے تعلق رکھنے والا ہر شخص ان کی شخصیت وقار اور اخلاق کو جانتا ہے مگر شاید ان کے حال دل سے کوئی واقف نہیں ہے۔
لیکن آج میں ان کا حال دل آپ کو سناؤں گی۔
محبت انسان کو برباد کر دیتی ہے چاہئے ایک طرفہ ہو یا دونوں طرفہ عشق کی آگ برابر ہوتی ہے محبت کرنیوالوں کو ہر حال میں دکھ سکھ کا سامنا کرنا پڑتا ہے محبت قربانی مانگتی ہے کوئی اپنا مال دولت تو کوئی اپنی جان اپنے عزیز و قارب قربان کر دیتا ہے کوئی اپنے محبوب کی خاطر اپنی خوشیاں دے کر تو اس کے غم خرید لیتا ہے۔
محبت میں انسان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کو ہر حال میں خوش رکھے۔اگر محبت یکطرفہ ہو تو عاشق سارا سارا دن اپنے محبوب کا ایک دیدار کرنے کے لیے اس کی گلیوں کی خاک چھان مارتا ہے محبوب کے گھر کے ارد گرد گھومتا ہے یا کسی نہ کسی بہانے ان کے گھر جانا عاشق کی مجبوری بن جاتا ہے۔
کچھ عاشق ایسے ہوتے ہیں جو زمانے سے بے خوف اپنے اور بیگانوں سے بے ڈر ہو کر سب کو بتا دیتے ہیں کہ میں نے فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں مگر یہی بات وہ ناجانے اپنے محبوب سے کہہ نہیں سکتا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اس طرح کے عاشقوں میں شامل ہیں۔
ادب کی دنیا کے ہر دل عزیز رائٹر اینڈ شاعر ایم عاصم بوٹا شاکر جن کی آپ بیتی لکھنے کا مجھے

موقعہ ملا اس راشد کو ہم شہر ہونے کے ناطے کب سے جانتی ہوں مگر اس کے حال دل سے ناواقف تھی۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہر پل ہر وقت مسکرانے والا اپنے دل مین دکھوں کا پہاڑ لے کر اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ عاصم تنہائی میں شراب کے سہارے اپنے زخموں کی مرہم پٹی کرتا ہے مجھے تو یہ وہم بھی نہیں تھا کہ یہ شخص شراب کے سہارے اپنا علاج کرتا ہے میں تو کیا یہاں رہنے والا کوئی بھی شخص یہ نہیں سوچ سکتا میں بھی نہ سمجھ سکی حالانکہ ہمارا رابطہ کافی پرانا تھا ہم ایک دوسرے سے اپنے دل کی ہر بات شیئر کر لیتے تھے نا جانے کیوں عاصم نے اپنی محبت کا راز مجھ سے چھپائے رکھا۔

ایک دن میں عاصم کے گھر گئی اس دن ان کے گھر میں کوئی نہ تھا سب گھر والے ملتان گئے ہوئے تھے عاصم گھر میں اکیلے ہی تھے میں صحن سے ہوتے ہوئے کمرے کی دہلیز تک پہنچ گئی عاصم کمرے میں نہ جانے کن خیالوں میں گم بیٹھے تھے اکرم راہی کا گانا سن رہے تھے۔

ساڈا جینا وہ ہن کیس جینا ایں

بن مطلب پئے ہن جینے آں

میں کافی دیر تک کمرے کی دہلیز پر رکی رہی کہ شاید عاصم مجھے اندر آنے کو کہہ دے لیکن اس کو معلوم ہی نہیں تھا کہ اس کی اجازت کا منتظر اس کے کمرے کی دہلیز پر رکا ہوا ہے وہ تو بس اپنے ہی خیالوں میں گم بیٹھا ہوا تھا۔

کون کہتا ہے محبت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا
زمانے بھر کی رسوائی یہاں کیا کم ہے کنول۔

میری دستک پر اس نے میری طرف دیکھا زوبیہ تم ہو آؤ بیٹھو۔

شکریہ آپ نے بیٹھنے کی اجازت دے دی میں تو کب کی آپ کی اجازت کی منتظر دروازے پر ہی رکی ہوئی تھی زوبیہ گھر میں تو کوئی نہیں ہے تم بیٹھو میں چائے بنا کر لاتا ہوں۔

یہ کہہ کر عاصم اٹھ کر باہر جانے لگے تو ان کے قدم ڈگمگانے لگے وہ جلدی سے چارپائی پر لیٹ گئے پاؤں نیچے لٹک رہے تھے میں نے بھاگ کر اسے سیدھا کیا۔ عاصم کیا ہوا اور اس کے کندھے سے اٹھانا چاہا جیسے ہی میرا منہ اس کے پاس ہوا اس کے منہ سے شراب کی بدبو نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔

اف اللہ عاصم یہ کیا تم سے شراب پی ہوئی ہے میں تو عاصم کے پاس جواب عرض کے لیے گئی تھی مگر اس کو اس حال میں دیکھ کر بہت دکھ ہوا عاصم تم بیٹھو میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔

عاصم لیٹ گیا میں نے چائے بنائی پھر ہم چائے پینے لگے عاصم میری طرف بڑے غور سے دیکھ رہا تھا مجھے ڈر سا محسوس ہو رہا تھا کیوں کہ آج عاصم شراب کے نشے میں تھا اس سے پہلے میری عاصم سے کافی بار ملاقات ہو چکی تھی مگر عاصم کو مخلص اور نیک نیت ہی پایا لیکن چند لمحون کے بعد عاصم کا نشہ کچھ اتر سا گیا عاصم میں آپ سے جواب عرض لینے آئی ہوں اس نے مجھے جواب عرض دیا جنوری کا تھا ساتھ میں جولائی 2013 کا بھی لیا کیوں کہ اس میں عاصم کی ذاتی تحریر محبت روٹھ گئی شائع ہوئی تھی جو ابھی تک میں نے نہیں پڑھی تھی۔

میں جواب عرض لے کر چلی گئی مگر عاصم کی جو عزت میرے دل میں تھی وہ ختم ہو گئی تھی کیوں کہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہ شراب پیتا ہے مجھے اس سے نفرت ہونے لگی دل میں اس سے تمام تعلق واسطے تھے ختم کرنے کا سوچنے لگی کیوں کہ یہ شراب پیتا ہے میں دل سے یہ فیصلہ کر کے پریشان رہی کہ مجھے آج ایک اچھے دوست کو اس لیے کھونا پڑے گا کہ وہ شراب پیتا ہے شام ہونے والی تھی

میں نے کھانا بنایا سب گھر والوں نے کھانا کھایا اور اپنے کمروں میں چلے گئے میں چائے بنانے پر کچن میں مصروف ہوگئی۔

دروازے پر دستک ہوئی ابو نے دیکھا تو عاصم تھے ابو ان کو ساتھ ہی کمرے میں لے کر آ گئے ان کا ہمارے گھر میں آنا جانا تھا میں چائے لے کر آئی تو عاصم کو سامنے دیکھ کر بہت غصہ آیا خیر میں نے عاصم کو چائے دیتے وقت کہا کہ یہ چائے ہے شراب نہیں خیر یہ سرگوشی میں نے بہت احتیاط اور آہستہ سے کی کہ کوئی اور نہ سن لے عاصم کچھ دیر تو میری طرف دیکھتا رہا پھر نظریں جھکا کر خاموش ہی رہا۔

میں غصے میں اٹھی اور اپنے کمرے میں آ گئی کچھ دیر میں عاصم بھی میرے کمرے میں آ گئے میرے غصے کی انتہا دیکھ کر بولے زوبیہ شراب پینا میری مجبوری ہے شوق نہیں میں بتا بھی نہیں سکتا آپ یقین کرو یا نہ کرو آپ کی مرضی یہ کہہ کر عاصم کمرے سے باہر نکل گئے لیکن اس کے الفاظ مجھے غور کرنے پر مجبور کر گئے کہ اس کی کیا مجبوری ہو سکتی ہے۔

میں نے اس کا راز پوچھنے کی ٹھان لی پھر میں نے جولائی کا جواب عرض لیا اور ان کی ذاتی تحریر پڑھی اور پتہ چلا کہ عاصم صاحب عشق کے مرض میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں مگر میں اس کی زبان سے سب سننا چاہتی تھی۔

ایک دو بار پوچھنے کی کوشش کی مگر عاصم ٹال مٹول سے کام لے جاتا تھا ایک دن ہمارے گھر میں کوئی نہ تھا میں نے ایک پلان بنایا اور عاصم کو اپنے گھر بلایا جب عاصم آئے تو چائے وغیرہ پینے کے بعد میں نے پوچھا کہ عاصم آپ شراب کیوں پیتے ہو عاصم خاموش رہا پھر پوچھا تو کہنے لگا میرا خیال ہے مجھے یہاں سے جانا چاہئے۔

میں نے کہا نہیں عاصم آج تم بتاؤ ورنہ میں بتاتی ہوں تم شراب کیوں پیتے ہو ہاں بتاؤ کیوں پیتا ہوں میں شراب۔

عاصم شاید شراب پینا تمہارا شوق ہے جسے تم نے مجبوری کا نام دے رکھا ہے شراب پینا تمہاری کوئی مجبوری نہیں اسی لیے تو تم بتا نہیں سکتے عاصم میں آج آپ سے دوستی ختم کر رہی ہوں۔

مجھے پتہ چل گیا ہے کہ تم ذلیل اور گھٹیا انسان ہو تم جیسے لوگ دوست اور محبت کے مطلب کو کیا جانیں تم دوستی کے نام پر ایک سیاہ دھبہ ہو مجھے تو آج پتہ چلا ہے کہ تم لڑکیوں سے دوستی کر کے ان کی عزت سے کھیل کر چھوڑ دیتے ہو جس دن تم نے شراب پی تھی اس دن بھی تمہاری نظریں میرے جسم پر تھیں وہ تو میں جلدی آ گئی ورنہ تم نے میری بھی عزت خاک میں۔

ابھی میں یہ الفاظ مکمل نہیں کر پائی تھی کہ عاصم کا ہاتھ ہوا میں لہرایا اور میرے منہ پر اپنے نشان چھوڑ گیا میں اپنے دونوں ہاتھوں سے چہرا چھپا کر رونے لگی عاصم نے جلدی سے میرے ہاتھوں سے میرا چہرا آزاد کروایا اور مجھے اپنے گلے سے لگاتے ہوئے بولے۔

ارے زوبیہ تم پاگل ہو یہ تم نے کیسے سوچ لیا کہ مجھے تمہارے جسم سے غرض ہے ارے پاگل جسم تو بازاروں میں بھی مل جاتا ہے پر تم جیسے دوست تو خدا کا ایک انمول تحفہ ہوتے ہیں مجھے لڑکیوں کے جسم سے کوئی غرض نہیں اور تمہیں شرم نہیں آئی مجھ پر اتنا گھٹیا الزام لگاتے ہوئے کہ مجھے تمہارے جسم سے سروکار ہے زوبیہ کاش مجھے کوئی سچا دوست یا سچا پیار کرنے والا مل جاتا تو میں شراب نہ پیتا میں تو اپنا دکھ اپنے سینے میں چھپائے اپنی زندگی بسر کر رہا ہوں۔

یہ درد زمانہ ہے یہاں سنتا نہیں فریاد کوئی

یہاں ہنستے ہیں تب بھی جب ہوتا ہے برباد کوئی

اگر آج کے دور میں انسان کسی کو اپنا دکھ سنائے تو سننے والے الٹا مذاق شروع کر دیتے ہیں۔

میں دن بھر مسکراتا ہوں مگر رات کی تنہائی میں جی بھر کے روتا ہوں ساری ساری رات جاگتے گزر جاتی ہے زوبیہ اگر سننا چاہتی ہو تو سنو میں شراب کیوں پیتا ہوں۔

جب یاد تم مجھے کیا کرو گی بیٹھ کر تنہائی میں
آنسو بہایا کرو گی

جب ساون کی برسات میں بھیگا کرو گی
یاد سے پھر میری کیسے پیچھا چھڑایا کرو گی
جب بھی تم تنہائی میں بیٹھا کرو گی
پھر یاد سے میری لپٹ کر رویا کرو گی
چھوڑ دوں گا جب میں دنیا تیری زوبیہ
پھر چاہ کر بھی مجھ سے مل نہ پایا کرو گی
چلے جائیں گے جب اپنے مجھے دفنا کر
پھر قبر پہ میری آ کر آنسو بہایا کرو گی

زوبیہ میں ایک ہنستا مسکراتا انسان تھا زندگی میں کوئی دکھ نہ تھا میں ان دنوں ملتان کے ایک پرائیویٹ سکول میں مڈل کا سٹوڈنٹ تھا میرے ہر سو خوشیاں ہی خوشیاں رقص کر رہی تھیں سکول سے گرمیوں کی چھٹیاں ہوئیں تو میں گاؤں چلا گیا۔

ان دنوں میں ملتان کے نزدیک ایک اڈے پر رہتا تھا مجھے جواب عرض پڑھنے کا بہت شوق تھا مجھے گاؤں آئے ہوئے آج چوتھا دن تھا شام کے وقت میں کزنوں اور دوستوں کے ساتھ نہر کے کنارے کی طرف نکل گیا شام ہونے کو تھی سورج سارے دن کی تھکن سے چور ہو کر الوداع کہتے ہوئے مغرب کی طرف وادیوں میں چھپے جا رہا تھا پرندے واپس اپنے اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے شمال کی جانب سے ہلکے ہلکے بادل بھی آسمانوں پر چھائے ہوئے تھے پھر ہم واپس گھر کی طرف لوٹ آئے کھانا کھایا اور سب کزن ایک ہی کمرے میں جمع ہو گئے اور گپ شپ لگانے لگے باتوں ہی باتوں میں ہماری ایک کزن کا ذکر ہوا جو ابو کی پھوپھو زاد بھائی کی بیٹی تھی لیکن ان دنوں کچھ رنجشوں کی بنا پر ہمارا ان کے گھر آنا جانا بند تھا۔

ایک کزن نے بتایا کہ اس نے مڈل کے بعد سکول کو الوداع کہہ دیا ہے اور اب گھر پر فری ہوتی ہے میری کزن جس کا فرضی نام شازیہ ہے مجھے یہ سن کو بہت دکھ ہوا سب باتیں کرتے کرتے اپنی اپنی آرام گاہوں میں سونے کی غرض سے چلے گئے ادھر آسمان پر گہرے سیاہ بادل قابض ہو چکے تھے چند ہی منٹوں میں گرج چمک کے ساتھ بارش برسنا شروع ہو گئی شاید آج بادل بھی کسی سے بچھڑنے کی وجہ سے رو رہا ہو لیکن لوگ اس کے آنسوؤں کو فقط بارش کا نام دے رہے تھے کوئی شخص بھی حقیقت سمجھ نہ رہا تھا۔

چار پانچ گھنٹے بارش مسلسل ہوتی رہی اس کے بعد بادل ایک طرف چل دیئے اور ہوا کا رقص جاری ہو گیا آسمان پر تارے ہی تارے نظر آنے لگے ان تاروں کے درمیاں سے چاند اپنی میٹھی میٹھی روشنی زمین پر بکھیر رہا تھا میں بھی نیند کی آغوش میں چلا گیا صبح آنکھ کھلی تو باہر نکلا تو باہر پانی ہی پانی تھا۔

لوگ مختلف طریقوں سے اپنے اپنے گھروں سے بھی پانی نکال کر باہر بازاروں میں پھینک رہے تھے تو اس وقت بچپن کے اس گاؤں میں چند دن گزرے یاد آنے لگے جب ہم بارش کے اس پانی میں کاغذ کی کشتیاں بنا کر چلایا کرتے تھے۔

شازیہ اکثر میری کشتی میں پتھر پھینک کر اسے

ڈبو دیا کرتی تھی کیا وہ دن تھے جب ہم اکٹھے سکول جایا کرتے تھے پھر قسمت میں جدائی لکھی تھی ہم گاؤں چھوڑ کر ملتان آ گئے۔

آج برسات کے پانی کے پاس کھڑے اپنے بیتے دن یاد آ رہے تھے دل تو کر رہا تھا کہ آج پھر کشتی بناؤں اور برسات کے پانی کے حوالے کر دوں مگر پھر خیال آیا کہ اس کو کہاں سے لاؤں جو میری کشتی پر پتھر پھینک کر ڈبو دیا کرتی تھی۔

میں سوچوں کی وادی میں خوب سیر و تفریح کر رہا تھا کہ کزن نے آواز دی بھائی کھانا کھا لو میں کھانا کھا کر چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے بیٹھک میں بیٹھ کر چائے پینے لگ گیا۔

باہر گلی کا دروازہ بھی کھلا تھا اچانک میری نظر گلی میں چوتھے مکان کی چھت پر گئی ہلکے گلابی لباس میں ملبوس ایک حسینہ منڈیر پر موجود تھی میرا چائے کا کپ وہی رہ گیا اور میں باہر گلی میں آ کر اس کے حسن کا دیدار کرنے لگا اس کی نظریں بھی مجھ سے ٹکرا چکی تھیں اور چند منٹ نظروں سے بات ہوئی اور وہ جلدی سے نیچے صحن میں چلی گئی اور میں بھی بیٹھک میں آ گیا پھر کچھ دیر میں وہ حسینہ نکلی اور ہمارے ساتھ والے گھر میں داخل ہو گئی جو ہمارے عزیزوں کا ہی تھا۔

لیکن اب میں اس کو پہچان چکا تھا وہ کون تھی جو میری کشتی کو پتھر مار کر ڈبو دیتی تھی مگر آج اس نے تو میری زندگی کی کشتی کو ڈبو کر رکھ دیا تھا۔

میں تو درخت کی ایک لہراتی ہوئی شاخ کو زندگی سمجھ بیٹھا تھا مگر اس کا گرتا ہو پتہ مجھے جدائی کی خبر سنا گیا تھا وہ پھر اس گھر سے نکلی میں نے آنکھوں سے اس کو ہلکا سا سلام پیش کیا اور وہ تھوڑا سا مسکرائی اور چلی گئی۔

میں تو اس کے حسن کے جال میں پھنس چکا تھا اس کا مسکرانا مجھے لے ڈوبا تھا ہر پل دل اس کے دیدار کو ترسنے لگا تھا۔

ہاں قارئین یہ شازیہ ہی تو تھی جو میری کشتی کو ڈبو دیتی تھی شام کو میں نے ہمت کی اور ان کے گھر چلا گیا سارے گھر والے بہت خوش ہوئے میری بہت عزت کی گئی شازیہ جلدی سے بوتل لے کر آئی میں نے بوتل پی کچھ اس کے چھوٹے بھائی کو دے دی کافی دیر تک ہم سب باتیں کرتے رہے اس کی امی نے خوب گلے شکوے کیے کہ آپ گاؤں آتے ہو ہمارے گھر کیوں نہیں آتے بعد میں میں نے اس کے بھائی کا نمبر لے لیا اتنے میں مغرب کی اذان ہونے لگی میں نا چاہتے ہوئے بھی وہاں سے آ گیا شازیہ کے گھر والوں کا تنازع تھا مگر میرے چاچو کے ساتھ ہمارے ساتھ نہیں تھا میں نے ہمیشہ محبت کے قصے پڑھے اور سنے ہیں مگر محسوس آج ہی ہو رہی ہے کہ محبت کیا ہوتی ہے مجھے شازیہ سے پاکیزہ اور سچی محبت ہو گئی تھی۔

میں ہر پل اس کو سوچنے لگا تھا دوسرے دن صبح صبح پھر ان کے گھر چلا گیا اس کا دیدار کر کے آنکھوں کو کچھ راحت محسوس ہوئی پھر ان کے گھر سے چائے پی اس کے گھر والے میری بہت عزت کر رہے تھے خاص کر شازیہ مگر میں اس کی عزت کرنے کو اس کا پیار سمجھ بیٹھا تھا جو صرف اس کا اخلاق تھا کافی دیر بیٹھ کر گھر آ گیا لیکن اب اس دل دیوانے کو اس گھر میں چین کہاں ملتا تھا۔

لیکن میں نے بار بار ان کے گھر جانا مناسب نہ سمجھ جب تک رہا صبح شام ان کے گھر جاتا تھا جس دن میں نے واپس ملتان آنا تھا صبح ان کے گھر گیا اور سب کو مل کر آ گیا لیکن ملتان آنے کو دل نہیں کر رہا تھا پھر کیا کروں مجبوری تھی آ گیا۔

یہاں آ کر کسی کام کو دل نہ کرتا تھا نے

ہوش نہ پہنے کا بیٹھا بیٹھا تنہائی کے عالم میں رونے لگ جاتا تھا مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کروں دل اس کی یاد میں تڑپتا رہتا تھا۔

جب یاد کی شدت بڑھتی تو آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے میری اس حالت سے گھر والے پریشان ہونے لگے تھے اب چھٹیاں ختم ہو چکی تھی اور دوبارہ سے پھر سکول جانا شروع کر دیا تھا سکول سے واپس آکر بھی کمرے میں بند ہو کر رہ جاتا سکول میں چپ چپ سا رہتا۔

یکی اور مبشر دونوں میرے بیسٹ فرینڈ تھے ان کے بار بار پوچھنے پر خاموش رہنے کی وجہ ان کو بتا دی انہوں نے میرا انداق کرنا شروع کر دیا کیا کرتا مجبوری تھی سب برداشت کرتا رہا وقت کا گھوڑا پرواز کرتا رہا اور مجھے گاؤں سے آئے ہوئے چھ ماہ گزر گئے تھے میں ایک بار پھر گاؤں گیا مگر شازیہ والے گاؤں چھوڑ کر شہر جا چکے تھے۔

میں نے ان کو کال کر کے بتایا کہ میں آیا ہوا ہوں اور آپ لوگ تو شہر چلے گئے ہو شازیہ کی امی نے کہا بیٹا آپ ہمارے پاس ضرور آنا دوسرے دن میں ان کے پاس چلا گیا سارے گھر والے بڑی خوشی سے ملے خوب خاطر تواضع کی گئی اس بار میں شازیہ کے لیے ایک لیٹر لکھ کر لے گیا تھا جس کی تحریر کچھ یوں تھی

اسلام علیکم شازیہ جی کیسی ہو امید ہے عافیت ہو گی شازیہ جی آپ کو بڑے عرصے بعد دیکھا تو دل آپ کا ہو کر رہ گیا میں جانتا ہوں اپنے بڑوں کے تنازات کو لیکن اگر تم میرا ساتھ دو تو ان رنجشوں کو ختم کر دیا جائے شازیہ ویسے بھی مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے اور میں تم سے پیار کرنے لگا ہوں امید ہے میری محبت اور میرے لیٹر کا جواب محبت سے دو گی آپ کی محبت کا طلبگار ایم عاصم شاہ بوٹا۔

شام کو میں نے اس کو لیٹر دینا چاہا مگر اس کا مسکراتا ہوا چہرا دیکھ کر سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا مسکراتا ہوا چہرا میرے اظہار محبت سے کہیں مرجھا نہ جائے میں اسکو پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا صبح جب وہ مجھے ناشتہ دینے آئی تو میں اس کو لیٹر دینا چاہا اس نے کہا عاصم کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دینا جی بھر کے کھانا کھاؤ شرم محسوس نہ کرنا۔

اس کی شرارتی باتوں نے مجھے پھر لیٹر نہ دینے دیا میں واپس لوٹ آیا پھر گاؤں جانے کے بجائے میں ملتان آ گیا مجھے یہاں آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا میری ایک دوست نے میری یہ حالت دیکھی تو مجھ سے وجہ پوچھی میں نے بتا دیا۔

اس نے مجھ سے نمبر لے کر اس کو کال کی اور کہا کہ عاصم تم سے پیار کرتا ہے اس نے کہا اچھا یہ بات ہے تو عاصم خود کیوں نہیں بات کرتا اس سے کہا مجھے خود کہے جب اس نے مجھے بتایا کہ شازیہ نے اس طرح کہا ہے دل کو کچھ سکون محسوس ہوا۔

جب اظہار محبت کا وقت آیا تو میری ہمت جواب دے گئی یونہی مجھے اس کی محبت میں تڑپتے تڑپتے دو سال ہو گئے تھے۔

ایک دن شام کے وقت مجھے اس کے بھائی نے بتایا کہ اس کا چاچو فوت ہو گیا ہے ہم سب بھی گاؤں جا رہے ہیں پھر میں بھی گاؤں روانہ ہو گیا صبح تک گاؤں گیا تو پورے گھر میں قیامت کا منظر تھا ایک جوان کی موت ہوئی تھی شازیہ کا چاچو میرا بھی چاچو تھا تمام برادری اس غم کی گھڑی میں شامل تھی ہر کوئی ہر رنجش بھول چکا تھا۔

فوتگی کے چوتھے دن مجھے پتا چلا کہ شازیہ کی منگنی ہو رہی ہے یہ سنتے ہی میرے اوسان خطا ہو گئے مجھے اپنے ارد گرد زمین گھومتی نظر آنے لگی دماغ ماؤف ہو گیا آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا میں کمرے میں جا کر لیٹ گیا کچھ

ہوش حواس قائم ہوئے تو میں نے اپنے چند بڑے جن میں میرے چاچو پھوپھو اور دادا اور کچھ عزیز بھی تھے میں نے ان سے کہہ دیا کہ میں شازیہ سے محبت کرتا ہوں اور اسی سے شادی بھی کرنا چاہتا ہوں نا جانے آج یہ الفاظ کہنے کے لیے مجھ میں ہمت کہاں سے آ گئی تھی۔

میرے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی سب آگ بھگولہ ہو گئے کسی نے مجھے جان سے مارنے کی دھمکی دی تو کسی نے ہاتھ پاؤں توڑنے کی تو کسی نے تمام رشتے ختم کرنے کی دھمکی دے دی لیکن مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہ تھی میں عشق کی انتہا کو پہنچ چکا تھا میں محبت کی راہوں کا مسافر بن گیا تھا ان راہوں کا جن کا سفر بہت مشکل اور کنارہ بہت دور ہوتا ہے ان راہوں پر چلتے چلتے اکثر انسان تھک کر زندگی کی بازی ہار جاتے ہیں۔

غیروں سے شکوہ کروں تو کیسے کرو
مجھے لوٹنے والے تو میرے اپنے ہی تھے
قاتل سے شکائت کروں تو کیسے کروں
آلہ قتل رہنے والے تو میرے اپنے تھے
لوگ کہتے ہیں موسم خزاں میں دل ٹوٹتے ہیں موسم بہار میں بچھڑنے والے تو میرے اپنے تھے
میں یہاں شکوہ کس سے کروں
مجھے ہاتھ کی لکیروں سے مٹانے والے تو میرے اپنے تھے
مجھے اپنوں کی چاہت پر تو بہت ناز تھا زوبیہ
پھر مجھے رسوا سر عام کرنے والے تو میرے اپنے تھے

دو دن تک میری وہاں کافی لڑائی جھگڑا رہا پھر میں ملتان آ گیا میرے چاچو نے ابو کو کال کر کے سب کچھ بتا دیا۔

میں ملتان گھر آیا تو ابو بھی بہت غصے میں تھے میری کافی بے عزتی ہوئی لیکن اثر کچھ بھی نہ ہوا مجھے تو ہر سو شازیہ ہی شازیہ نظر آتی تھی میرے دل سے ڈر ختم ہو گیا تھا مگر اتنی ہمت نہ تھی کہ جا کر اس کو کہہ دوں کہ شازیہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اتنی ہمت کہاں سے لاتا نا جانے اظہار محبت کرنا اتنا مشکل کیوں ہوتا ہے بات چلتی چلتی شازیہ کے گھر تک چلی گئی۔

میرے چاچو نے اپنی طرف سے شازیہ کے ابو کو کہہ دیا کہ شازیہ نے اور عاصم نے ایک دوسرے سے تعلق بنائے ہوئے ہیں عاصم نے سر عام کہہ دیا ہے کہ وہ شازیہ سے شادی کرے گا جو اس کی راہ میں آیا اس کو وہ مار دے گا۔

یہ بات سننے کے بعد شازیہ کے ابو نے مجھے کال کی میں نے کہا کہ چاچو شازیہ کا کوئی مجھ سے تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میرا اس سے ہے صرف وہ سب لوگ ہمیں بدنام کرنے کو کہہ رہے ہیں تم سمجھو وہ ہی ہمارے شریک ہیں لیکن میری ساری صفائی ناکام رہی اس کے ابو نے میری بے عزتی کی آخر ان کی عزت کا مسئلہ تھا غصہ تو آنا ہی تھا۔

شازیہ سے پوچھا گیا تو اس نے کہا مجھے کوئی پتہ نہیں نہ ہی ہمارا کوئی تعلق ہے نہ ہی کبھی اس نے مجھ سے کوئی ایسی ویسی بات کی ہے جیسے میں نے کہا ویسے ہی اس نے کہا۔

تڑپ تڑپ کے دل میرا روتا رہا
محبت کا کیا خوب صلہ ملتا رہا
وفا میں نے کی وہ نکلا بے وفا
دوستو محبت میں اس کی میں جلتا رہا
جسکو دل و جان سے میں چاہتا رہا
تماشہ میری محبت کا وہ دیکھتا رہا
کتنا سنگدل تھا میرا محبوب یارو
مل کر غیروں سے مجھے تڑپتا دیکھتا رہا
کیسے کہوں اس کو میں بے وفا عاصم
بظاہر تو وہ مجھ سے وفا نبھاتا رہا

آج میرے اپنے ہی میری محبت کے دشمن بن گئے تھے انہوں نے میرے خلاف بہت سی ناجائز باتیں کیں شازیہ کے گھر والوں کو میرے خلاف کر دیا جو میری حد سے زیادہ عزت کرتے تھے آج نفرتوں کے تیر مار رہے تھے میرا دل زخمی زخمی ہو گیا تھا۔

آج اپنے مجھے غیروں سے بھی بدتر لگنے لگے میں نے تو بڑوں کو اس لیے بتایا کہ مسئلہ بات سے حل ہو جائے گا مگر انہوں نے مجھے میری محبت کو بدنام کر کے رکھ دیا پورے گاؤں میں میری اور شازیہ کی محبت کے چرچے تھے مگر میں چلا چلا کر کہہ رہا تھا شازیہ کا کوئی قصور نہیں وہ بے قصور ہے میری محبت تو یکطرفہ ہے مگر میری سنتا کون ہر کوئی میرے ساتھ شازیہ کا قصور بھی بنا رہا تھا۔

آج میری وجہ سے شازیہ کے گھر والے بدنام ہو گئے تھے مجھے خود نفرت ہونے لگی تھی شازیہ کے بھائی اور اس کی امی نے مجھے کال کر کے کہا کہ ہم نے آپ کی عزت کی اور آپ نے ہمیں بدنام کر کے رکھ دیا ہے ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے پھر میرے چاچو نے میرے ابو کو کال کر میرے خلاف کیا کہ عاصم کہتا ہے کہ آپ کی وجہ سے شازیہ مجھ سے دور ہوئی ہے میں آپ کو مار دوں گا۔

اور جو شازیہ سے شادی کرے گا اس کو زندہ بھی نہیں رہنے دوں گا ابو نے چاچو کی باتوں میں آ کر مجھے عاق کر دیا۔

ملتان کی روزنامہ خبروں میں میرا عاق نامہ شائع ہوا چند ہی دنوں میں ابو کو اصل بات کا پتا چل گیا ابو نے اپنا عاق نامہ واپس لے لیا۔

زوبیہ اس طرح میری محبت مجھ سے دور ہو گئی میں ہر پل ہر لمحے اس کی یاد میں تڑپتا ہوں مگر کسی کو محسوس نہیں ہونے دیتا کیوں کہ میں خود سیر وشان ہو کر گھر والوں کو دکھ نہیں دینا چاہتا۔

اب رات کی تنہائی میں مجھے شازیہ کی یادیں ستاتی ہیں اور اکثر آنسو بہنے لگ جاتے ہیں اس لیے تو میں گھر میں سونے کے بجائے رات کو شاپ پر ہی سوتا ہوں رات کی تنہائی میں جب دل کرتا ہے جی بھر کے رو لیتا ہوں یا شراب پی لیتا ہوں۔

کیا کروں مجبوری ہے میری زندگی میں تو کوئی مخلص دوست بھی نہیں ہے تنہا ہوں بس ایک تنہائی ہے جو پل بھر بھی مجھ سے جدا نہیں ہوتی۔

زوبیہ کیا اپنے ایسے ہوتے ہیں جو اپنوں کی خوشیوں کے دشمن ہوتے ہیں مجھے شازیہ کی محبت میں جو دکھ ملے ہیں جو زخم ملے ہیں ان سے واقف تو شازیہ بھی نہیں ہے مجھے محبت کی آگ میں تڑپتا دیکھ کر وہ بھی رقیبوں کی طرح انجان بنی میری پاکیزہ محبت کا تماشہ دیکھتی رہی۔

اپنوں نے تو بیگانے بن کر ایسی چال چلی کہ مجھ سے میری محبت ہمیشہ کے لیے دور ہو گئی شاید اس میں شازیہ کی خوشی بھی تھی وہ بھی اس جدائی میں خوش تھی مگر میں تو اس کی یاد میں رات بھر تنہا تڑپتا ہوں اس نے کبھی حال دل نہیں پوچھا وہ بھی مجھے چھوڑ کر غیروں کے سنگ زندگی گزار رہی ہے۔

میری دعا ہے اللہ اسے زمانے بھر کی خوشیاں عطا کرے اس کی زندگی میں کوئی غم نہ آئے شازیہ تو مجھ سے جدا ہو گئی مگر یہ گرجتے بادل برستی بارش جگمگاتا چاند اور تارے دسمبر کی سرد ہوائیں اور اداس شامیں رات کی تاریکی میں جگمگاتے جگنوں اور صبح کے تازہ کھلتے پھول سمندر کی لہریں اور شبنم کے قطرے ہواؤں کا رکس اور سورج کی نکلتی کرنیں یہ لہراتے درخت مجھ سے ایک سوال کرتے ہیں کہ تم نے ایک پتھر دل انسان سے محبت کیوں کی جو تمہاری محبت کی قدر نہ کر سکا۔ شازیہ

میری تنہائی مجھ سے پوچھتی ہے کہ میں اتنا تنہا کیوں ہوں۔

میں کہتا ہوں اے تنہائی میں تنہا نہیں ہوں میرے ساتھ تو میرے محبوب کی یادیں ہیں اس کی باتیں ہیں کون کہتا ہے میں تنہا ہوں۔

شاز یہ تم سوچتی تو ہوگی کہ میں تم کو بھول چکا ہوں لیکن نہیں یہ نہیں ہوسکتا کبھی وقت تھا میں اپنے دل میں بہت سے ارمان لے کر دل میں امیدوں کے چراغ جلائے اک دن اپنے آشیانے کو چھوڑ کر تیرے گلستاں کا مکین بننے چل نکلا تھا۔

مگر جب تیری بے رخی سارے خوب ٹوٹ گئے ارمان بکھر سے گئے پھر میرے دل میں درد سا ہونے لگا میں دور ہونے لگا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے شاز یہ جب جب تیری یادیں بڑھتی ہیں زخم تازہ ہونے لگتے ہیں تب آ کر تنہائی بھی مجھ سے کہتی ہے تو نے کیوں کی تھی محبت بے وفا سے۔

شاز یہ اگر تمہیں فرصت ملے تو کبھی آنا میرے اجڑے آشیانے میں اور رات کی تاریکی میں دبے پاؤں خاموشی سے جھانکنا میرے آنگن میں پھر دیکھنا میں کیسے روتا ہوں تیری جدائی میں آہیں بھرتا ہوں سسکیاں بھرتا ہوں۔ اب تو تیری جدائی میں یہ زندگی کے دن بھی کم لگتے ہیں۔

زوبیہ میں اس وجہ سے شراب پیتا ہوں میری محبت بھی میری نہ رہی اپنوں نے بیگانوں جیسا سلوک کیا بتاؤ مجھے میں شراب کا سہارا نہ لوں تو کس کا سہارا لوں۔ قارئین یہ تھی ایم عاصم بوٹا کی آپ بیتی۔

چلا جاؤں گا میں

میرے دل کی دنیا میں آ کر تو دیکھو
تمہیں زندگی کی حقیقت ملے گی
ذرا اپنی آنکھیں اٹھا کر دیکھو
ان آنکھوں میں تم کو محبت ملے گی
تمہیں ناز حسن ادا پر ہے لیکن
ہمیں ناز اپنی وفا پر بہت ہے
ملیں گے ہزاروں زمانے میں تم کو
نہ یہ چاہتوں کی عنایت ملے گی
بڑے شوق سے تم انہیں آزماؤ
نکالیں گے مطلب یہ پھر چھوڑ دیں گے
بدلتے ہیں چہرے ہر اک نام پر یہ
یہاں ایسے لوگوں کی کثرت ملے گی
گوارہ نہیں ہے اگر میری صورت
دعا ہے تمہیں میں نظر ہی نہ آؤں
چلا جاؤں گا میں تیری یاد لے کر
کہاں پیار کی تم کو دولت ملے گی
تمہیں اپنے دل میں بسایا ہے میں نے
خطا ہے یہ میری یہی جرم میرا
جو چاہو محبت کی اب تم سزا دو
بہت مجھ کو اس میں بھی راحت ملے گی
غم زندگی کا زہر پی کے شاید
وہ جس کے لئے آج ہم مر رہے ہیں
بڑا خوف تھا میرے قربت کے جن کو
میری موت سے ان کو شہرت ملے گی

☆ ---------- فرید علی نہی۔سیت پور

میرے بس میں ہوتو......

میرے بس میں ہوتو کبھی کہیں...... کوئی ایسا شہر بساؤں میں...... جہاں سچ کو سچ سے ہوا واسطہ...... جہاں جگنوؤں کو ہوا دکھاتی ہو راستہ...... جہاں چاند ماند نہ ہو کبھی...... جہاں خوشبوؤں سے بدلتی رُت کو حسد نہ ہو...... جہاں پستیوں کو بلندیوں سے کر دنہ ہو...... جہاں خواب آنکھوں میں جگمگائیں تو...... جسم و جاں کے سبھی دریچوں میں تیرگی کا گزر نہ ہو...... کوئی رات ایسی بسر نہ ہو کہ بشر کو اپنے خبر نہ ہو...... جہاں داغ داغ سحر نہ ہو...... جہاں کشتیاں ہوں رواں دواں...... تو سمندروں میں بھنور نہ ہو...... جہاں برگ و بار سے اجنبی...... کوئی شاخ کو شجر نہ ہو...... میرے بس میں ہوتو کبھی کہیں...... کوئی ایسا شہر بساؤں میں

☆ ---------- فرید علی نہی۔سیت پور

دکھی زندگی

---تحریر: کشور کرن ۔ پتوکی ۔

آج پھر ایک کہانی کے ساتھ شامل ہو رہی ہوں امید ہے کہ آپ کو ضرور پسند آئے گی ۔
میری یہ کہانی بھی میری ایک دوست کی ہے جس نے اپنے پیار کو پانے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ اپنے گھر والوں کے سامنے بھی وہ ڈٹ گئی اور یہی اس کی کامیابی بنی اگر وہ خاموش بیٹھی رہتی تو شاید وہ بھی بھی اپنے پیار کو نہ پا سکتی تھی اور شاید کوئی اس کو اس کے پیار کو پانے بھی نہ دیتا کیونکہ وہ جس دوراہے سے گزر رہی تھی اس کے سامنے کوئی چارہ کوئی راستہ بھی نہ تھا وہ تھی تو اس کی دکھی زندگی تھی ایک ایسی زندگی جس میں وہ گھٹ گھٹ کر مر رہی تھی جی رہی تھی اور یہی اس کی زندگی تھی لیکن اسے امید تھی کہ اس کو خوشیاں ملیں گی ایسی خوشیاں جو اس نے تصور بھی نہ کیا تھا اور ایسا کرنے کے لیے اس نے کیا کچھ کیا آؤ میری دوست کی زبانی ہی سنیں ۔ اس کہانی کا نام دکھی زندگی رکھا ہے ۔
اس کہانی میں شامل کرداروں اور مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ذمہ دار ادارہ یا رائٹر نہ ہوگا ۔

کشور کرن ۔ پتوکی

زندگی میں کبھی غم اور خوشی کا سلسلہ چلتا جا آ رہا ہے اور ابد تک چلتا ہی رہے گا ۔ کہیں خوشیوں کا راج ہے تو کہیں غموں کا ڈیرا ہے کہیں مسکراہٹیں بکھر رہی ہیں اور کہیں آہ زاری ہو رہی ہے کہیں مہکتے چہرے دکھائی دیتے ہیں تو کہیں روتے ہوئے اور اداس پریشان ۔ ایسا ہوتا جا رہا ہے اور ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا ۔ کیونکہ اسی کا نام ہی زندگی ہے میری یہ کہانی بھی میری ایک دوست کی ہے جس نے اپنے پیار کو پانے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ اپنے گھر والوں کے سامنے بھی وہ ڈٹ گئی اور یہی اس کی کامیابی بنی اگر وہ خاموش بیٹھی رہتی تو شاید وہ کبھی بھی اپنے پیار کو نہ پا سکتی تھی اور شاید کوئی اس کو اس کے پیار کو پانے بھی نہ دیتا کیونکہ وہ جس دوراہے سے گزر رہی تھی اس کے سامنے کوئی چارہ کوئی راستہ بھی نہ تھا وہ تھی تو اس کی دکھی زندگی تھی ایک ایسی زندگی جس میں وہ گھٹ گھٹ کر مر رہی تھی جی رہی تھی اور یہی اس کی زندگی تھی لیکن اسے امید تھی کہ اس کو خوشیاں ملیں گی ایسی خوشیاں جو اس نے تصور بھی نہ کیا تھا اور ایسا کرنے کے لیے اس نے کیا کچھ کیا آؤ میری دوست کی زبانی ہی سنیں ۔

چھوٹی عمر میں ہی مجھے بیاہ دیا گیا مجھے کیوں بیاہیا گیا یہ میں نہیں جانتی صرف اتنا جانتی تھی کہ یک منگنی پٹ بیاہ کر دیا گیا اور جہاں تک مجھے یاد ہے کہ میری شاید منگنی بھی نہ ہوئی تھی ڈرائیکٹ بیاہ ہی ہو گیا تھا ۔ مجھے یہ سب بہت عجیب سا لگ رہا تھا اور میں سوچ رہی تھی کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا ہے میری تو ابھی عمر بھی نہیں ہے مجھے شادی سے ڈر سا لگ رہا تھا

اس کی وجہ میری دوستیں تھیں جنہوں نے مجھے خوب ڈرایا تھا میں سہمی سہمی اپنے سسرال میں بیٹھی ہوئی تھی یہ گھر کوئی اعلیٰ نہ تھا عام سا گھر تھا۔ میں نے اس کمرے کا جائزہ لیا جہاں مجھے بیاہ کر بیٹھایا گیا تھا۔ پتہ نہیں کیوں میرے گھر والوں نے کیا سوچ کر اس گھر میں شادی کر دی ہے یہاں ان کو کیا نظر آیا تھا لیکن چپ رہی کیونکہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔ اب سوچنے کا کوئی بھی فائدہ نہ تھا۔

کچھ ہی دیر میں میرے کمرے میں وہ شخص آ گیا جس سے میری شادی ہوئی تھی اس کو دیکھ کر میں ڈر سی گئی لیکن اس نے مجھے اپنی باتوں میں ایسا لگایا کہ میں تمام ڈر خوف بھول گئی اور پھر سوچنے لگی کہ میری سہیلیوں نے خواہ مخواہ ڈرایا ہوا تھا۔ اس نے تو مجھے وہ خوشیاں دی تھیں جو میں سوچ بھی نہ سکتی تھی اس چھوٹے سے گھر میں میرے لیے سکون ہی سکون تھا۔ میں ہر طرح سے اپنے شوہر کا خیال رکھنے لگی۔ اس کا ہر کام کر کے مجھے روحانی خوشی ملتی تھی ایسی خوشی جو شاید میں نے اس سے قبل نہ دیکھی تھی میرے بچے بھی پیدا ہوئے لیکن پھر سب کچھ دھیرے دھیرے بدلنے لگا۔ یوں لگنے لگا کہ جیسے میں اس کے لیے ایک بوجھ بن کر رہ گئی ہوں بغیر کسی وجہ سے اس سے ڈانٹ پڑنا میرا روزانہ کا معمول ہو گی۔ بات مار کٹائی تک آ گئی وہ مجھے کیوں مارتا تھا کیوں ڈانٹتا تھا مجھے اس بات کا کچھ بھی پتہ نہ تھا۔ لیکن اتنا جانتی تھی کہ وہ بدل گیا ہے اس کے سامنے میری حیثیت ایک نوکرانی کی بھی نہ رہی تھی میرا دل کرچی کرچی ہونے لگ۔ لیکن اس کے باوجود بھی میں سوچتی تھی کہ ہوسکتا ہے کہ سب کچھ بہتر ہو جائے گا پہلے کی طرح ہو جائے گا لیکن جو حالات میں دیکھ رہی تھی کچھ بھی بہتر ہونے والے نہ تھے بلکہ بگڑتے جا رہے تھے اور نتیجہ یہ نکلا کہ ایک رات اس نے مار کر مجھے گھر سے نکال دیا۔

میں سوچنے لگی کہ میں اب کہاں جاؤں کس کے پاس جاؤں رات کے اندھیرے سے مجھے بہت خوف آتا تھا اور آج میں اکیلی ہی گھر سے باہر تھی نہ پاؤں میں جوتی تھی اور نہ ہی ہاتھ میں پرس جس میں کچھ کرایہ وغیرہ ہوتا۔

پوری رات میں اسی گاؤں کے ایک تاریک کمرے میں گزاری یہ گائے مویشی باندھنے والا کوئی کمرہ تھا لیکن مجھے رات گزارنی تھی ڈر بھی بہت لگ رہا تھا کہ یہاں کوئی آ ہی نہ جائے عورت کے ایک عزت ہی تو ہوتی اگر وہ بھی چلی جائے تو پھر عورت عورت نہیں رہتی ہے بلکہ وہ کچھ بھی نہیں رہتی میں چاہتی تھی کہ جو عزت میرے پاس ہے جس کی حفاظت کرنے کے لیے مجھے گھر والوں نے کہا تھا اور خود میں بھی جانتی تھی کہ میں اس کو ہر درندے سے بچا کر رکھوں۔ میں نے ایک فیصلہ کر لیا کہ میں خودکشی کر لوں گی اس زندگی سے موت بہتر ہے لیکن میں جانتی تھی کہ خودکشی حرام ہے ایسی موت ملنے سے انسان کی دنیا سے تو خلاصی ہو جاتی ہے لیکن اگلی دنیا سے کبھی بھی خلاصی نہیں ہوگی مجھے مرنا نہیں ہے زندگی کا مقابلہ کرنا ہے ہاں مجھے زندگی کا مقابلہ کرنا ہے۔

اب مجھے سہیلیوں کی باتیں درست لگنے لگی کہ وہ کیوں کہتی تھی کہ شادی کے بعد انسان کو دکھوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ملتا ہے قسمت والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو شادی کے بعد خوش رہتے ہوں گے ہاں انہوں نے بالکل ٹھیک کہا تھا مجھے ان کی باتیں آج سچ لگ رہی تھی اور میں یہ بھی جانتی کہ اب میرے سسرال میں میری کوئی بھی عزت اور قدر نہیں ہوگی اگر میں صبح گھر گئی تو نجانے مجھ پر کیسے کیسے الزام لگائے جائیں گے کیا کچھ کہا جائے گا مجھے اب گھر نہیں جانا ہے ماں باپ کے گھر بھی

نہیں جانا چاہیے کسی ایسی جگہ چلے جانا چاہیے جہاں اپنوں کا مجھ پر سایہ بھی نہ پڑے۔ میں نے اس خستہ حال کمرے میں یہ فیصلہ کرلیا اور پھر صبح جب اذانوں کی آواز سنائی دی تو میں کمرے سے باہر نکل آئی اور کھیتوں میں چلتی ہوئی ایک طرف چل دی میرا رخ کس طرف تھا میں نہیں جانتی تھی صرف اتنا جانتی تھی کہ مجھے اس گاؤں سے بہت دور چلے جانا ہے بس یہی سوچ میرے قدموں کو آگے بڑھنے میں میری مدد کررہے تھے اور صبح ہونے تک میں ڈرتے ڈرتے شہر تک پہنچ گئی۔

یہ شہر میرے لیے اجنبی تھا یہاں کے لوگ اجنبی تھے کوئی بھی چہرہ شناسا نہ تھا سب ہی بیگانے تھے ۔میں ڈگمگاتے ہوئے قدموں سے چلتی جارہی تھی اور اپنی منزل کا تعین بھی کررہی تھی کہ مجھے اب کس طرف جانا چاہیے۔ مجھے اسی شہر میں ایک مزار دکھائی دیا میں اس مزار کی طرف چل دی وہاں مجھے کچھ سکون ملا لیکن دل میں خوف بیٹھ گیا تھا کہ دن نکل آیا ہے وہ لوگ مجھے ڈھونڈتے ہوئے یہاں تک ضرور آئیں گے اور میرا یہ خیال درست نکلا تھا۔

میرا شوہر شہر میں مجھے تلاش کرتا ہوا وہاں مزار پر آ گیا ہوسکتا ہے اس کو کسی نے بتادیا ہو کہ صبح سویرے کوئی عورت تنہا اس طرف گئی ہے لوگوں کی نظریں بھی تو بہت تیز ہوتی ہیں خاص کر عورتوں کے بارے میں کسی بھی تنہا عورت کو دیکھ کر وہ اندازے لگانے شروع کردیتے ہیں کہ وہ کیسی عورت ہے۔ اپنے شوہر کو دیکھتے ہی میں کانپ سی مجھے دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

تم تو یہی چاہتی تھی کہ تم آزاد رہو۔ چلو میرے ساتھ۔ اس نے خونخوار انداز میں کہا۔

نہیں نہیں میں نہیں جاؤں گی ۔میں نے کانپتی ہوئی زبان سے کہا۔

تو نہیں جائے گی تیرے تو اگلے پچھلے بھی جائیں گے اس نے اس انداز سے کہا میں ڈرسی گئی ۔اور پھر کیا کرتی اس کے ساتھ مجھے جانا پڑا جاتے ہی اس نے مجھے بالوں سے پکڑ لیا اور نہ صرف مارا بلکہ وہ سب الزامات مجھ پر لگادیئے جن سے میں بچنا چاہتی تھی نجانے رات کس یار کے پاس رہی ہے۔

بس بس میں چیخ ہی پڑی۔ میرا جسم اس کی مار سے درد کررہا تھا لیکن میں مجھے مار کی اتنی تکلیف نہ ہوئی تھی جتنی مجھے ان الفاظوں سے ہوئی تھی جو میری عزت پر لگے تھے۔

اب میرے بارے میں ایک لفظ بھی نہ بولنا مجھے چاہے جان سے مارڈالو لیکن میری عزت کے بارے میں ایسا نہ کہنا۔

ایک رات باہر کیا نکال آئی اس کو زبان لگ گئی ہے۔ یہ آواز میری نند کی تھی جو میرے شوہر کو مسلسل بھڑکا رہی تھی شاید وہ بھی چاہتی تھی کہ میں کسی طرح اس گھر سے ہمیشہ کے لیے دفع ہوجاؤں اس کی بات سن کر میرا شوہر ایک بار پھر طیش میں آ گیا۔ اور ایک مرتبہ پھر اس کی مار اور میری چیخیں گونجنے لگیں۔ انہوں نے مجھے رسیوں سے باندھ دیا اور میری ایسی نگرانی کرنے لگے جیسے میں رسیوں کو توڑ کر بھاگ جاؤں گی۔

میں اپنے بارے میں گھر والوں کو بتا کر دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی انہوں نے جو کچھ کرنا تھا کردیا تھا اور اب مجھے ان کو کسی بھی دکھ میں شامل نہیں کرنا تھا جو کچھ میرے ساتھ ہونا تھا اس کا مجھے مقابلہ کرنا تھا۔ میں رسیوں میں بندھی ہوئی سوچ رہی تھی کہ مجھے گھر لانے کا کیا فائدہ اگر انہوں نے مجھے باندھنا ہی تھا تو نہ لاتا گھر۔

میں نے کہا مجھے زہر دے دو میں زندہ نہیں رہنا چاہتی

میری بات سن کر وہ بولی ہاں ہاں کیوں نہیں یہ بھی کر دیں گے تو کیوں فکر کرتی ہے ہم تو تم کو بیاہنا ہی نہیں چاہتے تھے یہ تو تیرے گھر والوں نے زبردستی تمہیں ہمارے پلے باندھ دیا ہے۔

یہ بات سن کر میرے دل کو ایک شدید جھٹکا لگا یوں لگا کہ جیسے گھر والوں نے مجھ سے جان چھڑانے کے لیے میری شادی کی ہے۔ اچھی بھلی پڑھی لکھی مالدار لڑکا کا رشتہ آیا تھا ہم تو بھائی کی وہاں شادی کرنے کا سوچ رہے تھے ہمیں کیا پتہ تھا کہ اس کی جگہ تم لے لوگی۔ اور یہ کبھی بھی نہیں ہوسکتا کہ تم اس کی جگہ لو ہم نے اس کو کہہ دیا ہے کہ وہ انتظار کرے ہم وہی کریں گے جو تم چاہتی ہو۔

او تو یہ بات ہے میں سوچنے لگی۔ جی چاہا کہ اس سے کہہ دوں کہ شادی کرنی تھی تو اب کرلو میں نے کون سی پابندی لگائی ہے لیکن چپ رہی۔ کچھ بھی نہ بولی۔

لیکن اب مجھے نفرت ہوچکی تھی ہر کسی سے۔ اپنوں سے بھی غیروں سے مردوں سے بھی عورتوں سے بھی مرد بھی ناگ کا روپ دھارے میرے سامنے تھا اور عورت بھی ناگن بنی ہوئی تھی جو مجھے زہریلی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

بھیا تم اس کو واپس کیوں لے آئے ہو میں نے تو شکر کیا تھا کہ اس بلا سے جان چھوٹی لیکن تم نے اس کو پھر لا کر گھر میں جگہ دے دی ہے۔ اس کی بات کر وہ مسکرایا اور بولا۔

کچھ مجبوریوں کے تحت اس کو گھر میں لایا ہوں کہ لوگ کیا کہیں گے۔

لوگوں کو چھوڑو وہ کرو جو اس نے آپ سے کہا ہے اگر اس کو اپنا چاہتے ہو تو اس کو گھر سے نکالنا ہوگا۔

اس کی بات سن کر میرا شوہر سوچ میں ڈوب گیا لیکن وہ شاید مجھے ایسے چھٹکارہ نہیں دینا چاہتا تھا مجھے زندہ رہنے کی بیوی بننے کی سزائیں دینا چاہتا تھا۔ وہ کسر پوری کرنا چاہتا تھا جو باقی رہ گئی تھی اور پھر اس نے وہ کسر بھی نکالنا شروع کردی۔ ہر روز مجھے مارا جاتا میرا جسم اس قدر زخمی ہوگیا تھا کہ مجھ سے چلنا بھی مشکل ہوگیا تھا۔ زندگی ایک بوجھ لگنے لگی تھی

اب میں سوچنے لگی تھی کہ چاہے خودکشی حرام سہی مجھے کرنی ہوگی مجھے اس زندگی سے چھٹکارہ لینا ہوگا۔ میں نے پختہ فیصلہ کرلیا اور اس کا وقت بھی بہت ہی جلد آگیا تقریباً ایک ماہ بعد ہی وہ وقت آگیا جب مجھے ایک رات پھر خوب مارنے کے بعد طلاق دے کر گھر سے نکال دیا گیا اور کہا گیا۔

اب دوبارہ میں اس گھر میں نہ آؤں اب میں اکیلی نہ تھی بلکہ میرے ساتھ میرے بچے بھی تھے جو اس نے مجھے دے دیئے تھے کہ یہ بھی ساتھ لیتی جاؤ۔ ان کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔

میں بچوں کی انگلیاں پکڑے گھر سے نکل گئی۔ آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے مرنا چاہتی تھی لیکن ان بچوں کی وجہ سے ایسا بھی نہیں کرسکتی تھی اگر وہ بچوں کو رکھ لیتا تو شاید ہوسکتا تھا کہ میں موت کو گلے سے لگا لیتی۔ لیکن اب یہ کام بھی نہیں کرسکتی تھی۔ میرے سامنے اب وہی منزل وہی جگہ وہی کمرہ میرے لیے تھا جہاں میں اس سے قبل رات گزار چکی تھی آج مجھے اس کمرے سے بھی خوف آنے لگا تھا یوں لگ رہا تھا کہ یہاں بھی کوئی ہے نجانے یہ کیسی سوچ تھی کہ میں جلدی سے اس کمرے سے باہر نکل آئی اور شہر کی طرف رخ کرلیا اب میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب میں کبھی بھی کسی کو بھی نظر نہیں آؤں گی

میں اس مزار کی طرف بھی نہیں جاؤں گی جہاں سے مجھے پکڑلیا گیا تھا۔ لیکن اب بھلا وہ میرے پیچھے کیوں آتا اب تو میں اس کی بیوی نہ

رہی تھی اس نے مجھے طلاق دے دی تھی۔ اس نے تو مجھ سے اپنی جان چھڑالی تھی پھر مجھے اس کا خوف کیوں ہے مجھے اب اس سے ڈرنا نہیں چاہیے ہاں مجھے ہمت سے کام لینا چاہیے۔ اور اپنے ماں باپ کے گھر بھی نہیں جانا چاہیے کیونکہ نند کی زبانی مجھے معلوم ہوگیا تھا کہ میرے گھر والوں نے جان بوجھ کر میری یہاں شادی کی تھی ان کی خواہش نہ تھی مجھے اپنانے کی۔

ایسی ہی سوچوں میں گھری ہوئی زخمی جسم کے ساتھ میں چلتی جارہی تھی۔ میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں کسی بھی فیکٹری میں نوکری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال لوں گی۔ ان معصوموں کا کیا قصور ہے میں ان کو کیوں جینے کی سزا دوں۔ بس میں نے اپنی زندگی کو بچوں کی خاطر گزارنے کا فیصلہ کرلیا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے قدم آگے ہی آگے بڑھانے لگی لیکن میرے سامنے کوئی بھی منزل مجھے دکھائی نہ دے رہی تھی کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا کہ میں ان کو لے کر جاؤں بھی کہاں جاؤں کوئی بھی میرے سامنے راستہ نہیں ہے۔ کسی نہ کسی میں شہر تک جا پہنچی کبھی بچوں کو گود میں اٹھالیتی تو کبھی وہ میرے ساتھ پیدل چلنے لگتے وہ سب جانتے تھے کہ میرے ساتھ کیا سلوک ہوتا رہا ہے انہوں نے مجھے رسیوں میں بھی باندھا ہوا دیکھا تھا لیکن باپ کے خوف سے کچھ بھی نہ کہتے تھے ماسوائے رونے کے۔ ایک امید تھی کہ خدا نے اگر میرے نصیب میں کچھ رزق رکھا ہے تو وہ مجھے ضرور ملے گا۔ بس یہی امید لیے میں بچوں کو لیے چلتی جارہی تھی اور پھر ایک جگہ جا کر میں تھک ہار کر بیٹھ گئی

میں محسوس کررہی تھی کہ میرے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں ان کو تڑپتا ہوا دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو جاری ہونے لگتے میں کسی کے آگے ہاتھ بھی پھیلانا نہیں چاہتی تھی کیونکہ میں نے ہمیشہ دیا ہے کسی سے لیا نہ تھا۔ ایک مزار ہی تھا جو اس وقت مجھے دکھائی دے رہا تھا اور میں بچوں کو لیے اس کی طرف چل دی۔ وہاں پہنچتے ہی مجھے اور میرے بچوں کو کھانے کے لیے مل گیا اور اتنا ملا کہ میں نے کچھ سنبھال کر رکھ لیا اپنے لیے نہیں بچوں کے لیے۔

جب سورج کافی نکل آیا تو میں وہاں سے بچوں کو لیے چل پڑی اور راستہ میں ایک اخبار لے لیا کیونکہ میں اتنا جانتی تھی کہ اخبار میں نوکریاں ہوتی ہیں میں ایک جگہ بیٹھ کر اخبار پڑھنے لگی نوکریوں کے اشتہار دیکھنے لگی اور پھر ایک اشتہار میرے دل کو لگا شاید وہ میرے لیے ہی تھا گھر میں ملازمہ کا اشتہار تھا اور رہائش بھی ان کے پاس ہی تھی میں نے ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہ کی میں نہیں چاہتی تھی کہ وہاں میرے علاوہ کوئی عورت پہنچ جائے کیونکہ اس وقت مجھے سب سے ضرورت تھی میں تیزی سے ایسے چلنے لگی جیسے میرے اندر ایک نئی روح پھونک دی گئی ہو۔ پوچھتے پوچھتے میں اس گھر تک پہنچ گئی۔ یہ گھر مائی بابا کا تھا جہاں میں گئی تھی ان کے گھر کے حالات کا مجھے بزرگ نے پہلے ہی بتادیا کہ اس کے بچے بیرون ملک ہوتے ہیں اور وہ دونوں ہی میاں بیوی اس گھر میں رہتے ہیں اور کام کرنے کے لیے کسی ملازمہ کی ضرورت تھی

میں نے ان سے کہہ دیا کہ میں ان کی خواہشوں پر پورا اتروں گی مجھے نہ صرف کھانا پینا رہائش بلکہ تنخواہ بھی ملنی تھی اندھے کو کیا چاہیے چار آنکھیں۔ مجھے وہ سب کچھ مل گیا جو میں چاہتی تھی آج میں نے محسوس کیا کہ خدا سب کی سنتا ہے۔ وہ سب کا خدا ہے۔

میں نے اپنی زندگی کے جو سال سسرال

میں گزارے تھے وہ میں ہی جانتی تھی لیکن اب میں سب کچھ بھول جانا چاہتی تھی ہر وہ بات بھول جانا چاہتی تھی جو میرے ماضی سے متعلق تھی۔ میں ایک نئی زندگی گزارنا چاہتی تھی ایک ایسی زندگی جہاں میرے بچوں کا مستقبل تھا۔ اور میں بچوں کے لیے ہی جینا چاہتی تھی۔

چند دنوں میں ہی میں نے مائی بابا کو اپنے ہاتھوں میں کرلیا وہ میرا نام لے لے کرنہ تھکتے تھے وہ مجھے ملازمہ کم بیٹی کا درجہ زیادہ دینے لگے تھے ان کو میں نے اپنی زندگی کی کہانی سنادی تھی جسے سن کر ان کے دلوں میں میرا مقام بن گیا تھا وہ نہیں چاہتے تھے کہ میں کسی غلط ہاتھوں میں لگوں۔

شاید وہ بھی بیٹیوں والے تھے اور تھے بھی ۔کیونکہ کبھی کبھار ان کی تین بیٹیاں ملنے آتی تھیں اور وہ بھی میری خدمت سے بہت خوش ہوتی تھیں اور اپنے کپڑے مجھے دے جاتی تھیں جو بہت ہی اچھے ہوتے تھے میں نے حالات کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے کپڑوں کو پہننا شروع کردیا۔ وہ بھی اور مائی بابا بھی مجھے اکثر کہتے۔

بیٹی شادی کرنا گناہ نہیں ہے تم جوان ہو ایک لمبی زندگی تمہارے سامنے ہے ہم کسی بھی دینا سے جا سکتے ہیں اور ہمیں کیا پتہ کہ کل کو تمہارے ساتھ کیا ہو اگر کہو تو ہم تمہاری شادی کہیں کردیں

ان کی باتیں سن کر میں نے کہا آپ کی بات درست ہے لیکن ابھی میں نے اس بارے میں کوئی بھی فیصلہ نہیں کیا ہے جب کبھی اس بارے میں سوچوں گی تو پھر کہہ دوں گی۔

اور بیٹی تم اپنے والدین کو بھی ملو ان کا کیا قصور ہے یوں سمجھ لو کہ تمہاری قسمت میں ایسا کچھ تھا ورنہ کوئی بھی ماں باپ اپنی اولاد کے لیے برا نہیں سوچتا ہے برا ہو جاتا ہے تو ان کا کیا قصور ہوتا ہے ان کی بات جیسے میرے دل کو لگی تھی میں نے کہا۔

ہاں میں ان سے ملنے ضرور جاؤں گی اور پھر دوسرے دن ہی میں بچوں کو ساتھ لے کر امی لوگوں کے گھر چلی گئی مجھے دیکھتے ہی سب گھر والے جیسے رو ہی دیئے امی کا تو بہت ہی برا حال تھا مجھے دیکھتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں میں بھی ان کے گلے لگ کر خوب روئی۔ اور پھر انہوں نے مجھ سے تمام سٹوری جانی میری کہانی سن کر وہ حیران سے رہ گئے اور بولے۔

ان لوگوں نے تو ہمیں کچھ اور ہی کہا تھا کہ تم کو انہوں نے کسی سے غلط حرکت کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا

انکی باتیں سن کر میں سیخ پا ہوگئی اور کہہ دیا کہ آپ لوگوں نے ان کی باتیں مان لیں یہ بھی بھول گئیں کہ میں ایسی نہیں تھی نہ ہوں اور نہ ہی ہوں گی

ہاں بیٹی ہمیں یقین نہیں آرہا تھا لیکن تم ہمیں کہیں مل بھی تو نہیں رہی تھی ہم تم کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاگل ہو گئے تھے پولیس کو رپورٹ اس لیے نہ کی تھی کہ اس میں ہماری اپنی بے عزتی اور بدنامی تھی

ان کی باتیں سن کر میں ایک سرد آہ بھر کر رہ گئی اور پھر کہا۔

ٹھیک ہے انہوں نے جو کچھ میرے ساتھ کیا خدا ان سے ضرور حساب لے گا لیکن وہ سمجھ رہے تھے کہ شاید میں بھوکی مر جاؤں گی ایسا نہیں ہے خدا نے پہلے دن ہی میرے لیے ایک گھر کو سہارا بنا دیا تھا اور نہ صرف مجھے رہنے کو ٹھکانا مل گیا تھا بلکہ وہ سب کچھ بھی ملنے لگا جو مجھے سسرال میں بھی نہ مل سکا تھا اور میں دو دن کے لیے آئی ہوں میں اب وہاں ہی رہنا چاہتی ہوں اپنے بچوں کا اچھا مستقبل بنانا چاہتی ہوں وہ مجھے ملازمہ نہیں بلکہ بیٹی سمجھتے ہیں اور میں بھی ان کو اپنے ماں باپ کی طرح ہی سمجھنے لگی ہوں خدا نے

دنیا میں اچھے لوگوں کی بھی کمی نہیں رکھی ہوئی ہے جہاں برے لوگ ہیں وہاں اچھے لوگ بھی مل جاتے ہیں جیسے مجھے مل گئے پھر دو دن میں ان کے گھر رہی۔ امی نے کہا۔

بیٹی تم جوان ہو بوڑھی نہیں ہو اگر چاہو تو ہم تمہاری پھر سے شادی کر دیتے ہیں۔

میں نے ان سے کہا۔

امی اس بارے میں نے کچھ بھی نہیں سوچا ہے اور نہ ہی سوچنا چاہتی ہوں کیونکہ شادی کر کے میں نے دیکھ لیا ہے سوائے دکھوں کے کچھ بھی نہیں ملا ہے اور میں نہیں چاہتی کہ دوبارہ انہی حالات سے گزروں جن سے میں پہلے گزر کر آئی ہو میں ایسے ہی ٹھیک ہوں میرے سامنے میرے بچے ہیں اور بچوں سے بڑھ کر مجھے کچھ بھی عزیز نہیں ہے میری باتیں سن کر وہ چپ ہو گئے۔

دوسرے دن وہ مجھے نہیں آنے دینا چاہ رہے تھے لیکن مجھے روک بھی نہ سکے کیونکہ میں نے ان کو کہہ دیا تھا کہ میں کسی پر بھی بوجھ نہیں بننا چاہتی ہوں۔ میں ان کے روکنے کے باوجود بھی نکل کر چل دی۔

ہاں تو ہماری بیٹی امی ابو سے مل آئی ہے مجھے دیکھتے ہی بزرگ نے کہا۔

جی انکل مل آئی ہوں ان لوگوں نے میرے گھر والوں کو میرے بارے میں بہت غلط کہانیاں سنائی تھیں جنہیں سن کر مجھے شدید دکھ ہوا تھا۔۔۔

ہاں بیٹی ایسا ہی ہوتا ہے میں نے بہت دنیا دیکھی ہے وہ سب کچھ دیکھا ہے جو شاید تم سوچ بھی نہ سکو لیکن میں تمہاری ہمت کی داد دیتا ہوں کہ تم نے ہمت نہیں ہاری اور اپنی عزت کی حفاظت کے ساتھ اپنے بچوں کے بارے میں بہت اچھی سوچ رکھتی ہو بہت ہی اچھا لگتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں تم سے یہی کہوں گا کہ کہیں نہ کہیں شادی کر لینا کیونکہ ہمیں اپنی زندگی کا کوئی بھی بھروسہ نہیں ہے اب تو ہڈیوں میں بھی جان نہیں رہی ہے۔

یہی بات امی نے بھی کی ہے لیکن ابھی میرا اس بارے میں کوئی بھی ارادہ نہیں ہے اگر کبھی زندگی میں ضرورت پیش آئی تو میں یہ کام بھی کرلوں گی لیکن فی الحال تو ایسے ہی ٹھیک ہوں۔

لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ میری زندگی میں کوئی اور موڑ آنا ہے ایک ایسا موڑ جو شاید میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا میں بازار جاتی تھی کبھی سبزی لینے کبھی دوسری اشیاء لینے کے لیے ایک ایک لڑکا مجھے گہری نظروں سے دیکھا کرتا تھا پہلے پہل میں نے اس کی طرف توجہ نہ تھی لیکن جب اس کی آنکھوں کا ہر لمحہ اپنی طرف ہی دیکھا تو مجھے غصہ آ گیا جی چاہا کہ جا کر اس کے منہ پر طمانچہ دے ماروں لیکن ایسا کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا تھا ایک دن نہیں دو دن نہیں بلکہ ہر روز ہی ایسا ہونے لگا وہ مجھے ہر روز ہی دکھائی دینے لگا مجھے اس سے خوف آنے لگا تھا میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب میں گھر سے اکیلی نہیں نکلا کروں گی اپنے کسی بچے کے ساتھ آیا کروں گی تاکہ یہ جان سکے کہ میں شادی شدہ ہوں اور بچوں کی ماں ہوں لیکن میرے ایسا کرنے کے باوجود بھی اس کی نظریں میری طرف ہی مرکوز رہتی اس کی آنکھوں میں اپنے لیے بے شمار پیار دیکھنے لگی تھی یوں لگنے لگا تھا کہ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے اور میں اس کو کوئی بھی موقع دینا نہیں چاہتی تھی

اس کے اس طرح دیکھنے پر نجانے کیوں میں اس کے بارے میں سوچنے لگی۔ میں نے اس کو آج بہت غور سے دیکھا تھا اس کے چہرے پر ایک کشش تھی جو مجھے اس کی طرف کھینچنے لگی اس کی آنکھوں میں ایک گہرائی تھی جو مجھے اس میں

ڈبوئے جانے لگی میں بچنا چاہتی تھی لیکن شاید اب ایسا کرنا میرے لیے مشکل ہو رہا تھا۔ وہ میری نظروں کے سامنے رہنے لگا میری سوچیں اس کی طرف ہونے لگیں شاید میں ابھی جوان تھی ابھی میں بوڑھی نہ ہوئی تھی اور ہوسکتا تھا کہ وہ مجھے کنواری سمجھتا ہو۔ میں نقاب لے کر جاتی تھی اس کے باوجود بھی اس کو اپنا منتظر پاتی تھی اس کی آنکھیں میرا ہی تعاقب کر رہی ہوتی تھیں۔۔۔۔

وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے میں جاننا چاہتی تھی اور پھر ایک بار سبزی لینے کے بعد میں اس کی طرف چل دی اور کہا۔

آپ ہر روز مجھے یوں گھور گھور کر کیوں دیکھتے ہو۔ میری بات سن کر وہ ڈر سا گیا۔ پھر ہمت کر کے بولا۔

آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔

یہ کوئی اہم بات تو نہیں ہے یہاں گھومنے والی ہر لڑکی ہی اچھی ہے۔

ہاں شاید لیکن میں تم سے پیار کرنے لگا ہوں میں اپنا کاروبار کرتا ہوں لیکن جب سے آپ کو دیکھا ہے میں اپنا کاروبار بھول گیا ہوں۔ ہر وقت تمہاری ہی آنکھیں میرے سامنے رہتی ہیں۔

اس کی باتیں سن کر میں نے کہا دیکھو پہلی با ت تو یہ ہے کہ میں کنواری نہیں ہوں میرے بچے بھی ہیں دوسری بات۔

میں کچھ کہنے لگی تھی کہ وہ بولا۔

ہاں میں جانتا ہوں کہ تمہارے بچے بھی ہیں کئی بار تمہیں میں نے بچوں کے ساتھ بھی دیکھا ہے لیکن پیار بچوں کو نہیں دیکھتا یہ ہوتا تو بس ہو جاتا ہے ۔لیکن اگر میں یہ کہوں کہ مجھے آپ سے پیار نہیں کرنا ہے بلکہ کسی بھی نہیں کرنا ہے تو۔

میری بات سن کر وہ بولا میں نے کب کہا ہے کہ آپ بھی مجھ سے پیار کریں بس اتنا کیا کریں کہ اپنا دیدار مجھے کروا دیا کریں میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

اس کی ایسی باتیں سن کر میں سوچوں میں الجھ کر رہ گئی اور پھر سوچنے لگی کہ ہر لڑکا لڑکی کو پھانسنے کے لیے ایسا ہی کرتا ہے مجھے اس کا آزمانا ہوگا اگر یہ واقعی مجھ سے سچا پیار کرتا ہے تو پھر میں اس کے بارے میں کچھ سوچوں گی۔ میں نے گھر سے نکلنا چھوڑ دیا۔

کئی دنوں کے بعد میں جب بازار گئی تو اس کی حالت دیکھ کر میں کانپ کر رہ گئی وہ مجنوں دکھائی دے رہا تھا مجھے دیکھتے ہی وہ میری طرف پاگلوں کی طرح بھاگا اور بولا

میں نے کہا تھا کہ چاہے مجھ سے پیار نہ کرو لیکن اپنا چہرہ مجھے دکھا دیا کرو۔

دیکھو مسٹر میں نے غصے سے کہا میں نے کہا ناں کہ میں شادی شدہ ہوں بچوں والی ہوں اور تم کو ایسی باتیں کرنا زیب نہیں دیتا ہے۔

میں جانتا ہوں کہ تم شادی شدہ ہو اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تم کو طلاق ہو چکی ہے۔

کیا کیا اس کی بات سن کر میں چونک کر رہ گئی

ہاں میں نے تمہارے بارے میں سب کچھ جان لیا ہے دیکھو میں کوئی غلط انسان نہیں ہوں اور نہ ہی میری عادت ہے کسی راہ چلتی لڑکی کو تنگ کرنا اس کے پیچھے چلنا میں نے تمہارے بارے میں سب کچھ جاننے کے بعد فیصلہ کیا ہوا ہے کہ تم کو اپنا ہمسفر بناؤں گا۔ دیکھو تم خود کو بھی کمزور نہ سمجھنا اور نہ ہی مجھے غلط سمجھنا میرے بارے میں جاننے کا آپ کو پورا پورا حق ہے یہ میرا نمبر ہے اس پر مجھ سے رابطہ کر سکتی ہو۔ وہ مجھے اپنا نمبر دے کر چلا گیا اور میں بھی شاپنگ کرنے کے بعد گھر کو لوٹ آئی۔

راستہ بھر میں میری سوچوں کا مرکز وہی رہا

اس کی باتیں رہیں اس کا چہرہ رہا میں نے گھر میں آ کر اس کام شروع کیا تو میرا دھیان اس کی باتوں کی طرف ہی رہا اور پھر رات کو میں نے اس کو کال کر دی اور باتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ میں نے اس کی زبانی ہی سب کو اس کے بارے میں جان لیا وہ کوئی غلط انسان نہ تھا وہ مجھے عزت دینا چاہتا ایسی عزت جو ہر لڑکی اپنے دل میں خواہش رکھتی ہے۔ اور وہ مقام دینا چاہتا تھا جو ہر لڑکی اپنے دل میں سوچ رکھتی ہے اب میری عادت بن گئی کہ گھر کے کام کرتے ہوئے اس سے باتیں کرتی رہتی اس سے باتیں کرنا مجھے بہت اچھا لگتا۔ جی چاہتا کہ فون کبھی بھی بند نہ وہ ہو اور اس کی میٹھی باتیں ہوں میں نے اس سے کہہ دیا۔

اگر میں نے شادی کی تو تم سے ہی کروں گی کسی اور سے نہیں کروں

میری بات سن کر وہ بولا

میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ چاہے سوچنے کے لیے مجھ سے کئی سال لے لو لیکن جب بھی شادی کرو تو مجھ سے ہی کرو۔

اس کو پرکھنے کے لیے میں نے ایک دو دن کام نہ لیا تھا بلکہ پورے تین سال اس کو پرکھا تھا تین سالوں میں وہ ذرا بھی نہیں بدلا تھا اس کی وہی باتیں تھیں وہی انداز تھا وہ شادی شدہ تھا اس کی زندگی دکھوں سے بھری ہوئی تھی میری طرح اس کے بھی بچے تھے وہ گھر سے بہت دکھی تھا اس کی بیوی بہت بدتمیز تھی اس کا ذرا بھی خیال نہ رکھتی تھی اس کا جینا اس نے حرام کر رکھا تھا اور وہ اپنی زندگی سے اس قدر تنگ تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ وہ خود کشی کر لے اس کی یہ بات سن کر میں کام جاتی اور کہتی دوبارہ ایسی کوئی بھی بات نہ کرے جس سے مجھے دکھ ہو۔ وہ اپنے بیوی کی باتیں بھی سناتا تھا اور بچوں کی بھی۔ مجھے بہت اچھا لگتا تھا کہ وہ صاف گو انسان ہے وہ کوئی بھی کام کرتا تو مجھ سے پوچھ کرتا ہر کام میں مجھ سے مشورہ لیتا۔ اور موقع نکال کر ہم دونوں کسی ہوٹل میں مل بھی لیتے تھے وہ میرے بچوں کو بھی قبول کرنے کو تیار تھا اس کی ایک ہی خواہش تھی کہ وہ اس شہر میں مجھے ایک چھوٹا سا لیکن خوبصورت سا گھر بنا کر دے گا اور ایک گاڑی لے گا جس میں وہ اور میں سفر کیا کریں گے

میں اس کی باتیں سن کر بہت خوش ہوتی تھی

چار سال بیت گئے ہماری محبت کو اور ان چار سالوں میں نے اندازہ لگالیا کہ میرے لیے اس سے بہتر کوئی بھی انسان نہیں ہے مجھے اب اس کے انتظار کو ختم کر دینا چاہیے سو میں نے اس سے کہہ دیا۔

میں تم سے فوری شادی کرنا چاہتی ہوں میری یہ بات سن کر وہ جیسے اچھل ہی پڑا بولا۔

واقعی تم نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا ہے

ہاں میں نے تمہارے حق میں فیصلہ دے دیا ہے کیونکہ میں نے دیکھ لیا ہے پرکھ لیا ہے کہ تم سے بہتر انسان مجھے کہیں اور نہیں ملے گا۔ مجھے اپنی شادی میں کسی کی بھی اجازت کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کسی سے مشورہ کرنے کی ضرورت ہے ہاں بچوں سے پوچھنا ضروری سمجھا ہے سو میں نے بچوں سے پوچھ لیا ہے ان کو کوئی بھی اعتراض نہیں ہے۔ تھینکس وہ خوشی سے بولا اور کہا

میں تم کو ہر وہ خوشی دوں گا جو تم سوچتی آ رہی ہو۔

پھر ہم نے چپکے سے شادی کر لی شادی کے بعد مجھے ایک گھر مل گیا ایک ساتھی مل گیا پیار مل گیا چاہت مل گئی وہ سب کچھ مل گیا جو شاید مجھے اس سے قبل نہ ملا تھا۔

وہ مجھے شہر میں ایک مکان لے کر

چاہتا تھا جو اس نے مجھے لے کر دیے دیا ہے اس نے جو جو مجھ سے وعدے کئے تھے اس کو سب ہی یاد ہیں گھر کے بعد اس کی نظر گاڑی پر ہے وہ کسی بھی وقت گاڑی لے کر ہمیں پورے شہر کی سیر کرانا چاہتا ہے۔

میں اس کے دو بچوں کی ماں ہوں اور میرے اپنے بچے بھی میرے پاس ہیں ہمارے گھر میں خوشیاں ہی خوشیاں ہیں ہر طرف پیار اور چاہتیں ہیں وہ جب بھی مجھے دیکھتا ہے اس کی آنکھوں میں وہی چاہت ہوتی ہے جو پہلے دن سے تھی اور لبوں پر وہی مسکراہٹ ہوتی ہے جو پہلے دن تھی۔ میری ایک دکھی زندگی تھی جو اس نے خوشیوں سے بھر دی ہے اور اس کی زندگی جو دکھوں سے بھری ہوئی تھی میں نے اس کے تمام دکھوں کو بانٹ لیا ہے وہ مجھ پر بہت خوش ہے اتنا خوش جتنا میں چاہتی ہوں۔ کسی نے سچ کہا ہے دکھوں کے بعد خوشیاں ضرور ملتی ہیں میں اپنی پہلی زندگی کو بالکل ہی بھول چکی ہوں وہ ایک ڈراؤنا خواب لگتی ہے۔

غزل

خلیل خدا پر کر بھروسہ وہی بدلے گا تیری تقدیر
خود یوں اپنی تقدیر کو بدلا نہیں کرتے
خدا کبھی دے گا ملنے کا اچھا ہی موقع
یوں ہر وقت اپنی بے بسی پہ رویا نہیں کرتے
خدا انسان کو خود بھی کر دیتا ہے کبھی بے بس
یار کسی کے آشیانے پر یوں ہنسا نہیں کرتے
پیار تو ہوتا ہی وہی ہے جو ایک سے ہو
یوں ہر کسی کے دل پہ دھنسا نہیں کرتے
یادوں کو ڈال کر اپنے ہی غموں میں
یوں چین سے سویا نہیں کرتے
کتنی ہوتی ہے یہ عجیب عورت خلیل ساگر
کون بچا ہے شخص جو ان کی خاطر رویا نہیں کرتے

☆ ---------- ایم خلیل ساگر-134/6R

چاہتوں کا اس قدر اعزاز تو بخشا کرو
اجنبی بن کر ہی میرے واسطے سوچا کرو
خواہشوں کے جسم کو پابندیاں دشنام ہیں
پارسائی کے بدن نہ اوڑھ کر سویا کرو
تم تصور تو نہیں ہو، نہ کوئی آواز ہو
ہاتھ آنکھوں پر دھرو، یہ اہمہ سچا کرو
زندگی کو لذت تعبیر گر مل جائے تو
بے حسی کا زہر پی کر خواب نہ دیکھا کرو
اب ہوا کی سرسراہٹ سے دہل جاتا ہوں میں
چاند بن کر شب کے آنگن میں کبھی اترا کرو
راحت جاں سے تو لازم ہے کہ برتو احتیاط
راحت جاں سے بھی تھوڑا فاصلہ رکھا کرو
دیوتاؤں کی طرح میری پرستش نہ کرو
میں اگر سچا ہوں، میری بات بھی مانا کرو
تم جاوید اپنے خوں سے چاہتوں کے واسطے
وقت کی دیوار پہ صرف وفا لکھا کرو

☆ ---------- محمد احسان راکا-حسن پور ٹوانہ

غزل

ایک لفظ محبت ہے کر کے دیکھو تم
برباد ہو نہ جاؤ تو میرا نام بدل دینا
ایک لفظ مقدر ہے اس سے لڑ کے دیکھو تم
ہار نہ جاؤ تو میرا نام بدل دینا
ایک لفظ وفا کا ہے جو زمانے میں نہیں ملتا
اگر کہیں سے ڈھونڈ کر لے آؤ تو میرا نام بدل دینا

☆ ---------- سید حیدر شاہ خیالی-شاہ کوٹ

غزل

میں نے دھوکے پہ دھوکے ہیں کھائے، عمر بھر دوستی کی گلی میں
زندگی تو نے لا کر بٹھایا، بے وفا آدمی کی گلی میں
کتنی راتیں گزاری ہیں میں نے، درد اور بے بسی کی گلی میں
میرے محبوب چپکے سے آ جا، ایک دن چاندنی کی گلی میں
ہم اندھیرے سے محفوظ نکلے، لٹ گئے روشنی کی گلی میں
اچھے اچھوں کو رونا پڑا ہے، دلربا عاشقی کی گلی میں
ایک دن جیت لیں گے یقیناً، آپ کو آپ ہی کی گلی میں

☆ ---------- سید حیدر شاہ خیالی-شاہ کوٹ

ابھرتی ہوئی نئی شاعرہ عابدہ رانی

غزل

محبت میں ملا جو دھوکہ
تو دل ہمارا ٹوٹ گیا
وہ شخص جو کبھی ہمارا تھا
ہماری زندگی سے ہی روٹھ گیا
ہمیں عمر بھر کے غم وہ دے گیا
جیسے زندگی کا دیوتا مانا تھا
آخر وہی ہر جائی نکلا
چھوڑ ہمیں خود دور چلا گیا
خوشیوں تو وہ دے نہ سکا
زندگی میں کڑی جدائی دے گیا
میری زندگی کو بے رنگ بنا دیا اس نے
جو کبھی رنگ بھرا کرتا تھا
آج وہ مجھے حالات کے رحم وکرم پہ چھوڑ گیا
میری زندگی کو کھلونا سمجھ کے جاتے جاتے وہ توڑ گیا

دل کی دنیا اجڑ گئی

میرے دل کی دنیا اجڑ گئی
مجھے رواجوں کی بھینٹ چڑھایا گیا
میری خوشیاں مجھ سے چھینی گئیں
میرے دامن کو سولی پہ چڑھایا گیا
میں دکھوں کی آگ میں جلتی رہی
مجھے تا عمر دکھوں میں بٹھایا گیا
مجھے نیند نہیں آتی تیرے بن
مجھے بن تیرے رہنا سکھایا گیا
میں چاہا تھا تمہیں زندگی میں
میرے دامن کو کانٹوں سے سجایا گیا
میں تیری ہونا چاہتی تھی
مجھے تیری خاطر رولایا گیا

✻

میں نے محبت کی ابتدا کی
تم نے سرد مہری کی انتہا کی
میں نے تیری ہر نفرت کا جواب محبت سے دیا
لیکن تم نے کبھی بھی نہ مجھ سے وفا کی
میں نے تیری راہ میں ہمیشہ پلکیں بچھائیں
لیکن کبھی نہ تم سے محبت کی التجا کی
تم تھے اپنی انا اور خودداری کے قاتل
تو نے سدا ہی وفا کے بدلے جفاء کی
تم کبھی نہ سمجھے میری اپنی اپنی نیت کو
تو نے میری محبت کی قیمت محبت سے بھی نہ ادا کی

✻

جب چندا بادلوں کی اوٹ میں چھپ جاتا ہے
تو ہر سمت اندھیرا چھا جاتا ہے
ہر چیز بے رونق لگتی ہے
سب کچھ ماند سا پڑ جاتا ہے
ایسے میں احساس یہ ہوتا ہے
کہ تیر مجھ سے دور جانا
میری زندگی سے یوں نکل جانا
مجھے ہر پل تڑپاتا ہے
تیری مجھ سے بچھڑ جانا
اس اندھیرے کی مانند ہے
جہاں اداسی سی چھائی ہے
تیری محبت نے میرے دل میں آگ لگائی ہے
ہر وقت آنکھیں تیرے انتظار میں
مجھے پل پل تیری یاد آئی ہے
تم اس چاند کی مانند ہو جو چھپ جائے تو
سب کچھ ویران سا لگتا ہے
راہوں کو کھوجتے کھوجتے
دیر تک تجھے سوچتے سوچتے
جب کچھ بھی سمجھ میں نہ آیا
تو دل میں انجانا سا خیال آیا
یہ درگزر کرنے کی دنیا ہے
یہاں سمجھوتا ہی ہر کسی کو کرنا ہے
ایسے میں ایک انجان سی لڑکی
ان راہوں پر چل پڑی
کہ اسے ہر مشکل مرحلہ طے کرنا ہے
ہر منزل کو با آسانی پار کرنا ہے
ان راستوں پہ چلتے چلتے
بچی کئی بار پاؤں پھسلتے پھسلتے
لیکن آخر کو پاؤں تو زخمی ہونے تھے
ساتھ میں دل بھی نہ بچا زخمی ہوتے ہوتے

عشق بے پروا

۔۔تحریر۔محمد رضوان آکاش۔سلانوالی۔0303.0164150

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین کہتے ہیں کہ جھونپڑیوں میں لال پلتے ہیں صنم اپنے نام کی طرح بہت ہی خوبصورت تھی اور اس کا نصیب اس سے بھی پیار لکھا ہوا تھا کہ اس نے جو مانگا اور جو چاہا اس کو اللہ نے دے دیا وہ دنیا کی خوش نصیب لڑکی تھی کے اس نے اپنا پیار حاصل کر لیا تھا اللہ چاہے تو جھونپڑی میں رہنے ولوں کو محلوں کا مالک بنا دیتا ہے اور اگر چاہے تو محلوں میں رہنے والوں کو در در کی بھیک منگواتا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرا نام صنم ہے جب میں نے ہوش سنبھالا تو ماں باپ کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا میری زندگی ابھی اسی قلعی کیس محدود تک تھی تن پر بس ایک ٹکر ہوتی اور سارا دن قلعی کے گرد کھیلتی رہتی جب تھوڑی بڑی ہوئی تو ماں باپ کے ساتھ گاؤں کی گلیوں میں مانگنا شروع کر دیا۔

گاؤں میں بہت رش ہوتا تھا بچے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے کچھ لوگ کھیتوں آ رہے تھے کچھ جا رہے تھے اور کئی لوگ گروپ کی شکل میں بیٹھے تھے میں ان سب کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہی تھی۔

میری ماں نے کہا جاؤ بیٹی ان لوگوں کے پاس ہاتھ آگے بڑھا کر پیسے مانگ وہ تجھ پر ترس کھا کر ضرور کچھ نہ کچھ دیں گے۔

میں ان کے پاس گئی تو انہوں نے مجھے نزدیک آنے سے پہلے ہی بھگا دیا اور میں واپس آ گئی۔میں نے دیکھا کہ میرے جتنے بچے تھیلے بغل میں دبائے جا رہے تھے میں نے ماں سے کہا وہ دیکھو بچے کیسے تھیلے بھر بھر کے لے جا رہے ہیں چلو ہم بھی ادھر جا کر دیکھتے ہیں۔

ماں نے کہا بیٹی وہ تھیلے نہیں ہیں وہ بستے ہیں اور ان کے اندر کتابیں ہیں وہ بچے سکول جا رہے ہیں پر میری جانے بلا سکول کیا ہوتا ہے۔

میں اپنی ماں کے ساتھ گلی محلوں میں گھومتی رہتی کہیں سے آٹا کہیں سے دانے اور کہیں سے روٹی ملتی رہی ہم لوگ تقریبا دس بجے واپس آ گئے میں بہت تھکی ہوئی تھی اور آتے ہی سو گئی اسی طرح ہمارے دن گزرتے رہے شروع شروع میں خود کو بہت خوش نصیب سمجھتی تھی ہمارا کوئی ٹھکانہ نہ تھا کبھی ہم کہیں تو کبھی کہیں ہوتے تھے میرے ابو جن کا نام سرفراز احمد اور بھائی کا نام عمیر احمد تھا وہ بندر کا تماشہ کرتے تھے جو ملتا وہ لے آتے۔

میری امی کا نام فوزیہ تھا اور اب میں بھی گیارہ سال کی ہو گئی تھی اور بھیک مانگنا میرے بس کی بات نہ تھی مجھے بہت شرم آتی تھی۔

کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہوئے۔

ایک دن میں نے امی سے کہہ دیا کہ امی میں آپ کے ساتھ نہیں جایا کروں گی آپ مجھے کوئی اور کام سکھا دیں جس سے میں کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلا سکوں تو امی نے کہا نہیں بیٹی صنم ایسا نہ کہو ہمارا تو کام ہی یہی ہے بھیک مانگنا اور پیٹ پالنا یہ معاشرہ بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ہمارے بھی ارمان ہیں ہمارا بھی گھر ہو جہاں ہم لوگ بھی عزت سے اور سکون سے رہ سکیں۔

میں یہ سن کر خاموش ہوگئی شام کو امی نے میری ساری بات ابو کو بتادی تو بھائی نے کہا اچھا ٹھیک ہے تم نہ جانا اور گھر کے کام برتن وغیرہ دھولیا کرو میں یہ سن کر خوش ہوگئی اور جھونپڑی میں ہی رہنے لگی۔

امی کہتی بیٹی صنم اگر تم ایسا ہی کروگی تو کوئی تم سے شادی نہیں کرے گا تو ابو بھی کہتے کہ رہنے دو جب سر پر پڑے گی تو خود ہی ٹھیک ہو جائے گی وقت گزرتا گیا میری عمر سولہ سال ہوگئی ہم ایک اور گاؤں میں شفٹ ہوگئے یہاں سے ریلوے لائن گزرتی تھی اور ساتھ ہی گراؤنڈ تھا جہاں لڑکے کرکٹ وغیرہ کھیلتے تھے شام کے وقت یہاں بہت رش لگ جاتا ہے۔

ایک دن میں جھونپڑی میں کام کر رہی تھی کہ گیند آکر گری جب میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک بہت ہی خوبصورت لڑکا میں اسے دیکھتی ہی رہ گئی وہ بھی میری طرف دیکھ کر مسکرانے لگا اور کہنے لگا جی یہاں گیند تو نہیں دیکھی تو نے۔ میں نے اسی وقت نظریں جھکالیں اور کہا جی ادھر ہی ہوگی دیکھلو اس نے اردگرد ڈھونڈا اور گیند مل گئی اور اس نے وہاں سے ہی گیند گراؤنڈ کی طرف اچھال دی وہ ہلکا ہلکا مسکرا رہا تھا جو کہ اور بھی پیارا لگ رہا تھا وہ جاتے ہوئے بار بار مڑ کر دیکھ رہا تھا۔

میں بھی روز اس کو دیکھتی وہ بھی اسی طرح چھ دن گزر گئے میں اس کو اب نزدیک سے دیکھنا چاہتی تھی اور اب گیند بھی ادھر نہیں آتی تھی میری کزن جو کہ میری ہم عمر تھی میں نے اس کو سب کچھ سچ سچ بتادیا تو اس نے کہا کہ چلو ہم اس گراؤنڈ والے نل سے پانی بھرنے جاتے ہیں اگر وہ بھی آپ کو چاہتا ہوا تو وہاں ضرور آئے گا۔

پھر ہم وہاں سے پانی بھرنے چلی گئیں وہ بھی آگیا اور میری کزن سائڈ پر چلی گئی وہ میرے قریب ہو کر کھڑا ہو گیا میں پانی بھر رہی تھی تو اس نے کہا ہیلو آپ کا نام کیا ہے۔

میں نے کہا کیوں آپ کو کیا تو اس نے کہا سوری ویسے ہی پوچھ لیا تھا مرضی ہے آپ کی نہ بتاؤ پر آپ ہو بہت اچھی اگر بتادو تو۔۔۔

پھر میں نے کہا کہ میرا نام صنم ہے اتنے میں میری کزن بھی آگئی وہ بولی ہو گیا دیدار آپ کا تو وہ ہنسنے لگا اور چلا گیا میری کزن نے کہا کیا نام ہے اس شہزادے کا تو میں نے کہا اتنا ٹائم ہی نہ ملا کہ پوچھ سکوں۔ ایک دن میں نے دل پر ہاتھ رکھ کر پوچھ ہی لیا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ تو وہ بولا صنم جی جب ٹائم ملے گا آپ کو سب کچھ بتادوں گا بس تم میری آنکھوں کے سامنے رہا کرو۔

تو میں نے کہا کہ کب ٹائم ملے گا تو اس نے کہا میں روزانہ اس گراؤنڈ میں بیٹھ کر آپ کا انتظار کرتا ہوں کہ کبھی تو تم اس طرف آؤ گی۔

میں نے کہا مجھے کیا پتہ تھا اس نے کہا اب تو پتہ چل گیا ہے ناں۔

میں نے کہا جی ہاں میں آج ضرور آؤں گی۔

میرا خود اس سے ملنے کو دل بہت بیقرار تھا تھک چکی تھی میں اس کو دور دور سے دیکھ دیکھ کر رات ہوگئی سب گھر والے کھانا کھانے کے بعد سو گئے۔

میں گراؤنڈ کی طرف چل دی جہاں میری جان میرا انتظار کر رہی تھی جب میں اس کے قریب گئی تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا وہ بولا تھینکس آپ آگئی میں نے اس

کے ساتھ ہاتھ ملایا اور بیٹھ گئی۔

میں نے کہا آپ کا نام تو اس نے کہا میرا نام رانا منیب ہے اور ہم لوگ یہاں گاؤں کے بہت بڑے لوگ ہیں اچھا تو منیب صاحب مجھے یہاں کیوں بلایا ہے اس نے کہا صنم میں تم سے پیار کرتا ہوں جب سے تم کو دیکھا تھا اسی دن مجھے لگا کہ تم ہی میری منزل ہو۔ تو میں نے کہا کہ نہیں منیب ایسا کیسے ہو سکتا ہے آپ یہاں کے بہت بڑے لوگ ہیں اور ہم فقیر گلیوں میں مانگنے والے تم کہاں اور ہم کہاں ہماری قسمت میں باغ بہار کے پھول نہیں بلکہ خزان کے پتے ہیں۔

تو منیب نے کہا کہ پلیز صنم ایسا تو نہ بولو میں آپ سے پیار کرتا ہوں اور مرتے دم تک کرتا رہوں گا اور ایک دن آئے گا آپ کو میرے پیار پہ فخر ہو گا تو میں نے کہا کہ منیب دیکھو مجھے دھوکہ نہ دینا ابھی سے ہی بتا دو ایسا نہ ہو کہ تم بھی چھوڑ دو اور میں جی بھی نہ پاؤں اور۔۔۔ تو منیب نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور قسم کھائی اور کہنے لگا۔

صنم میں نے زندگی میں پہلی بار کسی سے پیار کیا ہے پہلی بار کسی کے لیے اتنا تڑپا ہوں تم کو کیسے میری محبت پر یقین آئے گا بتا میں ایسا کیا کروں کہ آپ کو مجھ پہ یقین آ جائے۔

تو میں نے کہا ٹھیک ہے منیب مجھے آپ پر بھروسہ ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا تو اس نے کہا کہ آئی لو یو صنم میں ہنسنے لگی اور بولی منیب دیکھو آپ کو تو پتہ ہے کہ مجھے سہی سے اردو اور پنجابی بھی نہیں آتی یہ کیا ہے تو منیب بولا اس کا مطلب ہے کہ میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں۔

میں نے کہا ٹھیک ہے منیب ہمیشہ ایسے ہی پیار کرتے رہنا اب میں چلتی ہوں تو منیب نے کہا صنم کل پھر ملیں گے میں نے کہا ہاں میں کل پھر آؤں گی یہ کہہ کر جھونپڑی کی طرف چل دی۔

میں کافی دیر منیب کے بارے میں سوچتی رہی کہ منیب وفا کرے گا یا مجھے اس جہنم سے نکال دے گا مجھ سے شادی کرے گا میں کبھی گھر سے نہ نکلوں گی ہمارے دو بچے ہوں گے وہ بھی در بدر بھیک نہیں مانگیں گے وہ اللہ کے سوا کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے۔

ایسی ہی باتیں سوچتے سوچتے میں سو گئی دوسرے دن اٹھی روٹی کھائی اور جھونپڑی کی صفائی شروع کر دی اس وقت تک میرے سب گھر والے اپنے اپنے کام پر چلے گئے تھے تو اتنی دیر میں عالیہ میری کزن بھی آ گئی تو میں نے اس کو بتایا کہ رات کو میں منیب کو ملنے گئی تھی۔

اس نے کہا تو مجھے بتائے بغیر کیوں گئی تھی اب بول کر سچ بتانا اس نے تیرے ساتھ کچھ غلط تو نہیں کیا میں نے کہا نہیں عالیہ وہ ایسا نہیں ہے تو عالیہ بولی کہ جاؤ مگر وہ تجھے کچھ غلط کرنے کو کہے تو تم واپس آ جانا پھر وہ تیرے ساتھ پیار نہیں کرتا ہو گا اس کا ارادہ غلط ہو گا۔ تو میں نے کہا عالیہ کچھ بھی ہو اب میں اسے چھوڑ نہیں سکتی۔

وقت گزرتا رہا اور پھر سے ہمارے ملنے کا ٹائم ہو گیا جب سب گھر والے سو گئے تو میں گراؤنڈ کی طرف چل دی جہاں میرا منیب میری جان میرا انتظار کر رہا تھا میں اس کے پاس گئی ہاتھ ملایا اور بیٹھ گئی پیار محبت کی باتیں ہوئیں تو منیب نے مجھے ایک ڈبہ دیا جس میں ایک موبائل تھا اور مجھ سے بولا کے لو جب بھی تیرا دل چاہے مجھ سے بات کر لیا کرنا اور میرا چاہے گا میں کر لیا کروں گا۔

تو میں نے کہا مجھے کون سا چلانا آتا ہے تو اس نے کہا اس میں کون سی مشکل بات ہے جب بھی آپ کا موبائل بجے مطلب تھرتھرائے تو تم یہ والا بٹن دبا دینا آپ کو میری آواز آنا شروع ہو جائے گی۔

اسی وقت منیب نے میرے نمبر پر کال کی اور بولا کہ اب آپ میرا بٹن دبا دو تو منیب نے جب اپنے

موبائل سے ہیلو کہا تو میرے موبائل سے بھی آواز آئی اس نے کہا کہ بس اتنا سا کام ہے۔

اور وہ موبائل میں نے رکھ لیا اور پھر ہم پیار محبت کی باتیں کرتے رہے اور رات گزرتی رہی پھر ہم اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

منیب مجھے ایک بیٹری دیتا اور دوسری لے جاتا اسی طرح ہماری باتیں ہوتی رہیں۔

ایک دن میں نے کہا کہ منیب ہم لوگ میں اور عالیہ حضرت بابا شیر سائیں کے دربار پر جا رہے ہیں آپ بھی آ جاؤ اس نے کہا ٹھیک ہے اور کال کاٹ دی میں اور عالیہ وہاں پہنچ کر منیب کا انتظار کرنے لگیں جو کہ پندرہ منٹ میں آ گیا۔

میں اس کو لے کر دربار پر جا کر اس سے وعدہ کیا کہ میں مرتے دم تک آپ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گی تو منیب نے کہا میں بھی تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ تم ہی میری دلہن بنو اس کے لیے چاہے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے تو میں منیب کی آنکھوں میں دیکھنے لگی کہ کتنا پیار تھا اس کی آنکھوں میں میرے لیے۔

آج میں بہت خوش تھی منیب نے اپنی جیب سے پانچ سو روپے نکالے اور وہاں پر ایک ملنگ کو دے دیئے کہ یہ لو لنگر میں حصہ ڈالنا تو پھر ہم لوگ واپس آ گئے۔

میں جھونپڑی میں آئی تو سب لوگ وہاں موجود تھے اور آپس میں کہہ رہے تھے کہ ہم نے دو دن بعد کہیں اور چلے جانا ہے میں بہت پریشان ہوئی اور پھر جلدی سے منیب کا نمبر ڈائل کیا اور کال کی اور ساری بات بتا دی۔

اس نے کہا رات کو ہم ملتے ہیں پھر بات کرتے ہیں جب رات کو میں نے منیب سے بات کی تو میں رونے لگی اس نے کہا جانی ٹینشن مت لو تم جہاں بھی جاؤ گی میں پھر بھی تمہارے ساتھ ہوں میں تمہارے پیچھے آ جاؤں گا میں تم سے محبت کرتا ہوں آپ کو پانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں تو مجھے کچھ حوصلہ ہوا۔

تھوڑی دیر بعد میں اپنی جھونپڑی میں آ گئی دو دن بعد ہم لوگ جانے کی تیاری میں تھے تو میں بار بار گاؤں کو دیکھ رہی تھی اسی طرح میں نے تب تک گاؤں کو دیکھنا نہ چھوڑا جب تک گاؤں مجھے نظر آنا بند ہو گیا پر منیب نہ آیا۔

اس وقت میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا ہم لوگ شاہین آباد آ کر رہنے لگے وہاں جھونپڑی بنائی اسی کام میں شام ہو گئی شام کو سب مانگنے چلے گئے بیٹری ختم ہونے کی وجہ سے میرا موبائل بھی بند تھا منیب سے بھی بات نہ ہو پایا تھا۔

میں وہاں پر موجود ایک موبائل کی دکان پر چلی گئی اور کہا بھائی آپ یہ موبائل چارج کر دینا میں صبح لے لوں گی تو اس نے کہا کہ ٹھیک ہے ایک اور بیٹری بھی دی کہ یہ بھی چارج کر دینا۔

موبائل دے کر میں واپس آ گئی کھانا کھایا اور سو گئی صبح اٹھی ہاتھ منہ دھویا کھانا کھایا سب اپنے اپنے کام پر چلے گئے تھے میں جلدی سے دکان پر گئی کہا بھائی موبائل دے دو تو اس نے کہا یہ لو چارج ہو گیا ہے میں لے کر جھونپڑی میں آ گئی۔

ابھی میں نے موبائل آن ہی کیا تھا کہ منیب کی کال آ گئی میں نے او کے کی تو منیب رو رہا تھا صنم میری جان کہاں ہو تم میں دو پہر کو ادھر گیا تو آپ موجود نہ تھے میں تب سے ہی آپ کو لگاتار کال کر رہا ہوں پلیز بتاؤ کہاں ہو تم تو میں نے کہا منیب ہم لوگ شاہین آباد میں ہیں آپ بھی ادھر ہی آ جانا تو منیب نے کہا اچھا ٹھیک ہے میں آ جاؤں گا۔

اسی طرح باتیں ہوتی رہتی اور کبھی کبھی راتوں کو مل بھی لیتے دکان والے بھائی کمیش کی مہربانی کہ موبائل چارج کر دیتا اور دو دلوں کو ملا تا رہتا۔

ایک دن میں صبح اٹھی ابھی ناشتہ کرنے ہی لگی تھی

کہ منیب کی کال آ گئی میں نے ہیلو کہا وہ بولا صنم کیا حال ہے اور کیا کر رہی ہو۔

تو میں نے کہا میں ٹھیک ہوں اور کھانا کھانے لگی ہوں تو میں نے مذاق میں کہا کہ آ جاؤ جان آپ بھی کھا لو تو منیب نے کہا او کے صنم میری جان میں آ تا ہوں اور کال کاٹ دی۔

ٹھیک پندرہ منٹ بعد منیب نے کال کی صنم میری جان باہر نکلو دیکھو میں روڑ پر ہوں اب کیا حکم ہے تو میں نے دیکھا تو وہ کھڑا تھا میں نے کہا کہ منیب اندر آ جاؤ میں اکیلی ہی ہوں تو منیب آ گئے اور اندر آ کر میرے پاس بیٹھ گیا اور بولا نکالو کھانا بہت بھوک لگی ہے جلدی کرو تو میری آنکھوں میں انسو آ گئے۔

میں نے کہا منیب تم یہ کھانا نہیں کھاؤ گے منیب نے کہا کیوں تو میں نے کہا کہ منیب رات کی سوکھی روٹیاں ہیں چاہے بنائی ہوئی ہے اس کے ساتھ کھانی ہیں اور میں نہیں چاہتی کہ میرا منیب بھیک میں مانگی ہوئی کوئی چیز کھائے۔

تو منیب بولا کہ رات کو بچی ہوئی چیز کھانا ایک تو سنت ہے اور اس کا ثواب بھی ہے اس کو پھینک تو سکتے نہیں گناہگار ہوں گے اور مجھے نہیں پتا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے بھیک میں خیرات میں یا صدقے میں مجھے تو بس اتنا پتہ ہے کہ میری جان میری صنم نے میری دعوت کی ہے اور مجھے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلائے گی اور بولا کہ کھانے کو انتظار نہیں کرواتے۔

چلو شروع کرو میں چائے لاتی ہوں میں نے نوالہ بنا کر منیب کے منہ میں دے دیا وہ مزے سے کھانے لگا ابھی ہم کھانا کھا ہی رہے تھے کہ میرا کزن بلال تایا کا بیٹا آ گیا اور منیب سے بولا تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو میں ابھی تیرا حل کرتا ہوں باہر سے لوگوں کو بلاتا ہوں۔

تو منیب نے اسے نیچے دے مارا اور کہا چپ چاپ یہاں بیٹھا رہ اگر ایک لفظ بھی بولا تو جان نکال دوں گا تو بلال گھبرا کر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

منیب مجھ سے بولا کہ صنم آپ پریشان مت ہونا اب میں تمہیں یہاں سے لے جاؤں گا میں کچھ بھی کروں اب تمہیں اس عذاب میں نہیں چھوڑوں گا بہت جلد میں آپ کو لے جاؤں گا۔

میں نے کہا منیب میں آپ کا انتظار کروں گی تو منیب چلا گیا دوپہر کو جب سب گھر والے آ گئے تو بلال نے سب کچھ بتا دیا۔

سب گھر والوں کو مجھ پر غصہ آ گیا مجھ سے پوچھا کہ وہ کون ہے ہم اس کے خلاف پنچائت بٹھائیں گے میں نے ان کو منیب کے بارے میں کچھ نہیں بتایا شام کو سب کو پتا چل گیا تائی اور تایا بھی آ گئے اور آتے ہی میری بے عزتی کرنی شروع کر دی۔

مجھے تو پہلے کہ شک تھا کچھ نہ کچھ ضرور ہے یہ تو ہم سے لگتی ہی نہیں ہے ہر وقت بن سنور کے رہتی ہے اپنی اوقات میں رہنا چاہئے آپ لوگوں نے ایسے ہی اس کو چھوٹ دے رکھی ہے اس کو بھی اپنے ساتھ لے جایا کرو تا کہ اپنی اوقات میں رہے۔

میں نے کہا تائی خاموش ہو جا مجھ سے نہیں ہوتا یہ سب اور اپنے کام سے کام رکھو آئندہ ہماری جھونپڑی میں مت آنا ابو نے ایک تھپڑ میرے منہ پر مارا اور بولے تم کون ہوتی ہو ان کو روکنے والی کل سے تم بھی اپنی ماں کے ساتھ جایا کرو گی بہت ہو گیا تماشہ۔ اور پھر میرے برے دن شروع ہو گئے۔

منیب نے اپنے گھر والوں کو بہت منایا مگر اس کے ابو نے کہا کہ میں یہ نہیں کر سکتا تیری خوشی کے لیے میں اپنی عزت نہیں گنوا سکتا شرم آنی چاہئے تمہیں اتنے بڑے خاندان کو ہو کر ایک جھونپڑی میں رہنے والی سے شادی کرے گا آئندہ ایسی بات کی تو گھر سے نکال دوں گا۔

میں نے دل پر پتھر رکھ کر کہا کہ ہاں نکال دو مگر

میں صنم کو نہیں بھول سکتا میں اس سے پیار کرتا ہوں اور اسی وقت کپڑے بیگ میں ڈالنے شروع کر دیئے امی روکتی رہی مگر میں نہیں مانا بس ایک ہی شرط تھی کہ صنم کو بہو تسلیم کر لو جو کہ گھر والوں کو پسند نہ تھا۔

میرے پاس صرف دو ہزار روپے تھے اور گھر سے نکل گیا رات اپنے دوست عبید کے گھر میں رہا اور دوسرے دن ٹرین پر چڑھ کر حیدر آباد عبید کے بتائے ہوئے پتے پر روانہ ہو گیا سارا راستہ گھر والوں کی اور صنم کی یاد آتی رہی۔

چھتیس گھنٹے کے سفر کے بعد میں حیدر آباد اسٹیشن پر اترا جہاں عبید کا کزن عباس میرا انتظار کر رہا تھا وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور ایک فیکٹری میں کام ڈھونڈ دیا۔

میں نے اس کو تھینکس بولا اور کام کرنے لگا میں نے پہلی بار کسی فیکٹری میں کام کیا تھا دو دن بعد میں نے اپنے بڑے بھائی لائق کو فون کیا کہ میرا یہاں دل نہیں لگ رہا اور کام بھی بہت ہے اور فیکٹری میں کام بھی نہیں کر سکتا پلیز کچھ کروا بو امی کو مناؤ اور میں نے یہ بھی بتایا کہ میں عبید کے کزن عباس کے گھر میں ہوں جو کہ مجھے اچھا نہیں لگتا۔

تو میرے بھائی نے کہا کہ تم اپنا اکاؤنٹ کھلوا لو میں تمہیں پانچ ہزار ایزی پیسہ کروا تا ہوں پھر اکاؤنٹ نمبر دینا میں اس میں پیسے بھیج دوں گا میں نے دوسرے دن اکاؤنٹ کھلوا کر بھائی کو اکاؤنٹ نمبر سینڈ کر دیا۔

بھائی نے بیس ہزار میرے اکاؤنٹ میں بھیج دیئے اور بولے کے اپنا مکان کرائے پر لے کر رہ لو اور میں نے ایسا ہی کیا اپنا مکان کرائے پر لے کر رہنے لگا اس کام میں تین دن لگ گئے تھے۔

میں نے صنم کو کال کر کے سب کچھ بتا دیا اور کہا کہ میرا انتظار کرنا اور کچھ بھی غلط مت کرنا تو اس نے کہا ٹھیک ہے جان مجھے تم پر بھروسہ ہے اگر مجھے ساری عمر بھی تیرا انتظار کرنا پڑا تو میں ضرور کروں گی۔

تین دن بعد میں کام پر گیا تو ماسٹر جی بولے کہ جناب چلے جاؤ ہم کوئی اور بندہ رکھ لیں گے تمہیں آٹھ دن نہیں ہوئے اور تم نے تین چھٹیاں بھی کر لیں آگے چل کر کیا کرو گے۔

تو میں نے کہا ایم سوری ماسٹر جی مجھے تھوڑا سا کام تھا اس لیے کام پر نا آ سکا ہم یہی باتیں کر رہے تھے کے فیکٹری کی مالک تانیہ آ گئی اور بولی کیا بات ہے ماسٹر جی آج بہت غصے میں ہو خیر تو ہے۔

ماسٹر نے بتایا کہ نیا بندہ رکھا ہے ابھی چھ دن کام کیا ہے اور تین چھٹیاں بھی کر لیں ہیں میں نے اس کو فارغ کر دیا ہے تانیہ بولی جی بھائی جی کام کرنا ہے یا نہیں تو میں نے کہا کرنا ہے میری کچھ مجبوری تھی جو چھٹیاں کیں۔

میرا ذہن تو تھا کہ میں کام چھوڑ کر فارغ بیٹھا رہوں پر پھر ٹائم کیسے گزرتا تو اس نے کہا آپ کام کریں آپ کا نام کیا ہے۔

میں نے کہا میرا نام منیب احمد ہے اس نے کہا میرا نام تانیہ ہے اور آئندہ بتا کر چھٹی کرنا اور اگر کوئی اور مسئلہ ہو تو بتانا میں نے کہا ٹھیک ہے باجی جی اور کام کرنے لگا کام کرتے ہوئے مجھے ایک ماہ ہونے کو تھا ایک شام میں ہوٹل میں کھانا کھا رہا تھا یہ ہوٹل کافی مہنگا تھا میری تانیہ پر نظر پڑی اس نے بھی مجھے دیکھ لیا تھا وہ اپنی ایک دوست کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی اس نے مجھے کچھ نہیں کہا جب میں دوسرے دن کام پر گیا تو تانیہ ماسٹر جی کے پاس آئی اور مجھے ساتھ لے کر اپنے آفس میں چلی گئی۔

تانیہ بولی کہ آپ کا نام تو میں نے پھر بتا دیا کہ رانا منیب احمد تو بولی منیب بھائی آپ کھانا کہاں سے کھاتے ہو میں نے کہا ہوٹل سے اس نے کہا کہ رہنے والے کہاں کے ہو میں نے کہا سرگودھا کا تو کہنے لگی دیکھو منیب بھائی آپ جو مرضی کرو مجھے اس سے کوئی

نہیں آپ جس ہوٹل سے کھانا کھاتے ہو وہ میرے حساب سے کم سے کم بھی ایک وقت کی روٹی کا کھانا ایک سو روپے کا ہے اور آپ تین وقت کھاتے ہو مطلب نو ہزار ایک ماہ کا ہے اور کرایہ بجلی کا بل الگ جبکہ تیری تنخواہ پانچ ہزار ہے اگر ایسا ہی ہے تو تم واپس اپنے گھر چلے جاؤ اور کچھ نہیں تو اپنے ماں باپ کی نظروں کے سامنے تو رہو گے۔

میں بولا تانیہ جی میری مجبوری ہے کام کرنا پیسے کی کمی نہیں ہے تو تانیہ بولی کیا مجبوری ہے مجھے دوست سمجھ کر بتا دو میں تیری مدد کروں گی ہو سکتا ہے تیرے لیے کچھ کروں۔

اس نے مجھ سے میرا نمبر لیا مجھ سے کہا تم اپنے کواٹر میں جاؤ پھر بات ہو گی آج تم ریسٹ کرو میں واپس چلا آیا شام کو ایک نیو نمبر سے کال آئی جبکہ میں ٹینشن میں تھا تو لیس نہ کی جب بار بار کال آ رہی تو میں نے او کے کر کے کال سے لگا لیا دوسری طرف تانیہ تھی تو اس نے کہا کے منیب کہاں ہو تم میں نے اپنا اڈریس بتا دیا وہ بولی تم روڈ پر آ جاؤ میں بھی آتی ہوں وہ کار لے کر آ گئی اور مجھے اپنے گھر لے گئی۔

اس نے اپنے گھر والوں سے میرا تعارف کروایا کہ میری امی ہیں یہ میرے ابو جن کا نام مبارک مراد ہے اور حسن مراد جو کہ میرے بھائی ہیں سب مجھے مل کر بہت خوش ہوئے تو تانیہ کے ابو بیٹا منیب پریشان مت ہونا تانیہ نے مجھے تیرے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے میں کوشش کروں گا کے تیرے کسی کام آ سکوں۔

اتنی دیر میں حسن مراد بھی آ گیا اور پوچھا کہ یہ اجنبی کون ہے تو تانیہ اس کو کمرے میں لے گئی اور ساری بات بتا دی وہ واپس آیا تو کہنے لگا جی عاشق صاحب کیا حال ہے۔

میں شرمندہ ہو کر کہنے لگا جی میں ٹھیک ہوں اتنی دیر میں کھانا لگ گیا ہم لوگ کھانا بھی کھاتے رہے اور باتیں بھی کرتے رہے۔

جس طرح یہ لوگ باتیں کر رہے تھے مجھے امید تھی کہ یہ لوگ میری ضرور مدد کریں گے کھانے کے بعد چائے پی اور میں واپس اپنے کوارٹر آ گیا۔

صبح حسن مراد نے کال کی کہ تم گھر آ جاؤ۔ میں گیا تو اس نے کہا کہ تم ناشتہ کرو آج کے بعد تم میرے ساتھ رہو گے میں نے کہا ٹھیک ہے۔

میں نے ناشتہ کیا اور ان کے ساتھ ان کی فیکٹری میں چلا گیا اور آفس میں کام کرنے لگا مجھے سب نے بھائی اور بیٹے جیسا پیار دیا میں کوارٹر چھوڑ کر ان کیساتھ رہنے لگا ایک دن میرے بڑے بھائی لائق کی کال آ گئی کہ واپس آ جاؤ گھر والوں کا بہت برا حال ہے میں نے کہا بھائی میں بہت جلد آ جاؤں گا آپ گھر میں میری بات کروانا اس نے بات کروائی سب گھر والے رو رہے تھے میری بھی آنکھوں سے آنسو آ گئے میری بات اب بھی نہیں ماننے کو تیار تھے ابو نے تو بات تک نہ کی اور کال ڈراپ ہو گئی۔

میں نے انکل کو بتایا کہ آج گھر میں بات ہوئی تھی تو انکل بولے بیٹا منیب کیا صنم تیرے ساتھ حیدر آباد آ سکتی ہے سب گھر والوں کو چھوڑ کر۔ میں نے کہا جی ہاں وہ ضرور آئے گی تو انکل بولے ٹھیک ہے تم اس کو اپنے ساتھ لے آؤ یہ لو گاڑی کی چابی اور کچھ پیسے بھی دیئے اور کہا کہ صبح چلے جاؤ۔

میں گھر آ کر صنم کو کال کی اور ساری بات بتا دی تو صنم بولی ہاں منیب میں آپ کے ساتھ ہوں میں اس جھونپڑی میں نہیں رہ سکتی یہ لوگ بہت ظالم ہیں مجھے پھر سے مانگنے پر مجبور کر دیا ہے جبکہ میں یہ کام نہیں کر سکتی تم جب کہو جہاں کہو میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوں میں نے کہا کہ کل تیار رہنا وہ کہنے لگی ٹھیک ہے اس کے بعد کال ڈراپ ہو گئی۔

میں نے صبح ناشتہ کیا اور سب سے مل کر سرگودھا کے لیے روانہ ہو گیا میں تقریباً بیس گھنٹے میں

سرگودھا پہنچا اور مسلسل صنم سے رابطہ بھی رکھا دو بجے میں صنم کے بتائے ہوئے اڈریس پر کھڑا تھا اور اس کو کہا کہ آجاؤ میں آ گیا ہوں صنم آئی اور آتے ہی میرے گلے لگ گئی اور بہت روئی۔

میں نے اس کو چپ کروایا گاڑی میں بٹھا کر حیدرآباد کے لیے روانہ ہو گیا راستے میں ہی کھانا وغیرہ کھایا اور سرگودھا پہنچ گئے صنم کی حالت دیکھنے کے قابل نہ تھی کالا سیا رنگ پھٹے کپڑے پھر بھی سب لوگ ایسے ملے جیسے صدیوں سے جانتے ہوں۔

میں نے صنم سے کہا کہ تم نہا لو اور تانیہ کے کپڑے آج کا دن پہن لو کل مارکیٹ سے اپنے لے آنا میں بھی نہا کر فریش ہوا اور کھانا کھا کر اپنے کمرے میں چلا گیا اور صنم تانیہ کے ساتھ اس کے کمرے میں تو انکل میرے پاس آئے اور مجھ سے بولی منیب صنم بہت اچھی بچی ہے اور میری بیٹی ہے میں اس کے ساتھ جو کچھ بھی کروں تمہارے دل میں کوئی بات نہیں آنی چاہئے۔

میں نے کہا انکل جی مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے آپ جو کچھ بھی کریں گے ہماری بہتری کے لیے ہی کریں گے تو وہ بولے بیٹا ایک دن آئے گا تم میرے احسان مند ہوں گے مگر میں اپنا فرض سمجھ کر کروں گا اور چلے گئے۔

میرا کمرے میں دل نہیں لگ رہا تھا میں نے صنم نے نمبر پر کال کی تو آ گئے سے تانیہ بولی کہ چپ کر کے سو جاؤ ایسا نہ ہو کہ تم اپنی بے عزتی کروا لو میں ابھی پاپا کو بتا دوں گی میں نے دوبارہ کال کی بہت منتیں کیں مگر وہ نہ مانی میں سیدھا تانیہ کے کمرے میں چلا گیا اور صنم سے کہا کہ تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی ہو تو صنم بولی۔

منیب دیکھو یہ سب کپڑے میرے ہیں اور آپی تانیہ نے لے کر دیئے ہیں کیسے ہیں جس حساب سے صنم کہہ رہی تھی تو میری آنکھوں میں آنسو آ گئے تو تانیہ بولی کہ میں نے سب لے کر دیئے ہیں پاپا نے پیسے مجھے میں تو صرف ساتھ گئی تھی ویسے بھی پاپا کہتے ہیں تانیہ جب تک صنم اس گھر میں ہے میرے لیے تم دونوں ایک برابر ہو جیسا تم پہنو گی ویسا تانیہ اور جیسا تم کھاؤ گی ویسا صنم۔ تو میں نے کہا ہاں تانیہ میں جانتا ہوں کہ آپ سب لوگ ہم سے بہت پیار کرتے ہو تو صنم بولی منیب آج میں بھی فیکٹری میں جا رہی ہوں تانیہ کے ساتھ میں بھی وہاں کام کیا کروں گی۔

میں نے کہا ٹھیک ہے جاؤ۔

میں اپنی گاڑی کی طرف چل دیا تو انکل نے مجھے روک لیا اور بولے بیٹا منیب صنم آج فیکٹری جا رہی ہے وہاں بہت ساری عورتوں کے ساتھ کام کرے گی تو اس کو دنیا داری کا پتہ چل جائے گا اور آج کے دور میں دنیا داری سیکھنا بہت ضروری ہے اس سے بہت نتائج چند دنوں میں آپ کے سامنے ہوں گے انکل جی آپ جو بھی کر رہے ہیں بہتر کر رہے ہیں۔

میں گاڑی میں بیٹھا اور فیکٹری چلا گیا وقت گزرتا گیا اور میں روز صنم میں تبدیلیاں دیکھتا صرف ایک ماہ میں ہی میری صنم کا حلیہ بدل گیا صرف ایک رنگ گندمی تھا اور کسی بھی صورت وہ تانیہ سے کم نہ تھی تانیہ کا رنگ صاف تھا تو صنم کے نین نقش تانیہ سے بھی پیارے تھے۔

صنم بہت خوبصورت لگ رہی تھی ایک دن میں نے کہا ماشاءاللہ جناب نقاب کر لیا کرو کہیں کسی کی نظر نہ لگ جائے۔

تو صنم بولی کہ ہر وقت تو تیری نظر مجھ پہ رہتی ہے مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں آپ کی نظر نہ لگ جائے مجھے تو میں نے کہا صنم جس دن منیب کی نظر تجھے لگ گئی نہ اس دن میں اپنی آنکھیں ہی پھوڑ دوں گا۔

صنم بولی منیب ایسا نہ کہو میں نے تو اپنا حلیہ آپ کے لیے بدلا ہے میں نے کہا اگر مجھے تیرے حلیے سے محبت ہوتی تو آج میں یہاں نہ ہوتا اور آج پہلی بار

میں نے صنم کو بانہوں میں لے کر غور سے دیکھا تھا اور پھر میں اپنے کمرے میں چلا گیا۔

ایک دن صنم تانیہ کے ساتھ فیکٹری جانے لگی تو آنٹی نے روک لیا کہ آج کے بعد صنم فیکٹری نہیں جایا کرے گی اب اس کو گھر کا کام سیکھنے دو ساری عمر اس کو گھر کا کام کرنا ہے اس کو کچھ تو گھر کا پتہ ہو۔

پھر میری صنم گھر میں نوکروں کے ساتھ کام کرنے لگی اور ٹھیک آٹھ دن بعد ہم سب کھانے کی ٹیبل پر بیٹھے تھے کھانا شروع کرنے ہی والے تھے کہ صنم نے روک دیا کہنے لگی یہ لو سب پہلے حلوہ کھاؤ آج پہلی بار میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اس لیے چاہتی ہوں کہ پہلے کھایا بھی حلوہ ہی جائے تو ہم سے نے صنم کی بہت تعریفیں کیں۔

ایک دن انکل بولے بیٹا آج تم فیکٹری نہیں جاؤ گے مجھے ایک بہت ضروری کام ہے میں نے کہا ٹھیک ہے انکل جی۔

میں اپنے کمرے میں چلا گیا اور انکل کا ویٹ کرنے لگا جب میں نے برآمدے کی طرف دیکھا تو حیرت ہوئی کہ صنم نماز پڑھ رہی تھی اور میں اس کی طرف دیکھنے لگا تو انکل میرے پاس آ کر بولے بیٹا آپ بھی نماز پڑھا کرو دیکھو صنم پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے۔

میں نے انکل سے وعدہ کیا کہ میں بھی انشاءاللہ آج سے پانچ وقت کی نماز پڑھوں گا تو انکل بولے ابھی پندرہ منٹ کا ٹائم ہے جاؤ پڑھ لو پھر چلیں میں نے کہا ٹھیک ہے میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور۔رو رو کر اللہ سے دعا کی انکل نے کہا چلو بیٹا۔

میں اور انکل گاڑی میں بیٹھ گئے ابھی گاڑی چلانے ہی والا تھا کہ صنم اور تانیہ نے روک لیا اور صنم بولی کہ منیب جاؤ میری دعا آپ کے ساتھ ہے میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہے۔

میں گاڑی چلانے لگا میں نے پوچھا جی انکل جی ہم کہاں جا رہے ہیں تو وہ بولے سرگودھا اور اب کوئی بھی بات مت کرنا میں سو رہا ہوں۔

اور میں کئی سوچوں کے ساتھ گاڑی چلانے لگا میں نے تانیہ کو کال کی یہ کیا ماجرا ہے تو وہ بولی آپ بے فکر ہو کر جاؤ ہمیں سب پتہ ہے اور کال ڈراپ ہو گئی میں نے اپنے بھائی کا نمبر ملایا اور کہا کہ میں آ رہا ہوں رات دو بجے تک پہنچ جاؤں گا کھانا وغیرہ تیار رکھنا میرے ساتھ ایک بہت ہی خاص میرے انکل جی بھی ہیں تو انکل نے میرے ہاتھ سے موبائل لے لیا اور کہا کہ ہم بیٹا ہم لوگ دو بجے نہیں دن کے دس بجے پہنچیں گے اور کال ڈراپ کر دی۔

رات آٹھ بجے انکل نے مجھے ایک پتا بتایا کہ حاصل پور میں میرا ایک دوست رہتا ہے اس کے پاس رات گزارنی ہے تو ہم اس کے پاس چلے گئے انہوں نے ہماری بہت خدمت کی پھر ہم صبح چار بجے وہاں سے نکل پڑے اور میں دس بجے اپنے گھر کے سامنے تھا۔

جب میں دروازہ کھٹکھٹانے لگا تو انکل نے روک دیا کہ بیٹا تمہارا اپنا گھر ہے پھر ہم سیدھے اندر چلے گئے جب میری ماں نے مجھے دیکھا تو بھاگ کر مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور زور زور سے رونے لگی اور بولی کہ بیٹا تو کہاں چلا گیا تھا ہمیں چھوڑ کر کیا گزری ایک ماں کے دل پر ایک بار بھی تمہیں اس ماں کا خیال نہ آیا اور میرا چہرہ چومنے لگی تو میری بھی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔

ماں کہنے لگی بیٹا جب سے تو گیا ہے خوشی نے کبھی اس گھر کا دروازہ بھی نہیں دیکھا میری ماں بہت رو رہی تھی اور ابو جی کی آنکھوں میں بھی نمایا آنسو تھے کسی نے سچ ہی کہا کہ کوئی کسی کے لیے اپنی جان بھی دے دے تو ماں باپ کا کا بدلہ نہیں اتار سکتا۔

میں اپنے ابو سے ملا ان سے معافی مانگی پھر بہنوں سے اور آخر میں بھائی سے ملا پھر میں نے انکل۔

کا تعارف کروانا شروع کیا ہی تھا کہ انکل بولے کہ ساری رات پڑی ہے پھر ہم لوگ کمرے میں بیٹھ گئے بھائی نے دودھ سوڈا بنا کر رکھا تو انکل بولے جی بھائی نذیر صاحب میں تب تک یہاں سے کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک آپ میری ایک بات مان نہیں لیتے ابو بولے جی بتاؤ۔

انکل نے پہلے وعدہ لیا کہ صنم میری دیکھی پرکھی بیٹی ہے آپ اس کی اور منیب کی شادی کروا دو تو ابو نے کمرے میں ماں اور بہنوں کو بھی بلا لیا اور بولے کہ مجھے منیب اور صنم کی شادی پر کوئی اعتراض نہیں مجھے اپنے بیٹے سے بڑھ کر اور کچھ بھی عزیز نہیں ہے اگر آپ منیب کو نہ ملتے تو میرا بیٹا کچھ اور کر لیتا اور میں جی نہ پاتا اور کہنے لگا کہ میں نے ایک بار تو اپنے بیٹے کی جدائی سہہ لی ہے اب اور سہنے کی ہمت نہیں ہے اور ابو رونے لگا۔

میں اٹھا اور اپنے ابو کے قدموں میں بیٹھ کر معافی مانگی کہ آئندہ میں آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا پھر دودھ سوڈے کے بعد کھانا کھایا اور انکل بولے کہ میں کل واپس چلا جاؤں گا آپ تین دن بعد اپنے رشتہ داروں کے ساتھ میرے گھر آ جانا اور میری بیٹی بتا کر منگنی کرآنا اور ہم ہوٹل میں نکاح رکھ لیں گے۔

پھر ایسا ہی ہوا منگنی ہوئی تو تانیہ نے بالکل موبائل پر پابندی لگا دی بس اتنا کہتی کہ ہاں صنم بالکل ٹھیک ہے اور اپنی باتیں کرتی رہتی۔

شادی والے دن تک میری اور صنم کی کوئی بات نہ ہوئی میں اداس تو تھا مگر فکر کی کوئی بات نہ تھی انکل نے سارا سامان دیا ایک سلائی مشین سے لے کر گاڑی تک اور جاتے ہوئے بولے منیب بیٹا یہ گھر بھی آپ کا ہے آتے رہنا نہیں تو صنم کو ضرور چھوڑ جایا کرنا اب ہمیں اس کی عادت سی ہوگئی ہے۔

حسن مبارک بولے صنم پہلے تیرا عشق تھا اب میری بہن ہے اور ہم آپ کو اپنی بہن سونپ رہے ہیں اگر تو مانتا ہے کہ ہم نے تیرے اوپر احسان کیا ہے تو میری بہن کو خوش رکھنا ہم آپ کے احسان مند ہو جائیں گے۔

پھر تانیہ بولی جی منیب بھائی کر دیا نہ میں نے اپنا وعدہ پورا اور میں صنم کو لے کر اپنے گھر آ گیا سب نے دل کھول کر صنم کی تعاریفیں کیں تو امی نے جا کر سب کو باہر نکال دیا اور کہا کہ بس کرو اب صبح آ جانا تو سب چلی گئیں۔

میں تھک گئی تھی یہ تو اللہ کا شکر ہے امی نے آ کر میری جان چھوڑا دی پھر میری نند آ گئی اور میری تعریف کی اور بولی کہ باجی میں آپ سے ایک سوال پوچھوں اگر آپ برا نہ محسوس کریں تو۔

میں نے کہا پوچھو میں نے وعدہ کیا تو وہ بولی کہ میں نے تو سنا تھا کہ آپ جھونپڑی میں رہنے والی چنگڑ ہو پر وہ اتنی خوبصورت تو نہیں ہوتیں۔

میں نے کہا کہ میں آہستہ آہستہ میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گی ہاں میں ہوں چنگڑ ہوں۔ مگر اتنے میں میری چھوٹی نند بولی کہ باجی جو کچھ بھی ہو ہمیں کیا ہمیں تو اتنا پتہ ہے کہ آپ بہت اچھی ہو اور ہم آپکو بہت خوش رکھیں گے۔

منیب آیا اس نے دونوں کو پانچ پانچ ہزار دیا اور باہر بھیج دیا صبح ولیمہ تھا حیدرآباد سے تانیہ کے گھر والے بھی سب آئے ہوئے تھے مجھے لینے اور ولیمہ کے بعد ہم لوگ حیدرآباد چلے گئے جس کو مقلاوٗ کہتے ہیں اور آٹھ دن بعد واپس آ گئے۔

انہوں نے مجھے بہت پیار دیا ہر کوئی اسی سوچ میں رہتا کہ صنم کے منہ سے کوئی ایسی بات نکلے اور ہم پوری کریں مجھے ہر روز ایک سے بڑھ کر ایک خوشی ملتی میں منیب کے ساتھ اس گھر میں بہت خوش تھی۔

اللہ نے سب کچھ دیا ہے میرے تین بچے ہیں بڑا مبرم منیب 7th کلاس میں پڑھتا ہے چھوٹا خرم

منیب 5 کلاس میں پڑھتا ہے سب سے چھوٹی اور
سب کی لاڈلی بیٹی رملا منیب جو کہ تیسری کلاس میں
ہے پانچ کلاسز کے بعد حفظ قران بنانے کا ارادہ ہے
تو قارئین کیسی لگی میری کہانی آپ کو اپنے
رائے سے ضرور نوازے گا مجھے بے چینی سے انتظار
رہے گا آپ کا اپنا رائٹر۔محمد رضوان آکاش میانوالی

غزل

زمانہ کچھ بھی کہے اس کا احترام مت کرنا
جسے ضمیر نہ مانے اسے سلام مت کرنا
شراب پی کر بہکنا ہی ہے اگر تونے
حلال چیز کو اس طرح سے حرام مت کرنا
ادھر زندگی کا جنازہ اٹھے گا
ادھر زندگی ان دلہن بنے گی
عشق کو درد سر کہنے والو سنو
کچھ بھی ہو ہم نے یہ درد سر لے لیا
وہ نگاہوں سے بچ کر کہاں جائیں گے
اب تو ان کے محلے میں گھر لے لیا
آئے بن ٹھن کے شہر خاموشاں میں وہ
قبر دیکھی میری تو کہنے لگے
ارے آج تو اس کی اتنی ترقی ہوئی
اک بے گھر نے اچھا سا گھر لے لیا
ایم ظہیر عباس جنڈ اٹک

غزل

آپ ہوتے جو ہم سفر میرے ساتھ
لوگ رہتے تمام تر میرے ساتھ
وقت مشکل یہ دیکھنا ہے مجھ کو
کوئی مخلص ہے کس قدر میرے ساتھ
جس پر پورا اتر سکے اے میرے دوست
اب کوئی ایسا عہد کر میرے ساتھ
حاکم شہر کے ستم کے خلاف
کوئی ٹھہرا نہ لحہ بھر میرے ساتھ
ساتھ چھوڑا نہیں غریبی نے میرا
اب بھی رہتی ہے در بدر میرے ساتھ
وعدہ کرتا ہے ساتھ دینے کا
اور وہ چلتا نہیں مگر میرے ساتھ
محمد آفتاب شاد۔کوٹ ملک دوکوٹہ

چپ چاپ

ہر قدم پر نت نئے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں
لوگ
دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل جاتے ہیں لوگ
کس لیے کیجئے کسی گم گشتہ جنت کی تلاش
جب مٹی کے کھلونوں سے بہل جاتے ہیں لوگ
کتنے سادہ دل ہیں اب بھی سن کو آواز
برس پیش و پش سے گھر سے نکل
آتے ہیں لوگ اترا اپنی آگ میں چپ چاپ
محمد خادم جنگ ڈیرہ مراد جمالی

ٹھکرا کے محبت میری کہاں جانے کا ارادہ ہے
مجھے زندگی کے کس موڑ پہ لانے کا ارادہ ہے
یہ جواب خفا خفا سے رہنے لگے ہو
یہ پیار کا عروج ہے یا چھوڑ جانے کا ارادہ ہے
جاتے جاتے یہ تو بتاؤ اے جان من
میرے پیار میں کمی تھی یا کسی اور سے دل لگانے
کا ارادہ ہے
میرے بعد میری یاد آئے تو مڑ کر نہ دیکھنا ہم
سفر
کیوں کہ تیرے بعد میرا بھی اس دنیا کو چھوڑ
جانے کا ارادہ ہے
رائے اظہر مسعود آکاش

محبت کے زخم

۔۔تحریر۔شاہد رضا۔جڑانوالہ۔0345.4449256

شہزادہ بھائی۔السلام علیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
سحرش رشتے کی زنجیر میں جکڑ چکی تھی انکار بھی نہیں کرسکتی تھی اور خوش بھی نہ تھی وہ اپنی محبت کو پانا چاہتی تھی مگر اس کے آگے اپنی مرحومہ بہن کی نشانی ایک معصوم کا چہرہ تھا جسے وہ چھوڑ بھی نہیں سکتی تھی امید ہے آپ سب کو پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا نام ۔محبت کے زخم رکھا ہے۔اپنے پڑھنے سے ضرور نوازئے گا ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کردیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

ہمارے معاشرے میں محبت کی ہزاروں مثالیں دیکھنے کوملتی ہیں کہیں لڑکی بے وفا تو کہیں لڑکا دغا باز لیکن یہاں سب کچھ الٹا ہے۔
یہ ایک ایسی لڑکی کی کہانی ہے جو اپنی تمام تر خوشیوں کا گلہ گھونٹ کر اپنی بہن کی خاطر قربانی دیتی ہے لیکن اسے اس کے بدلے میں رسوائیاں ہی ملتی ہیں تنہائیاں ہی ملتی ہیں پھر وہ اپنی بہن کی آخر نشانی اس کے بچوں کے ساتھ اپنی زندگی کی باقی کے ایام گزارتی ہے۔
اک دن میں اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا مجھے ایک انجانے نمبر سے میسج آیا فوراہی کال آگئی میں نے کال اٹھائی آگے سے ایک لڑکی مخاطب ہوئی اس نے کہا آپ کہانیاں لکھتے ہیں میری بھی ایک کہانی شائع کروادو۔
میں نے اسے کہارات کو کال کرنا پھر اس نے رات کوکال کی۔
آیئے اس کی کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔
میرا نام سحرش ہے ہم پانچ بھائی اور بہنیں ہیں ایک بھائی اور بہن مجھ سے بڑے ہیں باقی دو چھوٹے ہیں جب بھی موسم گرما کی اڑھائی ماہ کی چھٹیاں ہوتیں موسم گرما کی دوپہریں لمبی ہو جاتیں ایسے میں گھر والے دوپہر کوسو جاتے لیکن ہم دونفس باجی اور میں جاگتی رہتیں ہم کو نیند نہ آتی تھی اور لو سے بھرے دن کاٹنے کو دوڑتے۔
ایسے میں جب بوریت کی انتہا ہو جاتی تو آدمی ادھر ادھر جھانکنے لگتے ہم بہنیں بھی بھری دوپہر میں کبھی گلی میں تاکتی کبھی چھت پر جا کر سنسان گلی کا نظارہ کرتیں۔
جہاں ہوا کا عالم ہوتا تھا اور تپتی دھوپ کے علاوہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔
ایسے ہی دن تھے جب ایک دن دوپہر کو ہمارے کزن آفتاب آگئے وہ آئے تو میرے بھائی سے ملنے تھے مگر ان کو ہم مل گئیں۔کیوں کہ بھائی جان ایک دن پہلے اپنے دوستوں کے ہمراہ سیر سپاٹے مری گئے ہوئے تھے وہ دن کے تین بجے گرمیوں میں ہمارے گھر تشریف لائے۔

امی ابو اور باقی بہن بھائی اپنے اپنے کمروں میں رو رہے تھے۔

دستک پر دروازہ میں نے کھولا پھر باجی بھی اس کے استقبال میں شریک ہو گئیں۔

ہم دونوں بہنوں نیا س کو اپنے ہی کمرے میں بٹھا دیا کیوں کہ وہاں پر کولر لگا ہوا تھا۔

آفتاب دوسری یا تیسری بار ہمارے گھر آئے تھے اور ان سے یہ ہماری پہلی ملاقات تھی موقع اچھا تھا بڑا بھائی گھر میں نہ تھا ابو امی اور چھوٹے بہن بھائی سو رہے تھے۔

ہم دونوں اس مہمان کا استقبال کرنے کے لیے جاگ رہی تھیں یہ بوریت دور کرنے کا سنہری موقع تھا۔

اس روز آفتاب بھائی سے ہم نے خوب باتیں کیں کیوں کہ بوریت سے ہم نیم جان تھیں کوئی تو ہنسنے بولنے والا آ گیا۔

یہ رشتے میں میرے ابو کے خالہ زاد بھائی کے بیٹے تھے بہت خوبرو پڑھے لکھے خوش گفتار کہ ان کی باتیں سنو تو دل کرتا بس سنتے ہی جاؤ۔

پہلی ملاقات میں ہی انہوں نے ہم کو خوب ہنسایا لطیفے سنائے کہ دل موہ لیا ہم نے وعدہ لیا کہ وہ اکثر آیا کریں تا کہ ہماری گرمیوں کی چھٹیاں اس قدر بے رونق نہ گزریں۔

ان دنوں میں آٹھویں میں تھی اور چھوٹی سلیمہ چوتھی میں تھی باجی نے دو جماعتیں پڑھ کر سکول چھوڑ دیا تھا۔

ہم لڑکیوں کو کہیں آنے جانے کی اجازت نہ تھی لہذہ ہم کسی کے اور نہ سہیلیاں ہی آتی تھیں ناچار مجھے باجی سے ہی دوستی کرنی پڑی حالانکہ وہ مجھ سے چھ برس بڑی تھی مگر ان کو بھی اپنی تنہائی دور کرنی تھی لہذا انہوں نے عمر کے فرق کے باوجود بھی مجھے دوست قبول کر لیا۔

اب گرمیوں کی دوپہریں ہم بہنیں ایک دوسرے کے سہارے کاٹنے پر مجبور تھیں ایسے میں آفتاب بھائی کا آ جانا گویا ہمارے لیے صحرا میں گلاب کھلنے کے مترادف تھا آفتاب بھائی بھری دوپہروں میں آنے لگے یوں باجی اور آفتاب بھائی کے درمیان پیار و محبت کا رشتہ استوار ہو گیا۔

اور ان دونوں نے مجھے اپنا راز دار بنا لیا جب بھائی مری سے واپس لوٹ آئے تو آفتاب کا ہم بہنوں سے فری ہو کر بات کرنا ممکن نہ رہا کیوں کہ وہ آئے تو بھائی سے ملنے تھے لیکن ہمارے گھر میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ میری بڑی باجی میں دلچسپی لینے لگے تھے اور باجی بھی ان سے شادی کی آرزو مند ہو گئی۔

رشتہ دار کزن بار ہا گھر آئیں جائیں تو ایسے رومانس جنم لیتے ہیں امی ابو اور بھائی کے سامنے آفتاب بھائی کا باجی سے سرا راست ہونا دشوار گزرتا تو وہ خط کتابت کا سہارا لینے لگے موقع ملتے ہی وہ مجھے محبت نامہ تھما دیتے جا باجی کو دے آ اور یوں میں ان کی ڈاکیا بن گئی۔

باجی کا مسئلہ یہ تھا کہ انہوں نے جتنا پڑھا لکھا تھا سب بھلا دیا تھا اب وہ پڑھ لکھ نہ سکتی تھی اور ان کی طرف سے یہ رومان پرور فریضہ مجھے سرانجام دینا پڑتا تھا جب آفتاب بھائی کو خط لکھوانا ہوتا تو یا ان کا خط پڑھوانا ہوتا میں یہ کام سرانجام دیتی تھی۔

باجی خط لکھواتے وقت بولتی جاتی تھی اور میں ان کی طرف سے جذبات بھرے فقرے لکھتی جاتی تھی آفتاب آتے تو یہ خط بھی میں ہی ان میں ڈیلیور کرتی گھر کے اندر یہ رومانس بڑی کامیابی سے دو سال پروان چڑھتا رہا اور گھر والوں کو کانوں کان خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ بھائی آفتاب محکمہ تعلیم میں افیسر لگ گئے تب ایک دن ان کی والدہ ہمارے گھر باجی کا رشتہ طلب کرنے آ گئی۔

فی زمانہ اچھے رشتے کہیں سے نہیں ملتے امی ابو

کی بھی نجانے کب سے آفتاب بھائی پر نظر تھی بس بلی کے بھاگو چھنکا ٹوٹا۔ میرے والدین نے فوراً اس رشتے کو قبول کر لیا اور چٹ پٹ آفتاب بھائی سے باجی کی منگنی ہوگئی۔

تین ماہ کے اندر اندر شادی کی تیاریاں ہونے لگیں پھر وہ گھڑی بھی آگئی جب باجی بیاہ کے سسرال سدھار گئی ان دنوں میں میٹرک کر چکی تھی والدین لڑکیوں کو زیادہ پڑھانے کے حق میں نہ تھے لہذہ میٹرک کے بعد مجھے بھی گھر میں بٹھا لیا گیا۔

باجی سے میری سنگت تھی وہ بھی چلی گئی سکول بھی چھوٹ گیا اور اب پلے کیا رہا تھا پہلے صرف موسم گرما میں بوریت ہوتی تھی کہ لمبی دوپہریں کاٹتی تھی اب ہر دن موسم گرما کی لمبی دوپہروں جیسا ہو گیا باجی کیا گئیں میرے روز نشیب بے حد بد رنگ اور بے رونق ہو گئے تھے۔

اب جی تنہائی سے ذوبتا تو میں رونے لگتی احساس ہوا کہ گھر میں جو رومانس بھرا کھیل کھیلا جا رہا تھا وہ کس قدر دلچسپ تھا کہ ہر مصروفیت ختم ہوتے ہی میں بیکار سی ہوگئی تھی۔

امی ابو دوپہر کو سو جاتے میں چھت پر چڑھ جاتی یا پھر پچھلا دروازہ کھول کر گلی میں جھانکتی رہتی۔

ایک دن دوپہر کے تین بجے میں گلی میں جھانک رہی تھی کہ ایک بندر والا نظر آ گیا مجھے دیکھ کر وہ ڈگڈگی بجانے لگا میں نے اشارہ کیا کہ تماشہ دکھاؤ اس نے کہا بیس روپے دے دو پھر تماشہ دکھاؤں گا میرا بندر اور بندریا صبح سے بھوکے ہیں تماشہ دکھاؤں بھی تو لوگ گرمی کی وجہ سے گھروں سے نہیں نکلتے میں کس کو تماشہ دکھاؤ یہ سن کر کہ بندر اور بندریا بھوکے ہیں مجھے ان پر رحم آ گیا میں نے کہا بابا بندر والے تم ادھر رکو میں کچھ ان کو کھانے کے لیے لاتی ہوں۔

میں نے کچن میں آم کی پھانکیں لیں اور ان کو دے کر کہا ان کو کھلا دو وہ کہنے لگا اگر روٹی سالن ہے تو دے دو مجھے بھی بھوک لگی ہے اور یہ بھی روٹی کھا لیں گے میں نے روٹی پر ترکاری رکھ کر انہیں دی اور ٹھنڈا پانی بھی دیا۔

اب تو میرا حق بنتا تھا کہ وہ تماشہ دکھائے مگر وہ شاید ڈگڈگی بجانے سے گھبرا رہا تھا کیوں کہ اس وقت عموماً سبھی لوگ سو رہے ہوتے ہیں جب وہ جانے لگا تو میں نے کہا کھا پی کر جا رہے ہو تماشہ بھی نہیں دکھایا۔

کھانا تو تیری خیرات تھی بیس روپے دو گی تو تبھی تماشہ دکھاؤں گا مجھے خبر ہی نہ ہوئی کہ قریب ہی کوئی شخص میری اور بندر والے بابا کی گفتگو سن رہا تھا۔

یہ کمال تھا اس کا گھر ہمارے گھر کے سامنے تھا اور اس کے گھر کی ایک کھڑکی اس پتلی گلی میں کھلتی تھی اور سلاخوں کے پیچھے وہ موجود تھا۔

میری اور بندر والے کی گفتگو جانے کب سے سن رہا تھا شاید میری خواہش کا خیال کرتے ہوئے وہ باہر آ گیا اور اپنی جیب سے بیس روپے کا نوٹ نکال کر بندر والے کو دے دیا اور کہنے لگا اب تماشہ دکھاؤ۔

کمال کے گھر والے جو چھ ماہ قبل ہمارے پڑوس میں آ کر آباد ہوئے تھے کمال ان کا بڑا بیٹا تھا اور غیر شادی شدہ تھا وہ مجھے اور میں اسے پہلی نظر میں بھائے مگر ہمارا ماحول مشرقی تھا والد صاحب بھی خاصے سخت آدمی تھے لہذہ میں کمال سے ملنے یا باتیں کرنے سے قاصر تھی۔

بندر والے نے چند منٹ تماشہ دکھایا اور چلا گیا مگر ہم دونوں میں ایک تعلق کی ابتداء کر گیا جب تمام لوگ سو جاتے تو میں اپنے کمرے کی کھڑکی کا پردہ ہٹا کر جھانکتی وہ اپنی کھڑکی سے جھانکتا تھا اور بات کرنے گلی میں آ جاتا تھا۔

باجی مجھے نوعمری میں خط و کتابت کا سبق پڑھا گئی تھی میں رومانوی خط لکھ کر کمال کی طرف پھینک دیتی جس کو وہ جلدی اٹھا لیتا تھا اس طرح وہ انوکھا رومانوی کھیل دوبارہ شروع ہو گیا کبھی جس نے ہم

بہنوں کی بوریت بھری دوپہر کو پر رونق بنا دیا تھا۔

ایک روز کمال کے ابو نا جانے کہاں سے لی میں داخل ہوئے انہوں نے مجھے اور کمال کو بات کرتے دیکھ لیا تھا۔

اگلے روز کمال کی امی ہمارے گھر آئی اور امی سے کہنے لگی کہ اپنی بیٹی کو بتا دو میرے بیٹے کی منگنی میری بھانجی سے ہو چکی ہے اور ہم یہ رشتہ کسی صورت نہ توڑیں گے۔

امی سمجھ گئیں یہ کیا کہنے آئی تھی انہوں نے مجھے ڈانٹا کہ تم نے یہ کیا گل کھلائے ہیں جو یہ پڑوسن ایسا کہہ کر گئی ہے کچھ اپنے باپ کی عزت کا خیال کرو اور ادھر اُدھر جھانکنا بند کرو ورنہ تمہارے باپ سے شکائت کروں گی تو وہ تمہاری پٹائی کر دیں گے پھر مجھے مت کہنا۔

انہیں دنوں کمال کی نوکری لگ گئی اس کی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئیں مجھے پتہ چلا تو خوب روئی امی کو بھی افسوس ہوا کہ کمال اچھا لڑکا تھا اور اب تو وہ افسر لگ گیا تھا اگر اس کی ماں میرا رشتہ مانگتی تو امی ہرگز انکار نہ کرتی۔

کمال کی شادی ہو گئی اس کی دلہن آ گئی بلاوا ہم کو بھی آیا تھا مگر ہم لوگ شادی میں نہ گئے تھے۔

مجھے ارمان ہوا کسی طرح کمال کی دلہن دیکھوں کیسی ہے جس روز انکے گھر میں شادیانے بج رہے تھے میرے دل میں ماتم کا سماں تھا مجبور تھی اس درد کو سینے کے سوا کیا کر سکتی تھی ابھی اس غم سے سنبھلنے نہ پائی تھی کہ ایک حقیقی غم سینے سے آ لگا۔

انہیں دنوں باجی نے ایک بیٹے کو جنم دیا مگر وہ خود اللہ کو پیاری ہو گئی حادثہ ہمارے لیے قیامت سے کم نہ تھا آفتاب بھائی تو بے حد غمزدہ تھے کیوں کہ باجی ان کی محبت تھی وہ روتے روتے بے حال ہو گئے جبکہ باجی کی ساس نے ایک ہفتہ کا بچہ لا کر امی کی گود میں دے دیا کہ تم لوگ ہی اسے پالو ہم نہیں پال سکتے یہ بہت چھوٹا ہے اسے کچھ ہو گیا تو ہم پر الزام آئے گا ہم نے اس کی نہی دیکھ بھال نہ کی تھی باجی کے ننھے بیٹے کو میں نے اپنی بانہوں میں بھر لیا اس بچے سے مجھے اپنی بہن کی خوشبو آ رہی تھی۔

آفتاب بھائی روزانہ اپنے بیٹے سے ملنے آتے تھے یوں میرا ان سے واسطہ تھا۔

ایک دن امی نے کہا کہ آفتاب کا گھر اجڑ گیا ہے بچہ اس کے پاس ماں کے بغیر نہیں رہ سکتا کیوں نہ ہم اس کا گھر دوبارہ بسانے کی تدبیر کریں میں کچھ نہ سمجھی تو والدہ نے منہ کھول کر کہہ دیا کہ آفتاب میں کوئی خرابی نہیں ہے اس کا بیٹا ہمارے پاس ہے اور ہمارا سامان ریحانہ کے جہیز کی صورت میں اس کے پاس ہے وہ سامان اٹھانے سے بہتر ہے کہ ہم تمہاری اس سے شادی کر دیں ورنہ کسی نہ کسی دن وہ ریحانہ کا بیٹا ہم سے لے جائے گا اور دوسری شادی بھی کر لے گا تو بچے کو سوتیلی ماں کا ظلم سہنا پڑے گا۔

میں تو آفتاب بھائی کو بھائی جیسا سمجھتی تھی کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ کوئی ان سے شادی کا کہے گا میں نے امی سے صاف انکار کر دیا آفتاب کی بھی شاید منشا تھی وہ چپکے چپکے امی پر دباؤ ڈالتے کہ سحرش کو چاہئے کہ وہ ہمارا ساتھ دے ورنہ میرے بیٹے کی زندگی تباہ ہو جائے گی۔

چھ ماہ تک میرے گھر والے مجھے سمجھاتے رہے لیکن میرا دل کمال کو بھلانے کو راضی نہ تھا بے شک وہ شادی شدہ تھا مگر دل پر کسی کا بس نہیں چلتا سوچتی تھی عمر بھر شادی نہیں کروں گی کمال کی یادوں کے سہارے ہی زندگی گزار لوں گی۔

گھر والوں کا دباؤ اور ماں باپ کی منتیں سماجتیں آخر رنگ لے آئیں مجھے مجبوراً اپنے بھانجے کی خاطر اتھیار ڈالنے پڑے کیوں کہ مجھے بھانجے سے محبت ہو گئی تھی مجھے لگتا تھا کہ میں اس کے بنا اب نہیں جی سکتی جس روز میری آفتاب سے منگنی کی رسم ہوئی اور شادی

کی تاریخ رکھی گئی اس روز میری سوئی ہوئی قسمت جاگی مگر اگلے ہی لمحے پھر سوگئی۔

کمال کی امی ہمارے گھر آئیں اور جھولی پھیلا کر منتیں سماجتیں کرنے لگی کہ کمال کی بیوی چند ماہ قبل روٹھ کر میکے چلی گئی پھر واپس لوٹ کر نہیں آئی کیوں کہ اس کا اپنے کسی دوسرے کزن سے شادی سے پہلے ہی تعلق تھا اور اس وجہ سے اس نے تلاق لے لیا ہے اب کمال نے کہا ہے کہ پہلے تم نے اپنی مرضی کر لی اب میری پسند کی لڑکی کو اپنی بہو بنا لو تو میرا اجڑا ہوا دل پھر سے آباد ہو جائے گا۔

یہ سن کر میری امی سکتے میں آ گئیں کہنے لگیں اگر ایک ہفتہ پہلے آپ آ جاتے تو یقیناً یہ رشتہ آپ کو مل جاتا لیکن اب یہ ممکن نہیں ہے ہم نے اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے سابقہ داماد سے طے کر دیا ہے۔

اور نکاح کی تاریخ بھی رکھ دی ہے کیوں کہ میری مرحومہ بہن کا بچہ اس کے ساتھ اتنا گھل مل گیا ہے کہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

آنٹی نے بہت سمجھایا بہت منتیں کیں مگر امی نہ مانیں ادھر کمال نے بھی اپنے والدین پر دباؤ ڈالا ہوا تھا یوں میری گمشدہ محبت ملی بھی تو ہم ایک نہ ہو سکے ہماری گمشدہ محبت میرے والدین کے دروازے پر دستک دیتی رہی بالا آخر دم توڑ گئی۔

میں یتیم بچے کو پالنے کی پاداش میں سولی پر چڑھ گئی اور بہنوئی کا گھر آباد کرنے کے لیے زبردستی ان کی دلہن بن کر ان کے ساتھ رخصت کر دی گئی جبکہ کمال بھی روتا رہا اور میرا انتظار کرتا رہا لیکن مجھے آواز نہ دے سکا۔

کاش یہ کہانی یہاں ختم ہو جاتی تو اچھا تھا لیکن ایسا نہ ہو سکا مجھ سے شادی کے تین برس بعد آفتاب کو اپنے آفس میں کام کرنے والی لڑکی فریحہ پسند آ گئی اور انہوں نے خفیہ طور پر اس سے دوسری شادی کر لی فریحہ سے ان کے تین بچے ہو گئے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد کی نعمت سے محروم رکھا۔

میری اولاد اب بھی میرا بھانجا شرجیل ہے جس کے سہارے میں زندگی کے باقی دن گزار رہی ہوں سوچتی ہوں کاش شرجیل ہمارے درمیان نہ آیا ہوتا تو مجھے میری کھوئی ہوئی محبت مل جاتی۔

میرے والدین کے انکار کی وجہ سے کمال اتنا دل برداشتہ ہوا کہ وہ نوکری چھوڑ کر بیرون ملک چلا گیا اب پتہ نہیں ہو کس حال میں ہے۔

قارئین کی رائے کا منتظر رہوں گا

شاہد رضا۔ جڑانوالہ

غزل

دشمنوں دوست ملا کرتے ہیں
کانٹوں میں ہی پھول کھلا کرتے ہیں
کانٹے سمجھ کر پھینک مت دینا
کانٹے ہی پھولوں کی حفاظت کیا کرتے ہیں
اس بار جسے چاہا سدا اس کے رہے
ہم لوگ امانت میں خیانت نہیں کرتے

ملک علی رضا۔ فیصل آباد

کسی کی راہ میں آنکھیں بچھا کر کچھ نہیں ملتا
یہ دنیا بے وفا ہے دل لگا کر کچھ نہیں ملتا
کوئی بھی آتا نہیں ہے لوٹ کر آنسو بہانے سے
کسی کی یاد میں دل کو رلا کر کچھ نہیں ملتا
کسی کے دل پہ کیا گزرے کسی کو کیا خبر اس کی
کسی کو اپنا حال دل سنا کر کچھ نہیں ملتا

آصف علی دکھی۔ شجاع آباد

کامیاب ترین نسخہ

☆ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں چار چیزیں قوتِ جماع میں اضافہ کرتی ہیں: چڑیوں کا گوشت، اطریفل اکبر، بادام، پستہ۔

☆ چار چیزیں عقل کو بڑھاتی ہیں: لایعنی باتوں سے پرہیز، مسواک کا استعمال، صلحاء کی مجلس اور اپنے علم پر عمل کرنا۔

☆ چار چیزیں بدن کو محفوظ بناتی ہیں: گوشت کا کھانا، خوشبو سونگھنا، کثرت سے نہانا، کتان کا لباس پہننا۔

☆ چار چیزیں بدن کو لاغر اور بیمار بنا دیتی ہیں۔ کثرت جماع، نہار منہ کثرت سے پانی پینا، ترش چیزوں کا کثرت سے استعمال کرنا، افکار و وہم

☆......خلیل احمد ملک-شیدانی شریف

فائدہ عجیب وغریب

علامہ دمیریؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو بعض اہل علم سے استفادہ ہوا ہے کہ اگر مدینہ منورہ کے سات فقہاء کے نام کسی پرچے پر لکھ کر گیہوں یعنی گندم میں رکھ دیئے جائیں تو گھن سے محفوظ رہیں گے۔ یہ نام مندرجہ ذیل اشعار میں جمع کر دیئے گئے۔ ترجمہ: غور سے سن لو جس نے ائمہ کا اقتداء نہیں کیا اس کی قسمت ٹیڑھی اور وہ حق سے خارج ہے۔ لہٰذا ان کی اتباع کرو۔ عبید اللہ، عروہ، قاسم، سعید، سلیمان، ابوبکر، خارجہ اگر یہی نام پرچے پر لکھ کر لٹکا دیئے جائیں یا سر پر پھونک دیئے جائیں تو سر درد جاتا رہے گا۔

☆......خلیل احمد ملک-شیدانی شریف

مسکراہٹیں

ایک صاحب کار تیز چلانے کے شوقین تھے۔ ایک دفعہ وہ کار چلا رہے سے موڑ رہے تھے کہ وہ قابو سے باہر ہو گئی اور سامنے کے مکان کے بیڈ روم، باتھ روم، ڈائننگ روم کو توڑتی ہوئی صحن میں جا نکلی۔ اتفاق سے مالک مکان صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ کار والے صاحب نے گھبراہٹ میں جلدی سے پوچھا ریگل چوک کہاں ہے۔ مالک مکان نے جواب دیا ڈرائنگ روم بچا ہے اسے توڑتے ہوئے نکل جایئے ریگل چوک آ جائے گا۔

☆......آرگلزار کنول-فورٹ عباس

معلومات

✦ بڑوں کی نبض کی رفتار عام طور پر 70 دفعہ فی منٹ ہوتی ہے جبکہ بچوں کی نبض کی رفتار بڑوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔

✦ ایک چھوٹے پرندے کی نبض کی رفتار تقریباً 500 دفعہ فی منٹ ہوتی ہے۔

✦ انسانی جسم میں کل 206 ہڈیاں ہوتی ہیں۔

✦ برفانی چیتا اتنا طاقتور جانور ہے کہ یہ اپنے وزن سے تین گنا زیادہ وزن اٹھا سکتا ہے۔

☆......گلزار کنول-فورٹ عباس

دل!

تم نے کہا۔ ''اپنے دل سے پوچھو کہ وہ کیا چاہتا ہے؟'' میں نے پوچھا تو دل نے میری نمائندگی کی۔ ''میں اس کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا۔ تم وہ احساس ہو جو مجھے زندگی کے بہت قریب کر دیتا ہے۔ تم وہ خوشی ہو، جو ہر لمحہ مجھے سرشار رکھتی ہے۔ جب میری آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں اور میں ایک قطرے کو اپنے ہاتھ پر لینے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ نیچے کی طرف بہنے لگتا ہے۔ پھر میں سوچتا ہوں کہ محبت ان آنسوؤں کی طرح ہوتی ہے جو آغاز تو بلندی سے کرتی ہے مگر آہستہ آہستہ زمین میں سما جاتی ہے لیکن نہیں۔ محبت کا ہمیشہ معیار رہا ہے، وہ تو لمحہ لمحہ بڑھتی ہے۔'' دل سے کیا پوچھتے ہو۔ اس دھڑکن سے پوچھو، جو تم سے بات کرتے وقت ایسے دھڑکتی ہے کہ اس کی آواز تم کو بھی سنائی دے۔ محبت تو وہ روشنی ہے، جو میں تمہیں پاس پا کر اپنی آنکھ میں محسوس کرتا ہوں۔ محبت آنسو کی طرح نہیں ہو سکتی بلکہ یہ آنسو محبت کی طرح ہوتے ہیں جو تمہاری یاد میں بے قرار ہو کر نکلتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کہوں کہ میرے دل نے تمہارے دل کو تم سے بڑھ کر چاہا ہے۔

☆......ایس امتیاز احمد-کراچی

کانوں کی اقسام

ہمارے معاشرے میں کانوں کی مختلف

اقسام اور درج ذیل محرکات ہیں۔
معصوم کان: ایسے کان کے مالک افراد بہت معصوم ہوتے ہیں۔ جس انسان کی نہیں سنتے ہیں اس کی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ ایسے کانوں کے مالک حضرات کو لوگ ''کانوں کا کچا'' کہہ کر چھیڑتے رہتے ہیں، کان کا کچا ہونے کی وجہ سے یہ اکثر خسارے میں رہتے ہیں۔
سی آئی ڈی ٹائپ کان: ایسے کانوں کے حامل افراد بڑی منصوبہ تعمیری سے اراکین مخالف پارٹی کے گھر کی دیوار کے قریب کھڑے رہتے ہیں کہ اندر ہونے والی تمام باتوں کو بغور سنا جا سکے۔ یہ دیوار کے ساتھ اس طرح چپکے ہوتے ہیں، جیسے دیوار کا حصہ ہوں۔ انہی کے بارے میں جب دو لوگ کوئی خاص بات کر رہے ہوں تو کہتے ہیں۔ ''آہستہ بھئی آہستہ ..... دیواروں کے کان بھی ہوتے ہیں''۔
شرمیلے کان: ایسے کان ہمارے ملک کی مشرقی لڑکیوں اور وفا شعار بیویوں کے ہوتے ہیں۔ بے شک آپ کا محبوب یا خاوند کتنا ہی آپ کا دل دکھائے یا ستائے مگر جہاں اس نے دو میٹھے بول بولے، مشرقی لڑکیوں کے کان سرخ ہو جاتے ہیں اور کانوں کی لو تپنے لگتی ہے۔ سنا ہے کہ زمانہ قدیم میں ''مشرقی لڑکیوں'' کے کانوں کی لو بھی منگنی یا شادی وغیرہ کے صرف نام پر تپ جاتی تھی۔
واٹر پروف کان: ایسے کان بھولے بھالے معصوم عوام کے ہوتے ہیں جو نت نئے سیاسی وعدے سن سن کر خوش رہنے کا راز سیکھ گئے ہیں۔ اب ان پر کسی قسم کے وعدوں، دعوؤں کا اثر نہیں ہوتا کیونکہ یہ ''سپر تھین کان'' بن چکے اور ہر حال میں صابر و شاکر رہنے کا فن جان چکے ہیں۔
الرٹ کان: الرٹ ٹائپ کان ہوتے ہیں۔ مطلب بہت ہی الرٹ، ایکٹیو یعنی چست۔ یہ سوتے میں بھی بیدار رہتے ہیں۔ نیند کے دوران کانوں کے پاس ذرا نامانوس میوزک یعنی مچھر کی راگنی سنائی دے تو چونکے ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ ''ڈینگی وائرس'' سے مکمل طور پر محتاط رہنا چاہتے ہیں۔
خالی کان: یہ بہت ہی سادہ خاصیت رکھتے ہیں، اس لئے خالی رہتے ہیں۔ ان کی خالی جگہ دیکھ کر اکثر لوگ اپنے مفادات کی خاطر ان کو بھرتے رہتے ہیں۔ ان کانوں کا غلط استعمال کرنے کی وجہ سے ان کی صحت متاثر ہوگئی ہے۔ کہیں ساس اور بہو کے الگ الگ کان بھرے جاتے ہیں کہ لڑائی ہو سکے، تو کہیں کان بھر بھر کر جھوٹے اور دھوکے پہ مبنی ''حلف'' اٹھوا لئے جاتے ہیں۔ ایسے کانوں کے مالک حضرات کو اپنی ''کان سینس'' کو بھی کبھی استعمال کر لینا چاہئے، جو خالق حقیقی نے عطا کی ہے۔
جی دار کان: یہ تقریباً سب لوگ ہی رکھتے ہیں۔ یہ بڑے ہی مضبوط جان ہوتے ہیں کیونکہ یہ دنیا میں ہونے والے ظلم و ستم، انسانوں پر نہ ختم ہونے والے دکھ درد، جو خود انسان ہی کر رہا ہوتا ہے۔ بچوں، عورتوں، بوڑھوں کے بغیر کسی قصور کی اموات، یہ ساری خبریں سنتے ہیں۔ یہ کان یہ خبریں بار بار سن کر بھی ''برداشت'' کرتے ہیں، اس لئے بڑے جی دار ہوتے ہیں۔
اندھے کان: آپ یقیناً حیران ہوں گے کہ اندھی آنکھیں تو دیکھیں مگر اندھے کان، جی ایسے اندھے کان والے کے دن رات کان میں جو چاہیں کارروائی کریں، یہ چوں چرا کئے بغیر عمل کرتے ہیں۔ خواہ معاملہ کسی ایماندار کو ''چور'' بنانے کا ہو یا کسی کی محنت و حلال کی کمائی کو ہڑپ کرنا، ان کو دن رات بھڑ کا بھڑ کا کر اپنے رنگ میں باآسانی رنگا جا سکتا ہے۔ اندھے کان کے مالک حضرات تعلیمی کمی اور دینی علوم سے ناواقفیت کی بنا پر اکثر ذہنی امراض کا شکار پائے گئے ہیں۔

☆ م۔ایس امتیاز احمد۔ کراچی

اچھی باتیں

* زندگی میں کبھی اس کے لئے آنسو مت بہانا جو تم کو رلاتا ہے کیونکہ اگر وہ تمہارے آنسوؤں کے قابل ہوتا تو وہ تم کو رونے نہ دیتا۔
* اللہ نے ہر چیز پہ انسان کو اختیار دیا ہے لیکن دل کا سکون اپنے پاس رکھ لیا اور فرمایا یاد رکھو دل کا سکون اور اطمینان صرف اللہ کے ذکر میں ہے۔
* لاکھوں کو دوست بنانا کوئی بڑی بات نہیں، بڑی بات یہ ہے کہ ایسا دوست بنے جو تمہارا ساتھ اس وقت دے جب لاکھ تیرے مخالف ہوں۔
* کم تر علم وہ ہے جو زبان پر رہے اور بلند ترین علم وہ ہے جو کردار سے ظاہر ہو۔
* دنیا تمہیں اس وقت تک نہیں ہرا سکتی جب تک تم خود سے نہ ہر جاؤ۔ اگر سب کچھ کھو کر بھی کچھ کرنے کی ہمت باقی ہو تو سمجھو کچھ نہیں ہوا۔
* کسی انسان کی خوشی کی وجہ بنو، خوشی کا حصہ نہیں اور کسی انسان کے دکھ کا حصہ بنو، دکھ کی وجہ نہیں۔

* نبی دوستی کے لئے دو چیزوں پر عمل کرو (i) اپنے دوست سے غصے میں بات مت کرو۔ (ii) اپنے دوست کی غصے میں کہی ہوئی کوئی بات دل پر مت لو۔
* انسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اس کا کردار عظیم ہوتا ہے۔
* غصے کی حالت میں انصاف کرنا مشکل ہے۔
* زندگی کا کوئی مقصد بنالو پھر ساری طاقت اس کے حصول پر لگا دو، تم ضرور کامیاب ہو جاؤ گے۔

☆ ..... ایم خالد محمود سانول-مروٹ

خاموشی

خاموشی ایک ایسی زبان ہے جسے ہر کوئی اپنے ڈھنگ سے بولتا ہے۔ خاموشی دل کے قبرستان میں دفن شدہ چیخ ہے یہ آرزوؤں کا ماتم ہے بے بس احتجاج ہے۔ جب رواجوں کی فصیلیں بلند کر دی جاتی ہیں تو خاموشی کے قبرستان میں مردوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ خاموشی سمندر کی مانند ہے جو یقین دلاتا ہے کہ سب ٹھیک ہے لیکن اس کی گہرائی میں جو طوفان مچل رہے ہوتے ہیں انہیں کوئی نہیں جانتا اور جب خاموش سطح اپنا سکوت توڑ دیتی ہے اسی طرح جب خاموشی ٹوٹ جاتی ہے تو سب کچھ تہہ و بالا کر دیتی ہے۔

☆ ملک ثاقب شاد تنولی-ایبٹ آباد

دولت

ہر انسان آج دولت کا پجاری بنا ہوا ہے دولت حاصل کرنے کے لئے وہ سب کچھ کر گزرتا ہے کہ سوچ کر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ دولت کی خاطر انسانیت کی تذلیل، عظیم اور مقدس رشتوں کی بے حرمتی، حقوق پر نقب زنی، اخلاقی اقدار کی پامالی، معاشرتی روایات کا قلع قمع اور دیگر ہزاروں گھناؤنے کام کئے جاتے ہیں وہ بھی ایک ایسی شے کے لئے جو کچھ دن کے لئے ہوتی اور اس کی خاطر اپنے ایمان تک کو بیچ دیتا ہے اور جب دولت کے بعد انسان ابدی نیند سو جاتا ہے تو ساتھ کچھ نہیں لے کے جاتا اور اعمال، ایمان تو وہ پہلے ہی گنوا دیتا ہے اور خالی ہاتھ صرف پچھتاوا اس کا انجام ہوتا ہے۔

☆ ملک ثاقب شاد تنولی-ایبٹ آباد

زبان

✤ بندہ ایک بات اپنی زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی خوشنودی کی بات ہوتی ہے بندہ اس کا خیال نہیں کرتا لیکن اللہ اس بات کی بدولت اس کے درجے بلند کرتا ہے اسی طرح آدمی خدا کو ناراض کرنے والی بات زبان سے لاپروائی کے ساتھ نکالتا ہے جو اسے جہنم میں گرا دیتی ہے۔ (بخاری شریف)

✤ وہ جس کے دل میں برائی ہے بھلائی نہ پائے گا اور جس کی زبان پر نکتہ چینی ہے وہ آفت میں گرے گا۔ (حضرت سلیمان علیہ السلام)

✤ خاموشی کو اپنا شعار بنا تاکہ شرِ زبان سے محفوظ رہے۔ (حکیم لقمان)

✤ انسان کے منہ میں جان کی دشمن زبان ہی ہے اگر جان کی سلامتی درکار ہے تو زبان کی حفاظت کر۔ (بابا فرید الدین گنج شکرؒ)

✤ سب سے مشکل کام زبان کو اپنے قابو میں رکھنا ہے۔

✤ لوگ دلوں کو نہیں بلکہ زبان کو دیکھتے ہیں اس لئے ہمیشہ زبان سے اچھا کلام کرو۔

☆ ..... محمد لقمان اعوان-سریانوالہ

اقوال زریں

❋ جو شخص سجدوں میں روتا ہے وہ تقدیر پر نہیں روتا۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

❋ غم نصیب بڑھاپا ہے۔

❋ انسان اپنی ضرورتوں کو جس قدر کم کرتا ہے اتنا ہی خدا کے قریب ہوتا ہے۔ (خلیل جبران)

❋ مسکراہٹ خوبصورتی کی علامت ہے اور خوبصورتی زندگی کی۔ (حضرت داؤد علیہ السلام)

❋ بے وقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہے۔

❋ جس نے اپنے آپ کو بلند سمجھ لیا جان لو اس کو کوئی مرتبہ حاصل نہ ہوگا۔ (شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ)

❋ حقیقی کامیابی کا راز لگاتار محنت میں ہے۔ (مولانا جلال الدین رومی)

☆ ... محمد صفدر ردکھی-کراچی

پیاری باتیں

❋ حیا اور پردہ وقار میں اضافہ کرتا ہے۔

❋ حسد دل کو تباہ کرتا ہے۔

❋ اولاد کے لئے جو چیز گھر لاؤ پہلے لڑکی کو دو۔

❋ دنیا میں سب سے خطرناک جوانی کا غصہ ہے۔

❋ کسی کا دل دکھانے سے پہلے اتنا ضرور سوچ لو کہ اگر آپ اس کی جگہ ہو تو آپ پر کیا گزرے گی۔

❋ گفتگو چاندی ہے اور خاموشی سونا۔

❋ تمہارے اپنے بھائی سے ملتے وقت مسکرا دینا صدقہ ہے۔

* صرف رب کے حضور دیا کرو سدا خوش رہو گے۔

☆ ..... محمد صفدر دکھی۔ کراچی

باتوں سے خوشبو آئے

* تعلیم کا مقصد انسانیت کی تکمیل ہی نہیں بلکہ روحانی طرز فکر کی بنیادی نشوونما بھی ہے۔
* اخلاقی قدروں کو کھو دینے والے حیوانوں کے زمرے میں شامل ہو جاتے ہیں۔
* سوچ کے بھٹک جانے سے ارادے متزلزل ہو جاتے ہیں۔
* غورو فکر عقل کا مغز ہے۔
* سننے کے لئے حریص رہو اور بولنے کے لئے بخیل رہو۔
* اہل غفلت میں بیٹھنا ہی سب سے بڑی غفلت ہے۔
* دین خزانہ ہے تو علم اس کا راستہ۔

☆ ..... محمد ہارون قمر تیج پور ہزارہ

لطیفہ

مریض نے ڈاکٹر سے کہا۔ ڈاکٹر صاحب مجھے اچانک گھبراہٹ محسوس ہونے لگتی ہے پھر دم گھٹتا ہے ہر چیز بے کیف بے مزہ لگنے لگتی ہے۔ جی چاہتا ہے زندگی کو ختم کر دوں۔ ڈاکٹر تسلی دیتے ہوئے بولا۔ نہیں نہیں ایسا نہ کرنا یہ کام آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔

☆ ..... محمد ہارون قمر اعوان تیج پور ہزارہ

سوا سیر

* ایک لڑکے نے کالج میں پہلے دن لڑکی سے پوچھا۔ آپ کی تعریف؟ مجھے سب ہن کہتے ہیں لڑکی نے شرارت سے کہا۔ بہت خوشی ہوئی آپ سے مل کر لڑکے نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ مجھے سب بہنوئی کہتے ہیں۔
* پرائمری سکول کے ماہانہ ٹیسٹ میں ایک کلاس کے بچوں کے پیپر میں یہ سوال بھی آیا۔ بچو دلہن کسے کہتے ہیں؟ ایک بچے نے سوال کے جواب میں لکھا۔ یہ چیز اکثر شادی بیاہ کے موقعوں پر دیکھنے کو ملتی ہے۔

☆ میاں ہدایت اللہ تارڑ۔ حافظ آباد

مسکراہٹ

○ مسکراہٹ محبت کی زبان ہے۔
○ مسکراہٹ دلوں کو جیتنے کا واحد ذریعہ ہے۔
○ مسکراہٹ ایک ایسی طاقت ہے جس کے ذریعے آپ دوسروں کو باآسانی زیر کر سکتے ہیں۔
○ مسکراہٹ شدت غم کو دور کرتی ہے۔
○ مسکراہٹ پتھر دل کو موم کر دیتی ہے۔
○ مسکراہٹ زندہ دلی کا نام ہے۔
○ مسکراہٹ کھوکھلے قہقہے کے مقابلے میں ہلکی سی مگر پرخلوص مسکان سے بہتر ہوتی ہے۔

☆ ..... نامعلوم

اقوال زریں

○ برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے۔
○ جو شخص ہر وقت باوضو رہتا ہے فرشتے اس کے دوست بن جاتے ہیں۔
○ عقل مند بات کرنے سے پہلے سوچتا ہے بے وقوف کہنے کے بعد۔
○ آدمی پہاڑ سے گرا ہو تو دوبارہ اٹھ سکتا ہے نظروں سے گرا ہوا نہیں۔
○ جو لوگ میانہ روی اختیار کرتے ہیں کسی کے محتاج نہیں ہوتے۔
○ علم امیر کی زینت اور غریب کی دولت ہے۔
○ جب نیکی کر کے تجھے خوشی ہو اور برائی کر کے پچھتاوا ہو تو تو مومن ہے۔
○ اگر تم کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو اسے غم بھی نہ دو۔
○ نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے۔
○ مومن کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔

☆ ..... امداد علی عرف ندیم عباس تنہا۔ میر پور خاص

باتوں سے خوشبو آئے

○ سچی خوشی جسمانی موت اور دولت سے میسر نہیں آتی بلکہ اس کا راز سمجھ کی پختگی اور اعلیٰ کردار میں پوشیدہ ہے۔
○ ڈر کے باعث نہیں بلکہ فرض کے طور پر گناہ سے پرہیز کرو۔
○ دوستوں کو تکلیف پہنچانے والا اس شخص سے زیادہ مغموم ہوتا ہے جو خود تکلیف سے گزرے۔
○ بے وقوف برے وقت میں عقل سیکھتا ہے۔
○ حیوان کی خوبی اس کی اعلیٰ طاقت ہے، انسان کی خوبی اس کا اعلیٰ کردار ہے۔
○ دوسروں کی غلطیوں میں جھانکنے سے بہتر ہے اپنی غلطیوں میں اصلاح کرو۔
○ صالح عمل صرف برائی سے پرہیز نہیں بلکہ برائی کے سبب کا سد باب بھی ہے۔

○ شہرت اور دولت، دانش مندی کے بغیر غیر محفوظ سرمایہ ہے۔
○ برے کاموں کے بجائے نیک اعمال اختیار کرو۔
○ تواضع کی علامت یہ ہے کہ حق بات جس کسی سے ون، قبول کرو۔
○ تھوڑے کاموں میں اگر نیت نیک ہے تو اس کا اجر بہت ملے گا۔
○ جو تم سے نیچا ہو اس سے نرم لہجہ رکھو اور جو تم سے اوپر ہو اس کا ادب بجالاؤ۔
○ جو تم نیک و بد پہنچائے اس پر شکر کرو، غصے کو ضبط کرو، جہاں کہیں ہو خدا کی طرف دھیان دو۔
○ جو آدمی زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب کم ہو جاتا ہے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)
○ جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اس کو ہلکا اور کم حیثیت سمجھتے ہیں۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)
○ جو باتیں زیادہ کرتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)
○ جس کی حیا کم ہو جاتی اس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)
○ جس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ماخوذ از ''حیات الصحابہ''۔
○ جب میں چاہتا ہوں کہ خدا سے بات کروں تو میں نماز پڑھتا ہوں اور جب میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھ سے بات کرے تو میں قرآن پڑھتا ہوں۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)
○ گھر میں داخل ہو کر سلام کرے، چاہے کوئی ہو یا نہ ہو۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھے، پھر ایک مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ (حصن حصین)
○ جو شخص چالیس روز اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب سے حکمت کے چشمے جاری فرما دے گا۔ (روح البیان)

☆ ..... عثمان غنی - پشاور

ماں کا مقام

ماں وہ لفظ ہے جس سے ہزاروں کروڑوں سال سے زیادہ واسطہ ہے۔ ماں وہ عظیم ہستی ہے جس کا اس بھری دنیا میں کوئی ثانی نہیں ہے۔ ماں وہ بے مثل ذات ہے جو محبت کا پیکر ہے۔ ماں معصومیت خوبصورتی اور چاہت کا مجسمہ ہے۔ ماں ایسی محترم ہستی ہے جو اپنا سب کچھ فدا کر کے اپنی اولاد کو خوشیاں دینے کی کوشش کرتی ہے۔ ماں چاند کی ٹھنڈک، بلبل کا نغمہ، گلاب کا رنگ۔ پھولوں کی مہک، کوئل کی کوک، سمندر کی گہرائی، کہکشاں کی رنگینی، زمین کی رونق، صبح کا نور، دل کا سرور اور جنت کی ملکہ ہے جس کے قدموں تلے جنت ہے۔ ماں کا لہجہ ممتا بھرا اور نظریں چاند و سورج کی طرح روشن ہوتی ہیں۔ احساس کا خزانہ ہے جو پوری دنیا سے قیمتی ہے۔ ماں ٹھنڈی چھاؤں ہوتی ہے۔ ماں کا دل فراخ اور محبت کا آنگن بہت وسیع ہوتا ہے۔ ماں اپنی اولاد کو زیست کا اعتبار بخشتی ہے۔ زندگی کی پرپیچ راہوں پر چلنا سکھاتی ہے۔ اپنی اولاد کے آنسو سمیٹتی اور اپنی ساری خوشیاں اس پر نچھاور کرتی ہے۔ ماں روشنی کا ایسا مینار ہے جس سے منزل تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔ ماں محبت کا ایسا حسین اور جگمگاتا ہوا تاج محل ہے جس نے صبر و استقلال کے نام پر دکھوں کو سمیٹے رکھا ہے۔ ماں شرافت صداقت اور دیانت کا پیکر ہے۔ ماں کی آغوش انسان کی پہلی درسگاہ ہے۔ ماں کی نافرمانی کرنے والا شخص کبھی پرسکون نہیں رہتا۔ ماں کی محبت حقیقت کا آئینہ دار ہے۔

ماں کے جو قریب ہوتا ہے ..... دشمن بھی ان کے حبیب ہوتے ہیں۔
ماں جن کے پاس ہوتی ہے ..... وہ لوگ کہاں غریب ہوتے ہیں۔
جو ماں سے فیض حاصل نہیں کرتے ..... تو ایسے ہی لوگ بدنصیب ہوتے ہیں۔

☆ ..... خلیل احمد ملک - شیدانی شریف

دعا کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمایا۔ اے موسیٰ (علیہ السلام) مجھ سے اس زبان میں دعا مانگ کہ جس سے تو نے گناہ نہ کیا ہو۔ موسیٰ (علیہ السلام) اللہ سے تعالیٰ سے درخواست کرتا۔ اے اللہ وہ زبان میں کہاں سے لاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم اپنے لئے دعا دوسروں سے کرواؤ کیونکہ تم نے ان کی زبان سے کوئی گناہ نہیں کیا۔

☆ ..... نیاز تنہا - پل کلے

خوبصورت اعتبار

* اگر خدا تمہاری دعاؤں کو پورا کر رہا ہے تو وہ تمہارا یقین بنا رہا۔
* اگر خدا تمہاری دعا پوری کرنے میں دیر کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہارا صبر بڑھا رہا ہے۔
* اور اگر تمہاری دعائیں پوری نہ کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں آزما رہا ہے۔

☆.....نیاز تنہا- پل کلے

سنہرے موتی

✱ دل کی ہزار آنکھیں ہوتی ہیں مگر یہ محبوب کے عیبوں کو نہیں دیکھ سکتیں۔

✱ دل اگر سیاہ ہو تو چمکتی ہوئی آنکھ بھی کچھ نہیں کر سکتی۔

✱ دل امیر کا ہو تو رکھ لیا جاتا ہے اگر غریب کا ہو تو توڑ دیا جاتا ہے۔

✱ اگر کسی کے دل میں جگہ پیدا کرنا چاہتے ہو تو اس کا پورا نام لے کر پکارو۔

✱ تعجب ہے سر توڑنا جرم ہے، دل توڑنا نہیں۔

✱ دل ایک آئینہ ہے اگر برائی سے پاک ہو تو اس میں خدا بھی نظر آتا ہے۔

✱ کتنے حسین ہیں وہ لوگ جو کسی کے دل کا سکون اور آنکھوں کا نور ہوتے ہیں۔

✱ دل ایک بچے کی طرح ہے جو دیکھتا ہے وہی مانگتا ہے۔

✱ کسی کا دل نہ دکھا کہ تو بھی دل رکھتا ہے۔

✱ دل میں کینہ مت رکھو اس سے روح خراب ہوتی ہے۔

✱ دل توڑنے سے خدا بھی ناراض ہوتا ہے۔

☆.....مجاہد حسین- مٹھن کوٹ

اچھی باتیں

✱ اپنے ذہن میں معلومات بڑھاؤ کتاب سے محبت کرو اپنے استاد اور والدین کی عزت کرو یہی تمہاری کامیابی ہے۔ معاشرے کی اصل وجہ یہ ہے کہ اپنے بوڑھوں پر توجہ نہیں دی جاتی۔

✱ محبت کا رشتہ جتنا مضبوط ہے اتنا ہی نازک ایک معمولی سی دراڑ بھی اس کی بنیادوں کو ہلا دیتی ہے۔

✱ کتاب کا مطالعہ پابندی سے کرو اور کوشش کرو آدمی ہر وقت علم حاصل کرنے میں مشغول رہے۔

✱ انتظار بڑی بری بلا ہے اس میں وقت کی سوئیاں گویا تھم جاتی ہیں اور مخصوص رفتار سے گزرتا وقت اسی جگہ رک جاتا ہے۔

✱ دوست اسے سمجھو جو تمہارے عیب تجھ پر ظاہر کرے، تجھے وارننگ دے اور تیرے پیچھے لوگوں میں تیری تعریف کرے اور مصیبت کے وقت تیرے کام آئے۔

✱ تمسخر اکثر قطع دوستی، دل شکنی اور دشمنی کا باعث ہوتا ہے اس سے دل میں حسد پیدا ہوتا ہے۔

✱ کسی کی خامیوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو ورنہ تمہارے بھی عیب ظاہر ہو جائیں گے۔

✱ زندگی صرف ایک بار ملتی ہے اسے اس طرح گزاریں کہ آپ کی اچھی زندگی کی لوگ مثال دیں۔

☆.....مجاہد حسین- مٹھن کوٹ

اقوال زریں

✱ تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے زبان کا زخم دل پر ہوتا اور روح پر۔

✱ علم تلوار سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔

✱ کل سے زیادہ آج کی قدر کرو۔

✱ گناہ پر کبھی زیادہ فخر نہ کرو۔

✱ اللہ کا پیارا وہ ہے جو دوسروں کو تکلیف نہ دے۔

✱ بڑا بننے کے لئے چھوٹا ہونا ضروری ہے۔

✱ محبت سب سے کرو مگر دوستی ایک سے کرو۔

✱ مایوس نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ ستارے اندھیرے میں چمکتے ہیں۔

✱ کسی کا دل مت توڑو کیوں کہ دل میں خدا رہتا ہے۔

✱ نرمی سے بولو تاکہ بات دوسرے کے دل میں اتر جائے۔

✱ ظالم کی تعریف کرنے سے اللہ پاک کا غضب نازل ہوتا ہے۔

✱ حاجت مندوں کا آپ کے پاس آنا اللہ کا انعام ہے۔

☆ آفتاب احمد عباسی- سعودی عرب

محبت

☆ محبت ہو تو سدا بہار ہو۔

☆ محبت ہو تو ہر ایک سے ہو۔

☆ محبت ہو تو بے لوث ہو۔

☆ محبت ہو تو ہوش سے ہو۔

☆.....عبدالجبار جان- گوجر خان

لطیفے

☆ میری شادی میں تم ضرور آنا۔ کھانا تو تم کو نہیں کھانا پھر بھی پیسے ضرور دے جانا۔ تیار نہ ہو کے آنا اور پلیٹیں صاف کرنے بیٹھ جانا۔ اے جان! میری شادی میں تم ضرور آنا۔

☆ نہ جانے لوگ کیوں ڈرتے ہیں۔ کچھ لوگ تو ایس ایم ایس بھی نہیں کرتے اور کچھ ایسے بھی ہیں دنیا میں آپ جیسے جو مس کال دینے کے بعد بھی بیلنس چیک کرتے ہیں۔

☆.....عبدالرشید بزنجو- گڈانی

***

میری زندگی کی ڈائری

ایم افضل کھرل کی ڈائری

ایک ویران جنگل اور اندھیری رات کی طرح ہے میں نے محبت میں اتنے زخم کھائے ہیں جس کا کوئی اندازہ نہیں لوگ اکثر محبت کر کے دھوکہ کیوں دیتے ہیں نہ جانے لوگوں کو بے وفائی کر کے کیا حاصل ہوتا ہے اب تو اس رنگین دنیا سے میرا دل بھر چکا ہے اب مجھ میں اور غم برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہے کیونکہ غم کے آنسو اب اکثر میری آنکھوں سے وفا کرتے ہیں غم کیا ہوتا ہے کوئی مجھ سے پوچھے غموں کا سمندر میں نے اپنے دل میں بسا رکھا ہے مجھے آج تک خوشی بھی نہ ہونے کے برابر ملی ہے۔

☆..... ایم افضل کھرل-ننکانہ صاحب

ایم شہزاد کی ڈائری

یہ میری غلط سوچ تھی کہ یہاں پر ہر کوئی بے وفا ہے۔ وفا نبھانے والے ہیں مگر بہت کم ہمیں بہت سارے بنانے سے بہتر ہے کہ چند دوست ہوں مخلص اور وفا نبھانے والے ہوں اگر آپ کے ہزاروں دوست ہیں مگر بے وفا لیکن ان میں سے ایک بھی وفا نبھانے والا اور مخلص ہے تو وہ ہزاروں سے بہتر ایک ہے دوستی کرتا تو ہر کوئی ہے مگر اس میں وفا کوئی کوئی نبھاتا ہے۔ پلیز جو دوستی نبھاہ نہیں سکتے وہ دوستی کیوں کرتے ہیں۔

☆.......... ایم شہزاد-لکھن کے

اے عمر بٹ کی ڈائری

کی لمحے کے نام جس نے میری محبت قبول کی میرے ساتھ جینا شاید ہمارے مقدر میں نہیں تھا وہ میرے سامنے تھی مگر دل سے کوسوں دور تھی نہ میں اسے پا سکتا تھا نہ کھو سکتا تھا میرے لئے وہ پھول ہے توڑ لوں تو مرجھا جائے گا چھوڑ دوں تو کوئی اور لے جائے گا مجھے کسی سے کوئی گلہ نہیں ہے سب میرے نصیب کی بات ہے دکھ صرف اتنا ہے کہ میں اس سے دور ہوں اور میری جان میرے انتظار میں ہے۔ قارئین دعا کیجئے گا ہمارے لئے پلیز۔

☆.......... A عمر بٹ-دوبئی

احمد نواز تبسم کی ڈائری

زندگی کی ڈائری میں یہ چند اشعار مجھے بہت پسند ہیں آپ کی نظر کرتا ہوں۔

دھوپ کے پار ستاروں کا نگر لگتا ہے
اس پہاڑی پر مجھے چاند کا گھر لگتا ہے
ایسا لگتا ہے احمد کوئی سانپ چھپا بیٹھا ہے
پھول سے ہاتھ ملاتے ہوئے ڈر لگتا ہے
کتنا آسان ہے ستاروں کی باتیں کرنا
کتنا مشکل ہے محبت کا سفر لگتا ہے

قارئین زندگی میں کبھی کوئی سکھ نہیں دیکھا سکھ کا پتہ نہیں کیا چیز ہوتی ہے دکھ ہی دکھ زندگی میں شامل ہیں۔ زندگی بہت پھیکی پھیکی سی لگتی ہے۔ جان ایس اب تمہارے بغیر دل بہت اداس ہے۔

☆....... احمد نواز تبسم-چندور بالا ہزارہ

کامران ساگر کی ڈائری

سوچتا ہوں۔ساگر اس دنیا میں یہ کیا کر رہے ہو؟ یہ دنیا اور دنیا کی یہ محفلیں تیرے کام کی نہیں ہیں۔ کوئی دشمن بن کے تیرے پیٹ پہ وار کرتا ہے تو کوئی آگے سے گلے لگا کے تیرے دل کے درد کو بڑھا دیتا ہے لیکن تو بے دردوں کی دنیا میں کب تک جائے گا۔ کوئی دشمن بن کر لوٹتا ہے اور کوئی اپنا بنا کے لوٹتا ہے۔ مانا کہ دنیا کے سامنے تو خود کو کمزور نہیں ہونے دیتا لیکن دنیا کی ٹھوکریں کھا کھا کر کب تک خود کو تو سنبھالتا رہے گا؟ کیونکہ تیرے دل میں اک خیال آتا ہے کہ تو مرد ہے مرد کو اپنا حوصلہ نہیں ہارنا چاہئے۔ مگر اک طرف یہ ظالم زمانہ ہے اور دوسری طرف ساحل کے کنارے تو اکیلا چل رہا ہے مگر تو چلتے چلتے تھک جائے گا تجھے منزل نہیں ملے گی اس لئے کہ جس منزل کی تلاش میں تم ہو وہ ظالم زمانے کی جاگیر ہے کیونکہ دنیا والوں کو پیار کا اظہار تو صرف کرنا آتا ہے مگر نبھانا نہیں آتا۔

☆.......... کامران ساگر-اٹلی

محمد افضل جواد کی ڈائری

جب سے جواب عرض میں لکھنا شروع کیا تب سے کچھ سکون میں رہتا ہوں جو بھی بات مجھے دکھ دے تو شاعری کے ذریعے دل سے نکال دیتا ہوں اس سے میرے غم میں کچھ کمی آ جاتی ہے دوست پھر بھی کوئی وفادار نہیں ملا ہر

دوست دکھ سن کر منہ موڑ جاتا ہے جس سے دل کو اور بھی دکھ مل جاتے ہیں زندگی میں جو بھی خوشی کی گھڑی آتی ہے تو دل کو خوشی پھر بھی نہیں ملتی یہ دل ہنسنا بھول چکا ہے صرف رونے کا عادی بن چکا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے لگتا ہوں۔

☆............ محمد افضل جواد- کالا باغ

ساحل کی ڈائری سے

ایس مجھے معاف کر دو مجھے تمہاری محبت کا احساس ہوا ہے لیکن افسوس وہ دن چلے گئے ہیں جب تم مجھ سے اپنی محبت کی بھیک مانگتی تھی اور میں اس بات کا ہمیشہ مذاق اڑاتا تھا اور تمہاری سچی محبت کی قدر نہیں کرتا تھا لیکن افسوس اب کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ اب تم کسی اور کی ہو چکی ہو اور جاتے وقت تم نے بالکل درست کہا تھا کہ صدام تم میری کمی محسوس کرو گے۔

☆ رئیس صدام حسین ساحل- خان بیلہ

میری زندگی کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری میں غم الم کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دنیا میں انسان کو ایسے حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ جہاں قدم قدم پر یہاں اسے بے وفا لوگوں کا اور معاشرے کی بے وفائی اور بے رخی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس میں بعض لوگ دنیا کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر اکثر لوگ قدم سے قدم نہیں ملا سکتے میری زندگی کی ڈائری میں محرومی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اپنے اور غیروں کی ناانصافیوں سے میری زندگی برباد ہو گئی ہے۔ دنیا بہت تیز ہے یہاں کوئی کسی کا نہیں ہے۔ سب لوگ اپنے مفادات کے لئے بس محبت اور پیار

صرف ایک جال کے سوا کچھ نہیں۔

☆............ مجاہد حسین- ٹھکن کوٹ

ندیم عباس تنہا کی ڈائری

کہتے ہیں انسان کو اپنے لئے نہیں اوروں کے لئے جینا چاہئے اور شاید یہی زندگی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے اور ایک ناکام مرد کے پیچھے کئی عورتوں کا ہاتھ ہوتا ہے اور یہ سچ ہے کیونکہ میری زندگی میں بھی پہلے این اس کے بعد ایس اور اس کے بعد جے اور اب ٹی ان سب نے مل کر میری زندگی کو برباد کیا۔

☆ امداد علی عرف ندیم عباس
تنہا- میر پور خاص

محمد افضل اعوان کی ڈائری

مجبوری انسان کی قاتل ہے وقت انسان کے ساتھ ہر پل کھیل کھیلتا ہے کبھی ہمدرد بن جاتا ہے تو کبھی ناگ کی طرح ڈستا ہے میں کچھ لوگوں کو فٹ پاتھ پر سوتے دیکھتا ہوں مگر میں جانتا ہوں کچھ لوگ میری طرح نرم بستر پر بھی ساری رات تارے گن کے گزار دیتے ہیں۔ اللہ کرے کبھی کوئی مجبور نہ ہو اور میری طرح تو کوئی دشمن بھی مجبور نہ ہو۔ اگر میں محبت کے سفر میں تھا تو ہر طرف بے وفائی کا سمندر نظر آیا ہے۔

☆............ محمد افضل اعوان- گوجرہ

خالد فاروق آسی کی ڈائری

ہماری زندگی میں کچھ لوگ چپکے سے داخل ہو جاتے ہیں اور پھول میں خوشبو کی طرح رچ بس جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ ہماری زندگی کا ایک اہم حصہ بن جاتے ہیں۔ ان کے بغیر جینے کا تصور بالکل ادھورا لگتا ہے اور جب یہ لوگ ہم سے بچھڑ جاتے ہیں اور دور چلے جاتے ہیں تو صرف اور صرف ان کی یادیں ہی باقی رہ جاتی ہیں۔ ان یادوں کو بھلانا انسان کے بس میں نہیں ہوتا۔ یہ بلا اختیار ہی آتی رہتی ہیں اور ہر وقت دل کو بے چین کرتی رہتی ہیں۔

☆........ خالد فاروق آسی- فیصل آباد

ایس کی ڈائری سے

آج کل کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ برائی کو دیکھتے ہوئے بھی برائی کو روکتے نہیں خداداد مسلمان ہونے کے ناطے بھی آپ کافروں جیسے کام کرتے ہیں برائی کو دیکھو تو اسے زور بازو سے روکو اگر یہ نہیں کر سکتے تو زبان سے روکو اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو دل میں برا ضرور مناؤ لیکن آج کل برائی دیکھتے ہوئے بھی آنکھیں بند کر لیتے ہیں پلیز کچھ خیال کریں مسلمان ہو۔

☆........ ایس شہزادا ایس سلیم- لکھن کے

ایم خالد محمود سانول کی ڈائری

میری زندگی یاروں کی یادوں سے وابستہ ہے کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ خدا انسان کو کیسے کیسے آزماتا ہے۔ وہ بھی دن تھے کہ ہم ایک دوسرے کو اتنا چاہتے تھے کہ جینے کا تصور ایک دوسرے کے بغیر رہنا، دن میں ایک دوسرے کا دیدار ہر دن کی نئی خوشی کا ذریعہ بنتا۔ کہتے ہیں کہ پیار چھپائے نہیں چھپتا پھر لڑائی جھگڑے پھر ایک دوسرے کے پاس ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے بہت دور ہونا ہاں لوگوں کے سامنے ایسے جیسے ہم ایک دوسرے کے بہت بڑے دشمن ہیں۔ پھر عرصہ گزرنے کے بعد ہمارے پیار کا راز کھل جانا پھر کافی سوچ

بچھڑنے کے بعد ہمارا رشتہ ... طے ہونا پھر ایک دوسرے سے ملنا پھر روٹھ جانا پھر منانا پھر رونا، پھر ستانا، پھر زندگی بہت حسین اور ہر دن عید مبارک کی طرح ہوتا۔

☆........ایم خالد محمود سانول-مروٹ

محمد افضل جواد کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری میں بہت سے واقعات وابستہ ہیں لیکن موجودہ زندگی کے جو حالات ہیں ان میں ایک دوست ہے جو مجھ کو خوش رکھنے کی کوشش کر رہا ہے زندگی اب بہت دور چلی گئی ہے اس کی واپسی ناممکن ہے۔ میں جتنا ماضی بھلانے کی کوشش کرتا ہوں اتنا ہی میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ زندگی بہت ویران لگتی ہے اب جینے کو دل نہیں کرتا کسی کی یادیں کسی کی جدائی میں آنکھیں بارش کی طرح برستی رہتی ہیں لب تو ہمیشہ سے ہنسنا بھول گئے ہیں۔

☆........محمد افضل جواد- کالاباغ

ایس کیف کی ڈائری سے

شاید یہ ڈائری میرے دل کی آواز جب جواب عرض میں شائع ہو اس وقت نعیم تیرے میرے رستے جدا ہو چکے ہوں وہ رستے جو کبھی بھی مل نہیں سکتے جن کا ذکر ہم اکثر باتوں ہی باتوں میں کیا کرتے تھے وہ نئے رستے اور نئی زندگی کا آغاز تمہیں مبارک ہو آپ اکثر کہتے تھے آ جاؤ ہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں لیکن آپ کو پتہ ہے کیف دور بھی ہے مجبور بھی ہے پھر یہ الفاظ غیر مناسب سے ہیں جب ہمارے رستے جدا جدا سے ہیں کیا کرو گے ہم سے مل کہ ہم کو دیکھ کہ یہ سچ ہی ہو گا کہ آپ کہتے ہو کہ جب میں نئی زندگی ... جاؤں گا تو ... آپ کو ملنا چاہوں گا نہ ... دیکھنا چاہوں گا پر ہم جب دیس آئیں گے تو آپ کو ملنا اور دیکھنا چاہیں گے۔

☆........شہزاد سلطان کیف-الکویت

ہارون قمر کی ڈائری سے انتخاب

چاہتیں کیسے ملتی ہیں منظور بھائی! چاہت تو ان کو ملتی ہے جن کے مقدر میں ازل سے لکھی گئی ہو۔ یہ غلط بات ہے کہ وہ بے وفا ہے، اس نے مجھے دھوکہ دیا ہے وہ پاگل بے وفا ہے جو انسان کے ساتھ وفا نہیں کرتا۔ کسی کو کیوں الزام دیتا ہے یا پھر معاشرہ بے وفا ہوتا ہے جو کہ دو پریمیوں کے درمیانی رسم و رواج کی دیوار کھڑی کر دیتا ہے اور انسان کو مجبور ہو کر اپنی اپنی راہیں جدا کرنی پڑتی ہیں یہ بے وفائی نہیں بلکہ مجبوری ہے اپنا مقدر ہے کسی کو کیوں الزام دیں۔

☆........محمد ہارون قمر بیج پور ہزارہ

عابد رشید فوجی کی ڈائری سے

میری زندگی کی ڈائری میں ہر صفحے پر دکھ اور درد ہر پڑھنے والے کی آنکھ کو نم کر دیتے ہیں۔ ڈائری کا ہر اک ورق میری بے چینی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں ہر وقت آپ کی محبت میں تڑپتا اور سسکتا رہتا ہوں۔ مجھے تو اب ایسا لگتا ہے کہ جس طرح میں آپ کے انتظار میں پل پل مر رہا ہوں۔ اسی طرح سسک سسک کر تنہا مر جاؤں گا۔

☆........عابد رشید-راولپنڈی

ندیم قریشی کی ڈائری

میں اپنی ڈائری سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس دنیا میں ہر انسان اپنی آنکھوں میں ایک خواب سجائے زندگی گزار رہا ہے ہر انسان کا ایک مقصد ہے جسے وہ پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر منزل ہر انسان کا مقدر نہیں بنتی۔ کوئی اپنی منزل کو پا کر خوش ہوتا ہے۔ تو کوئی اپنی ناکامی پر روتا ہے۔ زندگی سے ہارنے والوں سے میں اتنا کہوں گا کہ ہار سے مت گھبراؤ اور اپنی کوشش جاری رکھو۔ ایسی کوشش کی بدولت انسان ایک دن اپنی منزل تک ضرور پہنچ سکتا ہے۔

☆........ندیم اقبال قریشی-بھریا روڈ

احمد نواز تبسم کی ڈائری سے

مشہور مقولہ ہے کہ وقت اور حالات کسی کا ساتھ نہیں دیتے لیکن پھر بھی ہم تقدیر سے لڑتے رہتے ہیں کبھی تو ہم حالات کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیتے ہیں۔ پھر اس کامیابی کو اپنی محنت، مسلسل کوشش جدوجہد اور محنت کا ثمر سمجھتے رہتے ہیں۔ کئی سال کی جدوجہد کے بعد بھی ہم اپنے آپ کو اسی جگہ پاتے ہیں۔ جہاں سے ہم نے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا پھر سب امیدیں ختم ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ تو پھر کیا کریں۔ ایسے حالات میں جب تقدیر کے کاغذ پر لکھے ہوئے لفظ نہ بدلیں تو ایک آخری فارمولا استعمال کریں۔ وہ یہ کہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور زندگی میں کچھ اچھے کام کئے ہیں تو انہیں وسیلہ بنائیں۔

☆........احمد نواز تبسم-مانسہرہ

زبیر گل اعوان کی ڈائری

ایس تمہارے بغیر زندگی بہت ادھوری ہے جیسے کچھ ادھورے خواب جو تم نے میری آنکھوں میں سجائے تھے میری جان تم جانتی ہو نہ کہ ادھوری زندگی اور ادھورے خواب کتنے دکھ دیتے ہیں

قسمت بھی انسان کے ساتھ کیسے کیسے کھیل کھیلتی ہے کہ انسان جسے ٹوٹ کر چاہتا ہے اسے ہی چھین لیتی ہے اور انسان کو عمر بھر تڑپنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ تمہیں کیسے بتاؤں کہ محبت اور کہانی میں کوئی رشتہ نہیں ہوتا کہانی میں تو ہم واپس بھی آتے ہیں مگر محبت میں پلٹنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔

☆...... زبیر گل اعوان - ہملٹ ٹوبی شہر

شاہد منیر کی ڈائری سے

اب ایسا ممکن نہیں رہا تو کسی اور کی امانت ہو پھر بھی چھوٹے بچے کی طرح تجھے پانے کی ضد کر رہا ہے بتا جان میں کیا کروں میری تو کوئی بات ماننے کو تیار ہی نہیں اب میں نے دیکھ لیا ہے کہ یہ پاگل تجھے کتنا چاہتا ہے جان زندگی سے بڑھ کر تجھ سے پیار کرتا ہوں ہاں جان بہت زیادہ۔

☆.................. شاہد منیر راز - بڈانی

ظفران تبسم ناز کی ڈائری

میں نے آر نامی لڑکی سے محبت کی تھی اور کرتا رہوں گا۔ قارئین کرام کبھی کسی سے پیار نہ کرنا پیار بہت گندی بیماری ہے اس میں انسان تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ پیار جس انسان کو نہ ملے تو اس کی زندگی خراب ہو جاتی ہے۔ پیار کرو لیکن حد سے زیادہ نہ کرو۔ اتنا کرو کہ اگر آپ سے آپ کا محبوب روٹھ جائے تو اس کے بغیر آپ آسانی سے زندہ رہ سکیں ایسا نہ ہو کہ آپ میری طرح اکیلے ہی آگ میں جلتے رہیں۔

☆.............. ظفران تبسم ناز - ماڑی

معصوم کی ڈائری سے

جب سے تم مجھے ملے ہو میں تمہیں

[illegible] پایا، تمہارا وجود میرے لئے نعمت سے کم نہیں ہے۔ چاہے میں دنیا کے کسی بھی کونے میں چلا جاؤں تم ہمیشہ میرے ساتھ ہوتے ہو اور تم نے ہمیشہ میرا ساتھ نبھایا ہے میرے لئے تم بہت اہمیت کے حامل ہو اگر میں تمہیں بھول جاؤں تو یقین جانو میرے سارے دوست مجھ سے خفا ہو جائیں گے اور میں اپنے دستوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے پاس دیکھ کر بہت سے دوست بھی اور دشمن بھی پیدا ہو جائیں گے۔ اس لئے میں دشمنوں سے ہمیشہ تمہاری حفاظت کی اور تمہیں محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔ میں نے ایسا کیوں کیا صرف اس لئے کہ میں تمہیں پیار کرتا ہوں۔ آہ، اے میرے ''جواب عرض'' دوست میں تمہیں کبھی نہیں بھول سکتا۔

☆.................. فیروز خان معصوم

مجید جائی کی ڈائری کا ورق

آج میں زندگی کی چوبیس بہاریں دیکھ چکا ہوں لیکن خوشی نے ہمیشہ ترسایا ہے۔ چند لمحوں کے بعد پھر وہی غم دینے والا عذاب، کسے دوش دوں؟ مجھے تو جان سے پیارے لوگوں نے لوٹا اپنوں نے لوٹا، دوستوں نے غم دیئے، آج لوگ صورت دولت سے محبت کرتے ہیں خلوص و محبت نایاب ہے، میں تو محبت کے چار لفظ سننے کو ترس گیا ہوں۔ جسے اپنا بنایا اسی نے غموں کے طوق گلے میں پہنائے، لوگ چہرے پہ چہرہ سجائے ہوئے ہیں اندر کچھ باہر کچھ۔ بغل میں خنجر زبان پر بسم اللہ بسم اللہ کے نعرے ہیں۔ میں نے زندگی کو موت کے منہ

[illegible] نکالا ہے، موت کو بہت قریب سے دیکھ چکا ہوں۔ درد، عذاب کی کیفیت سے گزر چکا ہوں۔ ایک ایک لمحہ تڑپا ہوں ہر لمحہ اذیت ناک مراحل سے گزرا ہے درد کی ٹیسیں میرے جسم سے اٹھتی تھیں کوئی بھی تو نہیں تھا جو مجھے سہارا دیتا۔

☆........ مجید احمد جائی - موضع بلی والہ

عمران کی ڈائری

تجھے کھو کر آج لگتا ہے شاید ساری دنیا آج سے بچھڑ گئی ہے، سارے لوگ بے وفا ہو گئے ہیں لیکن آج اک میرے ساتھی نے میری دوستی کا بھرم رکھ لیا۔ میری آنکھوں کے کٹوروں کو چھلکتے دیکھ کر آج اس نے بھی میرے ساتھ آنسو بہائے۔ میرے دوست میں تیرا یہ احسان شاید ہی زندگی میں کبھی نہ بھلا سکوں۔ تو نے آج میرے دکھوں کو اپنا دکھ سمجھا۔ میں تیرا شکریہ کیسے ادا کروں آج کی یہ رات مجھ پہ بہت بھاری گزر رہی ہے کوئی میرا اپنا، میرا جان سے پیارا مجھے چھوڑ کر کسی غیر کا ہو گیا ظالم نے یہ بھی نہ سوچا میرے اس معصوم دل کا کیا ہو گا جو پہلے سے ہی غموں کے سمندر میں گھرا ہوا ہے۔ آج آنکھوں سے آنسو چھم چھم برس رہے ہیں۔ کسی پل بھی دل کو چین نہیں آ رہا۔ بھلا اپنی شکست کسے اچھی لگتی ہے اپنی ہار کو جیت میں بدلنے کے لئے نجانے کتنے جتن کئے لیکن تقدیر کے لئے فیصلے کو نہ ٹال سکا۔

☆............ عمران انجم راہی - ستہ پانی

قمر زمان بوبی کی ڈائری

وہ ایک شخص ترسے گا مجھ کو عمر تمام
نصیب اس کے تھے اس نے گنواں دیا مجھے

اس طرح کے چند اشعار اور تمہارے نام سے لکھے میری ڈائری کے کچھ صفحات آج بھی تمہاری طرف متوجہ کرتے ہیں تو رات کی تنہائی میں چاند ستاروں کو ہمسفر بنا کر رات کی دسترس پر چلتے ہوئے سحر کی منزل کو پانے کی جستجو میں اکثر تمہارا ہی ذکر ہوتا ہے۔ کیوں؟ آخر کیوں؟ جب میرے نصیب میں یہ غم تھے تو مجھے ملنے ہی تھے لیکن ان غموں کی وجہ تم ہی کیوں بنے اب پتہ نہیں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ جو غم مجھے ہر قیمت پر ملنے ہی تھے وہ تمہاری وجہ سے ملے یا یہ تمہاری بدقسمتی ہے کہ تم اس پھول کی خوشبو نہ پاسکے جو تمہارے ہی لئے کھلا تھا اور آج بھی تمہارے انتظار میں سخت ہواؤں کا مقابلہ کر رہا ہے۔

☆............ قمر زمان بوبی - دوبئی

خلیل احمد ملک کی ڈائری

ساحل آج بروز اتوار کو تم نے ایک بہت ہی بری خبر سنائی جس سے میرا دل پھٹ گیا ہے اور مجھے بہت دکھی کر دیا ہے۔ دل سلگتے ارمانوں سے سلگنے لگ گیا ہے۔ جلتے شعلوں میں جلنے لگا ہے۔ اب مجھے اپنی زندگی بوجھ لگنے لگی ہے میری سانسیں بھی تمہاری سانسوں کے ساتھ چل رہی ہیں۔ یاد رکھنا جس دن تمہاری سانسیں رکیں تو میری سانسیں تم سے پہلے رک جائیں گی۔ اس خبر نے میری بہار جیسی زندگی کو خزاں رسیدہ کر دیا ہے۔ نجانے کیوں کبھی کبھی زندگی اتنی خوشیاں دیتی ہے کہ انسان سنبھال ہی نہیں سکتا۔ پھر کیوں یہ خوشیاں عارضی ثابت ہوتی ہیں۔ ساحل مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اتنا بڑا صدمہ برداشت کر سکوں۔ دل میں ایک ہلچل مچی ہوئی ہے کیا بنے گا۔ کیا واقعی تم مجھ سے بہت دور چلی جاؤ گی۔ جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔ آج میری خواہش دم توڑ گئی ہیں کہ میں ساحل کو اپنا جیون ساتھی بناؤں گا۔ مگر قسمت کو یہ منظور نہ تھا اور میری ساحل کی کشتی پہلے ہی دنیا کے سمندر کی بے رحم موجوں کے گھیرے میں آ گئی۔ میری ساحل نے مجھے چار دن کی خوشیاں دیں اور آج فراق کی لمبی اور کٹھن راہوں پہ اکیلا چھوڑنے کی بات کر رہی ہے۔ ساحل ایک بات یاد رکھنا تیری زندگی ہی میری زندگی ہے جس دن تمہیں کچھ ہو گیا تو میں اپنے آپ کو زندہ نہیں رکھ سکوں گا۔

☆..... خلیل احمد ملک - شیدانی شریف

شفیع تنہا کی ڈائری کا ورق

میری جان پلیز تم مجھے ایک بات بتا دو صرف ایک بات آخر تم نے بلاوجہ مجھے کیوں چھوڑ دیا کیوں آخر کیوں صرف اس کیوں کا جواب مجھے دے دو کیونکہ یہ کیوں مجھے پریشان کر دیتی ہے اکثر کہ میرا دل میرا ذہن تمہیں بے وفا بے مروت بے حس سنگ دل بے قدر بے رحم ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا دیکھو میں تمہیں اپنے سب سے محبوب رشتے کا واسطہ دیتا ہوں مجھ سے کوئی جھوٹ مت بولنا مجھے کوئی بہلاوہ مت دینا میں آج بھی تم سے اتنی ہی شدت سے محبت کرتا ہوں جتنی پہلے کیا کرتا تھا آج بھی میری ہر سانس میں تمہارے ہی نام کی خوشبو بسی ہے اور میں زندگی کی آخری سانس تک تجھ کو ہی چاہتا رہوں گا۔

☆............ ایم شفیع تنہا - امرہ خورد

رئیس ارشد کی ڈائری

زندگی کیسا نام دیا تھا تم کو اپنی زندگی کہتا تھا ہر وقت تمہیں ہی یاد کرتا تھا کتنے حسین پل تھے وہ جو نہ تمہارے میرے بغیر اور نہ میرے تمہارے بغیر گزرتے تھے لیکن اب صرف تنہائی ہی تنہائی ہے اب تو نہ دن کو سکون ہے نہ رات کو دن تو چلو لوگوں کی بھیڑ بھاڑ میں گزر جاتا ہے لیکن اس رات کا کیا کروں شام ہوتے ہی اداسی اور بے چینی دل میں سما جاتی ہے جس کو میں چاہ کر بھی ختم نہیں کر پاتا کاش کہ تم چھوڑنے سے پہلے کچھ تو سوچتی کہ اس کا کیا ہوگا جس کا نہ دن گزرتا ہے میرے بغیر اور نہ رات لیکن اب سوچتا ہوں کہ کوئی بھلا کسی اور کے لئے اپنی زندگی کیوں برباد کرے گا زندگی تو ویسے ہی دکھوں کا نام ہے جو بھی اس دنیا میں آیا ہے اس کو اس آزمائش سے ضرور گزرتا ہے کوئی ان دکھوں کے پلوں کو بڑی ہی خوبصورتی سے گزار دیتا ہے اور کچھ اس کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں پر اب بھی دل کے کونے میں ایک امید اور یقین ہے کہ کوئی تو ملے گا جو مجھے اپنا کہے گا اور ایسا ہاتھ تھامے گا کہ کبھی خود کو مجھ سے جدا نہیں کرے گا نہ کہ میں اس کے ساتھ اس زندگی کے کٹھن سفر کو پار کر سکوں۔

☆............ رئیس ارشد - شہر خان بیلہ

پرنس کی زندگی کی ڈائری

میری زندگی کی ڈائری میرے ان دوستوں کے نام میں جو جواب عرض نے مجھ کو دیئے میں جتنا بھی فخر کروں خود پر کم ہے۔ جواب عرض نہ پڑھتا تو مجھ کو اتنے اچھے دوست نہ ملتے۔ ان کی جتنی بھی

تعریف کروں گم ہے۔

☆...... پرنس عبدالرحمٰن گجر۔ نین لانجھہ

نہ لبوں کو ہلاتی ہیں نہ منہ کو کھولتی ہیں
رلاتی ہیں شب و روز بے وقت رولتی ہیں
کاغذ سے باتیں کرتے ہو بے سود تم تنہائی میں
پاگل ہو گیا دیالوی کہاں تصویریں بولتی ہیں

جتنی مدت سے تو اپنی ضد پہ قائم ہے
اتنے سالوں میں کوئی اور ہوتا تو حد سے نکل جاتا
اپنے جذبوں کو پرکھ کر میں یقین سے کہتا ہوں
اگر تیری جگہ پتھر بھی ہوتا تو پگھل جاتا

قمر کی ڈائری سے ایک ورق

میری زندگی کی ڈائری یہ ہے کہ میں جب سولہ سال کا تھا آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا۔ اس وقت کہ جب میری زندگی میں ایس آئی تھی۔ وہ مجھ سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی۔ ایک دن اس نے میرے ساتھ پیار کا اظہار کیا اور میں نے بھی اس سے اپنے پیار کا اظہار کیا۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے۔ تقریباً ایک سال ہم دونوں ایک دوسرے کو خط بھیجتے رہے لیکن ایک دن اس نے میرا دل توڑ دیا مجھے کہا میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں۔ اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔ اب نہ میں کسی لڑکی سے پیار کرتا ہوں اور نہ ہی کروں گا۔ پیار صرف ایک بار ہوتا ہے بار بار نہیں۔

☆..... قمر عباس ساغر۔ نور جمال، ڈنگہ

الطاف حسین دکھی کی ڈائری

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کو آنکھوں میں آنسو لے کر جینا پڑتا ہے اور کبھی اپنوں کے ہجوم میں بالکل تنہا ہوتا ہے، وہ کرتو بہت کچھ کرسکتا ہے مگر اس کے ہاتھ مجبوریوں کی زنجیر میں باندھ دیئے جاتے ہیں۔ وہ اپنے سینے میں ہزاروں غم لے کر کسی سے کوئی شکوہ نہیں کرتا ریزہ ریزہ ہونے کے باوجود بھی خود کو بکھرنے نہیں دیتا اور تنہا ہونے کے باوجود بھی تنہا نہیں ہوتا کیوں کہ کسی کی یادیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور وہ اپنی یادوں کے سہارے جیتا ہے اور وہی یادیں اس کی زندگی کا قیمتی اثاثہ ہوتی ہیں۔

☆ چوہدری الطاف حسین دکھی۔ کھڈوزہ

شونوں کی ڈائری سے انتخاب

میری آج کی ڈائری ان والدین کے نام ہے جو لڑکیوں کو زیادہ پڑھنے نہیں دیتے انہیں پڑھنے سے روک کر نہ صرف ان کا مستقبل خراب کرتے ہیں بلکہ پوری قوم کا مستقبل خراب کرتے ہیں کیوں کرتے ہیں آپ لوگ ایسا؟ اگر آپ لوگ اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ وہ غلط نہ ہو جائیں تو یہ آپ کی غلط سوچ ہے اگر آپ لوگ بچیوں کو وہ سب کچھ دیں جو بیٹے کو بھی دے رہے ہیں تو بیٹیاں کبھی غلط کام نہیں کرتیں لڑکیوں کو زیادہ سے زیادہ پڑھایا جاتا ہے کیوں؟ کیونکہ والدین کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ وہ ہمارا سہارا بنیں گے لیکن یہ ہوتا نہیں بلکہ زیادہ دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ بیٹیاں ہی والدین کا سہارا بنتی ہیں۔ میں ان والدین کو والدین نہیں سمجھتی کیونکہ انہیں بیٹوں سے لالچ ہوتا ہے مگر وہ کبھی پورا نہیں ہوتا عظیم ہیں وہ والدین جو بیٹیوں کو بھی بیٹے جیسا حق دیتے ہیں اگر آپ بیٹی کا حق ادا کریں تو معاشرے کی کئی مشکلات حل ہو جائیں بیٹی کے ساتھ دوست جیسا سلوک کریں گے تو وہ باہر کی دوستیاں چھوڑ دے گی اور اگر آپ کو اپنی مصروفیات سے ہی وقت نہیں ملتا تو کیا ہو سکتا ہے۔ تمام قارئین سے گذارش ہے کہ اس بات پر غور کیا جائے یہ میرے یا آپ کے گھریلو مسائل نہیں بلکہ معاشرتی مسائل ہیں تو آؤ دوستو! اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔ ہم مسلمان ہیں اک جان ایک جسم تو آؤ مل کے یہ ثابت کر دیں کہ لڑکی لڑکی نہیں ہمارا مستقبل ہے۔ جسے سنوارنا فرض ہے۔

☆...... ثناماہ نور عرف شونوں۔ بہاولنگر

اچھی باتیں

☆ تمہاری عقل ہی تمہاری استاد ہے۔
☆ نعمتیں اس کو ملتی ہیں جو نعمتوں کی قدر کرتا ہے۔
☆ دنیا میں سب سے خطرناک غصہ جوانی کا ہے۔
☆ علم کے بغیر انسان اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا۔
☆ علم سے محبت کرنا عقل سے محبت کرنا ہے۔
☆ مسکراہٹ محبت کی زبان ہے۔
☆ میٹھی زبان ہزار دشمنوں سے بچاتی ہے۔
☆ دولت کے بجائے اطمینان تلاش کرو۔
☆ کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ اس میں برکت ہے۔
☆ حیا خوب ہے اور عورتوں میں اس کا ہونا خوب تر۔
☆ جو شخص ارادے کا پکا ہو وہ دنیا کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتا ہے۔

☆ ...... محمد جنید جانی۔ اکبر پور، پشاور

✻......اے میری پیاری ماں آپ نے ان پڑھ گھریلو خاتون ہوتے ہوئے بھی ہم کو علم کی بلندیوں تک پہنچایا میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو بلند مقام عطا کرے۔ (عکاس احمد-حضرو)

✻......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں دعا کرتا ہوں کہ خدا میری ماں کو لمبی عمر دے۔ (عبدالصمد گبول-کراچی)

✻......ماں ایک ایسا رشتہ ہے جو کچھ ہم اس کی نافرمانی کریں پھر بھی اس کا دل اولاد کے لئے سچا ہوتا ہے ماں کی خدمت بڑا ثواب ہے۔ (لیاقت علی-ساہیوال)

✻......مجھے اپنی ماں سے بہت پیار ہے میں دعا کرتا ہوں میری ماں کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر رہے اور اللہ میری ماں کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ (خبیب احمد-فورٹ عباس)

✻......میں اپنی ماں سے کہوں گا کہ ہمیشہ خوش رہنا اور میرے کو دعاؤں میں یاد رکھنا ہمیشہ نماز کے بعد دعا میں۔ (سبز علی خان مجروح-کوہاٹ)

✻......ماں اگر دعا ہے تو باپ اس دعا کی وجہ ہے خدارا ماں باپ کی عزت کیا کریں۔ (مظہر عباس تنہا- چک 9 ب)

✻......ماں کے پاؤں تلے اگر جنت ہے تو باپ اس کا دروازہ ہے۔ ماں باپ کی عزت کرو جنت اور دنیا بن جائے گی۔ (مظہر عباس تنہا- چک 9 ب)

✻......مجھے وہ دن جب یاد آتا ہے کہ جب ایک بچہ تھا جھولے میں پڑا تھا کہ ایک سانپ میرے منہ اور زبان کو چاٹ رہا تھا کہ جب میری ماں نے دیکھا تو اس کی چیخیں نکل گئیں۔ (راجہ مختار احمد رائی-لیہ)

✻......ہمیں ہر روز ماں کے قدموں کو چومنا چاہئے کیونکہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اس طرح ہم دنیا میں رہ کر اللہ کی جنت کو چوم سکتے ہیں۔ (نعیم دانش سہو-تاندلیانوالہ)

✻......میری ماں نے ہمارے لئے بہت دکھ سہے ہیں۔ اب میں اپنی ماں کو بہت زیادہ خوشیاں دوں گا یہ میرا اپنی ماں سے وعدہ ہے۔ (نعیم دانش سہو-تاندلیانوالہ)

✻......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ میری ماں دنیا کی سب سے اچھی ماں ہے اللہ میری ماں کی عمر دراز کرے۔ (ہاشم خان- چندور بالا)

✻......ماں وہ واحد ہستی ہے جس کے قدموں کے نیچے جنت اللہ نے رکھ دی ہے۔ دوستو اپنے ماں باپ کی عزت کرو کل تمہاری باری آنے والی ہے۔ (ہاشم چندور-چندور بالا)

✻......میں اپنی ماں سے بہت ہی پیار کرتا ہوں اور انہیں کبھی کھونا نہیں چاہتا کیونکہ ان کے بغیر میری زندگی ادھوری ہے۔ (سید اظہر حسین)

✻......ماں کا لفظ جب ہونٹوں پہ آتا ہے، وفا کی خوشبو کا طوفان آتا ہے۔ ماں سے بڑھ کر کوئی بھی اس دنیا میں وفا کرنے والا ہو نہیں سکتا۔ (محمد افضل اعوان-گوجرہ)

✻......پردیس میں رہ کر مجھے اپنی ماں کی بہت زیادہ یاد آتی ہے۔ (خضر علی-اٹک)

✻......مجھے اپنی ماں سے بے حد پیار ہے مگر ماں اس وقت دنیا میں نہیں ہے۔ ماں کی کمی محسوس کرتا ہوں۔ (ریاض-صادق آباد)

✻......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ ماں ہے تو سب کچھ ہے۔ دنیا میں سب کچھ مل جاتا ہے مگر ماں کبھی نہیں ملتی۔ میں اپنی ماں کو دل وجان سے پیار کرتا ہوں۔ (خضر اخلاق-بنلی)

✻......ماں اللہ پاک کی طرف سے ایک انمول تحفہ ہے لیکن افسوس آج لوگ اتنی قدر نہیں کرتے جتنی ان کا حق ہے۔ (نذیر احمد خان جوئیہ-اسلام آباد)

✻......ماں ایک عظیم ہستی ہے ماں کی عزت کیا کرو۔ (مہر قربان علی-چتوکی)

✻......میں تو یہ کہتا ہوں کہ خدا اور رسولؐ کے بعد دوسری ہستی ماں کے سوا ہو نہیں سکتی۔ اللہ میری ماں کو تا محشر زندہ رکھے۔ (محراب خان عاصم-ژوب)

✻......مجھے اپنی ماں سے بہت ہی زیادہ پیار تھا وہ جب سے جدا ہوئی ہے دنیا کا ہر کونا ویران نظر آتا ہے اللہ میری ماں کو جنت میں جگہ دے۔ (نرگس ناز-سکھر)

✻......میں اپنی ماں سے بے حد پیار کرتا ہوں مگر مجھے ماں کا پیار بہت کم ملا، ماں فوت ہوگئی۔ ماں کو یاد کرتا ہوں تو غم۔

دل باہر کو آتا ہے کاش ماں زندہ ہوتی۔ (نذیر احمد خان جوئیہ-اسلام آباد)

✽......دنیا کا کوئی رشتہ ماں سے زیادہ پیارا نہیں ہوتا ماں کے بغیر گھر ویران اور اجڑا اجڑا لگتا ہے۔ (مہر قربان علی-حبیب آباد)

✽......سب رشتوں کا نعم البدل ہو سکتا ہے لیکن ماں وہ واحد ہستی ہے جس کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا اس لئے اس کی جتنی ہو سکے قدر کرو یہ سب سے عظیم رشتہ ہے۔ (عبدالرحمٰن گجر-نین لانجھہ)

✽......میرے بھائیو ماں کو خوش رکھو، ماں کو کبھی ناراض مت کیا کرو ماں خوش رہو ماں تجھے سلام۔ (شاہد اقبال خٹک-جندری کرک)

✽......ماں تجھے سلام، ماں وہ ہستی ہے جو زندگی میں ایک بار ملتی ہے ماں کی قدر کرو ماں کو کبھی ناراض مت کیا کرو ماں خوش رہو۔ (شاہد اقبال خٹک-جندری کرک)

✽......ان دوستوں سے مخاطب ہوں جو شادی کے بعد ماں کو بھول جاتے ہیں اللہ پاک والدین کو بھولنے یا دکھ دینے والے شخص کو مرنے سے پہلے ہی ذلیل و خوار کرتا ہے۔ (عبدالغفور-لکڑمار)

✽......میری ماں دنیا کی بیسٹ ماں ہے جس سے میں بہت پیار کرتا ہوں میری ماں کی دعائیں ہمیشہ میرے ساتھ رہتی ہیں۔ (قیصر علی-ملتان کینٹ)

✽......ماں ہی وہ سچا رشتہ ہے جو بغیر کسی لالچ کے پیار دیتا ہے۔ یا اللہ میری ماں کو ہمیشہ سلامت رکھنا۔ آئی مس یو ماں جی۔ (قیصر علی-ملتان کینٹ)

✽......اے، کاش کسی کی ماں اتنی جلدی روٹھ کر شہر خاموشاں کو اپنا مسکن نہ بنائے امی کاش آج آپ زندہ ہوتیں تو زیست میں کوئی پریشانی، محرومی اور دکھ نہ ہوتے۔ (عمران انجم راہی-ستہ پانی)

✽......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری ماں کو سلامت رکھے اور میری ماں سدا خوش رہے۔ (محمد اکرام ساغر-خانیوال)

✽......ماں سے صرف پیار کرو ماں کو ماں کے تمام حقوق دو ماں کو کبھی دکھی مت کرو۔ (نوید اشرف نظامی-کوٹ مومن)

✽......ماں کے قدموں میں جنت ہے اس جنت کی اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کرو اور اس کی خدمت کیا کرو یہ آپ لوگوں پہ فرض ہے۔ (نبیل احمد گبول-کراچی)

✽......اپنی تنہائی تیرے نام پہ آباد کرے گا۔ کون ہو گا جو ماں کی طرح تجھے یاد کرے گا۔ (عاشق حسین طاہر-منڈی نونانوالی)

✽......ماں خدا کی طرف سے ایک انمول تحفہ ہے میری تمام بہن بھائیوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی ماں کی عزت کریں اور اس کا ہر حکم مانا جائے۔ (نبیل احمد گبول-کراچی)

✽......ماں دنیا کی وہ عظیم ہستی ہے جن کی دعا سے انسان اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے جس کی منزل تک پہنچنے کی اسے خواہش ہوتی ہے۔ (میاں شکیل چوعظہ-خان پور)

✽......ماں سے پیار کرنے والا زندگی میں کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ (محمد شہباز گل-گوجرانوالہ)

✽......ماں ایسا رشتہ ہے جس کے پاس ماں نہیں ہے وہ سب سے غریب آدمی ہے۔ (باسط صدیق گبول-کراچی)

✽......ماں جنت بھی ہے اور دوزخ بھی ہے ماں کی نافرمانی کی تو کوئی عمل بچا نہیں سکتا ماں کی فرمانبرداری کی تو جنت میں داخل۔ (باسط صدیق گبول-کراچی)

✽......جو لوگ ماں کی قدر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرماتا ہے اور اس کو اپنے ہر نیک مقصد میں کامیابی ملتی ہے۔ (محمد آفتاب شاد-دوکوٹہ)

✽......اگر ہم اپنی ماں کو کاندھے پر بٹھا کر اسے سات حج بھی کروائیں تو تب بھی ہم اپنی ماں کے پیار کا فرض ادا نہیں کر سکتے۔ ماں کی اتنی خدمت کرو تمہیں دعا دے۔ (ندیم اقبال قریشی-بھریا روڈ)

✽......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں کیونکہ ماں میری زندگی ہے میں اپنی ماں کو سلام کرتا ہوں بلکہ سب ماؤں کو سلام کرتا ہوں۔ (احمد حسن عرض خان-قبولہ شریف)

✽......میں اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہوں میں جو کچھ ہوں ماں کی وجہ سے ہوں اللہ میری ماں کو زندہ رکھے۔ (محمد ہارون قمر بیج پور ہزارہ)

✽......میری ماں اس دنیا میں نہیں ہے میں بارہ سال کا تھا جب مجھ کو چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوگئی میری ماں مجھ سے بہت پیار کرتی تھی۔ (محمد لقمان اعوان-شیخوپورہ)

✽......میں اپنی ماں کے لئے ہی کیا جیتا ہوں اے ماں تیری عظمت کو سلام۔ (محمد اویس مشتاق-لاہور)

✽......میری امی جان میرا سرمایہ ہے زندگی میں سب سے زیادہ مجھے پیار ملا تو وہ میری امی جان ہے میری ساری

دعائیں میری امی جان کے لئے ہیں وہ تاقیامت میرے ساتھ رہیں۔ (ایم خالد محمود سانول-مروٹ)

✽ میں اپنی ماں سے دل و جان سے پیار کرتا ہوں ماں کو دنیا کی عظیم ہستی سمجھتا ہوں۔ (مولانا عبدالغفور نقشبندی گیلانی-گوجرانوالہ)

✽ میں اپنی ماں سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں اے ماں تو سلامت رہے تاقیامت رہے۔ (محمد اشرف زخمی دل-بچیکی)

✽ ماں کے بعد میری زندگی میں صرف دکھ ہی مجھ کو ملے ہیں اگر ماں اس دنیا میں ہوتی تو آج میں ایسا تنہا نہ ہوتا اور اس وقت رات کے تین بجے رہے ہیں ابھی تک نیند نہیں آئی۔ (محمد لقمان اعوان-شیخو پورہ)

✽ ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے۔ ماں ہو تو دنیا جنت ہے اور نہ ہو تو دنیا ویران ہے۔ (نیاز علی تنہا-مردان)

✽ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں میری ماں دنیا کی عظیم ترین ماں ہے اس جیسا دنیا میں کوئی نہیں۔ (اکرام الحسن حنیف-فورٹ عباس)

✽ وہ کہتے ہیں ناں کہ پتر کو پتر ہو جاندے نیں پر ماپے کو ماپے نئیں ہوندے۔ میرے لئے میری ماں ہی سب کچھ ہے۔ (ایم شفیع تنہا-امرخورد)

✽ میری ماں بہت پیاری تھی میں ماں کو یاد کرتا ہوں تو میرا دل باہر کو آتا ہے کیوں کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے بہت زیادہ یاد آتی ہے۔ خدا میری ماں کو جنت میں جگہ دے۔ (نذیر احمد خان جوئیہ-اسلام آباد)

✽ ماں کی تعریف میں جتنا بھی لکھوں کم ہے ایسی میری جان میری ماں اس دنیا کی سب سے اچھی ماں ہے۔ (زبیر گل-ہملٹ ٹوپی)

✽ میری ماں میری جان کا ٹکڑا ہے۔ ماں نہیں تو کچھ نہیں میرے گھر کی زینت ماں سے ہی ہے اللہ میری ماں کو لمبی زندگی دے۔ (محمد ہارون قمر تیج پور ہزارہ)

✽ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ جو لوگ ماں کا دل دکھاتے ہیں وہ فنا ہو جاتے ہیں ماں کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ (علی نواز مزاری-گھوٹکی)

✽ ماں جس کا کوئی نعم البدل نہیں لیکن ہمیں ان کی قدر نہیں ہم بیوی کے کہنے پہ ماں کو برا بھلا کہتے ہیں خدا ہم کو ہدایت دے۔ (عبدالرحمن گجر-نین انجھ)

✽ زندگی کی ساری خوشیاں ماں کے ساتھ دیکھنا چاہتا ہوں قارئین سے گذارش ہے کہ ماں کی صحت و تندرستی اور لمبی زندگی کی دعا کریں۔ محمد افضل اعوان-گوجرہ)

✽ ماں دنیا میں انمول تحفہ ہے اللہ تعالیٰ میری ماں کو ہمیشہ سلامت رکھے کیوں کہ میرا اس دنیا میں ماں کے علاوہ کوئی نہیں۔ (محمد شفیع اللہ-میر پور خاص)

✽ میری ماں میرے لئے سب کچھ ہے خدا میری ماں کو لمبی عمر عطا کرے ماں تو سدا خوش و خرم رہو اور مسکراتی رہا کرو۔ (فیض اللہ خٹک-کرک)

✽ ماں ہی وہ عظیم ہستی ہے جو اس دنیا میں محبت کے قابل ہے ماں سے محبت کرو مگر اب لوگ ماں کی قدر و قیمت بھول گئے ہیں۔ (حماد ظفر ہادی-گوجرہ)

✽ ماں کی خدمت جنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اس کے بغیر جنت ممکن نہیں ہے ماں جنت کا باغ ہے ماں ایک مقدس رشتہ ہے۔ (چوہدری الطاف دکھی-کھڈوڑہ)

✽ میں جو بھی ہوں اور جس مقام پر ہوں یہ سب میری پیاری ماں کی دعائیں ہیں۔ آئی لو یو۔ ماں کی قدر کرو کامیابی ہے۔ (چوہدری الطاف دکھی-کھڈوڑہ)

✽ میں اپنی ماں کی دعا سے زندہ ہوں خدا تعالیٰ میری ماں کو عمر لمبی عطا فرمائے ماں خدا کی طرف سے انمول تحفہ ہے۔ (چوہدری الطاف دکھی-کھڈوڑہ)

✽ میں اپنی ماں کی نیک دعاؤں کے سہارے زندہ ہوں اس مقام تک ماں کی دعاؤں سے پہنچا ہوں ماں کی قدر کرو ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ (الطاف حسین دکھی-کھڈوڑہ)

✽ اے ماں تو ہمیشہ خوش رہے یہی دعا دن رات کرتا ہوں کوئی غلطی ہو تو معاف کرنا اور میرے لئے دعا کرنا۔ (امداد علی ندیم عباس تنہا-میر پور خاص)

✽ لوگ کہتے ہیں کہ جان ہے تو جہان ہے لیکن میں کہتا ہوں اگر ماں ہے تو جہان ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ (جاوید اقبال جاویدا چکرہ-فیصل آباد)

✽ دوستو ماں باپ کی خدمت کیا کرو اگر کچھ پانا چاہتے ہو ماں باپ کی خدمت میں ہی سب کچھ ہے یہ جہان بھی اور اگلا جہا بھی۔ (جاوید اقبال جاویدا چکرہ-فیصل آباد)

✽ ماں اللہ کی طرف سے ایک خوبصورت تحفہ ہے۔ اس کی جتنی بھی خدمت کرلو وہ کم ہے ماں ہے تو سب

کچھ ماں نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ (جاوید اقبال جاوید اچکرہ۔فیصل آباد)

✱ میں اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہوں میری تمام قارئین سے التجا ہے کہ خدارا اپنی ماں کی دل و جان سے عزت و احترام کریں۔ جہانگیر اسلم گوندل۔ بوہت)

✱ ماں اس جہان کی اک انمول اور نایاب ہستی ہے۔ ماں کو کبھی بھی دکھ درد نہ دو بلکہ ماں کو ہمیشہ خوش رکھا کرو اور ماں سے دعائیں لو۔ (فیض اللہ خٹک۔ والکی محبت خیل)

✱ ماں کے بارے میں جب بھی کچھ لکھتا ہوں تو آنکھیں بھیگ جاتی ہیں کیونکہ میری ماں اللہ کے پاس ہے۔ (ملک عرفان۔عبدالحکیم)

✱ ماں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطا کردہ عظیم نعمت ہے ماں کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ (این علی نا۔ ڈھوک مراد)

✱ میری ماں کو فوت ہوئے عرصہ گیارہ سال ہو گئے ہیں لیکن مجھے آج تک اپنی ماں کی باتیں یاد آتی ہیں اور اکثر ماں کو یاد کر کے رو پڑتا ہوں۔ (محمد آفتاب شاد۔کوٹ ملک دوکوٹہ)

✱ ماں وہ گلزار ہے جس میں ہر وقت بہار کا موسم رہتا ہے اور ممتا کے پھول کھلے رہتے ہیں۔ (مدثر ندیم مدثر۔ کبیروالہ)

✱ میری ماں میری زندگی ہے اللہ تعالیٰ دنیا جہاں کی ماؤں کو زندگی دے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی ماؤں کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ (ذوالفقار علی مستوئی۔اوستہ محمد)

✱ لفظ ماں ایک عظیم رشتے کا نام ہے اس کی قدر ہر انسان کو کرنی چاہئے کیونکہ ماں کے ہاتھ جنت کی کنجی ہے ماں کے بغیر دنیا اور آخرت دونوں بے کار ہیں۔ (عبدالوحید ابرار بلوچ۔ تونڈہ)

✱ ماں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا والوں ایک ایسا تحفہ ہے جس کی قیمت پوری دنیا ادا کر سکتی نہیں ہے۔ (سردار زاہد۔باغ)

✱ صبح سے شام تک اک شخص محنت اور کام کے بعد جب گھر واپس آیا تو باپ نے پوچھا کیا کمایا۔ بیوی نے پوچھا کیا لایا اور صرف ماں نے پوچھا دن میں کچھ کھایا یا نہیں۔ پیار کرو ماں سے۔ (وقاص احمد۔انورہ)

✱ ماں ایک عظیم ہستی ہے جس سے روشنی دل کی بہتی ہے ماں کی دعا جنت کی ہوا ماں کی خدمت کریں۔ (غلام مصطفیٰ۔کراچی)

✱ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں میں نے واپس اٹلی جانا ہے تو میری امی مجھے ہر روز دعا دیتی رہتی ہے میرا بہت خیال کرتی ہے۔ ماں تجھے سلام۔ (کامران ساگر۔اٹلی)

✱ ماں تو ماں ہوتی ہے مگر میری ماں بہت ہی پیاری تھی مجھے بہت پیار کرتی تھی میں بھی ماں کو بے حد پیار کرتا تھا مگر مجھے کم وقت ملا میری ماں فوت ہو گئی۔ (نذیر احمد خان جوئیہ۔اسلام آباد)

✱ میں اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہوں مجھے ہر پل اپنی ماں کی یاد آتی ہے ماں جنت کا راستہ ہے۔ (نذر عباس بلال۔چیچہ وطنی)

✱ ماں کے قدموں تلے جنت ہے ماں کی دعا انسان کی کامیابی کا ذریعہ ہے اللہ میری ماں کو لمبی عمر دے۔ (زبیر گل۔ ہملٹ ٹوپی)

✱ ماں کی قدر کی جائے ماں کا احترام کیا جائے یہی ہر انسان کی بھلائی ہے ماں کے بغیر گھر گھر نہیں ہے ماں کے بغیر زندگی کچھ بھی نہیں ہے۔ (عبدالوحید ابرار بلوچ۔تونڈہ)

✱ آؤ سب مل کر عہد کریں کہ جو غلطی گستاخی ماں سے کی ہے اس کی اپنی ماں سے معافی مانگیں اور آئندہ پوری زندگی ماں کی خدمت میں گزار دیں۔ (ذوالفقار علی سانول۔ ملک وال)

✱ میں اپنی ماں سے بہت محبت کرتا ہوں جس کی دعاؤں سے آج مجھے سب کچھ ملا ہے۔ (حفیظ اللہ۔ونڈر)

✱ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں ماں ہی وہ ہستی ہے جو سچا پیار دیتی ہے میری ماں بہت اچھی ماں ہے۔ (سفیر اداس موہری۔مظفر آباد)

✱ وہ گھر ہی نہیں جس گھر میں ماں نہیں ماں کے بغیر زندگی ادھوری ہے ماں ایک عظیم پھول ہے اس لئے ماں کی قدر کرو۔ (محمد عمران بٹ۔ ڈھوک ڈل)

✱ ماں دنیا کا وہ رشتہ ہے جو کبھی اپنی اولاد کو بد دعا نہیں دے گا خود بھوکی رہ لے گی لیکن اپنے بچے کو کبھی بھوکا نہیں رکھے گی۔ (ایم ظہیر گبول۔کراچی)

✱ شب کی تنہائی میں جب دل و دماغ سے دن کی الجھنیں دور ہوتی ہیں تو پیاری ماں تیری یادوں کی گھٹائیں آ کر میری آنکھوں کو پرنم کر جاتی ہیں۔ پھر کئی لمحے تجھے یاد کرتے کرتے گزر جاتے ہیں۔ (عمران انجم راہی۔ستہ پانی)

✱ میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اور تمام مسلمان بھائیوں سے گذارش ہے کہ اپنی ماں کا دل کبھی نہ دکھائیں۔ (بابر خان۔میانوالی)

✱...... میری خدا سے دعا ہے کہ میری ماں کی عمر لمبی کر دے اور مجھے ساری زندگی اس کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ (ایم ظہیر گبول-کراچی)

✱...... دنیاو آخرت میں کامیابی چاہتے ہے ہو تو ماں کی خدمت کرو، ماں تجھے سلام ماں کی دعا جنت کی ہوا۔ (میاں محمد عرف دکھی-گاؤں نوشہرہ)

✱...... میری ماں میری جنت ہے سب مائیں عظیم ہیں لیکن میری ماں ہی میرا سب کچھ ہے اللہ میری ماں کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ ماں تجھے سلام۔ (احمد نجمی-میانوالی)

✱...... میری ماں میری زندگی ہے اللہ پاک سب ماؤں کو سلامت رکھے۔ میں جو کچھ بھی ہوں ماں کی دعاؤں کا صدقہ ہوں۔ (احمد نجمی دکھی-میانوالی)

✱...... میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں خدا ان کو ہمیشہ سلامت رکھے اور ان کی خدمت کا موقع دے۔ (ملک افضل ساگر-صفدر آباد)

✱...... دعا لینی ہے تو باپ سے لو کیونکہ ماں تو بد دعا دیتی ہی نہیں سدا خوش رہو میری ماں۔ (شاہد منیر راز-بڈانی)

✱...... اے ماں تیری عظمت کو سلام ہو، میری ساری زندگی تیرے نام ہو تیرے جام پر جان قربان ہو اے ماں تیری شان سے میری شان ہو۔ (نصیر بیتاب-مظفر آباد)

✱...... ماں کے بغیر گھر قبرستان ہے ماں کے پاؤں تلے جنت ہے اس کی جتنی قدر کرو کم ہے۔ (محمد ریاض وسیمی-منکیرہ)

✱...... سمندر میں پانی ختم ہو سکتا ہے چاند کی روشنی ماند پڑ سکتی ہے مگر ماں کی محبت کبھی کم نہیں ہو سکتی میری ماں دنیا میں سب سے بہتر ہے۔ (الطاف حسین دکھی-کھڈوڑہ)

✱...... ماں جنت ہے ماں پھول ہے ماں دل کا سکون ہے ماں سب کچھ ہے ماں ایک عظیم ہستی ہے ماں دنیا کا انمول تحفہ ہے ماں کی عزت کرو۔ (الطاف حسین دکھی-کھڈوڑہ)

✱...... ماں ایک آنچل ہے ایک پھول ہے ایک عبادت ہے اور افضل چیز ہے۔ (فیض اللہ مجاور-سخی سرور)

✱...... اے ماں تو سدا سلامت رہو آپ میری کامیابی کا ذریعہ ہیں بڑی سی بڑی مشکل گھڑی آپ کو دعائیں آسان کر دیتی ہیں خدا آپ کو لمبی زندگی اور صحت دے۔ (کاشی کھلاہٹ-انورہ)

✱...... ایک انسان کو جب بھی چوٹ لگتی ہے تو اس وقت ایک ہی نام منہ پر آتا ہے وہ ہے ماں ماں ایک عظیم ہستی ہے ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ (سفیر اداس موہری-مظفر آباد)

✱...... میری پیاری ماں تمہاری جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ماں میں تجھے سلام پیش کرتا ہوں خوش رہو آباد رہو۔ (جبرائیل آفریدی)

✱...... ماں کو ہمیشہ خوش رکھنا چاہتا ہوں میری ماں میری زندگی ہے میں اس کی دعاؤں سے اب تک زندہ ہوں۔ (محمد افضل جواد-کالاباغ)

✱...... پانزیں وچ تروسیاں دکھاں نال نئی مردا، مخاں ناراض ہوئی تے مروسیاں، اے ماں ہمیشہ خوش رہو میرے لئے کامیابی کی دعا کرو۔ (محمد اقبال رحمن-سہیکی پالا)

✱...... ماں محبت کی زندہ مثال ہے دنیا کی محبتیں دھوکہ ہیں فریب ہیں مگر ماں کی محبت بے لوث ہے۔ (جمیل فدا خیرپوری-خیرپور میرس)

✱...... ماں کا رشتہ اس قدر عظیم ہوتا ہے کہ زندگی بھر بھی یہ رشتہ قائم رہتا ہے اور ماں کی قدر کرنی چاہئے۔ (سردار محمد اقبال-سردار گڑھ)

✱...... ماں کی نافرمانی کرنے والا کبھی جنت میں نہیں جائے گا میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں آئی لو یو ماں۔ (سعید آکاش-مظفر آباد)

✱...... میں اپنی ماں سے بہت محبت [illegible] ہوں خدا کے بعد میرا سہارا میری ماں [illegible] ہے اے اللہ میری ماں کو ہمیشہ [illegible] رکھنا۔ (جہانگیر اسلم گوندل-[illegible])

✱...... ماں کے بغیر زندگی [illegible] اور تنہا سفر ہوتا ہے اور زندگی [illegible] کا ہونا لازمی ہے اور ماں کی دعا [illegible] مکمل۔ (سردار اقبال مستوئی [illegible] گڑھ)

✱...... اگر دنیا کے سارے [illegible] قلمیں بنائی جائیں اور سارے [illegible] سیاہی تب بھی ماں کی تعریف بیان [illegible] کر سکتا نہیں ہے۔ (علی ناز)

✱...... میں اپنی ماں سے اتنا پیار [illegible] ہوں کہ اگر اس کے لئے جواب [illegible] کے سارے اوراق لکھے جائیں [illegible] ہیں ماں تو جنت کا پھول ہے۔ [illegible]سیم-لکھن کے)

✱...... دنیاداری دے سارے رشتیاں [illegible] چوں کوئی رشتہ نہیں ماں دے [illegible] ورگا۔ رب وی کہندا اے موسیٰ کے آ جدو سر تے نہ صابر اماں ہووے۔ (خضر علی-گنڈاکس)

✱...... میں اپنی ماں سے [illegible] پیار کرتا ہوں۔ ماں وہ پھول ہے [illegible] سے تمام زندگی خوشبو حاصل کی [illegible] ہے۔ ماں اک نایاب ہیرا ہے۔ [illegible]

نوازمزاری-گھوٹکی)

✱......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں ماں کی دعاؤں اور محبت کی وجہ سے میں خوشحال زندگی گزار رہا ہوں۔ (شفیق قریشی-کوہستان)

✱......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں اور اس کے لئے اپنی جان تک دے سکتا ہوں اے ماں تجھے سلام۔ (رئیس ساجد کاوش-خان بیلہ)

✱......ماں کی قدر ان سے پوچھو جن کی مائیں اس دنیا سے رخصت ہوگئی ہیں۔ ماں جنت کی ہوا ہے اس جنت کو کبھی نہ چھوڑنا مہربانی ہوگی۔ (شکیل احمد عرف بلا-گاؤں نوشہرہ)

✱......زندگی میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو ماں کی خدمت کرو اور ماں کے قدموں کو چوموں تاکہ تمہارے دل کو سکون ملے۔ ماں تجھے سلام) (سائیں جاوید اختر-گاؤں نوشہرہ)

✱......ماں ایک عظیم ہستی ہے اور بے مثال ہے ماں کے بغیر گھر نامکمل ہوتا ہے۔(بشیر سانول-مانسہرہ)

✱......ماں دینا کی عظیم ماں ہے لیکن آج کل ماں کو نوکرانی کے برابر مانا جاتا ہے اور ماں پر بیوی کو بہتر سمجھا جاتا ہے پلیز ماں اور بیوی میں فرق کریں۔ (عبدالرحمٰن گجر-مین لاانجھ)

✱......میرے نزدیک ماں ہی وہ رشتہ ہے جس کی دعاؤں سے انسان اس بلندی کو چھو سکتا ہے جس کا وہ تصور میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ (ایم مجاہد چاند-فیصل آباد)

✱......میری ماں دنیا کی سب سے اچھی ماں ہے میں اپنی ماں سے حد سے زیادہ پیار کرتا ہوں میری عمر میری ماں کو لگ جائے میری ماں کو لمبی عمر دے۔ (محمد عباس جانی-)

✱......اللہ تعالیٰ میری ماں کی عمر دراز کرے مجھے اپنی ماں سے بے حد پیار ہے جو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا تھا۔ (محمد اویس مشتاق-لاہور)

✱......میری ماں میرا سب کچھ ہے مجھے دنیا میں نیک اعمال اور ماں کے علاوہ کچھ نہیں چاہئے آئی لو یو ماں۔ (محمد افضل جواد-کالاباغ)

✱......ماں کے لئے دنیا چھوڑ دو لیکن دنیا کے لئے ماں کو مت چھوڑو ماں کی خدمت کرو یہ نہ ہو کہ آپ کی خدمت سے پہلے ماں چل بسے۔ (رائے عامر شہزاد-فورٹ عباس)

✱......میری ماں میری زندگی ہے میری ہر خوشی ہے ماں کے بنا میں کچھ بھی نہیں ہوں اور آج میں جو کچھ بھی ہوں اپنی ماں کی دعاؤں کی بدولت ہوں۔ (ایم ظہیر گبول-کراچی)

✱......میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں سب قارئین سے التجا ہے کہ میری ماں کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ (رفاقت علی-بھاگ نگر)

✱......ماں تیرے بغیر سارا گھر اداس ہے میری زندگی ہر خوشی مگر اداس ہے ہر جگہ ڈھونڈتی ہیں یہ ترسی ہوئی نگاہیں نہ پر کہیں تجھ کو یہ نظر اداس ہے۔ (مظہر-گاؤں کیوائی)

✱......میری ماں ایک پھول کی طرح ہے جس سے ہمارے گھر کا سارا آنگن مہکتا رہتا ہے۔ خدا ان کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ (اسدالرحمٰن-شورکوٹ)

✱......ماں جنت کے باغوں میں سے ایک خوبصورت باغ ہے ہم ماں کی خدمت کر کے دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ (اسدالرحمٰن بھٹو-شورکوٹ)

✱......میں اپنی ماں سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں کیونکہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور ماں کی دعا عرش تک ہلا دیتی ہے۔ (رئیس ارشد-خان بیلہ)

✱......میری ماں دنیا کی عظیم ترین ماؤں میں سے ایک ہے اس لئے ہمیں دن رات ماں کی خدمت کرنی چاہئے۔ (نعیم دانش سہو-تاندلیانوالہ)

✱......ہر ایک ماں کے بارے میں لکھتا ہے مگر میں کیا لکھوں میں حیران کہ جو بھی الفاظ ماں کی شان لکھنے کی خاطر قلم کی نوک پر لاتا ہے تو وہ الفاظ ماں کی شان پر پورا نہیں اترتے۔ سوچتا کہ ایسے الفاظ کہاں سے لاؤں جو شان بیان کر سکیں۔ (شکیل احمد ملک-شیدانی شریف)

✱......تم نہیں ہو تو روح پیاسی ہے اور بے انتہا اداسی ہے امی جان آپ کب گاؤں واپس آئیں گی بڑا مس کرتی ہوں آپ کو جلد لوٹ آئیں۔ (حنیف نزاعوان-ہری پور)

✱......اپنی ماں سے بہت پیار کرتا لیکن یہ پیار مجھ سے بچپن سے چھین گیا تھا اللہ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دیں۔ (علی رضا کنول-نیری)

✱......ماں ہمارے ساتھ ہے ہم کو کوئی بھی غم نہیں ماں جس گھر میں ہے گھر جنتوں سے کم نہیں۔ (زیب ظہور احمد-بلوچ-ڈیرہ مراد جمالی)

✱......ایک مدت سے میری ماں سوئی نہیں تابش۔ میں نے ایک بار کہا تھا ماں مجھے ڈر لگتا ہے۔ قارئین ماں جنت ہے تو باپ دروازہ لہٰذا دونوں کی اطاعت کرو۔ (مزمل حسین صدا-کھووال)

ساتھی کی تلاش

مجھے ایک اچھے سے ساتھی کی تلاش ہے میں تنہا ہوں ان شا اللہ تا قیامت اس کا ساتھ نبھاؤں گا اور مخلص رہوں گا۔ (مظہر عباس تنہا - چک 9 ب عبدالحکیم)

بے وفا کے نام

میں اس بے وفا کو بھولنا چاہتا ہوں جس نے میری زندگی برباد کی قارئین دعا کریں۔ (لیاقت علی - چیچہ وطنی)

اے آر راحیلہ کے نام

باجی! آپ کی کہانی قسط وار تو خوب اچھی لگی۔ اسی طرح لکھتی رہیں۔ پلیز میری آراء پر جلد عملدرآمد فرمائیں۔ (محرام خان عاصم - ژوب)

گلشن ناز کے نام

میری پیاری بہن گلشن ناز صاحبہ! خدا کے لئے میں تمہارا بہت فین ہوں کیونکہ آپ بہت اچھا لکھتی ہیں۔ (محراب خان بابر عاصم - ژوب)

سویٹ دوستوں کے نام

میرے پیارے دوست ساحل ملتان، عثمان خانیوال، استاد حسنین خانیوال اور جانی ان سب کو میری طرف سے بہت سارا پیار۔ (نعیم دانش سہو - تاندلیانوالہ)

Z کے نام

پلیز آپ سخت لہجہ استعمال کرنا چھوڑ دیجئے کیونکہ آپ سخت لہجے میں بالکل اچھی نہیں لگتیں۔ آپ کو ہنس کر پیش آنا چاہئے۔ (نعیم دانش سہو - تاندلیانوالہ)

AA اور S کے نام

تم میری زندگی میں بہار بن کر آئی ہو اور میری زندگی میں بہار بن کر رہنا اور ہمیشہ خوش رہو اور میرے لئے دعا کیا کرو میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ (ہاشم چندور - مانسہرہ)

جان کے نام

جان جی میں نے اس در پہ آ کے بھیک مانگی ہے جہاں سے کوئی سوالی خالی نہیں گیا مجھے ہر چیز پر مکمل یقین ہے باقی ساری حقیقت میں آپ کو بیان نہیں کر سکتا بس مبارک وصول کرو۔ (محمد افضل اعوان - گوجرہ)

F کے نام

میں تم سے بہت ہی پیار کرتا ہوں لیکن میں سب کے سامنے بتا نہیں سکتا کیونکہ اس سے تمہاری رسوائی ہو گی۔ (سید اظہر حسین شاہ - بھمبر)

K جان کے نام

دوستی کرنا اتنا آسان ہے جیسے مٹی پر مٹی سے مٹی لکھنا اور دوستی نبھانا اتنا مشکل ہے جیسے پانی پر پانی سے پانی لکھنا۔ (شاہد اقبال خٹک - کرک)

بہنوں کے نام

مجھے ایک سچی مخلص عزت دار اور غریب بہن کا پیار چاہئے صرف غریب لڑکیاں رابطہ کریں۔ (خضر علی - حیدر آباد)

ایم خالد محمود سانول کے نام

جناب میں آپ کی سٹوریاں اور تحریریں شوق سے پڑھتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے ہمیشہ لکھتے رہو۔ (رائے جاوید کھرل - فورٹ عباس)

این کے نام

میں آپ کے خط کا جواب نہ دے سکا تھوڑا مصروف تھا۔ ابھی میں نے آپ کے خط کا جواب ارسال کر دیا ہے۔ امید ہے آپ کو مل گیا ہو گا۔ دعاؤں میں یاد رکھنا۔ (خضر اخلاق بٹلی مغل - ڈڈیال)

قارئین کے نام

اے رشید لندن میں گاؤں تھا معذرت لیٹ SMS کیا۔ (نذیر احمد جوئیہ - اسلام آباد)

قلمی دوستی

دل بہت دکھی کوئی مجھ سے دوستی نہیں کرنا چاہتا بہت دکھ دیکھے ہیں اگر کوئی مجھ سے قلمی دوستی کرنا چاہے تو جواب ضرور ملے گا۔ (محمد دلدار DN - پتوکی)

قارئین کے نام

تمام دوستوں سے گذارش ہے خط تو لکھتے ہیں مکمل پتہ نہیں لکھتے پلیز مکمل پتہ لکھا کریں تا کہ جواب دے سکیں۔ (مہر قربان علی - پتوکی)

میری رائے میں اپنے آپ کو ہواؤں میں اڑتا ہوا محسوس کیا غم کی سیاہ رات ایک دن ختم ہو جاتی ہے اور خوشی کا سویرا طلوع ہوتے ظلم اپنی موت آپ مر جاتا ہے تو غم کے آنسو خوشی میں بدل جاتے ہیں۔ (ربیعہ مختار احمد راہی۔لیہ)

میری رائے میں میری زندگی میں غم ہی غم ہیں خوشی کبھی دیکھی نہیں مجھے جو دوست یا جو کوئی بھی مجھے ملتا ہے وہ میرا غم بڑھا کر چلا جاتا ہے۔ (محمد آفتاب شاد۔ کوٹ ملک دوکونہ)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان پھولے نہیں سماتا اس کو ہر طرف پھول بکھرے نظر آتے ہیں لیکن افسوس میری زندگی میں خوشی کے بعد غم ملے ہیں۔ (ڈاکٹر محمد ایوب بوہڑ۔ اوستا محمد)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے ہر انسان کی خواہش ہے کہ اس سے خوشی ملے غم کے بعد تاکہ وہ اس غم کو ہمیشہ کے لئے بھول جائے۔ (نبیل احمد گبول۔کراچی)

میری رائے میں جب انسان بہت غمگین ہوتا ہے تو اسے ایک پل خوشی کا مل جائے تو وہ ایک لمحے کے لئے سارے غم بھول جاتا ہے وہ لمحہ اس کے لئے بہت قیمتی ہوتا ہے۔ (قیصر علی۔ ملتان کینٹ)

میں ایسا لگتا ہے جیسے زندگی کا نیا سورج نکل آیا ہو جہاں خوشیاں ہو وہاں غم بھی ہوتے ہیں۔ (مہر قربان علی۔ حبیب آباد)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو سمجھ نہیں آتا اس کا اظہار کیسے کیا جائے جب میرا دو سالہ بیٹا زندگی اور موت کی کشمکش سے باہر آیا تو اتنی خوشی ہوئی کہ سمجھ نہیں آتا اللہ کا شکر کیسے کیا جائے۔ (نرگس ناز۔سکھر)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو ایسے لگتا ہے دنیا کی ہر چیز مجھے مل گئی ہے اور پھر میں خدا کی عبادت کرتا ہوں کیوں کہ خوشی کے بعد غم بھی ملتا ہے اس لئے پہلے ہی بندے کو تیار رہنا چاہئے۔ (نذیر احمد خان جوئیہ۔ اسلام آباد)

میری رائے میں خوشی تو مل کر ختم ہو جاتی ہے لیکن جو غم ہے وہ ہمیشہ پاس رہتا ہے اور غم میں جینے کا اور مزہ ہے اس سے غم دینے والا پاس رہتا ہے۔ (محمد افضل جواد۔ کالا باغ)

میری رائے میں میں ہمیشہ غموں سے دوچار رہا ہوں پھر بھی زندگی میں ایک بار خوشی ملی تھی تو محسوس ہو رہا تھا میں دنیا کا خوش قسمت انسان ہوں جب کسی کا ساتھ تھا۔سفیر اداس موہری۔ پنج کوٹ)

میری رائے میں ہاں جی کافی غم ملے ہیں اس ناچیز نے جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے انسان کو ایسا محسوس ہوتا ہے شاید اب کبھی زندگی میں غم نہیں آئے گا لیکن شاید ایسا کم ہوتا ہے کہ غمگین ہوں۔ (محمد اقبال رحمٰن۔ سہیکی بالا ہزارہ)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے ایسے وقت میں ہمیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ جس نے غم کے بعد ہمیں خوشی نصیب فرمائی۔ (محمد عمیر مظہر سنی۔تیکیاں)

میری رائے میں اصل خوشی وہی ہوتی ہے جو غم کے بعد ملے میں سزائے موت کا قیدی ہوں اگر بری ہو گیا تو آپ میری خوشی کا اندازہ نہیں کر سکتے ہے ناں۔ (جہانگیر اسلم گوندل۔ گاؤں بوہت)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ انسان اس سے ایک دم پانی میں آ گیا ہے انسان بھول جاتا ہے کہ کچھ دیر پہلے مجھ کو کوئی غم تھا یا کوئی پریشانی تھی۔ (پرنس عبدالرحمٰن گجر۔ نین لانجھ)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ہمیں خوشی کا حقیقی احساس ہوتا ہے کہ خوشی کیا ہے۔ ایسے جیسے کوئی مرجھایا ہوا پھول کھل جائے۔ (ظفر نور بھٹو۔ اوباوڑہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی کا ملنا زندگی کا ملنا ہے خوشیوں کی بدولت ہی زندگی میں سکون میسر آتا ہے۔ (جمیل فدا خیرپوری۔ خیرپور میرس)

میری رائے میں غم کے بعد خلوشی ملتی ہے تو اچھا محسوس ہوتا ہے جو بھی غم ہوں وہ دل سے اتر جاتا ہے خدا سب کو غم کی بجائے خوشیاں نصیب فرمائے۔ (خضر علی۔ گنڈاکس)

میری رائے میں انسان سب دکھ درد بھول جاتا ہے اسے راحت اتنی ملتی ہے کہ جیسے پیاسے کو پانی مل جاتا ہے۔ (این علی

ناز- ڈھوک مراد)

میری رائے میں ایسا لگتا ہے جیسے خدا کو ہم پر ترس آ گیا ہو۔ خوشی مستقل نہیں رہتی البتہ غم حیات بام ہے۔ (فیض اللہ مجاور- بخی سرور شریف)

میری رائے میں اصل خوشی ہوتی تب ہے جو غم کے بعد ملتی ہے کیونکہ اگر خوشی پہلے مل جائے تو اس کی قدر نہیں ہوتی۔ (ملک افضل ساگر- سٹی صفدر آباد)

میری رائے میں اگر غم کے بعد کوئی خوشی ہے تو اس غموں کو ہم بھول جاتے ہیں اور خوشی میں کوئی غم یاد ہی نہیں رہتا۔ (شاہد منیر- بڈانی)

میری رائے میں غم کیبعد جب خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے اجڑے ہوئے گلشن میں بہار آ گئی ہے۔ (میاں محمد عرف دھکی- گاؤں نوشہرہ)

میری رائے میں زندگی غموں سے بھری ہو تو کچھ اچھا نہیں لگتا خوشی مل جانے سے زندگی حسین بن جاتی ہے۔ غم کے بعد خوشی کا مل جانا خزانے کے برابر ہیں اتنی خوشی ہوتی ہے بیان نہیں ہوتا۔ (جبرائیل آفریدی- ناصر آباد، کمر شانی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت ہی خوشی ملتی ہے بہت ہی اچھا لگتا ہے کیونکہ انسان پھر غم بھول جاتا ہے۔ (فیض اللہ خٹک- واکلی محبت خیل)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت ہی اچھا لگتا ہے کیونکہ انسان وہ غم ہی بھول جاتا ہے اور وہ خوشی میں مست رہنے لگتا ہے اور غم کے بعد خوشی بڑی انمول خوشی ہوتی ہے۔ (فیض اللہ معصوم خٹک- واکلی محبت خیل)

میری رائے میں غم کے بعد جب انسان کو خوشی ملتی ہے تو انسان خوشی برداشت نہیں کر سکتا۔ (ملک عرفان- چک 9ب عبدالحکیم)

میری رائے میں یہ تو غم کی نوعیت پر ہے کہ کبھی کبھی تو اچھا لگتا ہے اور انسان خوشیوں میں کھو جاتا ہے مگر کبھی کبھی انسان کو فراموش کر کے غم زدہ ہی رہتا ہے۔ (محمد افضل اعوان- گوجرہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملی تو اچھا نہیں لگتا کیونکہ غم خوشی کو دبا دیتا ہے۔ (نذر عباس ہاشمی- اقبال نگر)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے میں اب دنیا میں آیا ہوں۔ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہوں۔ اللہ ہر انسان کو خوشی دے۔ محمد ہارون قمر سیج پور ہزارہ)

میری رائے میں جب غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو انسان غم کو بھول جاتا ہے اگر غم بڑا نہ ہو تو انسان ایسا محسوس کرتا ہے جیسے اس کے اوپر غم گزرا ہی نہ تھا۔ (زبیر گل- ہملٹ ٹوپی)

میری رائے میں خوشی اور غم دونوں اچھے لگتے ہیں کیونکہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں خوشی میں غم کو نہ بھولیں۔ (سردار زاہد- باغ)

میری رائے میں انسان کو جب غم کے بعد خوشی ملے تو وہ غم کو بھول جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ غم چھوٹا ہو کیونکہ غم انسان زندگی بھر بھلا نہیں پاتا۔ (زبیر گل اعوان- ہملٹ ٹوپی)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ دوزخ سے نکل کر جنت میں آ گیا ہے اور جب اچانک خوشی ملتی ہے تو پھر کیا کہنا۔ (جاوید اقبال جاوید اچکرہ- فیصل آباد)

میری رائے میں انسان کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ خوشی کے بعد غم اور غم کے بعد خوشی زندگی میں یہ سب چلتا رہتا ہے۔ اس کو آزمائش سمجھ کر قبول کرنا چاہئے اچھا لگتا ہے۔ (ایم خالد محمود سانول- مروٹ)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو انسان اپنے سب دکھ بھول جاتا ہے کہتے ہیں ناں غم خوشی کی امید لے کر آتا ہے۔ اب اس کے بعد خوشی ملے گی۔ (محمد شفیع اللہ- میر پور خاص)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے مجھے غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ (حسنین کاظمی- رکن)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو انسان پھولے ہی سمانہیں سکتا جس حال میں بھی رب رکھے چاہے غم ہو یا خوشی اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ (الطاف حسین دکھی- کھنڈورہ)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو اس کا اپنا مزہ ہوتا ہے لگتا ہے جیسے اس سے پہلے خوشی کبھی ملی ہی نہیں۔ (سعدیہ ملک- ہری پور)

میری رائے میں جی بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے ہاں جیسے خزاں کے بعد بہار آ جائے تو درخت بہت خوبصورت لگتے ہیں پھول بہت حسین لگتے ہیں اسی طرح غم میں انسان بہت مایوس ہو جاتا ہے اور پھر جب وہ غم وہ دکھ دور ہو جائے تو بہت اچھا

نہ سمجھنا سو کر کہ ہم تمہیں بھول جاتے ہیں
ہم تو سوتے ہیں تم کو دیکھنے کے لئے
اے ظالم نہ کر ظلم تمنا ہم بھی رکھتے ہیں
تو حسن رکھتی ہو جوانی ہم بھی رکھتے ہیں
نگاہیں ناز کرتی ہیں تم سے پیار کرنے کو
یہ دل مجبور کرتا ہے تم سے دل لگانے کو
☆ بشیر احمد- چندور بالا

لگتا ہے زندگی حسین لگتی ہے بہت پیاری لگتی ہے۔ (ایم خالد محمود سانول-مروٹ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو زندگی میں بہار آ جاتی ہے خوشی کے مارے آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ (علی نواز مزاری-گھوٹکی)

میری رائے میں اگر ایسا ہو بھی جاتا ہے تو غم کو بھلانا خوشی کے بس کی بات نہیں ہے۔اللہ کسی کو غم نہ دے۔ (شفیق قریشی-کوہستان)

میری رائے میں غم کے بعد انسان کو ایسی خوشی ملتی ہے جیسے ایک قیدی کو رہائی ملتی ہے۔غم کے بعد ہی خوشی انسان کو جینا سکھاتی ہے خوشی کے بعد انسان غم نہیں برداشت کر سکتا۔ (اطہر مجاہد چاند- فیصل آباد)

میری رائے میں اگر کوئی انسان بچپن سے غموں سے چھٹکارا نہ پا سکے اور پھر اس کو خوشی مل جائے تو ایسی خوشی کا تاثر اب آپ ہی بتائیے کیسا ہو گا؟ (رئیس ارشد- خان بیلہ)

میری رائے میں غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں دوبارہ بھیجا ہو۔ غم کے بعد جب خوشی ملتی ہے تو انسان کا دل گلاب کے پھول کی مانند کھل اٹھتا ہے۔ (حفیظ الرحمٰن عرف تنہا- گاؤں نوشہرہ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو ایسا لگتا ہے جیسے ڈوبتے ہوئے کو کنارہ مل جائے یا مرتے ہوئے کو دوبارہ زندگی۔ (پرنس عبدالرحمٰن گجر- نین لانجھ)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملے تو انسان کی زندگی میں بہار آ جاتی ہے پچھلے غم انسان بھول جاتا ہے اور اپنی خوشی میں جھومتا ہے اور اپنے آپ ہی باتیں کرتا ہے۔ (محمد عباس جانی- چک نمبر 15)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملتی ہے تو بہت اچھا لگتا ہے زندگی میں دوبارہ بہار آ جاتی ہے پچھلے غم بھول جاتے ہیں ہر چیز پھر اچھی لگتی ہے۔ (ایم ظہیر گبول-کراچی)

میری رائے میں غم کے بعد خوشی ملنا ایسی بات ہے کہ کسی انسان کی کوئی سب سے قیمتی چیز اسے مل جائے۔ (ایم ایس-بھاگ نگر)

میری رائے میں میرے خیال میں اگر غم دکھ اور تکالیف کے بعد خوشی ملتی ہے تو وہ خوشی حقیقی معنوں میں خوشی دے سکتی ہے اور خوشی کو بہت اچھی طرح انجوائے کیا جا سکتا ہے۔ (مظہر نذیر- کیوائی بالا کوٹ)

میری رائے میں غم انسان کی زندگی کے ساتھ ہیں جب غم اور دکھ کے بعد خوشی ملتی ہے تو زندگی کی خوشگوار ہو جاتی ہے اور انسان میں جینے کی امید قائم ہو جاتی ہے غم کے بعد خوشی خدا کا تحفہ ہے۔ (اسدالرحمٰن)

میری رائے میں اگر غم کے بعد خوشی ملے تو بہت اچھا لگتا ہے ایسے لگتا ہے خزاں کے بعد بہار آ گئی۔ (حماد الیکٹر سٹور-گوجرہ)

میری رائے میں انسان کو غم کے بعد خوشی وہ عارضی نہ ہو تو جیسے کا مزہ تب ہے عائشہ آپ کی خوشی عارضی ہے یا زندگی بھر جواب دینا۔ (محمد اشرف زخمی دل- بچیکی)

میری رائے میں انسان کو اللہ تعالیٰ غم دیتا ہے تو خوشی بھی ضرور دیتا ہے جس کو زیادہ غم ملے اس کو خوشی بھی زیادہ ملتی ہے غم کے بعد خوشی بہت سکون دیتی ہے۔ (نعیم دانش سہو- تاندلیانوالہ)

میری رائے میں ابھی تو میں انتظار کی لمبی شاہراہ پر دوڑتی گاڑی میں سوار ہوں جو غم کے بازار سے خوشی کے بازار میں لے جانے کی کوشاں ہے مگر فاصلہ طویل ہوتا جا رہا ہے جب ملے گی خوشی تو ضرور بتاؤں گا۔ (مزمل حسین صدا-کسووال)

میری رائے میں میں کیا بتاؤں میری زندگی میں تو صرف دکھ درد اور غم ہیں سنا ضرور ہے لیکن دیکھا نہیں ہے کہ خوشی کیسی ہوتی ہے دعا کرو خوشی مل جائے تو بتائیں گے کیسا لگتا ہے۔ (زیب ظہور احمد بلوچ-ڈیرہ مراد جمالی)

❋●❋

منتخب اشعار

شاید وفا کے کھیل سے اکتا گیا تھا وہ اک شخص
منزل کے پاس آ کے جو رستہ بدل گیا

قدم رک سے گئے مہکتے پھول دیکھ کر
وہ اکثر مجھ سے کہتا تھا محبت پھول جیسی ہے

خود اپنے لئے بیٹھ کر سوچیں گے کسی دن
یوں ہے کہ تجھ کو بھول کر دیکھیں گے کسی دن
بھٹکے ہوئے پھرتے ہیں کئی لفظ جو دل میں
دنیا نے وقت دیا تو لکھیں گے کسی دن

رات پھر ہم سے رہی نیند خفا دیر تک
یاد آئی ان کی وفا دیر تک
دشت تنہائی کا سہارا لے کر
ہم نے مانگی تیرے ملنے کی دعا دیر تک

خواب کھو دیئے تو تیری یاد کے کھنڈر نکلے
خود میں ڈوبے تو تیری یاد کے اندر نکلے
ہم تو سمجھے تھے کہ ہوں گے دو چار آنسو
رونے بیٹھے تو سمندر کے سمندر نکلے

☆......فوزیہ آف مری

نہ جانے کون دعاؤں میں یاسد رکھتا ہے میں ڈوبتا ہوں تو سمندر اچھال دیتا ہے
۔۔۔۔۔۔۔۔محمد یاسین جھنگ

مشکل پڑی تو اس نے بھی ساتھ چھوڑ دیا اشفاق دور تک چلنے کا اشارہ جس کا تھا
۔۔۔۔۔۔اشفاق دکھی مرغی فارم

سو بار کہا میں نے نفرت ہے مجھے تم سے ہر بار صدا آئی تم دل سے نہیں کہتے
۔۔۔عافیہ گوندل دھریالہ جالپ

محبت ہار کر جینا بہت دشوار ہوتا ہیا سے بس اتنا کہہ دینا بھرم توڑا نہیں جاتا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عافیہ گوندل

تم اس شہر کے لوگوں کے حسن سلوک سے واقف نہیں ہو سلیم یہ تو اپنے محسن کو بھی سر عاسزہ دیتے ہیں
۔۔۔۔۔۔۔محمد سلیم میو کوٹھہ کلاں

میں لوگوں سے ملاقات کے لمحے یاد رکھتا ہوں سر محفل نگاہیں مجھ پہ جن کی پڑتی ہیں نگاہوں کے حوالے سے وہ چہرہ یاد رکھتا ہوں
۔۔۔محمد آفتاب شاد ملک دوکوٹہ

جو دنیا کر نہ سکی سلام وہ سلام چاہئے ۔جو وقت ہے تیرے میخانے کا وہ شام چاہئے بادل کو بہت پیاس ہے ساقی اسے پیلانا تیرے دیدار کا ایک جام چاہئے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد مثھل کھوٹکی

ائے واعظ نادان کرتا ہے تو ایک قیامت کا چرچہ یہاں روز نگاہیں ملتی ہیں یہاں روز قیامت ہوتی ہے
۔۔۔۔۔رائے اطہر مسعود آ کاش

زخمی جو ہوئے ہونٹ تو محسوس یہ ہوا۔چوما تھا کسی پھول کو بڑی بے رخی سے ہم نے
۔۔محمد سید احمد شاہ ڈیرا مراد جمالی

یاد رکھنا ہی محبت میں نہیں سب کچھ بھول جانا ہی بڑ بات ہوا کرتی ہے
۔۔۔۔۔سیدہ جیا عباس تلہ گنگ

دولت کی پوجاری ہے یہ دنیا ساری ۔کرتی ہے صرف اسی کو سلام جس کے پاس ہے یہ دولت تمام
۔۔۔۔خرم شہزاد مغل بھجر آزاد کشمیر

دے کر زخم پلٹ کر کوئی پوچھتا نہیں اپنا من چاہ ءتو کر لیتے ہیں پیار جسے دیکھو تڑپ محبت کے مریض ہزار ملیں گے دوسروں کے لیے تھامے ہاتھوں میں تلوار ملیں گے
۔۔۔۔۔۔حلیل احمد شیدانی شریف

نظریں نہ پھیرو چلیں جائیں گے ہم یاد رکھنا بہت یاد آئیں گے ہم
۔۔۔ندیم عباس ڈھکو ساہیوال

مجھے بھی سکھا دو بھول جانیکا ہنر مجھ سے راتوں کو اٹھ اٹھ کر رویا نہیں جاتا
۔۔۔۔۔۔۔محمد عرفان پانڈوال

حیات اک مستقل غم کے سوا کچھ بھی نہیں خوشی بھی یاد آتی ہے تو آنسو بن کے آتی ہے
۔۔۔۔۔۔۔۔قمر عباس آزاد کشمیر

ہم کریں ترک وفا چلو یوں ہی سہی اور اگر ترک وفا سے بھی رسوائی نہ گئی تو
۔۔۔۔۔۔محمد اسحاق انجم کنگن پور

چلو اب دنیا چھوڑ کے دیکھتے ہیں سنا ہے لوگ بہت یاد کرتے ہیں چلے جانے کے بعد
۔۔۔اکم زخمی روڑ سلطان جھنگ

ہم سے بھلایا نہیں جاتا اک مخلص کا پیار لوگ جگر والے ہیں جو روز نیا یار بنا لیتے ہیں
۔۔۔اکمل زخمی روڑ سلطان جھنگ

تجھے بھول کر بھی نہ بھلا سکوں تجھے چل کے بھی نہ پا سکوں میری حسرتوں کو شمار کر میری چاہتوں کا صلہ نہ دے

۔۔۔۔۔۔محمد اکم بھٹی گنٹھ سرگانہ
سنگ مرمر سے خدا نے تراشہ ہے
بدن تیرا باقی جو پتھر بچا اس سے
تیرا دل بنا دیا
۔۔۔۔۔۔ملک ارشد محمود بھلوال
ہاتھ اٹھاؤں تیرا نام نہ لوں کیسے
ممکن ہے دوست تو میری دعاؤں
میں شامل ہے آمین کی طرح
۔۔۔۔۔۔۔۔ارشد محسن پوہلہ
تیری مخمور نگاہوں سے ہے رونق
سارے جگ میں ورنہ ساقی
تیرے میخانے میں کیا رکھا ہے
۔۔۔۔۔عامر سہل جگر سمندری
دے اتنی لذت اپنے سجدوں میں
ائے خدا کہ اس بے وفا دنیا کو یاد
کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے
۔۔۔۔۔۔تنزیلہ حنیف جوگیاں
اس کو بھول جانا ہے یا اسے یاد رکھنا
ہے ۔دکھ تو ایک جیسا ہے بس
انتخاب کرنا ہے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد یاسین مجڑ عمر
ایک نوالے کے لیے میں نے کیا
جس پنچھی کا شکار جانا
افسوس وہ پرندہ بھی کئی روز کو بھوکا
تھا
۔۔۔۔۔۔۔۔محمد یاسین جھنگ
سوچتے ہیں بنا ہی لیں اب
کوئی فرق اداس لوگو کا
۔۔۔۔۔۔عافیہ گوندل ۔جہلم
کب تک رہو گے آخر یوں دور
دور ہم سے ملنا پڑے گا تم کو اک
دن ضرور ہم سے ہم چھین لیں

گے تم سے یہ شان بے نیازی
پھر مانگتے پھرو گے اپنا غرور ہم
سے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔عائشہ چوہدری
یہ ناز تھا وہ میرا ہے فقط میرا ہے
کبھی یہ ڈر کہ وہ مجھ سے خفا نہ ہو
جائے کبھی یہ دعا کہ اسے ملیں
جہاں کی خوشیاں کبھی یہ خوف کہ وہ
خوش میرے بنا تو نہیں
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
میرا بس چلے خرید لوں اپنے جینے
کے واسطے تیرا دل خرید لوں
کر سکیں جو ہر وقت انتظار تیرا
سب کچھ لٹا کر وہ نگاہیں خرید لوں
۔۔۔۔۔۔۔۔۔عائشہ چوہدری
کاش کہ تم میرے ہوتے
کاش یہ الفاظ تیرے ہوتے
۔۔۔۔۔۔۔۔شاہد رضا جڑنوالہ
زندگی کو زندگی کے سوا کون جانے
گا رومی زندگی ہی زندگی کی ہم نوا
ہوتی ہے
۔۔۔عبدالجبار رومی چوہنگ لاہور
جب کوئی اپنا نہ تھا کوئی غم نہ تھا
ایک اپنا ملا اسی سے ہر غم ملا
۔۔۔۔۔نوید خان ڈاھا عارفوالہ
اگر وہ کلال تھا کیوں آیا میری
زندگی میں پیا آج دکھ ہوا ہے کہ
اجڑے اپنے ہی شہر میں
۔۔۔۔۔۔ذیشان علی پیا سمندری
الزام آوارگی میں چھوڑ دیا اپنا شہر
رونہ پردیس کے قابل یہ چھوٹی سی
عمر نہ تھی

۔۔۔۔۔۔۔فیض اللہ مجاور سخی سرور
فقط باتیں اندھیروں کی فقط قصے
اجالوں کے چراغ آرزو لے کر نہ
تم نکلے نہ ہم نکلے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سوہاوہ
بکھر کر ٹوٹ جانے دو یہ دل کی
آس کو ۔نہ جانے کس کی یادوں
نے جلا دی دلکی لبستی کو
۔۔۔محمد خادم جھنگ ڈیرہ مراد جمالی
لکڑی کا تیر بن کر کاغذ کی تصویر
بن کر گزرے گا کوئی مسافر تیری
گلی سے فقیر بن کر
۔۔۔۔۔اظہر سیف دکھی سکھیکی
وہ جواب طلب ہے مجھ سے کہ
بھول تو نہ جاؤ گے مجھ کو
جواب میں کیسے دوں اس کو جب
سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد شفیق کوہاوہ
جفاؤں کی ہوا میں وفاؤں کا نام
نہیں رہا ۔محبت کے طلاطم میں
اب کوئی کام نہیں رہا
۔۔۔۔۔۔۔بشیر احمد بھٹی بہاولپور
غم کی جاگیر ملی ہے وراثت میں
مجھے ۔اپنی جاگیر میں رہتا ہوں
خوابوں کی طرح
۔۔۔مظہر حسین دین پور عبدالحکیم
نہ تو آیا نہ ہی تیرا ایس ایم ایس آیا
نہائت ہی بے قراری ہے
میرے دل کے اسٹیشن پر غموں کی
ریل جاری ہے
۔۔۔طاہر اسلم مٹھو بلاچ سرگودھا
خواہشوں کے بھی معیار ہوا کرتے

ہیں کیسی خواہش ہے کہ مٹھی میں
سمندر ہوتا

---عبادت علی ڈی آئی خان

ہمیں تو موت سے پیار ہے زندگی
کی کیا فائدہ یارو
زندگی تو وہ جیتے ہیں جن کے ساتھ
جینے والا ہو

---ندیم عباس ڈھکو ساہیوال

میرے مالک کیا کمی ہے تیری
خدائی میں عطا کر دے مجھ کو بھی
کوئی پیار کرنے والی

------ندیم عباس ڈھکو

وقت جو بدلا تو دنیا ہی بدل کر رہ گئی
خون کا رشتہ تھا جن سے وہ بھی
بیگانے ہوئے

-----عابد علی شاہ سانگلہ ہل

کفن میں لپٹی میری لاش کو دیکھ کر
رونا نہیں دوستو
وہ فقط آخری ملاقات ہو گی مسکرا کر
الوادع کہنا

---ندیم عباس ڈھکو ساہیوال

نہیں چھوڑ سکتے ہم دوسروں کے
ہاتھ میں تم کو مہوش
واپس لوٹ آؤ نہ کہ ہم ابھی تک
تمہارے ہیں

-----غلام فرید حجرہ شاہ مقیم

کسی کی یاد میں اتنا بھی اداس نہ
ہوا کرا ے دل لوگ نصیب سے
ملتے ہیں اداسیوں سے نہیں

------نصرت ساغر چیچہ وطنی

منزل تو مل ہی جائے گی بھٹک کر
ہی سہی جاوید گمراہ وہ نہیں جو گھر
سے نکلے ہی نہیں

---آصف جاوید زاہد ساہیوال

اک عمر ہے جو تیرے بغیر بتانی
ہے مہوش اک لمحہ ہے جو تیرے
بغیر گزرتا ہی نہیں

------غلام فرید حجرہ شاہ مقیم

یوں سیراب بن کر میرے خیالوں
میں نہ آیا کرو میں تمہیں بھول جانا
چاہتا ہوں میرا من نہ جلایا کرو

------محمد آفتاب شاد دوکوٹہ

اس نے میرے زخموں کا کیا علاج
کچھ اس طرح مرہم بھی لگایا تو
کانٹوں کی نوک سے

---------آصف دیپالپور

ہوتی اگر محبت تو وہ پوچھتے ضرور
حال ہم سے
ہم اتنے خوش نصیب کہاں کے
کوئی ہم سے وفا کرے

--------محمد قاسم گوجرانوالہ

میرے روٹھ جانے سے اب ان کو
کوئی فرق نہیں پڑتا بے چین کر
دیتی ہے کبھی کبھی جن کو خاموشی
میری

------غلام فرید حجرہ شاہ مقیم

دل پہ لکھا ہے تیرا نام ساحل کی
ریت پر نہیں اسے موت جدا کر
سکتی ہے انسان کے بس کی بات
نہیں

-------وقاص انجم جڑانوالہ

درد غم کے افسانے بیاں نہیں
ہوتے دکھوں کے زخم عیاں نہیں
ہوتے دل زخمی ہے میرا تیرے
پیار میں خوشیوں کے خزانے ہم پہ
مہرباں نہیں ہوتے

-------عابدہ رانی گوجرانوالہ

کتابوں سے دلیلیں دوں یا دل کو
سامنے رکھ دوں وہ مجھ سے پوچھ
بیٹھے ہیں محبت کس کو کہتے ہیں

---تحمل حسین خان احمد پور شرقیہ

اس کے دل میں جگہ مانگی تھی
مسافر کی طرح اس نے تنہائی کا
اکثر شہر میرے نام کر دیا

--------محمد زبیر شاہد ملتان

تیرا ہاتھ تھام کر پیار کی راہوں میں
چلنا چاہتا ہوں
پھر خوشی ملے یا غم میرے اپنے
نصیب ہیں

---------عابد شاہ جڑانوالہ

تیری رحمتوں پہ ہے فرق میرے
ہر عمل کی قبولیت
نہ مجھے سلیقہ التجاہ ہے نہ مجھے شعور
نماز ہے

-----تنزیلہ حنیف ٹلہ جوگیاں

اپنے غم مٹانے کے انداز میں
نرالے نرالے کبھی گنگنا لیا کبھی
شعر سنا دیا

---شہزاد سلطان کیف ،الکویت

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے
ساتھ رہنے دو ،نا جانے کس گلی
میں زندگی کی شام ہو جائے

-------اقبال عالی رکن پورہ

میری خواہشیں بھی کچھ عجیب سی
ہیں وہ مجھ سے نفرت کرے تو
کرے لیکن محبت کسی اور سے نہ

کرے

۔۔۔۔۔۔خضر حیات روڑہ ٹھل

اپنی گلی میں اپنا ہی گھر ڈھونڈتے
رہے ہم نجانے کیوں دل کے شہر کا
نقشہ بدل گیا

۔۔۔۔۔۔محمد اکمل کنڈ سرگانہ

عشق کو بھی عشق ہو تو پھر میں
پوچھوں عشق سے کیسے تڑپے کیسے
روئے عشق اپنے عشق میں

۔۔۔۔۔۔فرواخان ملتان

خزاں بھری زندگی سے کبھی تو آؤ
بہار کی طرح خشک دل پہ برس جاؤ
برسات کی طرح

۔۔۔۔۔سدرہ سیف گوجرانوالہ

لوگ کہتے ہیں تو مجھ سے خفا رہتا
ہے بن کے دھڑکن تو میرے دل
میں رہتا ہے

۔۔۔۔۔سدرہ عمران چونیاں

درد سہنے کے عادی تھے ہم سم دنیا کی
فطرت تھی ان کو ہر ظلم خوشی سے
برداشت کیا ہم نے کیوں کہ ہم کو
ان سے محبت تھی

۔۔۔۔۔عابدہ رانی گوجرانوالہ

میری ذات کی سب سے بڑی تمنا
تھی کاش کہ وہ میرا ہوتا میرے
نام کی طرح

۔۔۔۔۔۔اکمل زخمی جھنگ

لاکھ کوشش کی مگر نکل ہی گئے گھر
سے یوسف جنت سے عادم اور
تیرے دل سے ہم

۔۔۔۔۔۔ندا علی عباس سوہاوہ

بھول جاؤں تمہیں یہ دل مانتا ہی
نہیں تجھ سے کتنی محبت ہے یہ دل
بتاتا ہی نہیں

۔۔۔۔۔سدرہ عمران چونیاں

محبت کرنا جرم نہیں جو کی جائے
اصول سے محبت تو خدا نے بھی کی
تھی اپنے رسول سے

۔۔۔۔۔۔کوٹھا کلاں کنگن پور

ساون کے ساتھ ساتھ اکثر بھیگ
جاتی ہیں یہ آنکھیں میری کاش
اس موسم میں تو چھو
ڑ دیا ہوتا تیری یاد نے

۔۔۔۔۔بشارت علی پھول باجوہ

یوں خا ایک پلکیں جھکا دینے سے
نیند نہیں آتی سوتے وہی ہیں جن
لوگوں ہیں جن کے پاس کبھی کوئی
موسم نہ ہو

۔۔۔۔۔بشارت علی پھول باجوہ

خدا جانے یہ محبت ہے یا عقیدت
ہے ہادی دیار دل میں بہت
احترام ہے تیرا

۔۔۔۔۔۔حماد ظفر ہادی گوجرہ

دنیا سے کچھ الگ ہے میرے دل کا
مشغلہ۔میں کانٹوں کو چومتا ہوں
پھولوں کو جلانے کے لیے

۔۔۔۔۔۔حماد ظفر ہادی

محبت کو ہمیشہ مجبوریاں ہی لے
ڈوبی ہیں ندیم
ورنہ کوئی خوشی سے بے وفا
نہیں ہوتا

۔۔۔۔۔۔ندیم عباس ڈھکو

میرے درد سے آخر تیرا رشتہ کیا
ہے۔دل جب بھی دھڑکتا مجھے تم
یاد آتے ہوں

۔۔۔۔۔بشارت علی پھول باجوہ

ذرا سی بات کرنے کا طریقہ سیکھ لو
تم بھی ادھر تم لب ہلاتے ہو دھر
دل ٹوٹ جاتا ہے

۔۔۔۔۔۔حماد ظفر ہادی

نہیں شکوہ مجھے بے وفائی کا تم سے
گلا تو تب ہو کہ اگر تو نے کسی سے
بھی نبھائی ہو

۔۔۔۔۔۔وقاص انجم جڑانوالہ

دل تو کہتا ہے کہ چھوڑ جاؤں یہ دنیا
ہمیشہ کے لیے ضیاقت
پھر خیال آتا ہے کہ نفرت اس سے
کریں گے لوگ میرے چلے
جانے کے بعد

۔۔۔ضیاقت علی جوگی مونگ کوٹلی

مختصر یہ ہے کہ تیرے بنا مجھے
زندگی کی سمجھ نہیں آتی

۔۔۔۔۔۔عبدالرحمن جھنگ

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے
ساتھ رہنے دو
نجانے زندگی کی کس گلی میں شام
ہو جائے

۔۔۔۔۔اقبال عالی رکن پورہ

کیا وعدے ہوئے تھے کتنے
ارمان جاگے تھے
اس نے کہا تھا ملنے آؤں گا آخر مئی
میں

۔۔۔شہزادہ سلطان کیف الکویت

مت پوچھو ہم دیوانوں سے انجام محبت
ہم تو بیوفاؤں کو بھی جینے کی دعا دیتے ہیں
(محمد رضوان حیدر پریمی، عارفوالہ)

ملے تو ہزاروں لوگ زندگی میں اے اسامہ
وہ ان سب سے جدا تھا جو دل میں اتر گیا
(اسامہ پرویز تنہا، کوٹلی آزاد کشمیر)

واپسی کا سفر اب ممکن نہ ہو گا
ہم تو نکل چکے ہیں آنکھ سے آنسو کی طرح
(اللہ دتہ بے درد، مری کینٹ)

کیا ہوا جو تم نے رخ پھیر لیا عاصم
فقط تیری تصویر بسائی ہے دل میں

ملے تو ہزاروں لوگ زندگی میں اے اسامہ
چیز بے وفائی سے بڑھ کر کیا ہو گی
غم حالت جدائی سے بڑھ کر کیا ہو گی
جسے دینی ہو سزا عمر بھر کیلئے
وہ سزا تنہائی سے بڑھ کر کیا ہو لی
(چٹکی کیف این، اٹک)

میری بے بسی پہ نہ مسکرا یہ وقت وقت کی بات ہے
کبھی ساتھ زمانہ چلے تو کبھی سایہ بھی ساتھ چھوڑ دے
(ندیم عباس ڈھکو اداس، ساہیوال)

انگلیاں میری وفا پہ نہ اٹھاؤ لوگو
جس کو شک ہو وہ مجھ سے نبھا کر دیکھے
(ندیم عباس ڈھکو اداس، ساہیوال)

میں تم سے کیسے کہوں اے میرے مہربان
کہ تو علاج ہے میری ہر اداسی کا
(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

چھوڑ دیں گی ایک دن تم کو یاد کرنا یہ وعدہ ہے میرا
بس ذرہ بدن کا سانس سے رشتہ تو ٹوٹ جانے دو
(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

محبت بھی تیری تھی وہ نفرت بھی تیری تھی
وہ اپنانے اور ٹھکرانے کی عادت تیری تھی
میں اپنی وفا کو انصاف سے مانگتا
وہ شہر بھی تیرا تھا وہ عدالت بھی تیری تھی
(ذوالفقا، یوکے)

اسے بھلانے کی حسرت ہی رہ گئی
حقیقت میں اسے بھلا نہیں سکتا مجید
(عبدالمجید احمد، سنٹرل جیل فیصل آباد)

ایسا عالم ہو جائے گا ہمارے جانے کے بعد
کہ ہو کر اداس پرندے بھی تیرا شہر چھوڑ جائیں گے
(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

کبھی ٹوٹا نہیں میرے دل سے تیری یاد کا رشتہ
گفتگو جس سے بھی ہو خیال تیرا ہی رہتا ہے
(ذوالفقار، یوکے)

وہ شخص جو بس چکا ہے میرے خوابوں خیالوں میں

میں اسے بھول جاؤں یہ میرے بس کی بات نہیں
(ذوالفقار ناز، کوٹلی)

انہیں تو میری وفا پہ اعتبار نہیں
آتے ہیں وہ میرا دل دکھانے کیلئے
(ناصر اقبال، کھڈیاں خان)

وہ آج صدیوں کی مسافت پہ کھڑا ہے
ڈھونڈتا تھا جسے وقت کی دیوار گرا کر
(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

خط لکھتا ہوں خون سے آرزو بے ہوش ہے
آنکھوں سے آنسو گرتے ہیں مگر قلم خاموش ہے
(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

محبت نہ کرتے تو آج اداس نہ ہوتے ایم
ایک چھوٹی سی خطا میری زندگی برباد کر گئی
(میسی، اسلام آباد)

دل کی ویران بستی اکثر مجھ سے پوچھا کرتی ہے
بستے ہیں کہاں وہ لوگ جو یہاں آتے تھے
(محمد اسحاق انجم، کنگن پور)

وہ مجھ سے آج عہد وفا لینے آئے تھے
جاتے ہوئے فریب وفا دے گئے مجھے
(محمد اسحاق انجم، کنگن پور)

یہ تو اچھا ہوا کہ رخ سے آنچل گر گیا
ورنہ قیامت تک ہمیں دی کی آس رہتی
(محمد اسحاق انجم، کنگن پور)

اس کے چھوڑ جانے کے بعد اب
محبت نہیں کرتے کسی سے
تھوڑی سی تو عمر ہے کس کس کو
آزماتے پھریں
(عثمان غنی، قبولہ شریف)

کوئی الزام لگا کر تو سزا دی ہوتی
اتنی نفرت تھی تو پھر پیار دیکھا کیوں
(نوید ملک، گولارچی)

آ زندگی اب کوچ کریں، گر
زندہ رہے تو ہوں گی شکایتیں کیا کیا
(ایس ایچ ساگر، سردار بخش بھکرٹی)

ہم فنا ہو گئے وہ بدلا پھر بھی نہیں
ہماری چاہت سے بھی سچی تھی
نفرت اس کی
(اللہ دتہ بے درد، مری کینٹ)

دکھ بہت ہیں میری زندگی میں کوئی بھی سکھ نہیں
بے وفا تیرے پیار نے مجھے مار ڈالا ہے
(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

دکھ درد میں ہمیشہ نکالے تمہارے خط
اور مل گئی خوشی تو اچھالے تمہارے خط
جیسے ہو عمر بھر کا اثاثہ غریب کا
کچھ اس طرح سے میں نے سنبھالے تمہارے خط
(آسٹر رندھاوا، کراچی)

تمہارے خط میں نیا سلام کس کا تھا
نہ تھا رقیب تو پھر وہ نام کس کا تھا
وفا کریں گے نبھائیں گے بات مانیں گے
تمہیں بتاؤ آخر وہ سلام کس کا تھا
(محمد صفدر دکھی، کراچی)

لہروں نے کنارہ نہ دیا تم کیا دو گے
بہاروں نے نظارہ نہ دیا تم کیا دو گے
خود غرضی کا دور ہے چھوڑو سانول
اپنوں نے سہارہ نہ دیا تم کیا دو گے
(آصف سانول، بہاولنگر)

کبھی لے مجھ سے میرے شب و روز کا حساب
پھر ڈھونڈ اپنے سوا کچھ اور میری

زندگی میں
(شاہد اقبال خان، بصیر پور)

تمنا دید کی موسیٰ کرے اور طور جل جائے
عجب دستور الفت ہے کرے کوئی بھرے کوئی
(رائے اطہر مسعود آکاش، بہاولنگر)

پرائے پن کی وسیع وعریض دنیا میں
یہ ایک خوشی ہی بہت ہے کہ درد اپنا ہے
(محمد خادم، ڈیرہ مراد جمالی)

اصولوں پہ قائم رہے کے سودے کیا کرو
ورنہ تجارت کر کے بھی تاجر نہ کہلاؤ گے
(بشیر احمد بھٹی، بہاولپور)

اپنی شاموں کی تنہائیاں مجھے دے دو
اپنی پلکوں کی پرچھائیاں مجھے دے دو
میں ڈوب جاؤں تمہاری اداس آنکھوں میں
تم اپنی شاموں کی تنہائیاں مجھے دے دو
(محمد ارسلان احمد دکھی، منڈی بہاؤالدین)

غم کی جاگیر وراثت میں ملی ہے مجھ کو
اپنی جاگیر میں رہتا ہوں نوابوں کی طرح
(منھو محمد رشید تنہا، چنیوٹ)

جفا نہیں کرنی تھی تو دل کیوں لگایا تھا
بسانی تھی کسی اور کی محفل تو میرے دل میں کیوں آیا تھا
(نامعلوم)

کہیں تم بھی نہ بن جانا عنوان کسی کتاب کا
لوگ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں کہانیاں بے وفاؤں کی
(عبدالسلام چوہدری، بہاولنگر)

یاد کرنے کی بھی فرصت نہ رہی اب اپنے کو تبسم
کیا خطا ہوئی ہم سے جو یوں بھلا دیا ہمیں
(عبدالغفار تبسم، کوٹ حاکم سنگھ)

میرا بس چلے تو تیری یادیں خرید لوں
اپنے جینے کے واسطے تیری باتیں خرید لوں
کر سکیں جو ہر وقت دیدار تیرا
سب کچھ لٹا کے وہ آنکھیں خرید لوں
(سخاوت علی ساقی، بڑی منہاساں)

محبت بھی کر دیکھی ہے محبت تو ایک دھوکا ہے
سب کہنے کی باتیں ہیں کون کسی کا ہوتا ہے
(سخاوت علی ساقی، نارووال)

ہم تو وفا کرتے کرتے تھک گئے عاجز
کوئی تو زندگی میں آئے جو بے وفا نہ ہو
(محبوب الرحمٰن عاجز، مانسہرہ)

وجود شیشے کا ہو تو پتھروں سے محبت نہیں کرتے واصف
احساس چاہت نہ ملے تو وجود بکھر جایا کرتے ہیں
(ثوبیہ حسین، کھوٹہ)

قدرت کے کھیل بھی عجیب ہوتے ہیں
بچھڑ جاتے ہیں وہ جو قریب ہوتے ہیں
اور محبت کرنے والوں کو ہی مسعود
خوشیوں کی جگہ آنسو نصیب ہوتے ہیں
(محمد مسعود، سرگودھا)

میرے پاس رہ کر میرا حال تک نہ پوچھا
میں کیسے مان جاؤں وہ دور جا کے روئے

(ایم وائی سچا، جدہ)

آکاش کتنے سکون باز ہیں یہ سناٹے
سکوت شب میں جو ہم سے کلام کرتے ہیں
(اطہر مسعود آکاش، بہاولنگر)

ہمیں احباب کی لمبی قطاروں سے نہیں مطلب
کوئی دل سے ہمارا ہو تو بس اک شخص کافی ہے
(ایم وکیل عامر جٹ، ساہیوال)

فقط اتنا ہی کہا تھا نہ، ہمیں تم سے محبت ہے
ہماری جان لو گے کیا؟ ذرا سی بات کے پیچھے
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

رب نے ماں کو یہ عظمت کمال دی
اس کی دعا سے آئی مصیبت ٹال دی
کتابوں میں ماں کے پیار کی رب نے ایسی مثال دی
جنت ماں کے قدموں میں ڈال دی
(منظور اکبر تبسم، جھنگ)

میں کسی غیر مکمل سی محبت کی طرح
ساتھ ہوں سب کے مگر یاد کسی کو بھی نہیں
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

نہ جانے کیوں مجھے تنہا چھوڑ کر جا رہے ہیں
آنسو کی برسات مجھے دے کر جا رہے ہیں
(صائمہ امجد، گوجرانوالہ)

تجھے یاد کرتے ہیں ہم شام ہو جانے کے بعد
لوٹ جاتے ہیں گھر ناکام ہو جانے کے بعد
(صائمہ امجد، گوجرانوالہ)

ڈر ہے کہ بچھڑ نہ جائے وہ شخص مجھے دوست سے
زمانہ ہمیں تنہا دیکھنے کا طلبگار بہت ہے
(پرنس عبدالرحمن، منڈی بہاؤالدین)

تیری آنکھوں سے بے موسم برسات یہی بتاتی ہے
تمہیں بھی میری طرح دل پہ ٹھوکر لگی ہے
(منظور اکبر تبسم، جھنگ)

آنسو ہوں آنکھوں میں تو مسکرایا نہیں جاتا
پیار نہ بھی ہو ٹھکرایا نہیں جاتا
جینا سیکھا اٹھا کر ستم زمانے کے
جھک گئی کمر اب کوئی ستم اٹھایا نہیں جاتا

(خلیل احمد ملک، شیدانی شریف)

آواز سنا کر مجھے پھر سے بیتاب کر دیا
پیار دے کر اپنے سرشت کو مہتاب کر دیا
سخت غم و بیکسی میں گزرتی تھی زندگی میری
اجڑے چمن کے بدل کر نصیب شاداب کر دیا
(خلیل احمد ملک، شیدانی شریف)

منصف ہو اگر تم تو کب انصاف کرو گے حافظ
مجرم ہے اگر ہم تو سزا کیوں نہیں دیتے
(سیف اللہ، کھوئی میرا)

مانا کہ تم گفتگو کے ماہر ہو زبیر
اگر وفا کے نام پر اٹکو تو ہمیں یاد کر لینا
(محمد سعید پنوں، بہاولپور)

وہ ملا اور ملتے ہی میرا نام پوچھ لیا
بچھڑتے وقت جس نے کہا تھا تم بہت یاد آؤ گے
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

اک عجیب جملہ کہہ کر اس نے ہمیں رولا دیا
جب غم برداشت نہیں کر سکتے تو

محبت کیوں کرتے ہو نہ چاہت ملی نہ راحت ملی
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

کچھ پل کے لیے اپنی بانہوں میں سلا لے اے جان وفا
اگر سانس چلتی رہی تو اٹھا دینا اگر رک گئی تو دفنا دینا
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

واپسی کا سفر اب ممکن نہ ہو گا
ہم تو نکل چکے ہیں آنکھ سے آنسو کی طرح
محمد آفتاب شاد، وہاڑی)

ہم جب بھی لکھتے ہیں تو کمال لکھتے ہیں
تیری سوچیں اور خیال لکھتے ہیں
جب سے سنی ہے تعریف تیری کمال
کبھی تیری آنکھیں اور کبھی جمال لکھتے ہیں
(ایم جبرائیل آفریدی، کمرمشانی)

عدل کریں تے تھر تھر کمبن اچیاں شان والے ہو
کرم کریں تے بخشے جاون محورجے منہ کالے ہو
(ولی محمد اعوان گولڑوی، لاہور)

کسی کو چاہت ملی تو راحت نہ ملی
کسی کو راحت ملی تو چاہت نہ ملی
ہم ایسے بدنصیب ٹھہرے سانول،
(آصف سانول، بہاولنگر)

وہی اپنی طرز وفا رہی وہی ان کی مشق جفا رہی
وہ ظلم کرتے ہیں اس طرح جیسے میرا کوئی خدا نہیں
(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

تمہیں بھولنے میں ہمیں کچھ وقت تو لگے گا سونو
اور وہی کچھ وقت ہی ہماری زندگی ہے
(غلام فرید جاوید، حجرہ شاہ مقیم)

کیف لوٹ کے سب کچھ میرا
جاتے جاتے پتھر بھی مار گیا
چلو آج اپنے آپ کو لیلیٰ کا مجنوں لکھتا ہوں
(شہزاد سلطان کیف، الکویت)

آج سورج سے کہو کسی اور راستہ سے گزر جائے
کھلے آسمان تلے میرا محبوب زلفیں سنوارے بیٹھا ہے
(شہزاد سلطان کیف، الکویت)

زندگی وہی تھی جو تیری محفل میں گزار آئے جاناں
اب تو فقط جینے کی رسم ادا کرتے ہیں
(اسحاق انجم، قصور)

بکھرے بال سرخ آنکھیں زرد چہرہ کون ہو تم
آج اپنے ہی عکس سے یہ سوال پوچھ بیٹھے
(اسحاق انجم، قصور)

دل بھر گیا ہے ان کا شاید ہم سے
ان کی بے رخی کا انداز پہلے کبھی نہ تھا
(نور حسین گل، لاہور)

دور رہ کر تجھ سے ہم آہیں بھرتے ہیں
نہ تو جیتے ہیں اور نہ مرتے ہیں
سدا خوش رہو مجھے رلانے والے مسعود
بس ہم تو پل پل یہی دعا کرتے رہے
(محمد مسعود، سرگودھا)

ہمیں ہی کیوں دیتے ہو پیار کا الزام کنول
کبھی خود سے بھی تو پوچھو کہ اتنے پیارے کیوں ہو
(عروسہ کنول، جہلم)

زندگی تو چلی ہے اپنے ہی پاؤں پہ
غیروں کے سہارے تو جنازے اٹھا کرتے ہیں
(منزہ یاسمین، چکوال)

اپنے پیاروں کے نام اشعار

او کے نام، میر پور خاص
سورج نے کی ہوگی چاند سے دوستی
جبھی تو چاند میں داغ ہیں
چاند نے کی ہوگی سورج سے بے وفائی
تبھی تو سورج میں آگ ہے
(رینا محمود قریشی، میر پور خاص)

منظور اکبر تبسم، جھنگ کے نام
خطرہ ہے رشتہ الفت رگ گردن نہ ہو جائے
غرور دوستی آفت ہے جو دشمن نہ ہو جائے
سمیع اس فصل میں کوتاہی نشو ونما دوست
اگر گل سرد کے قامت پہ پردیس نہ ہو جائے
(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

چاہنے والوں کے نام
مجھے حکم کہ کچھ اور مانگ تمہارے سوا
میں دست دعا سے اٹھ گیا کہ مجھے
جستجو نہیں کسی اور کی
(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

محمد احسان اینڈ آصف، جسوکے

سمندر پر سکون ہے پر کنارے شور کرتے ہیں
میرے اطراف بس رنگین نظارے شور کرتے ہیں
کرتے ہیں اور اب تو مجھے چاندنی راتیں اچھی نہیں لگتیں
سکون سے سو نہیں سکتا کہ تارے شور کرتے ہیں
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

ندیم دانش، انتظار ساقی، تاندلیانوالہ
اب تیرے رابطے میں وہ ذوق دوستی نہیں رہا
لگتا ہے تو نے بھی ہمیں چھوڑ دیا
ہماری مسکراہٹ کی طرح
آنکھوں کی گلی میں اک آوارہ سا آنسو
پلکوں سے تیرے گھر کا پتہ پوچھ رہا ہے
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

افضل ساگر کنول، ساہیوال
کون دیکھتا ہے کسی کو اب سیرت
افاق کی نظر سے
صرف خوبصورتی پوجتے ہیں یہ

زمانے کے لوگ
(منظور اکبر تبسم بلوچ، جھنگ)

جدا ہونے والے دوستوں کے نام
شکایت نہ کرتے زمانے سے کوئی
اگر مان جاتا منانے سے کوئی
کسی کو کبھی یاد ہم بھی نہ کرتے
اگر بھول جاتا بھلانے سے کوئی
(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

سیف الرحمٰن، ریاض احمد، سیالکوٹ
ہمیں ہی کیوں دیتے ہو پیار دو الزام
کبھی خود سے بھی پوچھو کہ ا[illegible] پیارے کیوں
(ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال)

ملک علی رضا، فیصل آباد
اک میری بات نہیں تھی سب کا د[illegible] دسمبر
برف کے شہر میں رہنے والا وہ اک فرد دسمبر تھا
پچھلے سال کے آخر میں بھی جی[illegible]

میں ہم تینوں تھے
میں تھا تو تھا اور اک بے درد سمندر تھا
(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

آصف پردیسی، قصور کے نام
کتنا مشکل ہے یہ سلسلہ عشق بھی اے رانا
محبت تو قائم رہتی ہے مگر انسان ٹوٹ جاتے ہیں
(رانا بابر علی ناز، لاہور)

پاک فوج کے نوجوانوں کے نام
اس پاک وطن کی مٹی پر ہم جان لٹانے چل نکلے، تیری امانت خون اپنا ہم خون بہانے چل نکلے، کھائی ہے تیری عزت کی قسم، ہم اپنا عہد نبھانے چل نکلے
(منظور اکبر تبسم جھنگوی، جھنگ)

R، خوشاب کے نام
دل میں درد ہے آنکھوں میں نمی ہے
آجاؤ جان من زندگی میں بس تیری کمی ہے
(عابدہ رانی، گوجرانوالہ)

محمد عباس جانی چک نمبر 75/2L کے نام
جب بھی لب کھولیں تو دعا مانگتے ہیں
ہم تیرے دل تھوڑی سی پناہ مانگتے ہیں
بھلا نہ دینا کبھی دل سے ہمیں جانی
ہم آپ کی عمر بھر کی وفا مانگتے ہیں
(شاہزیب پرنس، چک نمبر 75L2L)

اسد مشکے والے کے نام

ہر قدم پہ تم میرے ساتھ آیا
ایسے دوستوں کو میں نے کبھی نہیں آزمایا
(مصطفیٰ گل، لیاری کراچی)

ارمان سنگم، اعجاز، اٹلی،
فیصل آباد کے نام
وقت کے اک اک پل میں یاد آتے ہو تم
سانس کی اک اک لہر کو چھو جاتے ہو تم
جب ہوتی ہے رات نکلتے ہیں تارے
چاند میں مسکراتے نظر آتے ہو تم
(ممریز بشیر گوندل، گوجرہ)

مس فوزیہ کنگن پور کے نام
یاد آتے ہو کچھ اور بھی شدت سے
بھول جانے کا جب بھی ارادہ چاہا
(اسحاق انجم، کنگن پور)

مدھو جی، جدہ کے نام
ہم تو آپ کے شہر میں وفا پانے آئے ہیں مدھو
یہ کون ہیں جو بے وفائی کی سے باتیں کرتے ہیں
(ایم وائی سچا، جدہ)

ایم وائی سچا، جدہ کے نام
تم کو شہرت ہو مبارک ہمیں رسوا نہ کرو
خود بھی بک جاؤ گے اک روز یہ سودا نہ کرو
(ایم وائی سچا، جدہ)

مس صبا، کلر سیداں کے نام
اک بے وفا کی خاطر یہ جنوں فراز کب تک
جو تجھ کو بھول گیا تو اس کو بھول جا
(ایس انمول، بھابڑہ)

مہر اعظم رضا، شہر خموشاں کے نام
ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں
کچھ پھول تو کھلتے ہیں مزاروں کیلئے
(ایس انمول، بھابڑہ شریف)

کسی اپنے کے نام
کیسے کرو گے تم میری چاہت کا اندازہ
میرے پیار کا سمندر تیری سوچ سے گہرا ہے
(ایس انمول، بھابڑہ)

قدیر بلوچ، بوٹا کوٹلہ جام کے نام
دوستی کے وعدے نبھاتے رہیں گے
ہر وقت آپ کو ستاتے مناتے رہینگے
مر بھی گئے تو کیا غم ہے اے دوست
ہم آنسو بن کر آپکی آنکھوں میں آتے رہیں گے
(سید عبادت علی، ڈیرہ اسماعیل خان)

مائی ویلش کے نام
کبھی نہ چین سے سوئے ہم
تیرے پیار میں جب سے کھوئے ہم
یہ خواب و خیال یہ خواہشیں
کیا کیا حسین محل بنائیں ہم
(شہزادہ سلطان کیف، الکویت)

مائی ویلش اپنا دیس کے نام

میرے دل کی ہے یہ آرزو مجھے تو ہی ملا
کرے
مجھے چاہے یونہی عمر بھر نہ شکایتیں نہ گلہ
کرے
میری چاہتیں، خواہشیں میری زندگی تیرے
لیے
میری رب سے دعا ہے مجھ سے کبھی جدا نہ
کرے
(شہزاد سلطان کیف، بھمبر)

Z ناز، کیچ مکران کے نام

اے اللہ میری آرزو پوری کر دیں
میں Z کو ہمیشہ خوشیاں نصیب کر دیں
(الٰہی بخش غمشاد، کیچ مکران تربت)

NN زریں بگ دشت کے نام

تمہاری نظروں میں ہم نے دیکھا
عجیب سی چاہت جھلک رہی تھی
ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح
صرف ایک بار ملاقات کا موقع دے
دے
(دشت زریں بگ، مکران بلوچستان)

مصروفیت کے نام

نہیں اس کھلی فضا میں کوئی گوشہ فراغت
یہ جہاں عجب جہاں ہے [illegible]
تری بندہ پروری سے مرے دن [illegible] رہے
ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایت زمانہ
(جمیل فدا خیر پوری، خیر پور میرس)

رمضان تبسم، میلسی کے نام

دوستی کسی کی ریاست نہیں ہوتی
زندگی کسی کی امانت نہیں ہوتی
ہماری سلطنت میں دیکھ کر قدم رکھنا کیونکہ
ہماری قید میں ضمانت نہیں ہوتی
(محمد آفتاب شاد، کوٹ ملک دوکوہہ)

ایس کے نام

میری محبت کی کیا آزمائش کرو گے
کیا ماں سے بھی زیادہ فرمائش کرو
گے
میری محبت ہے اک سمندر کے پانی کی طرح
ایس
کیا سمندر کے پانی کی بھی پیمائش
کرو گی
(رئیس ساجد کاوش، خان بیلہ)

A نور، فیصل آباد کے نام

لبوں پہ اس کے ڈھلتا ہے ترنم آبشاروں
کا
نگاہوں میں الجھتا ہے فسانہ لالہ زاروں
کا
(مدثر عمران ساحل، سوہدرہ تلواڑہ)

فاطمہ طفیل طوفی، لاہور کے نام

[illegible] کا ہوں قائل جو شبنم سے بھی
ہو
[illegible]
[illegible] ہوئے پھولوں کو ہم اپنایا نہیں
کرتے
([illegible] محمد طفیل طوفی، کویت سٹی)

مریم [illegible]، کوٹلہ سیدان کے نام

بدلہ [illegible] ین گے بڑی سادگی سے
ہم

تم ہم سے روٹھ جانا اور زندگی سے
ہم
(عبادت علی، ڈی آئی خان)

کسی بھول جانیوالے کے نام

تجھ سے ملنے کی تمنا تو ہم نے مٹا ڈالی
مگر
دل سے تیرے دیدار کی حسرت نہ
گی
(حماد ظفر ہادی، منڈی بہاؤالدین)

اقصیٰ تبسم، مرید کے کے نام

دنیا بھر کی بھولی یادیں ہم سے ملنے
آتی ہیں
شام سے اس سونے گھر میں میلا سا لگ
جاتا ہے
(اقصیٰ تبسم، مرید کے)

ندیم عباس ڈھکو، ساہیوال کے نام

مجبور ہو یا مغرور ہو
کیوں آنکھوں سے دور ہو
ہماری باتوں سے لگتا ہے ندیم
اندر سے چور چور ہو
(آصف سانول، بہاولنگر)

مریزا اعوان، ماڑی ہزارہ کے نام

مطلب کی دنیا تھی اسلئے چھوڑ دیا سب
سے ملنا
ورنہ یہ چھوٹی سی عمر تنہائی کے قابل تو نہ
تھی جانی
(مہر ہزاروی، مومن آباد کراچی)

اشفاق بٹ، لالہ موسیٰ کے نام

ماہ نور سے اداسی کی وجہ پوچھنا
اشفاق
مرضی سے چھوڑ کر اداس کیوں ہے

(آصف سانول، بہاولنگر)

آرزو، کوٹلی آزاد کشمیر کے نام

چلتی ہیں یوں ہی دل پہ تیری حکومتیں جاناں
بس جو تم نے کہہ دیا وہی اپنا دستور ہو گیا
(عزیز انجم چوہدری، کوٹلی آزاد کشمیر)

محمد عباس جانی، چک نمبر 75/12L

اتر کے دیکھ میری دوستی کی گہرائیوں میں
سوچ میرے بارے میں رات کی تنہائیوں میں
اگر ہو جائے میری دوستی کا یقین تو
پاؤ گے مجھے اپنی ہی پرچھائیوں میں
(شاہزیب پرنس، چک نمبر 75/12L)

A، اٹک کے نام

تم کو خبر نہیں مگر ایک صدا اس لے
برباد کر دیا تیرے دو دن کے پیار نے
(جنید اقبال، غور غشتی)

آمنہ، راولپنڈی کے نام

ستارو تم تو سو جاؤ ہم مجبور بیٹھے ہیں
جس کی یاد میں بے دل بے قرار وہ ہم سے دور بیٹھے ہیں
(سید عارف شاہ، جہلم شہر)

An Sahil، فیصل آباد کے نام

بھلا غیروں سے کیا مطلب جو کرتا ان سے شکوہ
شکایت تم سے کی ہے تم کو اپنا جان کر میں نے
(مدثر عمران ساحل، تلواڑہ)

گلتاشہ جی، گوجرانوالہ کے نام

سنو تم یہ میرا جو رشتہ ہے ایک رستہ ہے
تم تک گزر کر ہی تم تک پہنچنے کی رفتار ہوں
میرا آغاز تم میرا انجام تم میری زندگی تم تم تمہیں دیکھ کر، تمہیں کھوجتا ہوں تم اپنے بدن کے سمندر میں برسوں سے پوشیدہ اک خواب ہو
(محمد شہباز گل، گوجرانوالہ)

آمنہ راولپنڈی کے نام

دل بہل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
کوئی اور مل جائے تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
قسم تو کھاتے ہیں سدا ساتھ جینے کی
ذہن بدل جاتے ہیں تو لوگ چھوڑ دیتے ہیں
(سید عارف شاہ، راولپنڈی)

زیب ظہور بلوچ، ڈیرہ کے نام

مجھے اس جگہ سے بھی محبت ہوتی ہے
جہاں بیٹھ کر ایک بار تجھے سوچ لیتا ہوں
(کلس مری بلوچ، کراچی)

حماد اینڈ الیس، گوجرہ کے نام

نہیں مصروف میں اتنا کہ دوستوں کو بھولوں
کوئی جب منتظر ہی نہ ہو تو رابطہ اچھا نہیں لگتا
(ممریز بشیر گوندل، گوجرہ)

کسی اپنے کے نام

تو نہ آتا تو تیری یاد تو آتی رہتی
گھر بھی قسمت سے ترے گھر کے برابر نہ ہوا
(فنکار شیر زمان پشاوری، پشاور)

بہن آمنہ سحر، جرات کے نام

رسم الفت کو نبھا ئیں تو نبھا ئیں کیسے
ہر طرف آگ ہے دامن کو بچا ئیں کیسے
بوجھ ہوتا جو غموں کا تو اٹھا بھی لیتے
زندگی بوجھ بنی ہو تو اٹھا ئیں کیسے
(مجید احمد جائی، ملتان)

کسی دوست کے نام

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کے
جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا
(پرنس عبدالرحمٰن گجر، نین رانجھا)

نادیہ قدیر، چکوال کے نام

کیسے گزرتی ہے میری ہر اک شام تیرے بغیر
اگر تو دیکھ لے تو تنہا نہ چھوڑے مجھے
(محمد صفدر دکھی، کراچی)

آپی آمنہ، راولپنڈی کے نام

زندگی کے کسی لمحے جب امید کی روشنی کم پڑنے لگے تو گھبرانا نہیں
یاد رکھنا زمین کے کسی گوشے میں میرے دو ہاتھ آپ کیلئے دعا گو ہیں
(عمران فنا، بلوچستان)

جانی پنج گور کے نام

کس طرح شروع کروں تیری محبت کا داستان
تم نے مجھے چھوڑ کے چلی گئی خود ہوگئی

انجان

(مصطفیٰ گل، لیاری کراچی)

ثناء کنول، چکوال کے نام

مجھ سے برداشت نہیں ہوتی دوری تیری
آ جاؤ چاہے لاکھ ہو مجبوری تیری
کچھ بھی کرنا پڑے چاہے تیرے دیوانے کو
اپنا فرض سمجھ کر پوری کروں گا خواہش تیری

(ظفر نور بھٹو، اوباوڑہ)

صائمہ، اسلام آباد کے نام

ہم خود بیچا کرتے تھے کبھی درد دل کی دوا
آج وقت نے لاکھڑا کیا ہمارے ہی دکھوں پر

(علی نواز، گھونکی)

کسی دوست کے نام

یہ سچ ہے کہ بہت تم سے لڑتے ہیں ہم
پر یہ بھی سچ ہے کہ تم پر بے پناہ مرتے ہیں ہم
لب خاموش، آنکھیں جھکی ہیں تو کیا ہوا
پر تیرے دل سے دل کی باتیں کرتے ہیں ہم

(عمر داز، کھنڈیاں خاص)

پیاری S، ٹوبہ پھاٹک جھنگ کے نام

بدل گیا کیوں تیرا مزاج کچھ ہی مدت میں ایس
تو تو کہتی تھی بدلتے ہوئے لوگ مجھے اچھے نہیں لگتے

(محمد یاسین، جھنگ ملھوانہ موڑ)

ندیم عباس ڈھکو، آصف

سانول کے نام

ہم ہر وقت تمہیں یاد رکھتے ہیں
جگن آنکھوں میں بھی خواب رکھتے ہیں
تجھے شکوہ ہے کہ ہم تمہیں بھول گئے آکاش
ہم سوتے ہوئے بھی تمہیں یاد رکھتے ہیں

(عمر دراز آکاش، جڑانوالہ)

بلال کے نام قصور

تیری یاد تو اک انمول پھول ہے
میں تجھے بھول جاؤں یہ تمہاری بھول ہے
کوئی یاد ہمیں نہ کرے گلہ نہیں
ہم اپنوں کو نہیں بھلاتے یہ ہمارا اصول ہے

(مہک نور، قصور)

بلال کے نام، قصور

تیری بے رخصی کا شکوہ کریں گے اس طرح
تجھے چاہتے ہیں ہم آج بھی زندگی کی طرح
بچھڑ کر تجھ سے لگتا ہے اب مر جائیں گے ہم
ہم سے کبھی جدا نہ ہونا ساون کی طرح

(مہک نور، قصور)

عبدالرشید صارم اوڈ، سعودی عرب کے نام

ترستا ہے دل تیرے لیے آ بھی جاؤ
نگاہیں متلاشی ہیں تیری صورت کے لیے
اب آ بھی جاؤ ہے حسرت دل کے
تمہیں دکھائے انہیں دھڑکنیں
کہیں دھڑکنیں ہی نہ ختم ہو جائیں
اب آ بھی جاؤ

(منظور اکبر تبسم، جھنگ)

اپنی پیاری ماں، ساہیوال کے نام

کہا ہے جو تو نے بیٹا تجھے بیٹا بن کے دکھاؤں گا
جان اگر مانگو تو وہ بھی لٹاؤں گا
کبھی غم تیرے قریب بھی نہ آئیں گے ماں
میں سارے زمانے کی خوشیاں
تیرے قدموں میں بچھاؤں گا

(منظور اکبر تبسم سیالوی، جھنگ)

ایم شہباز ساگر زخمی دل، شیخوپورہ

چھوڑ گیا وہ میرا شہر مہک اپنی
چھوڑ کر چلا گیا وہ میری زندگی سے
دل میرا توڑ کر ویران کر گیا
زندگی میری وعدے وفا توڑ کر

(ایم شہباز ساگر، شیخوپورہ)

رشتے ناطے

☒ ...... عمر 42 سال، قد ساڑھے پانچ فٹ، رنگ گندمی، تعلیم یافتہ، دیندار، کاروبار، ذاتی مکان، پیسے کی ریل پیل، ملنسار، خوش اخلاق، اس کیلئے پڑھی لکھی، دینی تعلیم لازمی، اچھے بھلے کی پہچان رکھنے والی، بڑوں کی عزت کرنے والی، چھوٹوں سے شفقت کرنے والی، ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ والدین یا خود مختار لڑکیاں رابطہ کریں۔ (راشد منہاس، لاہور)

☒ ...... 24 سالہ خوبرو لڑکی کیلئے ایک اچھے کردار کے مالک لڑکے کا رشتہ درکار ہے لڑکی کی تعلیم ایف ایس سی ڈاکٹر کے شعبے سے منسلک ہو رہی ہے۔ لڑکی کا ذاتی مکان ہے۔ والدین بچپن میں فوت ہو گئے ہیں چچا کے پاس رہ رہی ہے۔ اچھے اخلاق کا مالک ہو غیر اخلاقی عادت نہ ہو نشئی اور جواریوں سے معذرت پڑھا لکھا سمجھدار اور انٹیلی جنٹ خواہشمند حضرات فوری رابطہ کریں (حنیف گجر، غازی آباد لاہور)

☒ ...... ہمیں اپنی بیٹی کیلئے ایسے لڑکے کی تلاش ہے جو پڑھا لکھا ہو تعلیم خوبصورت ہو، ذاتی کاروبار ہو، ذاتی مکان، پڑھی لکھی خوبصورت تعلیم یافتہ والدین کی اکلوتی اولاد وراثت میں مکان اور گاڑی فراڈی اور دھوکے باز سے معذرت فوری رابطہ لڑکا خود بھی مل سکتا ہے۔ (ملک رفیق، راولپنڈی)

☒ ...... 45 سالہ بیوہ کیلئے رشتہ درکار ہے اپنی کوٹھی، بینک بیلنس، ذاتی گاڑی، ذاتی کاروبار ایسے رشتے کی ضرورت ہے جو گھر داماد رہنا پسند کرے پڑھا لکھا ہو اور کاروبار سنبھال سکتا ہو۔ کاروبار کے سلسلے میں اندرون بیرون ملک جانے کیلئے خوبصورت اور انٹیلی جنٹ لڑکے کی ضرورت ہے لالچی اور خود غرض رابطہ کرنے سے پرہیز کریں۔ (فتح محمد، جھنگ)

☒ ...... سید فیملی کی دوشیزہ کیلئے رشتہ درکار ہے۔ رنگ سانولا، پڑھی لکھی، وراثت میں مکان اور بینک بیلنس۔ سید فیملی سے رشتہ درکار ہے، پڑھا لکھا ہو، خوبصورت ہو، گھر داماد رہنے والے ضرور رابطہ کریں، لالچی اور سید فیملی سے باہر کے رابطہ کرنے سے پرہیز کریں۔ بالمشافہ ملیں یا فوری رابطہ کریں (رفیعہ پروین، ملتان)

☒ ...... ایسے خوبرو لڑکے کیلئے رشتہ درکار ہے جو شادی کے بعد فوری طور پر بیرون ملک لے جانا چاہتا ہے۔ نیشنیلٹی ہولڈر انگلینڈ میں سیٹل ہے ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو خوبصورت ہو، پڑھی لکھی ہو، عزت کرنا جانتی ہو، چال باز اور وقت گزار لڑکیاں زحمت نہ کریں۔ (رشید احمد، کوہاٹ)

☒ ...... مجھے ایسا رشتہ چاہیے جو اپنے پاس رکھے۔ کیونکہ میرے والدین فوت ہو چکے ہیں میری عمر تقریباً 26 سال ہے اور درالامان میں رہ رہی ہوں کسی پڑھی لکھی فیملی سے رشتہ درکار ہے جو سرکاری ملازم ہو اور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔ فوری رابطہ کریں (عنایت اللہ، ریلوے روڈ چنیوٹ)

☒ ...... 40 سالہ خوبرو بیوہ کیلئے ایک اچھے کردار کے مالک لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی کی تعلیم بی اے اور سکول ہیڈ مسٹریس ہے لڑکی کی ذاتی کوٹھی بھی ہے لڑکا خوبصورت ہو، پڑھا لکھا کم از کم ایف اے پاس ہو کوئی غیر اخلاقی عادت نہ ہو شریف اور باادب خواہشمند حضرات۔ (رفیع کرم داد، صدر بازار، نوشہرہ)

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

میرے سب سے بہترین دوست پرویز سہو عاصم سہو راشد لطیف ہے میں ان سب کو اپنے دل سے چاہتا ہوں
شاہد رفیق کبیر والہ

تنویر احمد شائق میرا بہترین دوست ہے اچھا انسان ہے میرے مزاج کو سمجھتا ہے
شہزاد سلطان کیف

میرا دوست منظور اکبر ہے وہ ہر حال میں ہر مشکل میں میر ساتھ دیتا ہے
ندیم عباس ڈھکو ساہیوال

میرے دوست ہیں شکیل احمد اسماعیل نواز یار خان ابو بکر یہ میرے دوست ہیں
عطاالله۔ تربت

عدیل ہے لیکن اس کو پتہ نہیں کہ دوستی کیا چیز ہوتی ہے بلکہ اس کو پرنس کی دوستی کی قدر نہیں ہے کاش وہ سمجھ جائے اور میرا دوست بن جائے
پرنس مظفر شاہ پشاور

میرا بہترین دوست میرا بھائی مظہر عباس ہے
اشفاق دکھی مرغی فارم

دلوں کی حیرت زبان پر آنے لگی تمہیں دیکھا تو زندگی مسکرانے لگی یہ دوستی تھی یا دیوانگی ہر صورت تیری یاد آنے لگی شکیلہ کلیم کبھی ہم جیسے دوستوں کو بھی یاد کرلیا کرو۔
شاہد اقبال خٹک کرک

تنہا رہنا محبت والوں کے لیے ایک رسم وفا ہے اے میرے دوستو اگر پھول خوشی کے لیے ہوتے تو کسی جنازے پر نہ ڈالتے

میری دوستی میں خود بیان نہیں کر سکتا میرے دوست بتائیں
شاہد اقبال خٹک جندری

میرا دوست شہباز بلوچ راجن پور ہے جو کبھی لالچ نہیں کرتا صرف مخلص دوست ہے ویری گڈ شہباز زندگی رہی تو مل بھی جائیں گے
پرنس مظفر شاہ پشاور

میں کیا اپنی تعریف کروں

اچھا ہوں یا نہیں یہ تو میرے دوست ہی بتا سکتے ہیں ویسے میں اتنا بور نہیں ہوں یہ میرے دوست کہتے ہیں۔
امداد علی ندیم عباس میر پور

میرے بارے میں میرے پیارے دوست ہی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ میں اچھا ہوں یا نہیں میں تو سب کو ساتھ لے کر چلتا ہوں۔
سیف الرحمٰن مقابر شریف

میرا سب سے اچھا دوست میرا کزن عثمان عباس ہے۔
شہباز حسین فیصل آباد

میں کسی کا دوست نہین ہوں میں نے جتنے بھی دوست بنائے ہیں سب بے وفا نکلے سب دوست مطلب پرست ہوتے ہیں
محمد آفتاب شاد ملک دوکوٹہ

میں اچھا دوست ہوں کیوں کہ آج تک میں نے کسی سے دوست کو دھوکہ نہیں دیا اور ہمیشہ اپنی حیثیت کے مطابق جانی ہے مالی اور جسمانی مدد بھی کی ہے
فنکار شیر زمان پشاور

ہاں جی میں ایک اچھا گا
دوست ہوں اس کا جواب میرے
جتنے بھی دوست رائٹر جواب عرض
ہیں ان سے پوچھ لیں خاص کر
ارمان سنگم اور مجید احمد جائی۔
پرنس عبدالرحمن۔ نین رانجھا

جتنا بہترین میرا دوست
عامر ہے لیکن اب وہ اس جہان
فانی سے کوچ کر گیا ہے میں اس
کے بعد بالکل تنہا رہ گیا ہوں پلیز
قارئین میرا دوست ملنے کی دعا
کرنا۔
رانا نزر عباس زخمی منڈی
بہاؤالدین

میرا دست شہزاد ہے جنہوں
نے مجھے فیصل آباد میں اچھی نوکری
دی ہے اللہ ان کے رزق میں
اضافہ فرمائے آمین
فیض اللہ مجاور سخی سرور

ہاں میں وقعہ ہی اچھا
دوست ہوں کیوں کہ میں ہر کسی
کے بارے میں پیار محبت اخوت
بھائی چارہ ہمدردی اور خیال رکھتا
ہوں امید ہے کہ یہ دوستی کے
اصولوں میں سے ہے میں نہیں
جانتا کہ مجھ سے کوئی خوش ہے یا
نہیں لیکن میں خوش ہوں
حسن علی قریشی لالہ موسیٰ
میاں ساجد اور میاں

تصدیق میرے اچھے دوست ہیں
اللہ تعالیٰ ان کو ہر خوشی اور لمبی عمر
دے آمین۔
عابد علی آرزو سانگلہ ہل

اس وقت تک دنیا میں شاید
کوئی نہیں ہے کیوں کہ میرے پاس
پیسہ نہیں ہے کوئی کسی کا دوست
نہیں بنتا بس دولت کے پجاری
ہیں
محمد آفتاب شاد کوٹ ملک
دوکوٹہ

کوئی بھی نہیں ہے میں جس
سے بھی وفا کرتا ہوں وہی مجھے
ڈستا ہے
غلام فرید جاوید حجرہ شاہ مقیم

تنویر احمد شائقین ہشاش
بشاش ذہین و متین خوش خرم
میرے مزاج کو سمجھتا ہے
شہزاد سلطان کیف الکویت

موبائل ہے جس کی وجہ سے
میں ہر وقت اپنے پیارے
پیارے دوستوں سے رابطے میں
رہتا ہوں
اقصد علی فراز پانڈ وال

کبھی سو زخم بھر جاتا ہے
لمحوں کے گزرنے پر کبھی ایک زخم
ساری عمر لوگوں کو رلاتا ہے۔

حکیم طفیل طوفی الکویت

میرا بہترین دوست منظور
اکبر تبسم ہے لیکن پتہ نہیں اس کو کیا
ہو گیا ہے وہ رابطہ نہیں کرتا منظور
اکبر پلیز رابطہ کرو۔
حق نواز لسبیلہ بلوچستان

میرا بہترین دوست
عبدالباسط ہنجرائے کلاں والا ہے
وہ مجھے اور میں اسے بہت پیار
کرتے ہیں ہم کہیں بھی کبھی بھی
گئے تو اکھٹے ہی گئے ہیں نہ وہ اور
نہ ہی میں ایک دوسرے کے بغیر تو
یک دن بھی گزارن بہت مشکل
ہے۔
شاہد اقبال پتوکی

میرا بہترین دوست ہماد اور
منصور ہیں ہم سارا دن اکھٹے ہی
کھیلتے رہتے ہیں ہماری دوست
قائم رہے آمین
احمد کاشف بیگم پورلاہور

میرا ابھی تک کوئی دوست
نہیں ہے میرا شوق صرف پڑھنا
ہے اور میں کسی سے گہری دوستی
نہیں رکھتا ہوں بس وقت گزرتا
ہوں کیوں کہ آج کل دوستوں
کے روپ میں دشمن پھر رہے ہیں
ہماد افتخار بیگم پورلاہور

میرا لاڈلا میرا چیتا میرا شیر میرا کعبہ کی دعا ڈاکٹر حبیب سرجن ایم بی بی ایس میرا بیٹا بھی اور دوست بھی ہے چھوٹا سا طوفی ہے پیارا سا پہلوان ہے

حکیم طفیل طوفی کویت

میرا کوئی بھی دوست نہیں ہے کیوں کہ مجھے کسی پہ بھی اعتبار نہیں ہے اور میں ٹائم پاس کرنے کے لیے احمد کاشف کے ساتھ کھیل لیتا ہوں

منصور۔بیگم پورلاہور

سب دوست اچھے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے اچھے دوستوں سے نوازہ ہے کسی ایک کا نام نہیں لے سکتا

محمد یاسین موڑ جھنگ

سبھی دوست اچھے ہیں بس خدا برا وقت نہ لائے۔

محمد یاسین مہلو موڑ جھنگ

میرا سب سے بہترین دوست میرے ماموں جان ہیں جو میرے ہر دکھ درد میں شامل ہیں آئی لو یو ماموں

۔۔۔محمد اکمل کنڈ سرگانہ

میری دوست اور میری جان اقراء ہے جو میرے بغیر اک پل بھی نہیں رہتی اور میں بھی اسے اپنی ہر سانس میں ہر پل میں بہت مس کرتا ہوں جان وہ دن کب آئے گا جب ہم مل جائیں گے

محمد سلمان بہاؤلنگر

میرا دوست وہ ہے جو اپنی ماں کی قدر کرتا ہیاس لیے کہ اسلام نے بات پر بہت زور دیا ہے اور وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں اور معاشرے میں بہت خوش رہتا ہے

فنکار شیر زمان پشاور

میرا بہترین دوست ساجد حنیف ہے جو دکھ سکھ میں مجھ کو یاد رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ساجد حنیف کو سدا سلامت رکھے ااور میں جب بھی بہاؤلنگر گرین ٹاؤن جاتا ہوں تو وہ مجھے بہت لگن سے ویلکم کہتا ہے وہ میرا سب سے بیسٹ دوست ہے آئی لو یو ایس

ولی محمد اعوان گولڑوی لاہور

ڈاکٹر منور ہے کیوں کہ وہ مطلب پرست نہیں ہے وہ میرا بہت اچھا اور بہترین دوست ہے اور ہمراز بھی امطلب پرستی دنیا میں مخلص اور کھرا دوست ڈھونڈنا بہت مشکل ہے ہر کوئی پیسے کا یار ہے

محمد آفتاب شاکوٹ ملک

میرا بہترین دوست شہزاد حسین ہے کالج میں ایک ساتھ پڑھتے تھے دوستی ہو گئی اس کا اخلاق بہت اچھا تھا اور اس میں کسی قسم کا لالچ نہیں تھا اسی لیے بہترین دوست ہے

عرفان ریاض لودھراں

میری دوست شمع عروج ہے کیوں کہ اس کے اندر وہ سچا جذبہ ہے جو خود بخود دل میں ابھرتا ہیاور حقیقت کے سارے رنگ اس کے اندر ہوتے ہیں اور محبت کے کئی چراغ اس کے اندر روشن ہیں وہ وفا کی دیوی ہے اتنی اذیت کے باوجود بھی اس کے چہرے پر دکھ کے آثار نظر نہیں آتے میری دعا ہے کہ خدا سے صحت عطا فرمائے

خلیل احمد ملک شیدانی

میری زندگی تو اچھے دوستوں سے بھری ہوئی ہے میں بہت خوش نصیب ہوں کیوں کہ مجھے اچھے دوست ملے ہیں جو ہر پل میرا ساتھ دیتے ہیں جن میں محمد ندیم۔ممتاز ڈھکو۔ندیم عباس ڈھکو۔محمد ممتاز۔ضیغم ڈھکو آصف سیال۔عاقب جاوید عقیل شامل ہیں سدا خوش رہو دوستو

آصف جاوید زاہد ساہیوال

میرا بہترین دوست عمران تھا وہ میرے دل میں رہتا تھا اس کی وفا مجھے زندگی بھر نہیں بھولے گی میں ہر وقت عمران فنا کو یاد کرتا ہوں عمران تیری وفا کو سلام
سیف الرحمٰن زخمی سیالکوٹ

تیری وفا تو مقدر ہے ملے نہ ملے دوست راحت ضرور مل جاتی ہے تجھے یاد کرنے سے
عثمان غنی قبولہ شریف

میرا دوست اقصد علی ہے جو مجھ سے ہمیشہ خفا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ پرانے جواب عرض سارے مجھے دے دو اور میں پڑھتا رہوں بس۔
پرنس مظفر شاہ پشاور

میرا بہترین دوست جواب عراض ہے جب سے رسالہ پایا ہے تب سے اس نے میرے ساتھ وفا کی ہے مجھے تنہائی میں بھی تنہا نہیں چھوڑتا ہر وقت میرا ساتھ دیا ہے غم میں بھی خوشی میں بھی بس اسی لیے میں نے جواب عرض کو اپنا دوست مان لیا ہے یا اللہ میرے دوست کو ہمیشہ اپنی خاص رحمتوں سے نوازنا کہ یہ ہمیشہ ترقی کرے آمین۔
رینا محمود قریشی میر پور

میرا سب سے اچھا دوست رضوان ہے کیوں کہ وہ میری مصیبت میں میرے کام آتا ہے اور ہمیشہ دکھ سکھ میں میرا ساتھ دیتا ہے برے کام سے روکتا ہے بہترین دوست ایسا ہی تو ہوتا ہے
ارشد ساقی ڈھرانوالہ

میرا بہترین دوسرا رائے سجاد ہے ہے کیوں کہ وہ ایک مخلص دوست ہے دوستی کی ایک مثال ہے مجھے اس پر فخر ہے اور اللہ تعالیٰ سب کو ایسے دوست دے اور اللہ ہمیشہ اسے خوش رکھے
رائے اطہر مسعود آکاش

میرا بہترین دوست خضر حیات ہے کیوں کہ وہ مجھے ہر پل یاد رکھتا ہے اور ہر وقت میرا ساتھ دیتا ہے شکریہ بھائی
آصف جاوید زاہد ساہیوال

جواب عرض ہے کیوں کہ میں صرف اسی سے پیار کرتا ہوں مگر یہ مجھے پوری دنیا کے اچھے دوستوں سے ملواتا ہے میری اور اپنی محبت کا پرچار کرتا ہے اور اسی نے مجھے شعور اور زندگی دی
ایم ناصر جوئیہ میتلا چوک

میرا بہترین دوست ذلفقار امام علی احسان جلال خان

عبدالرزاق ممتاز علی اور علی دوست یہ سارے میرے بہترین ہیں میں ان سے بہت پیار کرتا ہوں
محمد خادم جنگ مراد جمالی

میرا بہترین دوست بشیر احمد بھٹی ہے وہ جس میں لالچ نہ ہو خلوص ہو وہ پائیدار دوستی ہوتی ہے یہ دوستی بھی نایاب موتی ہے بہت کم دستیاب ہوتی ہے
محمد فیاض غوری بہاول پور

صرف اور صرف ایک ہی تھا جو کہ اس دنیا سے کوچ کر گیا ہے ظفر حسین اللہ پاک آپ کو جنت لفردوس میں جگہ عطا فرمائے
محمد صفدر دکھی کراچی

سلطان تبسم ہے جس نے ہر مشکل گھڑیوں میں میرا ساتھ دیا ہے میرے پاس الفاظ بہت کم ہیں میں کن لفظوں سے ان کا شکریہ ادا کروں اس لیے میرے دل کو بہت اچھا لگتا ہے
ایم افضل کھرل ننکانہ

میری بہترین دوست عائشہ افتخار ہے بہت بدتمیز ہے بٹ پھر بھی قابل قبول ہے کیوں کہ وہ میری دوست ہے عائشہ ہمیشہ خوش رہو
نداعلی عباس سوہادہ

نام: اقرار احمد

عمر: 22

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: Iirue Detlemeen

75020 Paris.

نام: ایس لطیف جوہر

عمر: 22

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: ضلع کرک تحصیل و ڈاکخانہ تخت تھرتی گاؤں دگلری سراج خیل۔

نام: محمد عاشق آزاد

عمر: 18

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: ضلع قصور تحصیل ... ڈاکخانہ چھانگا مانگا وانچھارا۔

نام: حدارحم

عمر: 15

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: خدا رحم بلو کلاس دہم گورنمنٹ ہائی سکول المیہ ضلع فاران

نام: محمد جبریل منگی

عمر: 25

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: شاہ بلیغ کلینک حیدری معالانشتر روڈ لاڑکانہ سندھ۔

نام: شہباز احمد

عمر: 23

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: المعلم للرخام جدہ ص ب 22028 جدہ سعودی عرب

نام: محمد ریاض رضا

عمر: 18

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: گاؤں ہنجرے خورد تحصیل پتوکی ضلع قصور۔

نام: محمد اقبال

عمر: 23

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: کل ناہڑ آف کوہلو بلوچستان معرفت خنک جبرال کوڑکی۔

نام: رانا محمد جبار

عمر: 21

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: تحصیل و ضلع خانیوال ڈاکخانہ چک نمبر 41/10R۔

نام: لیاقت علی خان

عمر: 24

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: ضلع پونچھ تحصیل ہجیرہ گاؤں پڑکوٹ، آزاد کشمیر۔

نام: عبدالخالق انجم

عمر: 18

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر نوشہرہ۔

نام: محمد سرور

عمر: 36

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: ضیا جلد ساز کوٹلہ ارب علی خان گجرات۔

نام: امجد علی بجاد
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: بازار کراس گاؤں ردیگ تحصیل
مند ضلع تربت بلوچستان۔

نام: محمد افضل مختار
عمر: 21
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: غلام ہریانیوز ایجنسی لندن۔

نام: ایم اشفاق بٹ
عمر: 27
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ایم اشفاق بٹ خطیب سینٹری
سٹور والا موتی۔

نام: نوید
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: 11 بیدی کالا پور اوکاڑہ۔

نام: ایم اسلم نذیر چدھڑ
عمر: 28
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: لودھرے کلاں ڈاکخانہ خورم
تحصیل پنڈی بھٹیاں حافظ آباد۔

نام: خالد محمود [illegible]
عمر: 21
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع میرپور اسلام گڑھ معرفت
نیو پبلک کال آفس اسلام گڑھ۔

نام: علی احمد
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: شکرانہ فیڈز نزد برف فیکٹری
خاران بلوچستان۔

نام: میاں زاہد نسیم
عمر: جوانی زندہ باد
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: میاں زاہد نسیم چک 247 گ ب
براستہ مریدوالا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

نام: محمد سراج
عمر: 17
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: دلبر حسین کریانہ مرچنٹ قائد اعظم
بازار کوٹ مٹھن ضلع راجن پور۔

نام: محمد نعیم چھاچھی
عمر: 30
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ہیئر کٹنگ سیلون یو بی ایل گلستان
کالونی کراچی۔

نام: شاہد صدیق
عمر: 19
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: محمدی سویٹ ہاؤس نزد ہوٹل
لیاقت آباد کراچی نمبر 15 مکان نمبر 320
شاہد صدیق۔

نام: محمد مشتاق
عمر: 17
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: محمد مشتاق دکاندار گاؤں بہلول
پور اخلاص پور تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال۔

نام: محمد عرفان
عمر: 19
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خان
ڈاکخانہ یاروکھوسہ چاہ سلیم والا۔

نام: شاہد علی آرزو
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل و ضلع ڈاکخانہ بھمبر گاؤں
ڈھوک چاپیاں۔

نام: شہریار اقبال ٹنول
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل کھاریاں ضلع گجرات
ڈاکخانہ مرزا طاہر۔

نام: محمد شہزاد شام

عمر: 8 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: چک نمبر 81 ایف ڈاکخانہ چک نمبر 79 ایف تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور۔

نام: رانا شبیر احمد

عمر: 18 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: لنک روڈ نزد مسجد نور خانپور ضلع رحیم یار خان۔

نام: ممتاز احمد

عمر: 18 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی

مکمل پتہ: ضلع و تحصیل کوٹلی ڈاکخانہ سینک منبوار۔

نام: شیخ محمد رمضان

عمر: 20 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: رحیم آٹو اینڈ سپیئر پارٹس نزد مسجد پیر مبارک شاہ شیخ محمد رمضان ولد شیخ محمد سعید۔

نام: سلطان محمود

عمر: 20 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: رحمٰن اکڈیمی سٹور گورنمنٹ ہائی سکول روڈ میانوالی۔

نام: تنویر راہی

عمر: 20 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: پنڈی بھکھ پنڈ دادنخان ضلع جہلم ڈاکخانہ گگڑ پنڈی۔

نام: محمد سلیم تبسم

عمر: رسوائی کی

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ چاہ سیال والا موضع گورمانی شرقی قصبہ گورمانی۔

نام: نعیم ملک

عمر: 20 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: ضلع کوٹلی تحصیل و ڈاکخانہ گاؤں لدھیال پلانی نکیال براستہ داتوٹ۔

نام: محمد یٰسین مجاہد

عمر: 19 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: نیو لیبر کالونی رشید آباد کراچی نمبر 16 مکان نمبر A23 سائیڈ ایریا۔

نام: محمد نعیم

عمر: 26 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: محلہ عجائب ڈاکخانہ سید حسین تحصیل و ضلع جہلم

نام: محمد رمضان دانش

عمر: 27 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: بمقام گگڑ پنڈی تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم۔

نام: سعید شہزاد

عمر: 20 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: اورنگی ٹاؤن سیکٹر 10 کراچی نمبر 41 فرید کالونی جمیل والے کو ملکر سعید پیارے کو ملے۔

نام: احمد علی الیاس

عمر: 19 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: گوٹھ راہو جاپر جو گوٹھ تحصیل و ضلع خیر پور سندھ۔

نام: طارق محمود

عمر: 15 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: چک نمبر 465 گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد۔

نام: مظہر حسین جہلمی

عمر: 17 سال

مشغلہ: لڑکے اور

لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

مکمل پتہ: سروری قادری کریانہ سٹور پنڈی سعید پور ضلع جہلم پنڈ دادنخان۔

نام: مظہر حسین سن
عمر: 16
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: موضع ترکی تحصیل میلسی سیاہ پیپل واکر ضلع وہاڑی۔

نام: دلدار ظفر حسین سن
عمر: 24
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: موضع ترکی تحصیل میلسی ضلع وہاڑی۔

نام: محمد رمضان ٹن
عمر: 14
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: موضع ترکی مترو روڈ میلسی وہاڑی۔

نام: محمد بلال
عمر: 23
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: زبیر کلینک جی ٹی روڈ سنانواں تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ۔

نام: سردار اقبال خان م
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی ک
مکمل پتہ: سردار گڑھ تحصیل و ضلع رحیم یار خان۔

نام: محمد ارشد رشید
عمر: 16
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع و تحصیل کوٹلی ڈاکخانہ گلپور گاؤں تھروچی۔

نام: حافظ محمد الیاس۔
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع رحیم یار خان تحصیل خانپور شہر شیروزہ چک نمبر 73/A۔

نام: شوکت علی ناز
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان ڈاکخانہ لیاقت پور چک نمبر 89/A۔

نام: محمد جاوید کنول
عمر: 16
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل و ضلع لودھراں ڈاکخانہ حویلی نصیر خان بھٹہ امیر والا موضع پیمنی۔

نام: علی نواز صابر
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا

نام: محمد سلیم ناز
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: مہلاں دھنواں لوئی آزاد کشمیر۔

نام: عاطف فرید عاطف
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع کبرک تحصیل بانڈہ داؤ شاہ گاؤں ڈاکخانہ بری فلوش محلہ گلشن کالونی۔

نام: ڈاکٹر ایم ایچ شاہد
عمر: 27
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: شاہد میڈیکل سٹور گلوٹیاں کلاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔

نام: محمد سجاد علی
عمر: 28
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: نوبی بستی غربی بہاولپور۔

نام: النور خان لودھی
عمر: 21
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
ضلع مظفر آباد چکار گاؤں

نام: ربنواز بھٹی
عمر: ابھی جوانی
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: پوسٹ آفس لنڈانی تحصیل شاہپور ضلع سرگودھا۔

نام: فدا حسین میو
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: کوٹ امیر خان تحصیل چونیاں ضلع قصور۔

نام: محمد ندیم عاطف
عمر: سامنے ہوں
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل ضلع بہاولپور محمودہ چودھیکا بالا آرائیں۔

نام: منیر احمد بلوچ
عمر: 21
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: P.B کرک تحصیل اوباڑہ ضلع گھوٹکی سندھ۔

نام: آئی امجد
عمر: 19
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: گاؤں قلعہ دیوان سنگھ ڈاک خانہ جلو موڑ لاہور۔

نام: وفادار علی بگٹی
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع ڈیرہ بگٹی تحصیل پھیلاواغ گاؤں بکیڈ بلوچستان۔

نام: عابد زمان دکھی
عمر: 24
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: مکان نمبر 36-7 سیکٹر 8/B حضرت بلال کالونی کورنگی کراچی نمبر 31۔

نام: قاضی شکیل ہاشمی
عمر: 16
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: قاضی شکیل ہاشمی وارڈ نمبر 6 پرانی واٹر سپلائی سلیم یزمان منڈی ضلع بہاولپور۔

نام: محمد آصف جٹ
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع بدین تحصیل و ڈاکخانہ خاص گولارچی (جٹ برادرز)

نام: شکیل اختر
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع راولپنڈی تحصیل کہوٹہ ڈاکخانہ چوآ خالصہ گاؤں سہوٹ بگیال شکری ڈھیری۔

نام: ماجد مہر
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: گورنمنٹ ہائی سکول سامی ضلع کیچ تربت مکران۔

نام: نذیر حسین مست
عمر: سامنے ہوں
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع لاڑکانہ تعلقہ قمبر علی خان سندھ۔

نام: لیاقت علی
عمر: 25
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل و ضلع اوکاڑہ ڈاکخانہ خاص چک کنگوری آرائیاں۔

نام: غفار انجم آرائیں
عمر: 25
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: چک 5 کسی تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال۔

نام: محمد علی میرانی
عمر: سامنے ہوں
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: فیضان مدینہ کریانہ اینڈ جنرل نور نشتر روڈ حیدری محلہ لاڑکانہ۔

نام: عابد محمود
عمر: سامنے ہوں
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: مینجر ہانگ۔

نام: عمران شہزاد
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: عمران شہزاد ولد غلام رسول گھنڈل کلاں چک نمبر 144 تحصیل و ضلع فیصل آباد۔

نام: راؤ انتظار احمد
عمر: 17
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان ڈاکخانہ خاص کوٹلی۔

نام: محمد شہزاد
عمر: سامنے ہوں
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: پوسٹ آفس رکھلہ منڈی تحصیل و ضلع خوشاب۔

نام: عاطف سبطین قریشی
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: گاؤں چلیمانہ نزد مزار نوری ضلع جہلم تحصیل سوہاوہ۔

نام: محمد انور
عمر: 23
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: سمو شیخ حمدان یوزاند پوسٹ بکس 20633 ابوظہبی۔

نام: محمد شفیق احمد
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور محلہ باکھری نزد مسجد اعوان والی۔

نام: مرزا مناظر رضا
عمر: 24
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع گجرات تحصیل [illegible] ڈاکخانہ پنڈ عزیز۔

نام: اظہر محمود بٹ
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع و تحصیل کوٹلی ڈاکخانہ کھوور۔

نام: رؤف احمد رحمانی
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل یزمان ضلع بہاولپور چک نمبر 35/DAB ڈیرہ راجگان۔

نام: عبدالرؤف مکی
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: حاجی جیولرز صدر بازار جبوکہ ڈاکخانہ خاص جبوکہ ضلع اوکاڑہ۔

نام: عرفان خان غالب
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: مقام [illegible] ڈاکخانہ [illegible] تحصیل و ضلع سیالکوٹ۔

نام: قاری سلیم عباس
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ڈسٹرکٹ کنبھے تحصیل ڈنونی ڈاکخانہ چیلو خاص مقام سینگ۔

نام: محمد اقبال توحی
عمر: 23
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: الخالق نبیل نزد [illegible] 319 بلال سنٹر گلشن [illegible]۔

نام: شیخ شاہد اقبال
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: شاہد جنرل سٹور اڈہ کوجرہ تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین۔
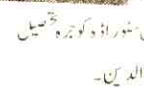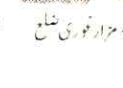
نام: عبدالجبار خان
عمر: 17
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: عبدالجبار خان ولد محمد حنیف خان تحصیل کلورکوٹ ضلع بھکر۔

نام: امام بخش
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: عظیمہ پان ہاؤس نزد کالی ٹنکی سانگلہ۔

نام: عمران
عمر: 19
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: عمران 466 گ ب سمندری۔

نام: عبدالرشید رشی
عمر: 21
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: بمقام کھل ڈاکخانہ بھاگ نگر تحصیل و ضلع جہلم۔

نام: حافظ عنایت علی میو
عمر: 17
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: حافظ محمد عنایت رانجپور تحصیل لیونیاں بسم اللہ ٹیلی ... ضلع ... پور۔

نام: زبیر بٹ
عمر: 19
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: گلبرگ بلاک نمبر 18 کراچی۔

نام: ساجد محمود اختر
عمر: 26
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ساجد محمود اختر پی ایس ایم کالونی مردان۔

نام: ریاض علی
عمر: 26
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: مین بازار قادر آباد قصور معرفت ساجد سٹریٹ تحصیل و ضلع قصور۔

نام: انیس منیر احمد
عمر: 24
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع و تحصیل مظفر آباد ... گاؤں و ڈاکخانہ شکر پورہ۔

نام: ابرار حسین خان
عمر: 17
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: سجاد خان بلوچ غازی پور تحصیل جلال پور پیروالا ضلع ملتان۔

نام: طاہر اقبال
عمر: 16 سال
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: گاؤں و ڈاکخانہ احمد آباد ضلع کرک تحصیل تخت نصرتی۔

نام: نور عالم ساقی
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال چک نمبر 49/151۔

نام: غلام محی الدین
عمر: 30
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع پونچھ تحصیل ... بحرین۔

نام: احمد حسین
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ولد نوشیروان گاؤں جغور رشوت ضلع تحصیل چترال صوبہ سرحد۔

نام: محمد سجاد نعیم
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی ...
مکمل پتہ: ... داور پور ڈاکخانہ ... پور تحصیل و ضلع قصور۔

نام: ارشد عباس کنول
عمر: 21
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال ڈاکخانہ بمقام بھابڑہ شرقی بازار بھابڑہ۔

نام: اشتیاق احمد
عمر: سامنے ہوں
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع پونچھ تحصیل و ڈاکخانہ بجیرہ گاؤں گھمیر آزاد کشمیر۔

نام: ذوالقرنین شاہ۔
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: M.7 شیٹ نمبر 27 Ext ماڈل کالونی کراچی۔

نام: حافظ ظہور احمد فر
عمر: 23
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: بمقام اڈہ ذخیرہ تحصیل دنیاپور ضلع لودھراں۔

نام: محمد ریاض
عمر: 31
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: اپریٹر سگنل محمد ریاض ژوب ملیشیا ژوب۔

نام: ملک ساجد ناز
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: شمبون ناگوری ملک شاپ ریسیر لائن گلی نمبر 1 میوہ شاہ روڈ کراچی نمبر 53۔

نام: اکرم علی محبت
عمر: 16
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: وارڈ نمبر 6 ٹھینگ موڑ الہ آباد تحصیل چونیاں ضلع قصور

نام: خوش دل سرگم
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: خوش دل جنرل اسٹور نزد G.H سکول سروزئی تحصیل و ضلع ہنگو صوبہ سرحد۔

نام: رحیم یار
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: شوکت جنرل سٹور شاہی بازار قلات۔

نام: مسکین خاور علی
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: فتح علی آنوز علی آباد و ذوست محمد۔

نام: شاہ زمان
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: آپریٹر سگنل شاہ زمان بی ٹی پلٹون ملٹری کالج آف سگنلز راولپنڈی۔

نام: عارف سجاد
عمر: 21
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: عمیر سیونگ ملز لنک درس روڈ مانگا منڈی رائیونڈ ضلع قصور۔

نام: انور علی
عمر: 35
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: انور علی پنواری قلعہ عبد اللہ بلوچستان۔

نام: صحافی ذوالفقار
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: معرفت نیشنل پریس کلب شکارپور ضلع شکارپور۔

نام: مختار حسین دلبر
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: سکردو علاقہ روندو ڈاکخانہ طورمک گاؤں ستی طوسنگ۔

نام: عمران یوسف
عمر: 19
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: عمران یوسف حسن گلیاں تحصیل و
ضلع مظفرآباد ایوب شاپ کیپر ٹالی منڈی
مظفرآباد۔

نام: ندیم دانش
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: نیو دانش جنرل سٹور دشتی بازار نزد
حاجی سلیمان بلاک دشتی بازار تربت

نام: ارشد شائق
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل و ڈاکخانہ نلیاں ضلع کوٹلی
گاؤں دھوٹ مہمان۔

نام: طاہر راشی
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: مکان نمبر 4.1 مائیکروویو کالونی
پیرودھائی روڈ سکینڈ اسلام آباد۔

نام: دوست علی
عمر: 22
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: نورانی کراس حب پولی
بلوچستان

نام: بشیر عاجز
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: دکھنیر اٹک۔

نام: شاکر علی
عمر: 23
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: پرانا تحصیل روڈ خلیج پبلک کال
آفس تربت۔

نام: شہزاد حسین
عمر: 17
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: چک نمبر 89 فتح تحصیل حاصل
پور ضلع بہاولپور۔

نام: محمد رضوان عرف برچھی اعوان
عمر: سامنے ہوں
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: ضلع خوشاب ڈاکخانہ جوہر آباد
رمضان کالونی، رضوان کریانہ سٹور۔

نام: مزمل شہزاد گوندل
عمر: 16
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل ملکوال منڈی بہاؤالدین
ڈاکخانہ کھائی۔

نام: محمد پرویز انجم
عمر: 19
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: چک نمبر 1 ہانس فوجیاں والا
ڈاکخانہ کوٹ عباس شہید تحصیل و ضلع ملتان۔

نام: عبیداللہ عمرانی
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: مہران کمپیوٹر سنٹر نیو مارکیٹ گلی
اوستہ محمد عبیداللہ کوئٹہ۔

نام: جاوید اقبال
عمر: 16
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: کوز کندے گاؤں بغدادہ ضلع و
تحصیل مردان ڈاکخانہ مردان۔

نام: ناصر علی
عمر: 21
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی
مکمل پتہ: گلی نمبر 1 تحصیل بھلوال ضلع
سرگودھا۔

نام: اعجاز گل
عمر: 24
مشغلہ: لڑکے اور
لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل و ضلع جہلم۔

نام: احسان اللہ چیمہ
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی
مکمل پتہ: مست گڑھ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ڈاکخانہ سمبڑیال۔

نام: محمد یٰسین
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل وضلع چکوال ڈاکخانہ و بمقام ڈنگی بالا۔

نام: ایم اشفاق اختر کنول
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: امونیا ایتھنز یونان۔

نام: چوہدری صادق اکبر
عمر: 16
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: گاؤں پنجکوٹ دھی ضلع وتحصیل مظفر آباد آزاد کشمیر۔

نام: مرزا اسکندر احمد
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: گاؤں سگراں ڈاکخانہ سلوہ پیر ضلع میرپور آزاد کشمیر۔

نام: عبدالشکور
عمر: 19
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: عبدالشکور سونگی تحصیل عمرکوٹ ضلع میرپورخاص۔

نام: محمد عرفان علی
عمر: 20
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: امجد کریانہ شاہی روڈ خانپور کٹورہ ضلع رحیم یار خان۔

نام: محمد طارق شجر
عمر: 19
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: محلہ فاروقیہ وارڈ نمبر 8 جھنگ سٹی۔

نام: راؤ محمد جاوید ساقی
عمر: 33
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: راؤ محمد جاوید ساقی رانا پان ہاؤس دکان نمبر 610 آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد۔

نام: سجاد احمد واسطی
عمر: 16
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ ڈاکخانہ خاص بھومن شاہ۔

نام: عاجز امان اللہ سیدانی
عمر: 18
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: گوٹھ کشمیر خان پندرانی بت شاخ پٹ فرسٹ۔

نام: ظفر علی
عمر: 24
مشغلہ: لڑکے اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
مکمل پتہ: نظامت اعلیٰ شہری دفاع ضلع وتحصیل مظفر آباد آزاد کشمیر۔

حسرتیں بے قیاس ہوتی ہیں
صورتیں غم شناس ہوتی ہیں
جن کے ہونٹوں پہ ہنسی ہوں
ان کی آنکھیں اداس ہوتی ہیں
☆ ---------- محمد شفیع اللہ۔ میرپورخاص

دنیا میں اتنے بھی غم نہیں ہیں
مگر سوچو تو کچھ بھی کم نہیں
جس دن تیری آنکھوں میں آئیں آنسو
تو سمجھ لینا کہ اس دنیا میں ہم نہیں
☆ ---------- ریاض۔ رحیم یار خان

ساری عمر آنکھوں میں سپنا یاد رہا
سال بیت گئے مگر وہ لمحہ یاد رہا
نجانے کیا بات تھی اس شخص میں فراز
ساری محفل بھول گئے وہ چہرہ یاد رہا
☆ ---------- عکاس احمد۔ حضرو

دُکھ درد ہمارے

''دکھ درد ہمارے'' کالم کے لئے جو قارئین بھی اپنا دکھ شائع کرانا چاہتے ہیں وہ اپنے دکھ لکھ کر ہمراہ اپنے شناختی کارڈز کی کاپی بھی ارسال کریں۔ ''دکھ درد ہمارے'' کالم کے لئے جن قارئین کے شناختی کارڈز کی کاپی ہمراہ نہیں آئے گی ان کو ''دکھ درد ہمارے'' کالم میں جگہ نہیں دی جائے گی۔ ایسے تمام قارئین کے آئے ہوئے خطوط ضائع

☆...... میں اپنا دکھ کس کو جا کے سناؤں مجھے آج اپنے آپ پر بہت دکھ ہو رہا ہے کہ میں اتنا عرصہ R کو دھوکہ دیتا رہا، اس سے جھوٹ بولتا رہا اس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتا رہا۔ آج مجھے شدت سے احساس ہو رہا ہے کہ مجھے اس کو دھوکہ نہیں دینا چاہئے تھا وہ مجھ سے دل سے سچا پیار کرتی تھی کرتی ہے اور کرتی رہے میں R سے بس اتنا کہوں گا کہ R پیار کرنے والوں کا دل بہت بڑا ہوتا ہے وہ اپنے پیار کو معاف کر دیتے ہیں اور خدا معاف کرنے والوں کو اپنا دوست بناتا ہے۔ R اگر تم مجھے اس قابل سمجھو تو مجھے معاف کر دو اور مجھے پتہ ہے تم پہ اعتماد ہے کہ تم مجھے معاف بھی کر دو گی کیونکہ تمہارا بہت بڑا دل ہے R میں اب صرف تمہارا ہوں اور تم میری ہو پلیز اب مجھے معاف کر بھی دو اور پلیز اب مجھ سے لڑائی نہ کیا کرو۔

☆...... جب سے آنسو میرے مقدر ہو گئے نفرتیں دل معصوم پر نشتر بن کر انمٹ اور گہرے گھاؤ لگانے لگیں میری وفا کا آنگن محبت کے درد سے بے خبر ان حسین چہروں اور شوخ چنچل مزاجوں کا مسکن بن گیا۔ نوع انساں کی فرض شناسی آوارگی کے سانچوں میں ڈھل گئی۔ میرا پیار ایک آہنی اور فولادی دیوار بنتے بنتے ریت اور کانچ کو تخلیق کر گیا۔ دل کے شیشوں کا مسیحا جب کوئی نہ رہا۔ الفت کا انداز جب میرے چاہنے والوں کو انتہائے عشق کی جانب گامزن کرنے کی بجائے فنائے جذبات کی پستی کے مقام پر لے گیا، ہم سچی محبت کی چاہ میں اب بھی سرگرداں ہیں۔ جب مغربی ثقافت کی یلغار ہمیں اپنے ہی ارمانوں کے اشکوں میں ڈبو رہی ہے۔ کاش اے کاش! کسی کے پاس تو محبت ہیرے کی مانند ہوتی کاش کسی کو تو محبت اس مقام پر لے جاتی۔ جہاں اس کی سوچ بھی نہ پہنچ پاتی جب ہم اپنائیت کے ساگر میں غوطہ زن نہ ہو سکیں تو تب تنہائیوں کا زہر ہمارا نصیب ہوگا۔ کسی کی نظر تو ایسی ہو جو ہمیں اپنے وجود میں پیوست کر لے اگر نہیں تو پھر یہ فلش یہ دھوپ کا سفر یہ ہجر کے طوفانوں کا قہر یہ ہماری شفاف سوچوں کو کچلتی ہوئی فرسودہ رسمیں مجھے اور مجھ جیسے کروڑوں محبت کے پیاسوں کو لقمہ اجل کے منہ میں لے جائیں گی — ''تلاش زیست اور راہِ محبت کے فیصلے سارے ...... معلوم نہ تھا یہی ہوں گے دکھ درد ہمارے''۔ (محمد خان انجم- دیپالپور)

☆...... آدمی سوچتا کچھ ہے اور قدرت کچھ اور کرتی ہے۔ دکھ درد بھی انسانی زندگی کا ایک حصہ ہیں۔ میرے دکھ میرے ساتھ ہوتے ہیں تو مجھے ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اب تو میں نے دکھوں کو ہی اپنا دوست سمجھ لیا ہے۔ میں نے زندگی میں اتنے دکھ دیکھے ہیں کہ اب ان کا درد بھی مجھے سکون دیتا ہے۔ ایک کے بعد ایک دکھ میری زندگی میں آتا ہے اور میں بہت خوش ہوتا کہ اللہ نے مجھے ایک اور دکھ دے کر مجھے یہ بتایا ہے کہ میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔ دکھ سہنا بھی ایک فن ہے لہٰذا یہ فن میں نے سیکھ لیا ہے اپنے دکھوں سے۔ (محمد سرفراز نشتر- سردار آباد)

■

مجھے شکوہ ہے آئی لاہور سے جو میرے خطوط کا جواب نہیں دیتی۔ (محمد رمضان شاہد-کبیر والہ)

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ سے، میری فطرتی عادت ہر بات اگلے کے منہ پر کہہ دینا۔ (شہزاد سلطان کیف-الکویت)

مجھے شکوہ ہے اپنی جان PS بچیکی سے جو اپنے ماں کے ڈر سے میرے پیار کا جواب نہیں دیتی۔ (محمد اشرف زخمی دل-بچیکی)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو کہ وفا کے نام سے دوستی کرتے ہیں مگر نبھاتے نہیں۔ (سید نادر علی شاہ فراق-شاہ پور چاکر)

مجھے شکوہ ہے A راولپنڈی سے وہ اکثر مجھ سے بات کرتے کرتے کہیں کھو جاتی ہے۔ (غلام فرید جاوید-حجرہ شاہ مقیم)

مجھے شکوہ ہے F سے کہ وہ ہم کو بالکل تنہا کر کے خوش ہے۔ (ملک کامران علی-بھلانی)

مجھے شکوہ ہے اب شکوہ کروں بھی تو کس سے یہاں تو دور ہی اس قسم کا ہے کہ ہر کوئی قاتل بنا پھرتا ہے۔ (اللہ دتہ بے درد-لاہور کینٹ)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو کسی کی مجبوری کو نہیں سمجھتے اور ان کو بے وفا کہتے ہیں۔ (محمد جنید جانی-پشاور)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوستوں بابر رانجھا، طاہر رانجھا، رضا رانجھا، قمر رانجھا اور عبدالرحمٰن سے یہ نماز نہیں پڑھتے۔ (ذکاء اللہ گوندل-کوٹ مومن)

مجھے شکوہ ہے خالد سانول، رانا وارث، صدا حسین صدا، اسلم جاوید، BR جہلم اور ایس بلوچستان سے جو میرے ساتھ رابطہ نہیں کرتے۔ (جاوید اقبال جاوید-اچکرہ)

مجھے شکوہ ہے قارئین کرام سے کہ وہ مجھ سے رابطہ نہیں کرتے۔ (اسدالرحمٰن بھنگو-شورکوٹ شہر)

مجھے شکوہ ہے آج کل کی نوجوان نسل سے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے بس فضول کاموں میں اپنی زندگی ضائع کر رہے ہیں۔ (نثار احمد حسرت-نور جمال شمالی)

مجھے شکوہ ہے مجھ کو شکوہ ہے ان دوستوں سے جو صرف مطلب کی دوستی کرتے ہیں۔ (ساجد اعوان ہزاروی-شیخوپورہ)

مجھے شکوہ ہے ان بہن بھائیوں سے جو بار بار مس کالیں دے کر مجھے اپنے کام یا نیند سے ڈسٹرب کرتے رہتے ہیں اور کچھ اس طرح کے بھی ہیں کہ بیک وقت سینکڑوں ایس ایم ایس بھیجتے ہیں۔ (عبدالرشید بزنجو-گڈانی)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو اپنی خوشیوں کی خاطر کسی اور کے گھر کو اجاڑ کر خوشی پاتے ہیں۔ (مظہر نذیر-کیوائی)

مجھے شکوہ ہے M سے کہ رات آئی خواب زندگی کا افسانہ تھا۔ (نامعلوم)

مجھے شکوہ ہے S سے جو میری محبت کا یقین نہیں کرتی۔ (غلام مرتضیٰ تبسم-کسووال)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض کے ایسے رائٹروں سے جو کہ جواب عرض میں بے کار تحریریں لکھتے۔ (عمر دراز ساحر-ذاکر آباد)

مجھے شکوہ ہے مدثر ندیم مدثر سے جو دوستی کے لئے جواب عرض میں کالم تو بھیجتے ہیں لیکن دوستی کی اصلیت کو نہیں جانتے۔ (مدثر علی مدثر-اگو چک)

مجھے شکوہ ہے مجھے کسی سے شکوہ نہیں، شکوہ کرنے سے دوسروں کا دل ٹوٹتا ہے۔ (مزمل حسین صدا-چک نمبر 5/14L)

مجھے شکوہ ہے ایڈیٹر سے کہ وہ اسلامی صفحہ نہیں لکھتے اور نہ ہی میری ماں کا کالم شائع کرتے ہیں۔ (حافظ محمد شفیق عاجز سلطانی-کوٹلی آزاد کشمیر)

پلیز کسی کے ساتھ ایسا کبھی نہ کریں۔ (نامعلوم، شکر گڑھ)

مجھے شکوہ ہے A سے وہ مجھے پہلے کیوں نہیں ملی اب مجھے ملی ہے جب وہ چاہ کر بھی میری ہو نہیں سکتی میں کوشش کر کے بھی اسے حاصل نہیں کر سکتا۔ (جمیل فدا خیر پوری، خیر پور میرک)

مجھے شکوہ ہے عمر دراز بادشاہ اور منظور اکبر سے جو مجھ سے رابطہ نہیں کر رہے ہیں وہ دونوں مجھے بھول گئے ہیں لیکن میں یاد کرتا ہوں۔ (پرنس مظفر شاہ، پشاور)

مجھے شکوہ ہے ایس سے کہ وہ اپنا خیال نہیں رکھتی اور ان لوگوں سے شکوہ ہے جو محبت کر کے چھوڑ دیتے ہیں جو دوستی اور محبت کی قدر نہیں کرتے۔ (محمد رمضان SR، گوجرانوالہ)

مجھے شکوہ ہے کشور کرن جی سے جو بار بار کہنے پر مجھ سے رابطہ نہیں کرتی کشور جی برائے مہربانی مجھ سے رابطہ کرو پلیز۔ (تنویر خالد، دوکونہ)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو اسلام کو بھول گئے ہیں اور نماز کو بھی بھول گئے ہیں جس سے ہر روز گناہ ہو تا ہے۔ (کامران راجہ، کسووال)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ التمش سے جو میری غزلوں اور اشعار کو جواب عرض میں شائع نہیں کرتے جو میں نے اتنی محنت سے لکھی ہیں۔ (ایم علی مغل، چھترو ہ)

مجھے شکوہ ہے اشتیاق نقوی سے جو جلدی رابطہ نہیں کرتا نقوی صاحب رابطے میں اتنی دیر نہ کیا کرو یہ اچھی بات نہیں ہے ذرہ سوچو بھائی جان۔ (جاوید اقبال جاوید، فیصل آباد)

مجھے شکوہ ہے ہر اس شخص سے جو اپنی ماں کی قدر نہیں کرتا وہ لوگ جان لے کہ وہ بہت بدقسمت ہے ماں کی قدر کرو۔ (محمد شہباز گل، گوجرانوالہ)

مجھے شکوہ ہے اپنے نصیب سے کہ میرے نصیب میں غم ہی غم ہے آخر میرے ساتھ نصیب کو ساتھ ضد ہے۔ (عمران فنا، بلوچستان)

مجھے شکوہ ہے اپنی دوست عاصمہ سے کہ میں نے اس کو بہت پیار کیا لیکن وہ سمجھ نہ پائی لیکن میری دعا ہمیشہ اس کے ساتھ ہے۔ (عباس علی گجر، چکسواری)

مجھے شکوہ ہے ان لڑکوں سے جو بلا وجہ لڑکیوں کو تنگ کرتے ہیں اور ان لڑکیوں سے جو سادہ دل لڑکوں کو اپنے پیار کے جال میں پھنسا کر اکیلا چھوڑ دیتی ہیں۔ (محمد اسماعیل عابد، جتوئی)

مجھے شکوہ ہے ان لڑکوں اور لڑکیوں سے جو پیار کرتے ہیں اور پھر جب دولت کو دیکھتے ہیں تو پہلا پیار و محبت بھول جاتے ہیں۔ (محمد یوسف ذیشان، باہو سلطان)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوسروں کو اچھا نہیں جانتے اور اپنے آپ پر غرور کرتے ہیں ایسا نہ کیا کریں۔ (عمران عباس پرنس، خانیوال)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو محبت کے دشمن بنے بیٹھے ہیں خدارا ان کے دلوں کو کیوں خوف نہیں آتا جب دو دل جدا کرتے ہیں۔ (ایم یعقوب اعوان، بشارت چکوال)

مجھے شکوہ ہے نہیں پر شکایت ضرور ہے وہ التمش صاحب سے اور ایم جی التمش صاحب میرے کوپن شائع نہیں کرتے اور ایم جی آپ ہمیں فون نہیں کرتے۔ (صنم شاہ عرف سنی، پیر عبدالرحمٰن)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوسروں کا حق مارتے ہیں حقدار کو اس کا حق ملنا چاہیے حقدار کو حق دلانا اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے۔ (محمد ہارون ثمر، تیج پور ہزارہ)

مجھے شکوہ ہے مجھے ان دوستوں سے جو دوستی کا نام لیتے ہیں اور دوستی نبھا نہیں سکتے ہیں بھائیو دوستی کے نام کو بدنام مت کرو دوست ایک پاک نام ہے۔ (شاہد اقبال خٹک، کرک)

مجھے شکوہ ہے اپنے دل سے اور صرف اپنے دل سے۔ (محمد عمیر مظہر، تبکیاں)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو کسی کو حوصلہ دینے کے بجائے حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ (ظفر نور مٹھو، اوباڑو)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض کے تمام قارئین سے کہ دوستی کیلئے اشتہار دیتے ہیں لیکن نہ تو مکمل ایڈریس شائع کرتے ہیں اور نہ تو پھر خط کا جواب دیتے ہیں سر عام دوستی کوئی ہم سا کہاں۔ (کاشف گلونہ بلوچ، بنوں)

مجھے شکوہ ہے مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں ہے کیونکہ سب لوگ ہی اچھے ہیں ہر کسی سے پیار کرتے ہیں۔

(سنان سحر آڑھتی، چوک اعظم)

مجھے شکوہ ہے آج کے مردوں سے کہ وہ معصوم لڑکیوں کی زندگی سے کیوں کھیلتے ہیں اور ان بھولی بھالی لڑکیوں کی زندگی برباد کر دیتے ہیں۔ (سلمیٰ ادا، گوجرانوالہ)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ التمش سے جو نمبر شائع کرنے کا سلسلہ دوبارہ شروع نہیں کرتے۔ (جنید اقبال، غور غشتی)

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ پر اس جواب عرض جو اس رسالہ میں لکھنے اور پڑھنے آیا تھا لیکن اس رسالے میں لوگ خود غرض ہے جو لوگ اچھے لگتے ہیں ان کی تحریر شائع ہوتی اور کچھ لوگوں کو یاد بھی نہیں کیا جاتا بس جواب عرض کا معیار ہی بدل گیا ہے۔ (امجد وکی، لکڑیانوالہ)

مجھے شکوہ ہے نیاز سے جو کراچی جا کر ہمیں بھول گیا ہے بھائی کبھی ہمیں یاد بھی کر لیا کرو۔ (نواز رند، حب چوکی بلوچستان)

مجھے شکوہ ہے سیف الرحمٰن زخمی سیالکوٹ سے کہ وہ اپنے زخموں کا علاج نہیں کراتے اور ہر وقت زخمی رہتے ہیں خوش رہو زخمی صاحب۔ (عمران بلوچ، بلوچستان)

مجھے شکوہ ہے شکوہ کریں تو کس سے کریں کوئی بھی اعتبار کے قابل نہیں جس پر بھی اعتماد کرتے ہیں وہی دھوکہ دیتا ہے۔ (زیب ظہور احمد بلوچ، ڈیرہ مراد جمالی)

مجھے شکوہ ہے باجی ST آف فیصل آباد سے کہ وہ مجھ کو ایس ایم ایس کا جواب جاؤ۔ (مظفر شہزاد، بھوک اترا) بہت لیٹ جواب دیتی ہے اور الٹے سوال کر کے مجھے الجھن میں ڈال دیتی ہے باجی پلیز میسج کا جواب جلدی دیا کرو۔ (منظور اکبر تبسم، جھنگ)

مجھے شکوہ ہے جواب عرض کی ٹیم سے جو فون نمبر شائع نہیں کرتے۔ (محمد عظیم، ننکانہ صاحب)

مجھے شکوہ ہے اسد اظہار انجم وہاڑی سے جو ملائشیا میں جا کر مجھے بھول گیا ہے مہربانی فرما کر ایک دفعہ مجھ سے ضرور رابطہ قائم کریں۔ (ایم افضل کھرل، ننکانہ صاحب)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو وقت کو ضائع کرتے ہیں اور مطالعہ نہیں کرتے بھئی دوستو خوب مطالعہ کرو۔ (فنکار شیر زمان پشاوری، پشاور)

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ سے کہ کیوں میں لوگوں کو اتنا وفا دیتا ہوں لوگوں سے میرے وفا ملا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنے وفا کی وجہ سے مجھے وفا نہیں ملتی ہے۔ (شاہد اقبال خٹک، کرک)

مجھے شکوہ ہے ان سے جو دوستوں سے شکوہ کرتے ہیں پلیز دوستوں سے گلے شکوے نہیں کرنے چاہیں اور کسی اپنے سے کہ وہ ناراض ہے۔ (پرنس عبدالرحمٰن، نین رانجھا)

مجھے شکوہ ہے مجھے اپنی جان S سے میں نے جب سے اسے دیکھا اس کو چاہا اس کو سوچا اس سے پیار کیا میں اس کے بغیر مر جاؤں گا۔ پلیز واپس آ

مجھے شکوہ ہے اپنی زندگی سے کہ اس زندگی میں غم ہی غم ملے ہیں کیسی زندگی ہے اس سے تو موت ہی اچھی ہے۔ (وقاص، کوٹلی)

مجھے شکوہ ہے وقاص میاں کیوں اتنے دکھی ہو گئے ہو بھری دنیا میں کیوں پریشان ہوا ابھی تو تم نے دیکھا ہی کیا ہے ناامیدی گناہ ہے اور موت مانگنا بھی گناہ ہے اللہ سے ڈرو اور رب رب کیا کرو۔ (ایم اے ساجد، لاہور)

مجھے شکوہ ہے نثار حسرت سے جو ہماری دو کہانیاں کھا گیا ہے پلیز اچھے انسان ایسا نہیں کرتے کم از کم ایک تو شائع کروا دو۔ (ممریز بشیر ثمر گوندل، گوجرہ)

مجھے شکوہ ہے ابھی تو میں شکوہ نہیں کروں گا کیوں کہ ابھی شکوہ کرنے کا کوئی موقع پیدا نہیں ہوا اور اگر کوئی موقع ملے گا تو بہت شکوہ کروں گا اس کو پتہ ہے جس کو کہا ہے۔ (محمد لقمان اعوان، سریانوالہ)

مجھے شکوہ ہے نگران اعلیٰ شہزادہ صاحب سے جو میری مکمل بھیجی ہوئی چیزیں شائع نہیں کرتے پلیز۔ (فوجی معظم علی، قصور)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو لڑکیوں کو تنگ کرتے ہیں وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے گھر میں بھی ماں، بہن ہوتی ہیں کیا تم برداشت کر لو گے کہ تمہارے سامنے تمہاری بہن کو تنگ کریں ذرا بتاؤ۔ (مجید احمد جائی،

ملتان)

مجھے شکوہ ہے معصوم سی صورت لے کر میری زندگی میں آئی میں تنہا بہتر ہوں اسے لاکھ سمجھائی مگر اس نے میری بات نہ مانی آج مجھے پھر تنہا کر دیا۔ (محمد اسماعیل آزاد، کھوکھرہ)

مجھے شکوہ ہے اپنی تقدیر سے جیسی مجھے بہت دکھ دیئے ہیں پھر بھی خوش ہوں کیوں خوش اور غم تو اللہ کی پاک ذات دیتی پھر شکوہ کیسا۔ (ایسی اعوان، کھلابٹ)

مجھے شکوہ ہے S سے ہے جس نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔ (مصطفیٰ عرف موجو، جلیانہ)

مجھے شکوہ ہے اکبر سے جو میری باتوں پر یقین نہیں کرتا۔ (عبدالمجید احمد، فیصل آباد)

مجھے شکوہ ہے شہزادہ التمش سے کہ وہ میرے عزیز دوست دوست محمد خادم کی تحریر کیوں شائع نہیں کرتے پلیز ان کی تحریریں شائع کرو۔ (سواد خان خٹک، ڈیرہ مراد جمالی)

مجھے شکوہ ہے ایسے لڑکوں اور لڑکیوں سے جو پیار کر کے ایک دوسرے سے بے وفائی کرتے ہیں۔ (محمد عظیم، ننکانہ صاحب)

مجھے شکوہ ہے ایسے لڑکوں سے جو اپنے ماں باپ کا کہنا نہیں مانتے ان کا کہنا ماننا اچھی بات ہے۔ (گلفام حیدر، کڑیانوالہ)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو ہر لڑکی کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں دوستو دوستی کرو تو ایک سے کرو کیوں کہ دل کی کتاب پر ایک نام اچھا لگتا ہے۔ (مسٹر ایم ارشد وفا، گوجرانوالہ)

مجھے شکوہ ہے اپنی زندگی سے کہ وہ ہر قدم پر مجھ سے دھوکہ کیوں کرتی ہے مجھے دکھوں میں غموں میں پھنسا کر خود مجھ پہ مسکراتی ہے۔ ایسا کیوں ہے۔ (ارمان سنگم، فیصل آباد)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو قلمی دوستی کے نام سر جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور ان سے جو دوسروں کی ماؤں بہنوں کے نام اشتہار لکھتے ہیں۔ (چوہدری محمد شمریز، راجہ چک)

مجھے شکوہ ہے اقراء لاہور سے جو میرے خطوں کے جواب نہیں دیتی خدا کیلئے آپ کے پاس ایک دل نہیں ہے کیا آپ کو دکھی دل کا پتہ نہیں ہے۔ (محمد رمضان شاہد، عبدالحکیم)

مجھے شکوہ ہے خود سے کہ میں نے ایک بے وفا کو چاہا کاش میں ایسی غلطی نہ کرتی کاش میں اسے چاہنے کی غلطی نہ کرتی۔ (اے آر راحیلہ منظر، جمبرہ ٹی)

مجھے شکوہ ہے ان دوستوں سے جو دوستی کر کے بھول جاتے ہیں دوستو ایسا نہ کیا کرو اگر دوستی نبھا نہیں سکتے تو کیا نہ کرو۔ (جاوید اقبال جاوید، فیصل آباد)

مجھے شکوہ ہے آسیہ کیف روزینہ کیف ثمینہ کیف عبدالمالک کیف سے کہ ان کی ایک ایک یاد تحریریں آئیں پھر نجانے کس نگری میں کھو گئے کبھی آ جاؤ ہمارے نام کی لاج رکھ لو۔ (شہزاد سلطان کیف، الکویت)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے معلوم کی چاہتوں کے ساتھ بے وفائی کر جاتے ہیں پلیز ایسا نہ کریں اگر وفا کریں تو آخری سانس تک بے لوث وفا کریں۔ (محمد رمضان شاہد، کبیر والہ)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوستوں کی قدر نہیں کرتے پلیز ایسا مت کرو اور دوستوں کی قدر کرو دوست انمول ہوتے ہیں۔ (محمد شہباز گل، گوجرانوالہ)

مجھے شکوہ ہے شیخ اظہر لاہور والے سے جو میری بات کا اثر نہیں لیتا اور مجھے بہت تنگ کرتا ہے اظہر ایسا کرنا چھوڑ دو۔ جاوید اقبال جاوید، فیصل آباد)

مجھے شکوہ ہے اپنے ان دوستوں سے جو رحمان کا راستہ چھوڑ کر شیطان کے راستے پر چل پڑے ہیں میں التجا کرتا ہوں اس رستے کو چھوڑ دیں۔ (گلفام حیدر، لکڑیانوالہ)

مجھے شکوہ ہے سید خرم وقار سے جو اپنا نمبر بند رکھتے ہیں اپنا نیا نمبر مجھے دے دیں ایسے نہ تڑپائیں مہربانی ہو گی۔ (محمد رمضان شاہد، خانیوال)

مجھے شکوہ ہے

❁❁❁

[illegible] کو مصروف سمجھتے ہو ذرا ایک بات [illegible] سن لو
جس دن ہم ہوئے مصروف تمہیں شکوے بہت ہوں گے

آئینہ روبرو

پیار کی جیت ندیم عباس ڈھکو جھوٹی محبت ۔آپی کشور کرن زلف محبوب ۔منظور اکبر کی دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری اچھی کہانی تھی منیر رضا کی کیوں بدنام ہے محبت واہ جی کیا بات ہے جناب کی آخر میں میری طرف سے جواب عرض کے تمام سٹاف کو خلوص بھرا اسلام۔

سیف الرحمٰن زخمی سیالکوٹ

اسلام علیکم سب سے پہلے میری طرف سے جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام اس کے بعد اس کے ساتھ جڑے ہوئے تمام ممبران کو سلام جون کا جواب عرض جو مجھے جلد ہی مل گیا جب میں نے اپنے اشعار اور خطوط پڑھے تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی جو میں اپنے لفظو میں بیان نہیں کر سکتا میں آپکا دل سے شکر گزار ہوں آپ نے مجھے پھر سے لکھنے کا موقع دیا اس بار تو ہر ممبر نے بہت ہی خوبصورت انداز میں لکھا ہے سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جو پڑھ کر بہت اچھا لگا ہے اس کے بعد غزلیں سب ہی خوبصورت انداز میں بیان کی گئی تھیں غزلیں اور اشعار پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں ابھی بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں غزلیں پڑھنے اور لکھنے کا بہت شوق ہے اس کے بعد کہانیوں کی طرف آیا سب سے پہلے جلتے خوابوں کی راکھ جسے ملک عاشق حسین نے اپنے خوبصورت انداز میں تحریر کیا جسے پڑھ کر بہت اچھا لگا اس کے بعد مجھے تلاش ہے ایم جبرائیل آفریدی کی تقریبا سب ہی اچھی تھیں بھائی میں اپنے کوپن ارسال کر رہا ہوں برائے مہربانی قریبی شمارے میں جگہ دے دینا میرے کوپن شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

وقاص انجم 126 گ ب شہوآنہ جڑانوالہ

اسلام علیکم جناب میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں دو ماہ اس خوبصورت رسالے میں حاضری نہیں لگوا سکا کیوں کہ میری والدہ محترمہ بہت بیمار تھیں ان کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے مجھے کچھ بھی لکھنے کا ٹائم نہیں ملا بھائی ندیم عباس ڈھکو۔وسیم فریدی اور بھائی منظور اکبر تبسم جھنگ سے تشریف لانے کا شکر گزر ہوں اپنا قیمتی وقت نکال کر ہسپتال میں تشریف لائے ایم وکیل عامر جٹ اور ایم افضل میری والدہ کی عیادت کے لیے میرے گھر آئے بہت مہربانی فقیر محمد بخش لنگا جن کو ڈائجسٹ نئے افق سے بابائے افق کا خطاب ملا ہے اور ان کی سٹوری پچھتاوا آپ پڑھ چکے ہیں گا ہے بگا ہے فون کر کے والدہ کی صحت یابی کا پوچھتے ہیں ان کا تہہ دل سے مشکور ہوں ان تمام لوگوں کا بھی بہت مشکور ہوں جو فون پر والدہ کی صحت یابی کا پوچھتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں ریاض احمد صاحب مجھے بھی مئی کے شمارے میں ہم جدا ہو گئے کے ساتھ شامل کیا آپ کا بہت ممنوع ہوں جن لوگوں نے سٹوری پسند کی ان کا بہت شکریہ جون کی تمام سٹوریاں اور غزلیں بہت اچھی تھیں ایک سٹوری بھیج رہا ہوں قریبی شمارے میں جگہ دے دینا تمام رائٹر اور پڑھنے والوں کو سلام۔

محمد آصف جاوید زاہد ساہیوال

سب سے پہلے جواب عرض کے پورے اسٹاف اور قارئین کو سلام ماہنامہ جواب عرض بیس تاریخ کو میرے ہاتھوں کی زینت بنا دکھ سکھ اپنے نمبر پورا ڈائجسٹ پڑھ کر بہت اچھا لگا تمام سٹوریز اچھی تھیں اور نیو کالم بھی بہت پسند آیا ٹائٹل تو اس دفع دل کو بھانے والا تھا ویسے بھی جواب عرض ہر لحاظ سے ایک معیاری رسالہ ہے آپی کشور کرن پتوکی کی کا خط بہت پسند آیا سٹوریز میں عشق تیرے وچ جوگی ہویا اور ویران گلشن بہت اچھی تھیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ نئے لکھنے والوں کو بھی جگہ دیں اور کا بہت تھینکس کہ آپ نے مجھے اس میں لکھنے کی جگہ دی آخر میں اپنوں کو کچھ کہنا چاہوں گی کہ میں آپ سب کو بہت مس کرتی ہوں جیا عباس خوش رہا کریں بے بی خوش ہیں ناں آپ یا نہیں دعا ہے کہ جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

کچھ لوگ میری دنیا میں خوشبو کی طرح ہیں۔۔روز محسوس تو ہوتے ہیں پر دکھائی نہیں دیتے۔

------------------شازیہ حبیب اوکاڑہ

جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں جون کا جواب عرض دکھ سکھ اپنے اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے چوبیس مئی کو میں نے فیصل آباد سے خریدا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جو بہت ہی اچھا تھا اس کے بعد والدین کی قدر جس سے مجھے سبق حاصل ہوا خلیل احمد ملک شیدانی شریف نے بہت اچھا لکھا۔ اس کے بعد ماں کی یاد میں آپی کشور کرن جو ویسے بھی اپنی مثال آپ ہیں مگر ماں کی یاد لکھنے میں انہوں نے اور بھی کمال کر دیا کیا خوب لکھا ہے انہوں نے لفظ ماں میرے الفاظ سے بڑھ کر لکھا ہے۔ اس کے بعد غزلیں تو سب کی ہی اچھی تھیں سب لکھنے والوں نے اپنا اپنا فن دکھایا ہے جن میں پھر آپی کشور کرن ہی کی شاعری اچھی تھی اک غزل ہے ان کی جو۔ دستور زمانہ کی ہم سے نگرانی نہیں ہوتی۔ بہت ہی اچھی ہے مگر یہ غزل اس ماہ میں چار بار آئی ہے اس کے بعد کہانیاں جو سب نے ہی لفظوں کے موتی نا کرانہیں پرویا ہے جن میں بے وفا شوکت علی انجم عشق تیرے وچ جوگی ہویا حماد ظفر بادی۔ جلتے خوابوں کی راکھ ملک عاشق حسین۔ اجڑی ہوئی محبت ندیم عباس تنہا۔ تلاش ایم ولی عوان ہیں ہو جو میرے دل میں ہے سلیم منیو محبت اور وفا کے پھول سمیرا ریاض۔ کیا پایا کیا کھویا ماجدہ رشید۔ دکھ سکھ اپنے رفعت محمود میں محبت اور مسکان فرزانہ سرور۔ معصوم قاتل یونس ناز۔ بے ضمیر لڑکی آصف دکھی۔ آدھی رات کی دستک شہزاد کنول۔ مجھے تلاش ہے ایم جبرائیل آفریدی۔ ویران گلشن جاوید نسیم۔ محبتوں کے زخم عمر حیات سب کی سب کہانیاں انمول موتی ہیں وہ ایک الگ بات ہے کسی کو وفا ملی تو کسی کو بے وفائی مگر لکھنے میں کوئی بھی کم نہیں رہا ہر کسی کے لفظ موتیوں کی طرح پروئے ہوئے ہیں جن میں ان سب رائٹرز کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

عمر دراز آکاش اور ساقی صاحب آپ کہاں گئے ہو صبیحہ فیصل آباد آپ بھی نظر نہیں آتیں اس کے بعد وفا کرنے والے رابطہ کریں وفا ہی ہے کی اب نہیں جسی وفا کی تلاش ہے اللہ تعالیٰ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے باقی سب کو سلام اور کرن آپی کو بھی بہت بہت سلام پیش کرتا ہوں آپ سب ہمیشہ مسکراتے رہو آمین۔

پانی سے بھری آنکھیں لے کر مجھے گھورتا ہی رہا جلر۔۔ وہ آئینے میں گھرا شخص پریشان بہت تھا۔

------------------عامر سہیل جگر راجپوت بھٹی سمندری

ایک طویل انتظار کے بعد بھی عید سے چند روز پہلے بھی نومبر کا جواب عرض ملا نہیں شاید جواب عرض کو کسی کی نظر لگ گئی ہے اللہ نہ کرے یا پھر وہ پھر کسی کو نظر نہیں آ رہا اس میں ذاتی زندگی پر مبنی حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری کی تحریر غموں کی اداس وادی نے دل کو ہلا کر رکھ دیا بیٹھے بیٹھے آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ گھر میں سب کچھ ہوتے ہوئے بھی بیوی بچے پھر بھی زندگی غموں کی وادی بن جاتی ہے حکیم بھائی جس رات کہانی پڑھنے کے بعد آپ سے

ملاقات میں آپ نے یہ ظاہر ہونے دیا کہ آپ پر کھلے پھول سے پہلے کانٹے ہوتے ہیں پھر بھی میرا دعا ہے آپ کی زندگی مسکرانے لگے اس بار پاکستان آ کر کافی دوستوں سے فون پر رابطے ہوئے مجھے بھی خوشی ہوئی دوسرے ساتھیوں کو بھی خوشی ہوئی حکیم جاوید صاحب سے تو ملاقات ہوئی باقی دوستوں میں ارمان سنگم۔ انتظار حسین ساقی جمیل فدا خیر پوری۔ مجید احمد جائی۔ ندیم عاشق۔ نثار احمد حسرت۔ ریاض شاہد صاحب۔ صدا حسین صدا۔ ذوالفقار علی۔ آفس منیجر ریاض احمد۔ ظفر نور بھٹی۔ الطاف حسین دکھی۔ ندیم جٹ۔ ابرار جٹ۔ احسان جٹ۔ نعیم جان۔ اور بہت سارے میرے ذہن میں تمام ہیں باقی دو سٹوریاں بھیجی ہیں نجانے کب ان کو جواب عرض میں جگہ ملے گی جب یہ خط شائع ہوگا میں واپس کویت جا چکا ہوں گا الوداع پاکستان الوداع دوستو۔

شہزادہ سلطان کیف۔ الکویت

اسلام علیکم۔ ماہ مئی کا تازہ ترین شمارہ کافی تک و دو کے بعد تین مئی کو گلستان بک سٹور سے ملا جو ہاتھوں سے نکل کر دل میں اتر گیا اس میں سرورق عمدہ تھا پری نما چہرہ حسینہ کی خاص بات اس کی غزل آنکھیں تھیں اسلامی صفحہ پڑھ کر دل کو تسکین ہوئی ابھرتے ہوئے شاعروں میں ثمینہ محمود عابدہ رانی اور اسلم جاوید کی شاعری بے مثال تھی کہانیوں کا آغاز جلتے خوابوں کی راکھ سے کیا جو سچ بیانی کی ایک عمدہ مثال تھی پہلی قسط نے ہی بہت متاثر کیا دوسری قسط کا انتظار بڑی شدت سے ہے امید ہے جلدی ہی منظر عام پر آ جائے گی دیگر کہانیوں میں پچھتاوا۔ میرا نصیب۔ انتقام۔ پگلی لڑکی۔ محبت کے بھرم۔ ہم جدا ہو گئے۔ اور محبت کا درد اپنے مقام پر اپنی حیثیت کی عکاسی کر رہی تھیں اس کے بعد میری زندگی کی ڈائری میں عامر وکیل جٹ۔ اور ریاض احمد کی ڈائری بہت عروج پر تھی آئینہ روبرو میں پڑھنے دوست جلوہ فروش تھے میری طرف سے خلوص بھرا اسلام ہو۔ ڈیئر قارئین روبرو میں خطوط کی محفل ایسا مقام ہے جہاں ہم سب مل کر خوشی اور غم بانٹ سکتے ہیں اپنے دل کا غبار تک نکال لیتے ہیں اس لیے ایک دوسرے کا احساس ہونا چاہئے میری خداوند کریم سے اپیل ہے کہ یہ الفت اسی طرح قائم و دائم رہے۔ آمین۔ چند تحریریں آنکھوں کی زینت بنی جنہیں دیکھ کر لبوں پر مسکان بکھر گئی آخر میں جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام اور ہمیشہ کی طرح ان کے لیے دعا گو ہوں کہ خدا کریم جواب عرض کا معیار عروج پر لانے والوں کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔

ایم افضل کھرل۔ کاؤں عظیم والا ننکانہ صاحب

اسلام علیکم قارئین۔ اگست کا شمارہ جلد ہی مل گیا بڑی خوشی ہوئی سب سے پہلے اسلامی صفحہ پھر ماں کی یاد میں پڑھا کشور کرن آپی اور شاہد اقبال نے دونوں نے ہی زبردست لکھا ہے اس بار شاعری بھی کمال کی تھی کہانیوں میں ابھی صرف زلف محبوب ہی پڑھی ہے باقی کا موقعہ ہی نہیں ملا اس لیے کہ گھر میں پچھلی ماتم صف تھی قارئین جولائی کے درمیان تاریخوں میں جانے کس کی نظر لگ گئی میں۔ میری مما۔ میری نانی بڑی امی۔ خالہ ماموں اور بی جی گوجرانوالہ رشتہ داروں کے ہاں تعزیت پر جا رہے تھے واپسی پر روڈ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے میری خالہ۔ ماموں۔ بی جی۔ اور بڑی امی کی موقع پر ہی ڈیتھ ہو گئی میں اور میری مما بچ تو گیں مگر زخمی بہت زیادہ ہوئیں مجھے سمجھ نہیں آتا میں تو اپنے ماموں کے ساتھ فرنٹ پہ بیٹھی تھی جب سامنے والا شیشہ ٹوٹ کر ماموں کی جان لے سکتا ہے تو میں کیسے بچ گئی او گاڈ سوچ سوچ کر میرا دماغ شل ہونے لگا ایک گھر سے اٹھے اکھٹے چار جنازے اف اللہ سوچ کر ہی روح کانپتی ہے بلکہ سامنے پڑے تھے تو میں سکتے میں تھی پتہ نہیں اب جی کیسے میں عصاب

کتابوں میں رکھ کر خط لکھ رہی ہوں شاید کچھ عرصہ تک میں نہ لکھ سکتی مگر ندیم عباس ڈھکو صاحب تم نے مجھے لکھنے پر مجبور کر دیا ہے تم جانتے ہو ہم دوست بعد میں ہیں اور ہم میں پہلے بہن بھائی کا رشتہ ہے تمہیں یاد ہو میں تم سے ایک ہی سال بڑی ہوں جس کی مجھے خوشی بھی ہے مجھے تم آپی کہتے تھے تو مجھے خوشی ہوتی تھی سنو تم نے جس لہجے میں بات کی مجھے بہت برا لگا تم شاید نہیں جانتے مجھے مرد ذات سے نفرت ہے چاہے وہ میرا بھائی ہے چاہے میرا باپ تم ان سے ڈفرنیٹ تھے عزت کرنا جانتے تھے مجھے اچھا لگتا تھا تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے میں اتنی بے غیرت گری ہوئی لڑکی نہیں ہوں کہ جواب عرض کے لڑکوں کے نمبرز اور ایڈریس ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں کنٹیکٹ کروں میں نے کہا نہ مجھے مرد ذات سے نفرت ہے ایک تم ہو جسے میں نے ہمیشہ بچوں کی طرح ٹریٹ کیا تھا تم نے میرا اعتماد توڑا ہے مجھے برا لگا تم نے جس طریقے سے جس لہجے میں بات کی جواب دیا بہت ہی برا لگا اگر کوئی مجھ سے پوچھتا کہ تیرا غرور کیا ہے تو میں ہمیشہ یہی جواب دیتی کہ میرا غرور میرے بھائی ہیں ندیم تم نے میرا غرور توڑا میں تم پہ افسوس کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی آئندہ میرا جواب عرض میں کوئی بھی خط یا کوئی تحریر شائع ہوا تو اس میں تیرے بارے میں کچھ بھی نہیں ہوگا بلکہ اسے میں اپنی توہین سمجھوں گی اس خط سے پہلے میں نے بہت سی تحریریں بھیجی ہیں ان میں تمہارا ذکر ہوا ہے تو معذرت میں ادارہ جواب عرض سے عرض کروں گی کہ اس خط سے پہلے میری کوئی بھی تحریر میں ندیم کا ذکر ہو تو خدارا اسے کاٹ دیا جائے باقی شائع کر دے اس کے علاوہ میں کچھ بھی نہیں کہوں گی تم سے تمہیں اچھا لگا اچھی بات ہے برا لگا اور بھی اچھی بات ہے آئندہ خیال کروں گی آئینہ روبرو میں کرن آپی ۔ زارا زکیہ ۔ عبدالجبار رومی کے خط اچھے تھے باقی سلسلے بھی اچھے تھے کہانیاں ابھی نہیں پڑھیں پڑھ کر وضاحت کروں گی اور ادارہ سے میری ریکویسٹ اور التجاہ ہے کہ پلیز اس خط کا حرف حرف شائع کریں کیوں کہ ندیم صاحب کو میرے بارے میں جو غلط فہمی تھی وہ دور ہو جائے پلیز ریاض بھائی ضرور شائع کرنا آئندہ اتنا لمبا خط نہیں لکھوں گی پر امس آخر میں تمام قارئین سے گزارش ہے کہ میری بڑی امی ۔ بی جان ۔ ماموں اور خالہ کے لیے دعائے مغفرت کے لیے دعا کریں اور میری اور میری مما کے لیے صحت اور تندرستی کی دعا کریں پلیز اللہ حافظ

----------------------- ندا علی عباس ۔ سوہاوہ گجر خان

سب سے پہلے تمام قارئین کو محبتوں بھرا اسلام میں جواب عرض کا سات سال سے خاموش قاری ہوں آج پہلی بار لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں امید کے ادارہ میری بجائے حوصلہ شکنی کے حوصلہ افزائی کرے گا جون کا شمارہ پڑھ کر بہت اچھا لگا تمام رائٹر بہت اچھا لکھتے ہیں ایم نسیم جاوید چوہدری ۔ ماجدہ رشید ۔ ثمینہ بٹ ۔ رفعت محمود ۔ سائرہ ارم ۔ محمد شہزاد کنول ۔ فرزانہ سروز ۔ اور باقی رائٹرز بھی بہت اچھا لکھتے ہیں غزلوں میں تو آپی کشور کرن کا کوئی ثانی نہیں آپی کشور کرن کی شاعری بہت اچھی ہوتی ہے ریاض احمد سے ریکویسٹ ہے کہ رسالے میں جگہ دے کر حوصلہ افزائی کریں گے شکریہ خدا حافظ ۔

----------------------- ملک وسیم عباس ۔ قتال پور

اسلام علیکم سب کو میری طرف سے اتھا گہرائیوں سے سلام محبت پیش ہو ۔ کچھ ماہ میں اپنے جواب عرض سے دور رہا ہوں جس کی وجہ میرے میٹرک کے اینول ایگزامز تھے اب میں ایگزامز سے فارغ ہو گیا ہوں اب جواب عرض کے لیے کچھ نہ کچھ بھیجتا رہوں گا ۔ اب آتے ہیں اصل بات کی طرف جناب والا جون کے مہینے میں جواب عرض کو سینتیس ساہ ہو گئے تھے ہپی برتھ ڈے ٹو یو ۔ ہپی برتھ ڈے جواب عرض سر جواب عرض کی سینتیسویں سالگرہ بہت بہت مبارک ہو میری طرف سے جواب عرض کی پوری ٹیم کو بہت بہت مبارک ہو میری طرف سے

محمد اقبال کی شاعری

فون۔ 0315.1260796

شکوہ زندگی

شکوہ زندگی تقدیر لکھ رہا ہوں
سر بازار بے مول بک رہا ہوں
اے انسان تو راہ منزل سے کیوں بھٹک رہا ہے
جب کہ میں دور سے ہی دیکھ رہا ہوں
کچھ حاصل نہیں اس تجارتی بازار سے
نادان نہیں ہے تو ازل سے حشر تک سمجھ رہا ہوں
سمجھ اس زندگی حقیقت کو
سنبھل جا میں تجھے پھر سے اپنا رہا ہوں

میں ہر انسان کے بدلتے رنگ رہا ہوں
کیا ہے تیری خدائی بس یہ دیکھ رہا ہوں
سوچتا ہوں کبھی کبھی کہ اپنی حدوں کو پار کر لوں
مگر صرف اب تک تیری رضا دیکھ رہا ہوں
کر دے ایسا کرم کہ میں کسی کے کام آ سکوں
ہوگا تیرا احسان میری زندگی پر یہ التجا کر رہا ہوں

اتنے بھی ستم نہ کر کسی پر کہ وہ زخموں سے چور چور ہوجائے
ایسا نہ ہو کہ حالات سے لڑتے لڑتے تیری خدائی سے دور ہوجائے
مانا کہ زندگی بھی امانت ہے تیری
اور امتحان لینا حق ہے تیرا
مگر ساری زندگی بھی کسی کے امتحان نہ لے کہ اس کی زندگی بے نور ہوجائے

جس کی سوچ ہوتی ہے بلند چٹانوں میں
اس کی زندگی بسر ہوتی ہے اکثر میخانوں میں
کھو دیتا ہے وہ اپنا سب کچھ اک لفظ وفا کی خاطر
تنہائی اس کی محفل ہوتی ہے
اور منزل ہوتی ہے آسمانوں میں

ہو کر دور ساری خدائی سے اس شخص کی پوجا کی تھی
کھو گیا تھا ان آنکھوں میں جس نے محبت کی انتہا کی تھی
اس محفل میں خاموشی نے ہمیں گھیر رکھا ہے
پھر بھی بچاری آنکھوں نے گفتگو محبت کی تھی

بزم شناسائی کے عالم میں تھا
وہ محبت کے مارے ہوئے دیوانوں میں سے تھا
وقت عشق نے زخموں کو ناسور کر دیا
ورنہ وہ اپنے زخموں کو خود ہی سی لیتا تھا
وقت حالات کا مارا ہوا یہ بے جان پنچھی
کبھی عاشقوں کی محفل کی جا ہوا کرتا تھا

کھڑا ساحل پہ سمندر کی گہرائی دیکھ رہا تھا
بدلے ہوئے لہجے برستے ہوئے ماحول کو دیکھ رہا تھا
بک رہا تھا ہر انسان کاغذ کے ٹکڑوں کی خاطر اقبال
خوشیوں کے بازار میں ماتم سر عام دیکھ رہا تھا

محمد اقبال۔ انارکلی لاہور

گل پری کے نام

امید ہے کہ آپ ٹھیک ہوں گی میری طرف سے آپ کو بہت بہت عید مبارک قبول ہو میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور ہمیشہ رہیں گی کبھی بھی خود کو دکھی یا پریشان نہ کرنا

محمد اشرف زخمی دل۔ ننکانہ صاحب

جواب عرض کے پڑھنے لکھنے والوں کو جواب عرض کی سالگرہ مبارک ہو میں آل ورلڈ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں 2027ء میں یعنی تیرہ سال بعد جواب عرض بھی نصف صدی کا حصہ بن جائے گا یہی وہ پودا ہے جس کو شہزادہ عالمگیر نے صاحب نے جون 1977 کو لگایا تھا اب یہ پودا ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے میری اللہ سے دعا ہے شہزادہ عالمگیر کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے آمین میری تمام لوگوں سے اپیل ہے کہ وہ اس درخت کو بڑھائیں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس کی شاخوں کو کاٹ رہے ہیں پلیز ایسا مت کریں اس کو پانی سے سیراب کریں تا کہ اس کی چھاؤں آپ کو میسر آسکے اور آپ اس کی چھاؤں میں بیٹھ کر سکون حاصل کر سکیں میری شہزادہ التمش سے گزارش ہے کہ جون کے مہینے میں جواب عرض کی سالگرہ کے بارے میں ضرور لکھا کریں تا کہ لوگوں کو جواب عرض کی سالگرہ کا پتہ چل جائے ایک بار پھر اقصد علی فراز کی جانب سے ہیپی برتھ ڈے ٹو یو جواب عرض ۔جیو ہزار سال آخر میری دعا ہے کہ جواب عرض دن دگنی رات چگنی ترقی کرے آمین السلام

--------------اقصد علی فراز ۔پانڈوال بہاؤالدین ۔

اسلام علیکم جناب ریاض صاحب ماہ اگست کا شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے سب کی کہانیاں اچھی تھیں بھائی حسن رضا رکن سٹی دوست یا دشمن ۔میرے بھائی راشد لطیف صبر ے والا میری آخر محبت بھائی مقصود احمد بلوچ ۔انوکھی محبت بھائی سیف الرحمن زخمی سیالکوٹ ۔محبت زندہ ہے میری بھائی عاصم شاکر چوک میتلا ۔یہ سٹوریز مجھے بہت پسند آئیں وہ صبح میں نہیں بھول سکتا جب راشد لطیف نے مجھے کال کی شاہد یار میں آپ کے گھر آرہا ہوں میں نے کہا ویلکم اور شام کو راشد میرے پاس آ گیا رات گپ شپ میں گزری صبح ہم نے لاہور ریاض صاحب کے پاس جانا تھا صبح ہم خانیوال کے اڈے پر تھے جب گاڑی آئی تو ہم بیٹھ گئے سفر خوشگوار گزر رہا تھا ہم لاہور پہنچے ریاض صاحب کے ساتھ سیر کرنے کا بہت مزہ آیا شالامار باغ کی چہل قدمی کی دل تو نہیں کر رہا تھا مجبوراً رات کو گھر لوٹنا پڑا ریاض صاحب کا خلوص اور محبت ہمیشہ یاد رہے گی ریاض صاحب بہت اچھے انسان ہیں اللہ ان کو ہمیشہ لمبی عمر دے آمین ۔آخر میں ان لوگوں کو سلام بھائی راشد لطیف صبرے والا ۔اے ڈی بلوچ اور سمرین مظفر گڑھ ۔کومل مہناز ڈی جی خان ۔اس سب کو میرا سلام انسان کی چار دن کی زندگی ہے دو دن اللہ کے ساتھ گزار دو اگر بہت مجبور ہو تو دو دن بے وفا لوگوں کے ساتھ گزار لو آپ کا چھوٹا سا بچہ ۔

------------شاہد رفیق سہو ۔چک جسو کا نویں کبیر والا

آخری عشق طویل انتظار کے بعد ہاتھوں کی زینت بنا سرورق پر خوبصورت حسینہ اپنی تمام تر حشر انگیز اور رعنائیوں کے ساتھ براجمان تھی چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ مکمل شخصیت کی غماز کرتی تھی آس وزاس کی کیفیت میں جواب عرض کو کھولا تو یا سیت کا دورہ پڑا اک طویل عرصے بعد بھی میری کہانی نہ پا کر دل کون کے آنسو رو یا لیکن میرے محترم بھائی ندیم اور منظور اکبر کی کہانی دیکھی تو دل کو تھوڑا سا سکون ہوا مس افشاں نزالہ مغل اور انبسہ ناز کو پڑھ کر لگا کہ جیسے ان کی اصل جگہ کہیں اور ہے رفعت محمود اس بار پھر دل کے سکون کو تار تار کر گئے نثار احمد حسرت ۔حاجی انور لانگ ۔اور بہت جلد اپنا نام بنانے والی ثمینہ بٹ کی تحریریں قابل دید تھیں سر اگر ملاقات کالم ختم کر کے کوئی اور کالم شروع کر دیں تو ضرور جواب عرض میں نیا پن آئے گا آخر میں ایک ریکویسٹ ہے میری کہانی اور ڈائری شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں اللہ نگہبان ۔

------------محمد عرفان ملک ۔راولپنڈی

اسلام علیکم امید ہے خیریت سے ہوں گے میری ریاض احمد بھیا سے شکایت ہے کہ انہوں نے مجھے میری

کوپن جواب عرض میں مختصر اشتہارات کیلئے استعمال کریں

آپکے دیئے گئے ان اشتہارات کا مضمون بے حد مختصر، واضح اور خوشخط انداز میں ہونا چاہیے اگر اشتہار کمرشل ہے تو اس کی فیس ۸۰۰ روپے ارسال کریں۔ ورنہ اشتہار ضائع کر دیا جائے گا......ایڈیٹر

....

....

....

نام .... مکمل پتہ ....

....

کوپن کالم ملاقات کیلئے

یہ کوپن ہمیں کالم "ملاقات" کیلئے کاٹ کر ارسال کریں

جواب عرض

اور اس میں اپنا تعارف لکھ دیجئے۔ کوپن کے ساتھ کسی قسم کی کوئی فیس یا ڈاک ٹکٹ ارسال نہ کریں، کوپن کے بغیر آپ کا تعارف شائع نہیں کیا جائے۔

نام .... عمر ....

مشغلے ....

مکمل پتہ ....

....

....

اس کوپن کے ہمراہ اپنی ایک عدد تصویر ارسال کریں، ہم شائع کریں گے۔ ایڈیٹر

تحریر سے اگاہ نہیں کیا تھا باقی تمام کہانیاں اچھی ہیں انہیں پڑھنے میں مزہ آتا ہے پلیز میرا بھی خایل کرنا میری تحریر شائع کرنے میں آخر میں سب کو سلام۔

-------------کوثر عبدالقیوم عرف سونو مظفر آباد

اسلام علیکم اگست کا خلش نمبر جو بہت جلد مل گیا بلکہ سب سے پہلے مجھے ہی ملا ایک دن میں ہی سارا پڑھ لیا سب کہانیاں اچھی تھی جن میں عاشق حسین ساجد۔ رفعت محمود حسن رضا رکن سٹی شاہد رفیق راشد لطیف نجم دانش ندیم طارق انتظار حسین یونس ناز اللہ دتہ ایم عاصم ایم وکیل۔ شگفتہ ناز محمد خان انجم اشرف سانول مقصود احمد بلوچ۔ اور بھی بہت سے نام ہیں میری دعا ہے اسی طرح ہی لکھتے رہو اور جو بیمار ہیں وہ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں میری دعا ہے اللہ سے میں امید کرتا ہوں سب کی عید اچھی گزری ہوگی آپ سب کے نام۔

کبھی پسند نہ آئے ساتھ میرا تو بتا دینا دوستو۔ تم شکوہ بھی نہ کر پاؤ گے ہم اتنا دور چلے جائیں گے

آخر میں سب کو میری طرف سے سلام اور بہت ساری دعائیں اور تہہ دل سے بلکہ جان سے پیار و محبت سب کے لیے آپ کی دعاؤں کا طلب گار۔

-------------محمد زبیر شاہد ملتان

سلام عقیدت۔ امید ہے سب رائٹرز اور قارئین خیریت عافیت سے ہوں گے جولائی کا پرچہ کامیاب اور نامور لکھاریوں کی خوبصورت تحریروں سے سجا ہوا ملا اس میں دوستو پیار و محبت کے خلوص کے جذبے پائے اس کے علاوہ معاشی و معاشرتی اور سماجی ولسانی سبھی سلسلوں کو دوستوں نے بھرپور طریقے سے اجاگر کیا اور آپ نے زندگیم کے ہر پہلو پر چے میں ہر ممکن کوشش کی یہ بلا شعبہ آپ کی بیکراں محنتوں سوچوں اور کوششوں کے مرہون منت ہے اور یہی ایڈیٹر کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہے نثار احمد حسرت۔ رفعت محمود ایم نسیم جاوید چوہدری۔ ملک علی رضا عاشق حسین ساجد۔ ولی اعوان اللہ دتہ چوہان۔ حاجی انور لانگ۔ کے علاوہ بہت سے دوسرے رائٹرز اسے سنوارنے سجانے اور اس کی ترسیل طریقے بڑھانے مین دن رات کوشاں ہیں جو کہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقہ سے نبھار ہے ہیں جو بلا شبہ سراہنے کے قابل ہے۔ سبھی کو میرا سلام۔

-------------ایم حسن نظامی۔ قبولہ شریف

جون کا شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے سب نے اچھی سٹوریاں لکھی ہیں بے ضمیر لڑکی آصف دکھی تلاش ولی اعوان محبتوں کے زخم۔ عمر حیات۔ سلامت رہے دوستی عافیہ خان۔ مجھے تلاش ہے جبرائیل آفریدی وہ ہمسفر تھا میرا سائرہ ارم اجڑی محبت۔ امداد علی ندیم۔ جلتے خوابوں کی راکھ۔ عاشق حسین ساجد۔ ویران گلشن۔ جاوید نسیم چوہدری۔ کیا پایا کیا کھویا ماجدہ رشید چار دنوں کا پیار خرم شہزاد۔ دکھ سکھ اپنے رفعت محمود۔ باقی سب کی سٹوریاں اچھی تھیں آخر میں چند دوستوں کو سلام پیش کرتا ہوں شاہد رفیق سہو ساجد حسین ڈھکو۔ وقاص ساگر مجید احمد جائی۔ انعام اللہ خان۔ رضوان اکاشان کو میرا سلام۔ جناب ریاض صاحب فقیر کی سٹوریاں پڑھی انکو بھی جگہ دیں مہربانی ہوگی۔ آپ کا اپنا۔

-------------راشد لطیف۔ صبرے والا۔